آسمان کے رنگ
از : کائنات زہرہ
"تم...."
شومیز نے اٹھ کر آنکھیں مسلتے ہوئے کہا.... ابھی وہ اپنا
موبائل اٹھاتا کہ رجو بولنا شروع ہو گئی....
"شاہ.... دیکھو میں... مجھے نہیں پتا تھا... آپ سو رہے ہو... سو
جاؤ سو جاؤ..... اللہ معاف کرے آپ بھی کرنا..."
اس نے ٹھا سے دروازہ بند کر دیا۔
شومیز نے گھڑی دیکھی.... وہ اتنی دیر تک سوتا رہ گیا.....
"یہ لڑکی بات کیوں نہیں سنتی پوری...." اس نے مسکراتے
ہوئے کہا.... اور بیڈ سے اتر آیا......

مکمل ناول

ناول: آسمان کے رنگ

از قلم: کائنات زہرہ

باب نمبر ا

استکبار

”کیا کہا شاہ صاحب آ رہے ہیں؟ “

اس نے جلدی جلدی سارا گند سمیٹا..... وہ کچن میں کھڑی صفائی کر رہی تھی لیکن صفائی کرتے کرتے ہی اس نے وہ سب گند پھیلا دیا تھا وہ نئی طرز کا بنا کچن تھا جس کے درمیان میں کاؤنٹر بنا ہوا تھا... سفید ٹائلوں کا بنا یہ کچن جس میں لکڑی کا کام ہوا تھا اور چھوٹے چھوٹے لکڑی کے کیبن بنے ہوئے تھے.... ایک طرف دائیں جانب شیشے سے بنی ہوئی الماری تھی جہاں مہنگے قسم کے برتن رکھے گئے تھے۔ رجو وہاں صفائی کا کام کرتی تھی اس کے مطابق تو جس طرح کے انگریزی کھانے شاہ کھاتے تھے وہ حلال بھی ہونگے یا نہیں کوئی پتا نہیں تھا..... تو اسے وہ پکانے آتے ہوں اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ....

“ ....ویسے کون سے شاہ آ رہے ہیں؟ وہ تو میں پوچھنا ہی بھول گئی “

.....اس نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

"وڈے پیر جی تو کل ہی وفات پا گئے ہیں.... اللہ جنت دے اب جو وڈے (بڑے) پیر ہیں پیر شناور شاہ وہ تو نہیں آ رہے ہونگے.... کیونکہ وہ تو باہر ڈیرے میں ہی ہیں..... اس تو نکے (چھوٹے) پیر علی شاہ وہ بھی باہر ہی ہیں اور ایک وہ.... اس کا تو نام بھی نہیں لینا پھر کون سے پیر آ رہے ہیں؟"

اس نے دل میں سوچتے ہوئے دوبارہ سے اپنا کام شروع کر دیا..... شناور شاہ اور علی شاہ دونوں بھائی تھے اور وہ دونوں حیدر گیلانی شاہ کی اولاد تھے اور ایک ان کی بہن تھی جو کہ کنواری تھی اور اب عمر بھی چالیس سال ہو چکی تھی.... علی شاہ چھوٹا تھا جبکہ شناور بڑا تھا.... علی شاہ کے تین بچے تھے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا.... بڑی بیٹی کا نام دلکش زہرا اور چھوٹی کا نام رباب تھا جبکہ بیٹے کا نام سجاد تھا۔ شناور شاہ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام شومیز تھا۔

"شومیز شاہ آ گئے ہیں شومیز شاہ آ گئے ہیں۔"

باہر ہلچل مچ گئی تھی۔

"لو جی اب یہ شومیز شاہ کون اے؟؟؟؟ کوئی نیا شاہ نکل آیا ہے؟"

اس نے اس وسیع کچن سے باہر جھانکا جہاں سے گھر کا ہال نظر آ رہا تھا اور بہت سے لوگ ادھر ادھر بیٹھے نظر آ رہے تھے..... "رجو جلدی جلدی کام ختم کر اور اس شاہ کا بھی دیدار کر کے آ....." اس نے اپنے ہاتھ جلدی جلدی چلانا شروع کر دیے تھے..... لیکن شاید اس کا دن اچھا نہیں تھا وہ شومیز شاہ کو نہیں دیکھ پائی تھی.... جب وہ باہر نکلی تو اسے سب نظر آئے لیکن اب پہلے جیسا شور کہیں تھم چکا تھا شاید شومیز شاہ اپنے کمرے میں جا چکا تھا.....

"آخر یہ چیز کیا ہے شومیز شاہ جس کے آنے پر اتنا شور برپا ہو گیا ہے؟"
رجو نے دل میں سوچا.... لیکن پھر اپنا پراندہ گھوماتی باہر لان میں چل دی جہاں دریاں بچھائی گئیں تھیں گھر کے لان میں ایک بارہ دری بنائی گئی تھی جس کی گول چھت تھی اور نیچے پتھر کے بنچ بنے ہوئے تھے.... ان دریوں پر بہت سی عورتیں بیٹھی تھیں اور وہ سب کی سب گاوں کی عورتیں تھیں.... اب رجو ان کو کھانا کھلانے میں مصروف ہو چکی تھی اور شومیز شاہ کو دیکھنے کا بھوت اس کے سر سے اتر چکا تھا..... تقریباً شام کے وقت رجو نے بڑی حاجن سے اجازت لی تھی بڑی حاجن شناور شاہ اور علی شاہ کی والدہ اور حیدر شاہ کی بیوی تھیں عمر بے شک ان کی بہت ہو چکی تھی لیکن گھر میں راج بڑی بیگم کا ہی تھا....... رجو گھر سے نکلی تو سامنے ہی ڈیرہ تھا..... شاہوں کا ڈیرہ ان کی حویلی سے بھی بڑا تھا...... دو تو بڑے بڑے لان تھے جن کے ارد گرد مہنگے پودے لگے ہوئے تھے..... ڈیرے میں پانچ تو کمرے تھے اور ڈیرے کا کچن الگ سے تھا..... جہاں آدمی باورچی تھے ......

ڈیرے میں کوئی بھی مہمان آتا تو اس کا کھانا ادھر بنتا تھا اور گھر میں عورتیں باورچی تھیں.... رجو کی نظریں شاہوں کے خوبصورت ڈیرے میں جس شخص کو ڈھونڈ رہی تھیں وہ اسے دور کھڑا شناور شاہ کو پانی دیتا ہوا نظر آ گیا تھا.... اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچ گئی تھی.... وہ اس کے ابا تھے جو سفید پگڑی میں کھڑے تھے.... دن بھر کی تھکن ابا کو دیکھ کر کہیں غائب سی ہو گئی تھی..... لیکن یہ کیا؟ ابا کے ہاتھ سے پانی کا گلاس گر چکا تھا...... اور اب شناور شاہ کے چہرے کے بدلتے تاثرات رجو دیکھ سکتی تھی وہ ڈیرے کے برآمدے میں بیٹھے تھے لیکن رجو ان کو باخوبی دیکھ سکتی تھی .....

رشید لگتا تمہاری آنکھیں خراب ہو چکی ہیں..... اپنی آنکھوں کا علاج کرواو..... وقت کے ساتھ ساتھ "

"... تمہاری عمر کے ساتھ عقل بھی ختم ہوتی جا رہی ہے..... نہیں ہوتا تم سے کام تو مت آیا کرو یہاں

".... شاہ جی معاف کر دو.... آئندہ ایسا نہیں ہو گا "

لیکن اس مغرور شاہ کی انا کو تسکین کیسے ملتی؟ ابھی تک تو چند لوگوں نے رشید کی بے عزتی ہوتے دیکھا تھا جو

..... شاہ کے آگے ہاتھ باندھے کھڑا تھا

"..... تم ابھی کہ ابھی میری نظروں کے سامنے سے دفع ہو جاو.... شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا میں تمہاری "

.... شناور شاہ نے غصے سے اسے جانے کا حکم دیا

"...... بس بھائی جان اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا اور تم جاؤ یہاں سے رشید "

.... علی شاہ نے شناور کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی

.... رجو تو یہ دیکھ کر ہی کھو (ڈیری فارم) کی طرف بھاگ چکی تھی

____

"ابا تو نے اب نہیں جانا شاہوں کے ڈیرے.... جانتا ہے نا کس قدر بے عزتی کرتے ہیں۔ "

وہ ابا کو گھڑے کا پانی دے رہی تھی گلے میں گلابی رنگ کا ریشمی دوپٹہ تھا گلابی ہی رنگ کی سادہ قمیض تھی جس پر شیشے لگے ہوئے تھے اور نیچے سادہ گلابی شلوار تھی۔ بال پراندے میں قید تھے۔ اس کے ابا چارپائی پر آ کر بیٹھے تھے ان کے سر پر پگڑی تھی جو لگتی تو پرانی تھی پر صاف ستھری تھی وہ دونوں درخت کی چھاؤں میں بیٹھے تھے وہ تقریباً دو ایکڑ پر مشتمل ڈیری فارم تھا جس کی چار دیواری کی گئی تھی ایک طرف بھینسیں کھڑی

تھیں اور ایک طرف صاف صاف ستھرے کمرے بنائے گئے تھے ان کے آگے درخت اپنی چھاؤں بنائے کھڑے تھے اس کی چار دیواری کے ساتھ ساتھ بھی گھنے بڑے درخت تھے.... گرمی کا موسم تھا اور اس وقت ان درختوں کی چھاؤں اور ہوا اس گرمی کو کم کرنے کے لیے کافی تھی اسی کی ایک جانب ٹیوب ویل لگا ہوا تھا جس کا پانی نکل کر شاہوں کی زمینوں کو سیراب کرتا تھا۔

"پتر اینج گل نہ کر ابھی بھی تو شاہوں کی زمین میں کھڑی ہے اور ان کا دیا ہوا کھا رہے ہیں۔ "

اس کو پیچھے سے آواز آئی تھی وہ ایک عورت کی آواز تھی جو مٹی کے بنے چولہے پر آگ جلا کر کچھ پکانے میں مصروف تھی اور ساتھ ساتھ اس آگ کو جلانے کے لیے گوبر کے بنے اپلے چولہے میں ڈال رہی تھی۔

اس نے اپنا پراندے کو گھومایا اور بے بے کے پاس گئی۔

بے بے بس کر.... اب ان کی اتنی نوکری کرتے ہیں تو یہ سب دیا ہوا ہمیں کون سا اپنی حویلی میں رکھ لیا "

".....اور سامنے جو پینڈ نظر آرہا ہے نا

اس نے سامنے گاوں کی طرف اشارہ کیا یہ ڈیری فارم گاوں سے تقریباً پیدل دس منٹ کے فاصلے پر تھا جبکہ رجو کہ خیال سے دوڑتے دوڑتے جائیں تو تین منٹ لگے گے... آخر کو رجو کا سکول بھی تو ادھر ہی تھا۔

" .... خدا کا شکر ادا کر یہاں رکھا ہوا ہے.... میں تو مالکوں کا آسان نہیں دے سکتا "

اس کے ابا نے اب چارپائی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

کیا ہو گیا جو آج وڈے پیر نہیں رہ ان کے آسان بڑے مجھ پر.... اور میں پیراں دے خلاف ایک لفظ "

"نہیں سننا۔ کیا ہو گیا جو شاہ صاحب نے تھوڑا جیا ڈانٹ دیا مینو.... غلطی میری ہی تھی میں ہی پانی گرا دیا تھا۔

شیدا آج رونما ہونے والے واقعہ کے بارے میں بات کر رہا تھا۔

”....ابا پر انہیں کچھ تو حیا کرنی چاہیے تھی “

بس کر رجو ذرا تمیز نال (سے) گل (بات) کر.... وڈے شاہ کے بہت احسان ہیں مجھ پر میں مر کے بھی “

“ ..... نہیں ادا کر سکتا

...... ابا کہتا ہوا چل دیا... جبکہ رجو کو اب بھی وہی سارا منظر یاد آرہا تھا

“ ارے ارے وہ دیکھو وہ شاہوں کی گاڑیاں ہیں نا؟ “

اپنی دوست کی آواز پر اس نے پیچھے مڑ کر قصور روڈ کو دیکھا یہ روڈ قصور سے دیپالپور تک آتا ہے.... وہ سڑک جو قصور روڈ سے نکلتی تھی ایک طرف وہ شاہوں کے ڈیری فارم کو مڑ جاتی تھی اور ایک طرف وہ گاوں کی جانب مڑ جاتی تھی..... قصور سے گاوں کی سڑک کی طرف مڑتی ہوئی دو گاڑیوں کو وہ دونوں دیکھ رہی تھیں... وہ دونوں ابھی کھیتوں میں بیٹھی تھیں.........

”چل آوٹا (اینٹ کا چھوٹا ٹکڑا) مارتے ہیں۔ “

رجو نے شیطانی مسکراہٹ سے کہا۔

”دماغ ٹھیک ہے تیرا رجو؟ وہ شاہوں کی گاڑیاں ہیں.... کیوں مرنا چاہتی ہے؟ “

رمشا نے اسے روکا۔

ارے بیوقوف وہاں چل کر مارتی ہیں جہاں پر مکی (مکئی) ہے وہاں سے ہم کسی کو نظر نہیں آئیں گی.... اور “ اس طرح ہم وٹا بھی مار لیں گی اور مزہ بھی آئے گا ہم لوک (چھپ جانے کو کہتے پنجابی میں) جائیں گی۔ وہ اتر

"کر ڈھونڈیں گے۔

رجو یہ کہتے ساتھ نالے کے ساتھ ساتھ اس کے کنارے پر چلتی مکئی میں جا گھسی.... اور چلتے چلتے سڑک کے پاس آ گئی..... رجو نے اٹھا کر روٹا (اینٹ کا ٹکڑا) مارا جو ٹھیک جا کر نشانے پر لگا اور ان میں سے پہلے نمبر پر جاتی گاڑی کو جا لگا..... اور زور سے اس کی بریک لگی تو پچھلی گاڑی بھی رک گئی.... رجو وہیں مکئی میں چھپ چکی تھی مکئی اس قدر بڑی تھی کہ کوئی اسے ڈھونڈنے لگتا بھی تو نہیں ڈھونڈ پاتا..... اس گاڑی میں سے ڈرائیور اترا تھا.... اس نے ایک نظر گھوم کر گاڑی کو دیکھا اور پھر سے گاڑی میں جا بیٹھا

......رجو کا تو ہنس ہنس کر برا حال ہو چکا تھا

"کیا ہوا ہے؟ "

....ساتھ بیٹھے شخص نے سوال کیا

".... نہیں صاحب جی کچھ نہیں ہوا شاید کوئی بچہ تھا "

.....اب ان کو کیا پتا یہ کسی بڑی بچی کے کام ہیں

وہ گاڑیاں جب زن سے آگے کو چلی گئیں تو رجو مکئی سے باہر آئی اور چل کر دوبارہ اسے نالے کے کنارے آ گئی جہاں اس کی دوست بیٹھی تھی ....

" .... جا اے اتنا مزہ آیا..... دیکھا کیسے بریکیں لگوا دی شاہوں کی "

....رجو اسے ہنس ہنس کر بتا رہی تھی

جبکہ وہ اس کی کم عقلی پر اسے افسوس سے دیکھ رہی تھی... رجو اکلوتی بہن تھی..... کوئی بھائی نا تھا..... اس نے جب سے آنکھ کھولی خود کو شاہوں کے ڈیری فارم پر پایا.... اور اسی گاوں کے سکول میں دس تک

....جماعتیں پڑھیں

رمشا سے اس کی دوستی سکول میں ہی ہوئی تھی....رمشا کے گھر والے بھی شاہوں کے ہاں نوکری کرتے تھے لیکن ان کا اپنا گھر تھا.....رمشا نے تو کالج سے بھی پڑھا تھا لیکن رجو کو ابا نے نہیں جانے دیا کالج ان کے پاس ایک شہر میں ہی تھا لیکن رجو کی دلی خواہش ہوتے ہوئے بھی نا جا سکی......البتہ وہ دونوں ایسے کھیتوں میں سیر کرنے نکلتیں تو شام تک ادھر بیٹھ کر ہی باتیں کرتی رہتیں....موضوع اور کچھ نہیں شاہوں کی حویلی .....کا ہی ہوتا

"....چل آ اب میں گھر چلتی ہوں اور تو کھو پہ جا"

.......رمشا نے گھاس پر سے اٹھتے ہوئے کہا

ویسے تو بڑے شاہ بنے پھرتے ہیں پر صفائی مجھ جیسی معصوم لڑکی سے کرواتے اللہ آپ نا ان کا وکھرا (علیحدہ) "....حساب لینا

وہ کمرے کی صفائی کرتے ہوئے منہ میں بڑبڑا رہی تھی اس وقت وہ کمرے میں لگی ایک تصویر کو جھاڑ رہی تھی۔

صحیح ہے بھائی گند یہ پھیلائیں اور صفائی ہم غریب کریں....اتنے اچھے تو اپنے ہاتھوں سے یہ گند صاف کیا "....کریں

وہ زور زور سے تصویر پر کپڑا امار رہی تھی وہ تصویر کسی چھوٹے بچے کی تھی جو بہت خوبصورت تھا سفید رنگ کالی بڑی بڑی آنکھیں....سیاہ بال ہنستا ہوا وہ بچہ اس تصویر میں بہت پرکشش لگ رہا تھا لیکن اس کو اس وقت

کوئی بھی چیز پسند نہیں آ رہی تھی کیونکہ صبح سے شاہوں کی حویلی میں اس سے کام لیا جا رہا تھا۔

"..... بھوکے کنجوس کھانے کو بھی نہیں پوچھتے "

ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا..... سامنے سفید شرٹ اور کالی جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"..... رب کا خوف کریں شاہ صاحب مجھے ایسے نہ گھوریں میں نے کچھ کہا ہی نہیں "

وہ سفید رنگت سیاہ کالی آنکھوں والا ستائیس سالہ نوجوان اب اسے ناسمجھی سے دیکھ رہا تھا تیکھا ناک، خوبصورت ہونٹ سیاہ کالے بال جو کہ سٹائلش سے کٹ ہوئے ہوئے تھے۔ قد تقریباً چھ فٹ چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی ناسمجھی کے تاثرات لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"? what are u saying"

("تم کیا کہہ رہی ہو؟)

اس نے انگلش میں سوال کیا۔

"رب تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے شاہ نو (کو) اردو نہیں آتی نہیں تو رجو آج تیرا قتل ا بانے ہی کرنا تھا۔ "

وہ اس کے سامنے کھڑے کھڑے ہی اللہ کا شکر ادا کرنے لگی ہاتھ میں صفائی والا کپڑا پکڑا ہوا تھا اب وہ بس وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی۔

" اچھا شاہ صاحب میں جاتی ہوں.... آپ اپنے کمرے میں انجوئے کریں۔۔۔۔ "

وہ تیز تیز بولتی وہاں سے نکل آئی۔

"....رجو آج تو تیرے بال بال بچے بچ گئے ہیں "

اس نے کمرے میں دوبارہ جھانکتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا اب وہ اپنی الماری کھول چکا تھا۔

" .....ویسے رجو شاہ نو اردو نہیں آتی پر انگریزی آتی ہے پر تجھے تو دونوں ہی نہیں آتیں "

رجو ہنستے ہوئے حویلی کی سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگی۔ ان کی حویلی کو بہت ہی نئی طرز سے تعمیر کیا گیا تھا..... کہنے کو تو شاہوں کی حویلی تھی پر رجو کے مطابق انگریزوں کا گھر تھا۔

" چل رجو آج کھو (ڈیری فارم) پہ جا کے مزے مزے کے بے بے کے ہاتھ کے پراٹھے کھا کے آ..... ادھر تو وہی انگریزی کھانا پکے گا۔"

....

" ....رجو "

....رجو رکی.... وہ جو چوری وہاں سے نکلنے کی کوشش میں تھی اب بینا کی آواز پر رک گئی تھی

"ہاں بول بینا؟ "

اس نے تھکے ہوئے چہرے کے ساتھ اس کی جانب دیکھا وہ بس حویلی سے باہر قدم رکھنے ہی لگی تھی کہ بینا نے روک لیا تھا بینا وہاں کے سب نوکروں کی سردار تھی اور بقول رجو کہ وہ خود کو حویلی کی مالکن سمجھتی تھی بینا کی عمر تقریباً تیس سال تھی اور رجو بائیس سال کی تھی لیکن رجو کے مطابق تو بینا کی عمر چالیس ہو گی کیونکہ اس کے سر کے بال قدرتی طور پر سفید تھے اور کچھ بینا ویسے ہی سرداری کرتی تھی تو وہ بوڑھی عورتوں کی طرح لگتی تھی۔

"تمہیں استانی صاحبہ بلا رہی ہیں۔ "

اس نے رجو کو اطلاع دی رجو کے چہرے پر مسکان آئی استانی صاحبہ کا نام سن کر وہ ایسے ہی خوش ہو جایا کرتی

تھی۔ حویلی میں واحد وہی ایسی شخصیت تھیں جن سے رجو کو بے پناہ محبت تھی۔ اس وقت وہ کالے رنگ کی قمیض کے نیچے چوڑی دار پاجامہ پہنے ہوئے تھی قمیض کے اوپر دھاگے کا کام تھااور لباس سستا سا معلوم ہوتا تھا..... لیکن رجو کی گندمی رنگت اور تیکھے نقوش پر وہ لباس غضب ڈھارہا تھا کالے رنگ کا پراندہ کمر پر تھا اور دوپٹہ گلے میں تھا۔

"اچھا کیا کہتی ہیں استانی جی؟"

اس نے جوشیلے انداز میں پوچھا جبکہ سامنے والی اس کی خوشی دیکھ کر چڑ گئی تھی۔

"....ہاں اپنے کمرے میں ہیں جاؤ چلی جاؤ"

بینا کہتے ساتھ وہاں سے ہٹ گئی۔ رجو اب ڈیری فارم پر جانا بھول چکی تھی اور استانی صاحبہ کا کمرہ ہی تو ایسا کمرہ تھا جس کا راستہ اسے اتنی بڑی حویلی میں بھی کبھی نہیں بھول سکتا تھا.... وہ تیز تیز چلتی ہوئی دوبارہ سیڑھیاں چڑھنے لگی.... لیکن اس کی پھوٹی قسمت تھی.... وہ جو اپنی ہی دھن میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی اپنے سامنے سے آتا ہوا شخص اس کو دیکھائی ہی نا دیا اور اس شخص کی رفتار بھی تیز تھی.... ایک دم زور سے ان کی ٹکر ہوئی تھی رجو گرتے گرتے سنبھلی.... اگر اس کا ہاتھ ریلنگ پر نا ہوتا تو یقیناً وہ گر جاتی.....

"اندھی ہو؟"

وہ اس پر زور سے چلایا تھا.....

اس نے آہستہ آہستہ نظر اٹھا کر اوپر دیکھا تھا.... وہاں شاہوں کو نظر اٹھا کر دیکھنا بھی جرم تھا لیکن وہ یہ گستاخی کئی بار کر چکی تھی.... اس نے کالے رنگ کا شلوار سوٹ پہنا ہوا تھا بال جل لگا کر کھڑے کیے ہوئے

تھے چہرے پر داڑھی بڑھی ہوئی تھی بلاشبہ وہ ایک خوبصورت اور نوجوان مرد تھا

"...معاف کر دیں سجاد شاہ....مجھے اندازہ نہیں ہوا "

ابھی اس کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ سجاد نے مزید غصے میں کہا۔

"......بکواس بند کرو تمہارے منہ سے اب زبان بھی نہ نکلے "

.....رجو نے نیچے دیکھتے ہوئے سر ہلایا

"کیا ہوا؟ "

پیچھے سے کسی نے انگریزی میں آکر کہا تھا جو رجو کے سر سے گزر گیا تھا اس نے نا چاہتے ہوئے بھی اوپر گردن اٹھا کر دیکھا تو یہ تو وہی شاہ تھے جس کو انگریزی آتی تھی اردو نہیں آتی تھی۔

"کچھ نہیں یار آؤ شومیز چلیں۔ "

سجاد نے بھی انگریزی میں کہا لیکن رجو نے اس کا نام سن لیا تھا۔

"....اچھا تو یہ شومیز شاہ ہیں کتنے سونے نے "

رجو نے دل میں سوچا جبکہ سجاد اس پر ایک ناگوار نظر ڈال کر آگے بڑھ گیا تھا رجو نے شومیز کو جاتے دیکھا جو سیڑھیاں اترتے ہوئے ایک بار اسے مڑ کر ہنس کر دیکھ چکا تھا اور اس کی مسکراہٹ رجو کے دل پر بہت گہرے وار کر چکی تھی.... لیکن وہ سر جھٹکتے ہوئے اوپر کی جانب چل دی۔

"استانی جی آپ نے بلایا مجھے ؟ "

اس نے کمرے میں قدم رکھتے ہی پوچھا.... ایک یہی اس حویلی میں کمرہ تھا جہاں وہ چہکتے ہوئے جا سکتی تھی

اپنی زبان تیز تیز چلا سکتی تھی سامنے چالیس سالہ خاتون بیڈ پر بیٹھی تھی جس کی آنکھوں پر عینک لگی تھی بال ماتھے کے اوپر والے سفید تھے اور اس کے بعد سر پر دوپٹہ نظر آتا تھا سفید رنگ کا دوپٹہ لیے وہ مسکراتی آنکھوں کے ساتھ جن پر جھریاں نمایاں تھیں اسے دیکھ رہی تھی سفید شلوار سوٹ پہنے وہ عورت سفید رنگت کے ساتھ بہت پر کشش دیکھائی دیتی تھیں۔

"...ہاں میں نے بلایا تمہیں رجو آؤ ادھر بیٹھو "

انہوں نے رجو کو اپنے پاس بلایا.... وہ چل کر ان کے پاس گئی اور ان کے بیڈ پر پاؤں والی طرف آ کر بیٹھ گئی۔

آپ کو پتا آپ کے پاس تو میں سارا دن بیٹھی رہوں.... لیکن کیا ہے نا اس حویلی کے کام ہی نہیں مکتے ("

"ختم)۔

اس نے کام کی زیادتی کی شکایت کی تو شاہینہ مسکرا دی۔

ویسے ایک بات کہوں جی ؟ آپ نا ان شاہوں کی بیٹی نہیں لگتیں میں نے آج تک آپ میں غرور نہیں "

" .... دیکھا.... آپ بھی شناور شاہ اور علی شاہ کی بہن ہیں پر اکڑ نہیں ہے

شاہینہ اسے ہنستے ہوئے دیکھے گئی اور پھر بولی۔

غرور کس بات کا؟ جانتی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتے ہی "

رجو نے سر جھکا لیا اور یہ بھی اسے استانی جی نے ہی سکھایا تھا۔

"جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ "

(صحیح مسلم)

"تکبر؟ "

رجو نے سوالیہ نظروں سے دیکھا اور یہ اس کو اردو نہ آنے کا ثبوت تھا۔

"تکبر بھی غرور کو کہتے ہیں رجو اور جانتی ہو رائی کا دانہ کتنا ہوتا ہے؟۔ "

شاہینہ نے سوال کیا تو اس نے نفعی میں سر ہلا دیا۔

"بہت چھوٹا ہوتا ہے رجو یہ میرے ٹاپس دیکھ رہی ہو؟ "

انہوں نے اپنے کان میں پہنے ٹاپس کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ رجو نے ان کی طرف دیکھا۔

اس سے بھی چھوٹا ہوتا ہے رائی کا دانہ... سوچو اس جتنا غرور بھی اگر دل میں ہو گا تو ہم اللہ کی جنت سے " محروم رہ جائیں گے اور ویسے بھی آج معاشرہ میں تکبر کی برائی عام طور پر پائی جا رہی ہے ہر جگہ یہ ناسور بنتا جا رہا ہے اور اس برائی کی وجہ سے آپسی اتفاق و اتحاد پر گہرا اثر پڑ رہا ہے۔ جب کہ یہ بہت ہی ناپسندیدہ برائی ہے اس سے بچنا بہت ہی ضروری ہے۔ اسلام نے بڑی تاکید سے غرور و تکبّر کی مذمّت کی ہے تو مجھ میں غرور "کیسے ہو سکتا ہے؟

لیکن استانی جی یہاں تو ہر کوئی غرور اور اکڑ سے چلتا ہے یہاں تک کہ ہمیں تو حکم دیا جاتا کہ ہم ان کی " "طرف سر اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے..... اگر دیکھ لیں تو گناہ سمجھا جاتا ہے۔

رجو نے ناراضگی سے کہا۔

تو رجو تم انہیں سر اٹھا کر دیکھا ہی نا کرو وہ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ان کو سر اٹھا کر دیکھا جائے اور جو اس " "..... قابل ہو گا نا جسے تم سر اٹھا کر دیکھ سکو وہ کبھی سر جھکانے کو نہیں کہے گا

شاہینہ نے اسے پیار سے سمجھایا اس کو شاہینہ کے پاس آ کر بیٹھنا بھی اسی لیے اچھا لگتا تھا کہ وہ اس کے دل میں جس قدر بھی رنج دکھ ہوتا تھا وہ منٹ میں مٹا دیتی تھی۔

”آپ سچ کہتی ہیں... جو اس قابل ہو گا وہ ایسا نہیں ہو گا۔ “
رجو کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور نجانے کیوں اسے شومیز کا چہرہ یاد آیا..... سفید رنگت کالی .... آنکھیں.... اس کی مسکراہٹ
”میں نے تمہیں اسکول بھیجنا تھا۔ “
شاہینہ نے سائیڈ ٹیبل سے کاغذات اٹھائے اور اس کی جانب بڑھا دیے۔شاہینہ اسکول کے گاوں میں ہیڈ مسٹرس تھی اسکول صرف دس جماعتوں تک تھا لڑکوں کا اسکول گاوں سے ذرا دور تھا یہ لڑکیوں کا سرکاری اسکول تھا لیکن چل یہ شاہوں کی بدولت رہا تھا.... اور اس میں بھی شاہینہ کا ہاتھ بہت حد تک تھا.... پہلے یہ اسکول پانچ جماعتوں تک محدود تھا لیکن اس کی محنتوں سے اسے پرائمری سے ہائی سکول کا درجہ مل گیا اور دوسرے گاوں کی لڑکیاں بھی یہاں پڑھنے کے لیے آنے لگیں۔

یہ کاغذ مس زوبیا کو دے دینا اور ان سے کہنا کہ میڈم شاہینہ آج نہیں آسکیں ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں “ ہے۔”
رجو ابھی تک شومیز کی آنکھوں میں گم تھی۔
“ .....ایرج “
....شاہینہ نے اس کا اصل نام پکارا
”.... جج جی “
....اس نے فوراسے بولا

"کہاں گم ہو؟اور سنا ہے نا میں نے کیا کہا؟ "

جی جی میں نے سن لیا یہ کاغذات اسکول دینے اور ان سے کہنا کہ میڈم کا مہمان آیا ہوا ہے اور وہ نہیں آ سکتیں.... "

رجو کے منہ میں جو آیا بول دیا.....

"کون سا مہمان؟ "

شاہینہ نے ناسمجھی سے دیکھا۔

" ....ارے....وہ...وہ شومیز شاہ "

شاہینہ ہنس دی....

"پاگل لڑکی وہ مہمان نہیں ہے....وہ شاور بھائی کا بیٹا ہے میرا بھتیجا ہے۔ "

" ....اوہ اچھا اچھا یہ کہنا کہ ان کا بھتیجا آیا ہوا "

"رجو تم نے میری بات نہیں نا غور سے سنی؟ "

انہوں نے خفگی سے دیکھا۔

" ....جی وہ میں "

رجو کو اب سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے؟

" ....میں نے کہا ان سے کہنا کہ میڈم کی طبعیت نہیں ٹھیک ہے "

"ارے کی ہو گیا آپ کی طبیعت کو؟ "

رجو فورا بولی....

"بس کچھ نہیں رجو زرا اسے کندھے میں درد ہے "

انہوں نے اسے اپنے کندھے کی درد کا بتایا۔

"میں دبا دوں میڈم ؟ "

رجو فوراسے اٹھی وہ سچ میں پریشان ہو گئی تھی۔

" .... ارے نہیں تم بس میرا یہ کام کرو..... اور یاد سے اسکول بند ہونے سے پہلے پہنچا آؤ "

" .... جی جی میں ابھی جا رہی ہوں... اور دیکھیے گا منٹ میں پہنچ جاؤں گی "

رجو نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا تو شاہینہ ہنس دی۔

" ... نہیں نہیں منٹ نہیں لگانا... بس کام کر دو اور تسلی سے کر دو "

رجو نے کاغذات تھام لیے اور باہر کی جانب چل دی.... اور اس نے تعظیم میں سر جھکا لیا تھا اور یہ اس نے دل

.... سے جھکایا تھا

" .... رجو "

.... شاہینہ نے اسے پھر سے پکارا

"جی ؟ "

میرے سامنے سر نا جھکایا کرو.... سر جس کے سامنے جھکانا چاہیے وہ صرف اوپر والی ذات ہے بس آنکھیں "

"نیچے رکھا کرو یہ شرافت کی نشانی ہوتی ہے میری بچی۔

..... رجو ان کو مسکراتے ہوئے سنتی رہی اور پھر سر اثبات میں ہلا کر باہر چل دی

" .... کاش ہر کوئی آپ کی طرح ہو جائے استانی جی "

.....اس نے دل میں سوچا

حویلی سے باہر نکل کر جب وہ ڈیرے میں آئی تو اس نے سوچا۔

رجو شارٹ کٹ ہی لینا ہے.... حویلی کے پیچھے کھیتوں سے جاؤں گی تو جلدی پہنچ جاؤں گی جبکہ گاوں کی "

" .... سڑک سے جاؤں گی تو دیر لگے گی

.....اس نے ڈیرے کی دائیں جانب شروع ہوتے کھٹیوں کی جانب قدم بڑھا دیے

وہ نالے کے بنے کنارے پر چل رہی تھی.... جہاں گاوں کا اختتام ہوتا تھا وہاں وہ اسکول واقع تھا درختوں کی گھنی چھاؤں میں واقع وہ سرکاری اسکول بہت خوبصورت لگتا تھا جہاں تقریباً تیرہ کمرے تھے... سرکاری عمارت زیادہ بڑی تو نا تھی لیکن شاہوں کی زمین میں اس اسکول کی عمارت کو بڑھا دیا گیا تھا.... کھیتوں کی ہریالی سے ہوتے ہوئے وہ اسکول کی جانب جا رہی تھی.... اسکول کو ایک سڑک وہ جاتی تھی جو قصور روڈ سے نکلتی گاوں کی جانب آتی تھی اور سکول پر آ کر ختم ہو جاتی تھی اور پھر اس کے پیچھے بھی شاہوں کی زمینیں .... تھیں

گاوں کافی بڑا تھا... لیکن اس گاوں میں ایک حویلی ہی نمایاں تھی... باقی کوئی اتنا طاقت ور اور امیر نہ "

..... تھا

"....ارے وہ سامنے تو شومیز شاہ اور سجاد شاہ ہیں "

اس نے سامنے دور کھڑے لوگوں کو دیکھا ایک کالی جینز اور سفید شرٹ میں تھا اور ایک کالے لباس میں تھا ان کے ساتھ تین لوگ اور تھے اور یقیناً وہ ان کے نوکر تھے۔ سجاد شاہ کمر پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا جبکہ شومیز ایک بازو سینے پر باندھے اور ایک ہاتھ کی دو انگلیاں چہرے پر رکھ کر سمجھ رہا تھا جبکہ ان میں سے ایک آدمی

......انہیں زمینوں کی طرف دیکھ کر کچھ بتا رہا تھا

"....پتا نہیں کیوں اس شاہ کو دیکھ کر لگا یہ سب تو (سے) الگ ہے "

رجو نے اسے دیکھتے ہوئے کہا جبکہ وہ اسکول کی دیوار کے پاس پہنچ چکی تھی اس طرف سے اسکول کا کوئی گیٹ نہیں تھا اور اب اسے پورا چکر کاٹ کر سکول کے گیٹ کی طرف جانا پڑنا تھا اس لیے اس نے دیوار پھلانگنا ......مناسب سمجھا

....شومیز کی نظر پیچھے کو پڑی تو اس کے ہوش اڑ گئے

"وہ لڑکی کیا کر رہی ہے؟ "

اس نے انگریزی میں سجاد سے پوچھا....سامنے اسکول کی دیوار پر وہی لڑکی چڑھ رہی تھی جو اس نے گھر میں دو دفعہ دیکھی تھی....اس کو یہ لڑکی پہلی نظر میں ہی بہت دلچسپ لگی تھی۔

وہ ایسی ہی ہے....یقیناً اس نے لمبا چکر کاٹنے کی بجائے یہاں سے چڑھنا مناسب سمجھا یہ ہماری نوکرانی ہے "

"اور ڈیری فارم پر جو رشید رہتا ہے نا اس کی بیٹی ہے۔

سجاد نے اسے انگریزی میں ساری تفصیل بتائی۔

"کافی دلچسپ حرکتیں کرتی ہے.... کبھی خود سے باتیں کرتی اور اب دیوار پر چڑھ رہی ہے۔ "

...اس نے مسکراتے ہوئے دل میں سوچا

اور سجاد اب دوبارہ پنجابی اور اردو کا انگریزی میں ترجمہ کر رہا تھا جو وہ لوگ بتا رہے تھے وہی وہ شومیز کو بتا رہا تھا وہ زمینوں کے بارے میں شومیز کو آگاہ کر رہے تھے شومیز کو گاوں آئے ہوئے چار دن ہو گئے تھے

شومیز پانچ سال کا تھا جب اس کی والدہ کی وفات ہو گئی تھی اور چھ سال کا تھا تو اس کو سکاٹ لینڈ کے بورڈنگ اسکول میں داخل کروادیا گیا تھا.... اور اتنے سالوں بعد اب وہ واپس آیا تھا... اس کو اردو نہیں آتی تھی لیکن کچھ کچھ سمجھ آجاتی تھی.... اس کے ابا شناور شاہ بھی کافی پڑھے لکھے تھے وہ بھی اس سے انگریزی میں بات کرتے تھے گھر میں سب ہی اس سے انگریزی میں بات کرتے تھے لیکن بس اس کی دادو تھیں جو اس کو جب سے آیا تھا نجانے اردو میں کیا کیا کچھ کہہ چکی تھیں... لیکن اس کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا.... پھر بھی وہ ..... مسکراتے ہوئے انہیں بس دیکھتا رہتا تھا جس سے وہ خوش رہتی تھیں

رجو تم کبھی کوئی سیدھا کام نا کرنا یہ دیوار سے آنے کا کیا مقصد تھا؟ اور جانتی بھی ہو یہ کاغذات کتنے اہم تھے "اگر کچھ ہو جاتا تو؟

مس زوبیا اسے ڈانٹ رہی تھیں.... وہ سر جھکائے ان کے سامنے کھڑی تھی وہ اس کی استانی تھیں اور ان کا احترام کرنا اس پر فرض تھا۔

"استانی جی وہ بس میں نے سوچا اتنا لمبا چکر لگا کر آنا ہے تو دیوار سے ہی چھال (چھلانگ) مار لوں۔ "

رجو کی اردو سن کر زوبیا مس کا دل کیا اپنا آپ اچھے سے پیٹ لیں۔

"رجو مجھے شرم آتی کہ تمہاری اردو کی استانی میں ہوں..... چھال نہیں ہوتا چھلانگ ہوتا۔ "

استانی جی سارا دن پنجابی لوگوں میں رہتی ہوں منہ پر چڑھ گئی ہے اور ویسے بھی پنڈ (گاوں) میں پنجابی ہی "بولتے ہیں۔

اس نے معصوموں والا منہ بنا کر کہا۔

"....رجو بس کرو اب تم اتنی معصوم ہو نہیں "

مس زوبیا نے دھیما سا مسکراتے ہوئے کہا۔

"استانی جی اب میں جاؤں؟ "

رجو ان کو مسکراتا دیکھ کر خود بھی مسکرانے لگی۔

" ....ہاں جاؤ لیکن اب تمیز سے دروازے سے جانا "

"جی جی ٹھیک ہے "

.....وہ اب بس یہاں سے بھاگنا چاہتی تھی

ماسی عارفہ.....رجو کدھر ہے؟ اس نے میلے پر نہیں جانا؟ جھولے لگ چکے ہیں اور وہ ہر بار پہلے جانے والی "ابھی تک آئی ہی نہیں۔

رمشا نے رجو کی امی سے اس کا دریافت کیا وہ اس وقت شاہوں کے ڈیریفارم پر آئی تھی شام کے چھ بجے کا وقت تھا لیکن سورج ابھی تک غروب نہیں ہوا تھا.... گرمی کی شدت میں البتہ کمی ہو چکی تھی اور ادھر کے درختوں نے تو گرمی کو بالکل ہی کم کر دیا تھا۔ وہاں شاہوں کی زمینوں کے بیچ میں ایک قبرستان تھا جہاں کسی بزرگ کا دربار تھا وہ شاہوں کے بزرگ کا دربار تو نہیں تھا البتہ وہاں کا میلا اب ان کی ذمہ داری تھا... وہ کوئی تعویز دھاگے والے پیر نہیں تھے.... لیکن ان کا لنگر عام دنوں میں چلتا تھا۔ بزرگوں کی قدر تو وہ بہت کرتے تھے اس لیے لنگر شاہوں کا چلتا تھا.... اور یہ دربار شاہوں کے ڈیریفارم سے تقریباً دو ایکڑ کی مسافت پر تھا ڈیریفارم سے نالے کے کنارے پر چل کر قبرستان آتا تھا اور ایک چھوٹی سڑک گاوں کی طرف جانے والی

سڑک میں سے نکل کر قبرستان کو جاتی تھی جس کے دونوں اطراف شاہوں کے کھیت تھے.... یہ سڑک قصور روڈ سے مڑنے کے بعد ڈیری فارم کی سڑک سے پہلے آتی تھی..... جب میلے کا موسم آتا تو قبرستان کے ارد گرد کی زمین سے فصل کاٹ لی جاتی.... اور زمین کو لیول کر کے وہاں دو کانیں اور جھولے لگتے...... ساون کا مہینہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات بارش برستی اور بہت خوب برستی..... ابھی تو صرف چند جھولے ہی آئے تھے... لیکن رجو اور رمشا کی شروع سے عادت تھی کہ جب بھی میلے کے جھولے لگتے سب سے پہلے وہ لینے جاتی تھیں۔

رجو اتنی بڑی ہو گئی تھی پھر بھی اسے جھولے لینا ابھی بھی اتنا ہی پسند تھا جتنا کہ بچپن میں تھا۔

" ....پتر رجو تو ابھی شاہوں کی حویلی سے ہی واپس نہیں آئی.... بس آنے ہی والی ہو گی "

....رجو کی والدہ نے رمشا کو اطلاع دی

" ....اچھا چلیں میں اس کا یہاں ہی بیٹھ کر انتظار کر لیتی ہوں "

رمشا پاس پڑی چارپائی پر بیٹھ گئی تھی..... رجو کی امی کاموں میں مصروف ہو چکی تھیں.... ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ رمشا کو رجو آتی ہوئی دیکھائی دی اس کے ہاتھ میں کچھ برتن بھی تھے..... رجو نے آکر وہ .....برتن مٹی کے بنے چولہے کے پاس رکھ دیے اور خود رمشا کے پاس آگئی

"تو کب آئی؟ "

اس نے چارپائی پر گرنے والے انداز میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں.... جھولے لگ چکے ہیں نا۔ "

اس نے جوش میں بتایا تو رجو کا چہرہ جو تھکن کے مارے بجھا بجھا لگ رہا تھا منٹ میں تر و تازہ لگنے لگ گیا تھا۔

یار وہ استانی جی نے کچھ کاغذ دے کر سکول بھیج دیا تھا پھر واپسی پر دوبارہ حویلی گئی تو بینا نے کاموں میں لگا دیا "

"چل یہ سب چھوڑ میلے پر چلتے ہیں... بے بے۔

رجو نے اٹھتے ہوئے بے بے کو آواز دی اور اٹھ کر بے بے کے پاس آ گئی جو مٹی کے بنے صحن میں سے جھاڑو لگا رہی تھی... وہ اپنی والدہ کو ہی بے بے کہتی تھی۔

"..... بے بے پچاس روپیہ دے دے "

.... اس نے بڑے پیار سے کہا

چل ہٹ.... پچاس دوں نا میں تجھے تا کہ سارے پیسے لگا کر آ جائے اور ابھی تو میلا شروع بھی نہیں ہوا میں " جیسے تجھے جانتی نہیں ہوں نا کہ تو نے جب تک اے مرن جوگے جھولے واگ (چلے) نہیں جاتے تو نے "پیسوں کی گلی بنائی رکھنی ہے۔

بے بے نے اپنے دوپٹہ کے پلو سے بیس روپے نکال کر اسے دیے جو انہوں نے باندھے ہوئے تھے۔

"بے بے اب اس کا کچھ نہیں آتا.... مہنگائی ہو گئی ہے اب ان پیسوں کا کوئی دھکا بھی نہیں دیتا۔ "

.... رجو نے روہانسی ہوتے ہوئے کہا

"پر اں مر رجو..... تو ایڈی (اتنی) رونے والی۔ "

بے بے نے اسے دفع کرتے ہوئے کہا تو رجو سمجھ گئی کہ بے بے نے اسے اب مزید ایک روپیہ نہیں دینا اس لیے وہ خود ہی منہ بناتے ہوئے رمشا کے پاس آ گئی۔

رجو پریشان کیوں ہوتی ہے؟ میرے پاس بھی پچاس روپیہ ہے تیرے بیس ڈال کر ہمارے پاس ستر ہو گئے "

"ہیں.... اب ہم خوب جھولے لے کر آئیں گے۔

رمشا نے چارپائی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں چل اب انہی پیسوں میں گزارا کرنا ہے۔ "

رجو نے بھی پھیکا سا منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اگلے ہی پل اس کے چہرے پر خوشی کی رمق دوڑ گئی وہ کیسے بھول سکتی ہے کہ شاہوں کے نوکروں کو وہاں سب مفت ملتا ہے اور اس نے بھی تو شاہوں کی حویلی میں اسی سال کام کرنا شروع کیا تھا۔

ہاں چل مفت میں جھولے لیتے ہیں۔ تجھے پتا ہے نا شاہوں کے نوکروں کے لیے میلے میں سب مفت ہوتا "

"ان کے پیسے شاہ خود ادا کرتے چل تجھے بھی مفت کی سیر کرواتی ہوں۔

رجو نے مسکراتے ہوئے کہا رمشا نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور وہ دونوں ہنستی مسکراتی میلے کی جانب چل دیں۔

.... دربار میں ابھی چند ایک جھولے آئے تھے.... اور ایک دو مٹھائی اور جلیبی کی دو کانیں آئیں تھیں

"چل آ پینگ پر بیٹھتے ہیں۔ "

رجو نے رمشا کا ہاتھ ابھی تک پکڑا ہوا تھا اور وہ پینگ کی طرف جا رہی تھیں (اس کو جھولے کی رسی بھی کہتے ہیں)... رسی کو دو طرف اوپر لوہے کے ڈنڈے کے ساتھ باندھا ہوتا ہے اور درمیان میں لکڑی کی کوئی تختی رکھ کر اس کو جھولا بنایا ہوتا جس کو کوئی ایک شخص پیچھے سے دھکیلتا ہے اور جو اس پر بیٹھا ہوتا ہے وہ اس پر جھولے لیتا ہے۔

"پہلے تو مجھے جھولے دے گی پھر میں تجھے۔ "

....رمشانے اس سے کہا

"اچھا چل ٹھیک ہے۔"

رجو وہاں پر بیٹھے ایک آدمی کے پاس گئی اور اسے بتایا کہ میں شاہوں کی حویلی سے ہوں اور اپنا نام درج کروا دیا اور جھولے لینے لگیں تقریباً رات کے گہرے سائے جب بڑھنے لگے تھے تو ان دونوں نے گھر جانے کا .....فیصلہ کیا

"رجو تجھے پتا ہے میرا رشتہ آیا ہے۔"

"تو نے بتایا نہیں تو پتا کیسے ہو گا؟"

رجو نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں تو اب بتا رہی ہوں نا.... میرے چچا کے بیٹے کا رشتہ آیا تجھے پتا وہ لاہور شہر سے پڑھ کر آیا ہے.... اور "اس کی اتنی اچھی نوکری بھی ہے۔

اس نے رجو کو تفصیل بتائی۔

"اچھا تو چچا نے کیا کہا؟"

رجو نے رمشا کے ابا کا پوچھا وہ ان کو چچا ہی کہتی تھی۔

"ابا نے کہا ہے کہ سوچ کر بتائیں گے۔"

"ارے جب اتنا اچھا رشتہ ہے تو سوچ کر کیا بتائیں گے؟"

وہ دونوں اب سڑک پر آ چکی تھیں.... رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

"رجو اگر ابا فوراً ہی ہاں کر دیں گے تو وہ لوگ تو یہی سمجھیں گے ہم اسی رشتے کے انتظار میں بیٹھے تھے۔"

رجو نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا.....جب وہ سڑک پر چلنے لگیں تھیں تو سامنے والے کھیت میں ٹریکٹر چل رہا تھا اور ٹریکٹر پر گانا لگا ہوا تھا۔

" .... تینو چھڈ یے تا تھاں مر یے دل تینو دے بیٹھے ہن کر یے تاں کی کر یے "

.... گانے کی دھن میں مگن وہ دونوں چل رہی تھیں

"تو جانتی ہے ایک نیا شاہ آیا ہے شاور شاہ کا بیٹا ہے بڑا ہی اچھا ہے۔ "

رجو نے اب رمشا کو شومیز کا بتایا۔

"اچھا کیسے ؟ "

....رمشا نے اس سے پوچھا

" .....اچھا"

وہ سوچ میں پڑ گئی اس نے تو شومیز سے بات تک نہیں کی تھی پھر بھی وہ اس کے بارے میں رائے قائم کر چکی تھی۔

"تو ملی ہے شاہ سے ؟ "

رمشا نے مزید سوال کیا؟

" .... نہیں "

اس نے جواب دیا۔

پھر کیسے اچھا ہے وہ شاہ؟ میں نہیں مانتی شاور شاہ کا بیٹا ہو اور اچھا ہو یقیناً وہ بھی گھمنڈی ہو گا دیکھنا منہ تک " نہیں لگائے گا ہم غریبوں کو.... دیکھا نہیں شاور شاہ کس طرح ابا لوگوں کی بے عزتی کرتا ہے شراب بھی پیتا

ہے مجھے تو زہر لگتا ہے وہ بھی اسی کا بیٹا ہے اور آیا بھی باہر کے ملک سے اس سے بھی بگڑا ہوا ہو گا بچ کے رہنا۔" رمشا نے اسے تنبیہ کی......

"ہاں کہہ تو ٹھیک رہی ہے۔"

رجو نے بجھے ہوئے چہرے کے ساتھ ہامی بھری......

لو کی سمجھان سچا پیار نہیں اولبدھا.... دنیا دی بھیڑ وچوں یار نہیں اولبدھا.... دل نہیں او منداجد و تینو "

دیندی ہاں دل نہیں او منداجد و تینو دیندی ہاں..... "

نجانے کیوں رجو کا غور اس گانے پر گیا.... لیکن اس نے سر جھٹک دیا رمشا سچ کہہ رہی تھی شناور شاہ کے بیٹے سے اچھی امید نہیں کی جاسکتی......

"دلکش جب سے شومیز آیا تمہارا میک آپ ہی ختم نہیں ہو رہا....."

رباب نے اسے تنگ کرتے ہوئے کہا دلکش جو گوری رنگت والی لڑکی تھی اس وقت چھوٹی قمیض کے نیچے کیپری پہنے شیشے کے آگے کھڑی بلش آن لگانے میں مصروف تھی۔ رباب اس کے پیچھے بیڈ پر بیٹھی سیب کھا رہی تھی۔

ہاں تو میرا منگیتر ہے دیکھنا اس کے دل میں میرے سوا کوئی بھی نہیں رہے گا.... اور میری اتنی پیاری لوک پر تو وہ فدا ہی ہو جائے گا۔"

ہاں ابھی تک اس نے تمہیں ایک نظر بھر کر نہیں دیکھا.... جتنا مرضی میک آپ کر لو.... وہ تمہیں نہیں "

"دیکھے گا۔

.....رباب نے ہنستے ہوئے کہا

....رباب زیادہ پیاری نہیں تھی لیکن رنگت اس کی بھی گوری تھی

"....ہاں اب وہ تمہیں تو پسند کرنے سے رہا"

تم بھول رہی ہو کہ تایا جان نے کہا تھا شومیز نے جس کو پسند کیا اس سے ہی اس کی شادی ہو گی....اور پھر "

"دوسری کا انجام تم جانتی ہو وہی ہو گا جو پھوپھو کا ہوا....اور تمہارا میک آپ اس پر کچھ اثر نہیں دیکھائے گا۔

....رباب جلتی ہوئی اس کے کمرے سے باہر نکل گئی

"رباب تم جل جل کر ہی مر جاؤ"

اس نے دوبارہ سے منہ پر میک آپ کرتے ہوئے کہا۔

"....ارے بی بی جی آپ تو بہت خوبصورت لگ رہی ہیں"

رجو نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر جوس کا گلاس رکھا اور ایک نظر دلکش کو دیکھا جو اپنا دوپٹہ ایک طرف سیٹ کر رہی تھی....پیلا جوڑا اس پر بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

"...ہاں رجو بس دیکھ لو"

اس نے ہنستے ہوئے کہا اور واپس مڑ کر رجو کو دیکھا جس نے لان کا لال رنگ کا کرتا پہنا ہوا تھا اور گلے میں کالے رنگ کا دوپٹہ تھا جس پر پرنٹ ہوا ہوا تھا...اور پیچھے کالے رنگ کا پراندہ تھا۔

رجو تم یہ جوس رکھ کر میری اماں کو کہہ کر آؤ کہ میں آج شہر جانا چاہتی ہوں....اور تم بھی تیار رہنا تمہیں "

"ساتھ لے کر جاؤں گی۔

اس نے ہنستے ہوئے رجو کو حکم دیا اور خود جوس کا گلاس اٹھالیا.... اور اپنے خوبصورت لبوں سے لگایا جس پر گلابی رنگ کی لپسٹک لگی ہوئی تھی۔

".... اماں میں رجو کو ساتھ لے کر جانا چاہتی ہوں.... آج بازار سے سارا سامان لانا ہے "

دلکش اپنی والدہ کے پاس آئی کھڑی تھی... اس کی والدہ نے شلوار سوٹ پہنا ہوا تھا جس کا رنگ سکن تھا اور دوپٹے کا رنگ کالا تھا سر پر سلیقے سے دوپٹہ کیے ہوئے وہ بہت متعبر خاتون معلوم ہوتی تھیں... عمر تقریباً چالیس سال لگتی تھی.... چہرے کی رنگت بھی سفید تھی وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھیں ایک کتاب میں محو تھیں جب ان کی مصروفیت کو دلکش کی آواز نے توڑا تھا انہوں نے اپنی کتاب ایک طرف رکھ دی تھی اور اپنا پورا دھیان اپنی بیٹی دلکش کی طرف کر دیا تھا۔

"اچھا اور میری بچی نے کیا کیا خریدنا ہے ؟ "

انہوں نے بہت ہی پیار سے پوچھا۔

اماں مجھے نانیو نیو ریسیپی کے لیے چیزیں لانی ہیں اور شومیز بھی تو آگیا ہے اب.... آپ ہی تو کہتی ہیں مرد "

"کے دل کا راستہ اس کے پیٹ سے ہو کر گزر تا ہے۔

.... انہوں نے پھر سے دلکش کو مسکرا کر دیکھا تھا

" .... میرا بچہ ادھر آؤ اماں پاس اور میری بات سنو"

انہوں نے دلکش کو اپنے پاس بلایا۔ وہ چل کر اماں کے پاس آئی اور ان کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اماں نے اس کا ہاتھ تھاما۔

میری بچی تم جانتی ہو نا یہ شومیز کی مرضی پر انحصار کرتا کہ وہ تم سے شادی کرے گا یا رباب سے.... زیادہ "
"امکانات یہی ہیں کہ وہ تم سے شادی کرے گا تم اس سے زیادہ خوبصورت ہو۔
... دلکش کے چہرے پر جہاں پہلے ناگواری کے تاثرات آئے تھے اب فخر سے اس کی گردن تن گئی تھی
لیکن تمہیں ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیے.... تمہاری پھوپھو جیسا مقدر تمہارا ہو گا یا تمہاری بہن کا میں نہیں "
"جانتی لیکن تکلیف میرے حصے میں ہی آنی ہے۔
.... ان کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جارہا تھا
میں نے تمہاری پھوپھو کو جس تکلیف سے گزرتے دیکھا وہ اب میری کسی بچی کا بھی مقدر بنے گا..... "
تمہاری دادی سخت دل کی مالک ہیں وہ اب برداشت کر گئیں تھیں لیکن جیسے جیسے تم لوگوں کی شادی کے دن
".... قریب آرہے ہیں مجھے لگتا میرا سانس بند ہو جائے گا
اب ان کے چہرے پر درد کی رمق صاف دیکھی جاسکتی تھی آخری جملے پر دلکش نے اماں کے منہ پر ہاتھ رکھ کر چپ کروایا تھا۔ وہ اماں کو کسی بھی الفاظ میں تسلی نہیں دے سکتی تھی وہ جانتی تھی کہ رباب کو شومیز کبھی پسند نہیں کرے گا.... لیکن اس کی اماں جس کشمکش سے گزر رہیں تھیں وہ باخوب جانتی تھی۔
اماں.... میں نہیں جانتی آگے کیا ہونے والا ہے.... میں یہ بھی نہیں کہتی کہ آپ تسلی رکھیں سب ٹھیک " ہو گا.... میں جانتی ہوں آپ کو تسلی دینا اس وقت بیوقوفی ہے.... آپ کے لیے دونوں اولاد برابر ہیں میں جانتی ہوں اگر میرا مقدر وہ ہوا جو پھوپھو کا تھا تب بھی آپ کو ہی تکلیف ہونی اور اگر رباب کا ہوا تب بھی آپکو..... ایک ایسے شخص کو تسلیاں دینا بیوقوفی ہی ہوتی جسے حالات کا اندازہ ہو.... میں بس یہی کہوں گی نجانے کیوں وہ جو اوپر والی ذات ہے نا اس پر دل کرتا کہ یقین کیا جائے نجانے کیوں دل کہتا اب وہ ہمارا ساتھ

دے گی.... دل کہتا اس حویلی کی ہواؤں کا رخ بدل جائے گا.... دل کہتا اب خدا اس حویلی کی بیٹیوں پر ترس کھالے گا وہی تو قرآن میں جگہ جگہ کہتا وہ بہت رحم کرنے والا..... تو یقیناً اس کا رحم اب اس حویلی کی درودیوار پر ہو گا.... "

اس نے کمرے کی دیواروں کو دیکھتے ہوئے کہا....

" میری بچی تم مجھے تسلیاں دے رہی ہو محض تسلیاں لیکن.... یہ تسلیاں امید بن جاتی ہیں... اور امید جب ٹوٹتی ہے تو انسان ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے.... "

" اماں میں آپکو امید جس کے نام کی دے رہی ہوں نا وہ نام بہت بڑا ہے.... مجھے لگتا اس سے امید پورے یقین کے ساتھ لگانی چاہیے..... اور جب امید پورے یقین کے ساتھ لگائی جاتی نا... تو وہ بھی اس امید کو پورا کر کے دکھاتا ہے۔"

دلکش ابھی بھی اس کو اللہ پر امید لگانے کا کہہ رہی تھی۔

" بی بی جی..... "

رجو نے دروازہ کھٹکھٹایا.... تو ان دونوں کی توجہ اس کی جانب مبذول ہوئی.... وہ سر جھکائے باہر کھڑی تھی۔

" ہاں آؤ رجو... "

عمارہ نے اسے اندر بلایا۔

" بی بی جی بڑی حاجن بلا رہی ہیں آپکو.... "

اس نے وہیں کھڑے کھڑے بڑی حاجن کا پیغام سنایا....

" اچھا تم چلو.... میں آ رہی ہوں.... اور ہاں تیار رہنا دلکش کے ساتھ تم جاؤ گی آج شہر اس کو جو جو چیزیں

" ...چاہیے ہوں تم ساتھ ساتھ رہو گی

عمارہ نے اسے حکم سنایا.... لہجے میں پہلے جیسی نرمی نہیں تھی لیکن سختی بھی نہیں تھی.... رجو سر ہلاتی ہوئی ....وہاں سے چلی گئی

عمارہ بیگم ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوئیں.... جو بنا تو نئی طرز کا تھا لیکن اس میں بہت سی ایسی چیزیں تھیں جو بہت پرانی تھیں... ان میں سب سے پہلے تو بیڈ تھا.... جو پرانی طرز کا تھا.... اس کمرے میں داخل ہوتے ساتھ ایک علیحدہ سے کمرہ بنا ہوا تھا جو ایک جالی دار پردہ لگا کر الگ کیا گیا تھا..... اس پردے کے پیچھے ایک عمر رسیدہ خاتون نیچے جائے نماز پر بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھی..... ہاتھ میں تسبیح لیے وہ آنکھیں بند کر کے .... خدا کی عبادت میں مشغول تھیں.... عمارہ آہستہ سے ان کے پاس جا کر کھڑی ہو چکی تھیں

" ... بیٹھو میری بچی "

بڑی حاجن نے بہت پیار سے کہا تو عمارہ مسکراتی ہوئی ان کے بیڈ پر ٹانگوں والی طرف بیٹھ گئی کچھ ہی دیر بعد وہ جالی دار پردے سے نمودار ہوئیں.... چہرہ بہت پر نور نظر آتا تھا لیکن ماتھے پر پڑنے والا شکن ان کے سخت ....ہونے کی علامت تھا

"کیا حال ہے آپ کا؟ سجاد کی دادی۔ "

..... عمارہ انہیں اسی نام سے بلاتی تھیں جب سے سجاد پیدا ہوا تھا

"میں شکر بس اللہ کا کل سے تم نظر ہی آئی۔ "

..... وہ اب اپنے بیڈ پر بیٹھ چکی تھیں

”....جی بس طبعیت کچھ خراب سی تھی تو کمرے میں تھی “

.... عمارہ نے ان کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا.... وہ بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں تھیں

“ ....ہاں پہلے سے کافی کمزور لگ رہی ہو “

.... انہوں نے بغور عمارہ کو دیکھتے ہوئے کہا

”....جی آپ جانتی ہی ہیں میں کس وجہ سے پریشان ہوں “

جبکہ ہونا نہیں چاہیے.... کیا کمی ہے تمہاری بیٹیوں کو؟ اچھا کھاتی پیتی ہیں...زندگی اچھی بسر کر رہی ہیں “
”آگے بھی کریں گیں.... میرا نہیں خیال کہ تمہیں خدا کی ناشکری کرنی چاہیے۔

.... اب ان کا لہجہ سخت ہو چکا تھا..... عمارہ اب محض سر ہلا کر رہ گئی

میں دیکھ رہی ہوں جب سے شومیز آیا تم اپنے دکھ لے کر بیٹھ گئی ہو...... اپنا راویہ میرے پوتے کے “ سامنے ٹھیک رکھو تم بھول رہی ہو وہ تمہارا ہونے والا داماد بھی ہے وہ جب بھی تم سے بات کرنے کی کوشش کرتا تم اٹھ جاتی ہو ابھی تک یہ سب شناور اور علی نے نہیں دیکھا اگر انہوں نے دیکھ لیا تو تمہارا انجام ”برا ہو گا۔

.... وہ اب سختی سے اپنی بہو کو کہہ رہی تھیں

“ ....وہ دراصل مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی نا “

... اس نے ڈرتے ڈرتے کہا

سمجھ مجھے بھی نہیں آتی.... پر میرا راویہ اس کے ساتھ ٹھیک ہے..... تمہاری طرح نہیں کرتی..... میں “ نے بس یہ کہہ دیا کہ تم اس کے سامنے مجھے ہنستی مسکراتی نظر آؤ گی تو بس ایسا ہی ہو گا.... اب تم جا سکتی ہو

"... دروازہ بند کر دینا

.....انہیں نے اب کروٹ بدل لی تھی جس کا مطلب تھا کہ اب جاؤ مزید بحث نہیں ہو گی

.......عمارہ خاموشی سے اٹھ گئی

ان کے گاؤں کو دیپالپور کا شہر نزدیک پڑتا تھا....اس لیے جب بھی ضرورت کی کوئی بھی اشیا چاہیے ہوتی وہ وہیں جاتے تھے....ابھی بھی دلکش اور رجو ڈرائیور کے ساتھ دیپالپور کے ایک مارٹ آئے تھے دلکش کا کھانے پینے کا ہی سامان چاہیے تھا.....رجو نے ٹرالی پکڑی ہوئی تھی جبکہ دلکش جو چیز چاہیے تھی اٹھا اٹھا کر ....اس میں ڈال رہی تھی

بی بی جی ایک تو آپ کے گھر میں پتا نہیں کیا چیزیں پکتی رہتی ہیں اب آپ اور عجیب و غریب چیزیں اٹھا رہی "

"....ہیں.... مینو لگتا آپ کا گھر ایک دن انگریزوں کا اڈا بن جانا

....رجو کی بات پر دلکش نے ایک بے ساختہ قہقہ لگایا

"رجو یہ اٹلین فوڈ کا سامان ہے.... تم نہیں سمجھو گی۔ "

....اس نے ہنستے ہوئے چیز کا ڈبہ اٹھا کر اندر ٹرالی میں رکھا

"....بی بی جی تو توسی ایسی چیزیں کیوں کھاتے ہو جو انگریز کھاتے ہیں "

"....رجو یہ سب حلال چیزیں ہوتی ہیں "

رجو نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا.... تم نے انگریزوں کا اڈا کیوں کہا؟ "

....اس نے اب جانچتی نظروں سے رجو کو دیکھا

".... نہیں بی بی جی وہ بس منہ سے نکل گیا"

....رجو اب ڈر گئی تھی

" ....اچھا بتاؤ میں کچھ نہیں کہتی "

....اس نے ہنستے ہوئے کہا

وہ نا جی بس وہ شومیز شاہ مجھے انگریز شاہ لگتے ہیں اور پھر آپ کے گھر کھانے بھی ویسے پکتے اب شومیز شاہ "

" ....کے جو بچے ہونگے وہ بھی انگریز ہونگے تو ہوا نا انگریزوں کا اڈا

رجو نے پہلے ڈرتے ہوئے لیکن پھر دلکش کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر روانی میں سب کہہ دیا جبکہ دلکش اس کی بات

...ان کر ہنسی سے دوہری ہو رہی تھی

"...اچھا مجھے لگتا ہم نے سارا سامان لے لیا.... چلو آؤ اب بل کروا لیتے ہیں "

وہ دونوں اب کاؤنٹر پر آچکی تھیں....انہوں نے بل کروایا اور باہر نکل آئیں...سامنے ہی گاڑی کھڑی تھی

....ڈرائیور اب سامان اٹھا کر گاڑی میں رکھ رہا تھا

" .... آؤ تمہیں زنگر برگر کھلاتی ہوں...انگریزی کھانا "

دلکش نے رجو کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا....اس طرح شاہوں کی بیٹی نے اس نیچ ذات کا ہاتھ پکڑا تھا بڑے شاہ

.... کھڑے ہوتے تو اپنی بھتیجی کی عقل ٹھکانے لگا دیتے....رجو یہی سوچ رہی تھی لیکن اس کو اچھا بھی لگا تھا

.....وہ دونوں گاڑی میں بیٹھی تھیں جب ڈرائیور نے انہیں برگر اور کوک کے کین لا کر دیے

دلکش کو دوکان میں بیٹھ کر کھانے کی اجازت نہیں تھی... گاڑی کے کالے شیشوں میں بیٹھ کر وہ کھا سکتی

تھی .....

"بی بی جی اے کیڑا (کون سا) برگر اے؟ "

رجو نے ڈبہ کھولتے ہی حیرانی سے پوچھا.... اور برگر کو اٹھا کر گول گول گھما کر دیکھنے لگی.

"رجو یہ زنگر برگر ہے اور یہ ایسا ہی ہوتا...."

رجو نے اب برگر رکھ دیا تھا.....

"بی بی جی پہلے ہی بتا دیتیں مینو لگا سی کہ انڈے والے برگر دا کوئی انگریزی نا اے پر یہ تو انگریزی برگر ہے...."

دلکش کا تو ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا.....

"رجو کھا کر تو دیکھو بہت اچھا ہے...."

اس نے اسے کھانے کو کہا.... رجو نے زبردستی ایک لقمہ میں منہ ڈالا تو مایونیز کا ذائقہ اسے اس قدر برا لگا کہ اسے لگا وہ ابھی الٹی کر دے گی.... لیکن زبردستی اسے وہ کھانا ہی پڑا لیکن اس کی بننے والی شکلوں سے دلکش ضرور محظوظ ہو رہی تھی....

"بی بی جی اس سے اچھا چاچا شیرے کا انڈے والا برگر ہے.. کیا سواد (مزہ) آتا ہے..... آپ نے پھر کبھی اس کا برگر کھا کے نہیں دیکھا یقین کریں آپ بھول جائیں گیں یہ زنگر شنگر...."

رجو اپنی روانی میں کہتی جا رہی تھی لیکن دلکش کو ایک سکون سا مل رہا تھا پہلی دفعہ کوئی اس کو اس طرح ہنسا رہا تھا....

"رجو تم میری سہیلی بنو گی؟ "

دلکش ایک دم دینے والی پیشکش پر رجو کی تو زبان ہی بند ہو گئی.... دلکش بہت دیر سے اسے تکے جا رہی تھی.... لیکن وہ سر جھکا چکی تھی۔

"....جواب دو ایرج "

....اس نے پھر سے سوال کیا

"وہ.... بھلا....جی...میں...کیسے؟ آپ ہمارے مالک ہیں ہم نوکر ہیں بی بی جی۔ "

....رجو نے نیچے دیکھتے ہوئے ڈرتے ہوئے کہا

رجو تم جانتی ہو میری آج تک کوئی سہیلی نہیں بنی صرف اسی کہ سب ڈرتی تھیں کہ میں شاہوں کی بیٹی " ہوں کالج میں بھی مجھ سے اور رباب سے کوئی دوستی نہیں کرتا تھا عزت سب کرتے تھے پر دوست نہیں تھا کوئی....یونی میں بھی ایسا ہی رہا مجھے ایک دوست کی بہت کمی محسوس ہوتی تھی جب میں لڑکیوں کو اپنی دوستوں سے ہنستے مسکراتے دیکھتی تو میرا بھی دل کرتا میں بھی ہنسوں لیکن مجھے کوئی ہنسانے والا نہیں ہوتا "...تھا.... میں اس خوبصورت رشتے کو ترسی ہوں

....دلکش اپنی آپ بیتی سنا رہی تھی

بی بی جی سیانے کہتے ہیں دوستی اپنے مقابلے کے بندے سے کرنی چاہیے...میرا اور آپ کا رشتہ نوکر مالک کا " ہے جس میں مجھ پر احترام لازم ہے.... دوستی میں سب برابر ہوتے ہیں اور برابری کے لوگوں میں احترام "نہیں ہوتا بی بی جی۔

....رجو نے کہا..... نجانے کس دل سے اس نے یہ سب باتیں کیں تھیں

رجو تم بھی اس پاک ذات کی بندی ہو جس نے مجھے پیدا کیا....جب ہمارا خالق ایک اور ہمارا مالک ایک تو "

ہم برابر ہی ہیں.... یہ تو لوگوں نے بنادیا فلاں اونچی ذات ہے اور فلاں نیچی.... میری نظر میں جب مالک ایک ہے تو اس کے بندے سب برابر ہیں...."

.....دلکش نے مسکراتے ہوئے رجو کا ہاتھ تھام لیا

"میں ....تم جانتی ہو خدا نے ذات ہماری پہچان کے لیے بنائی تھی لیکن ہم نے اسے انا، تکبر اور غرور سمجھ لیا.... اگر سید ہوں تو اس میں میرا کوئی کمال نہیں اور تم اگر نہیں ہو تو اس میں تمہارا کوئی گناہ نہیں.... دنیا میں صرف مذہب اسلام ہی واحد مذہب ہے جو اس گناہِ عظیم سے بچنے کا راستہ بتاتا ہے، اور وہ راستہ، اللہ کی فرماں برداری کا راستہ ہے، آج کل دنیا میں جو فسادات جاری ہو رہے ہیں... تکبر اور بے جا احساس برتری اس کی خاص وجہ ہے، اور اسلامی تعلیمات کی طرف واپسی و عمل ہی اس کا واحد علاج ہے۔ اور میرا اسلام یہ کہتا ہے ہم سب برابر ہیں.... اس لیے ہماری دوستی جائز ہے۔"

...دلکش کی باتیں اس پر اثرانداز تو ہو رہی تھیں لیکن اندر ہی اندر وہ ڈر رہی تھی

"تکبر میں مبتلا شخص اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنا ذاتی کمال و وصف سمجھنے لگتا ہے قرآن کریم میں ابلیس کا قصہ بار بار ذکر ہوا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا کیا، ظاہر ہے اس میں اس کا کوئی ذاتی کمال نہ تھا، لیکن اس نے اسی کو وجہِ افتخار بنالیا جس سے مغلوب ہو کر اللہ کے حکم سے سرکشی کر بیٹھا اور بندگی کے حق کو ادا نہ کر سکا اور پھر اس کا انجام تو تم جانتی ہی ہو.... جب میرے اللہ نے کسی کو برتر اور کسی کو کم تر نہیں بنایا تو یہ سیانے کون ہوتے ہیں؟"

.....آخری جملے پر دونوں ہنس دی

"....ہاں لیکن ایک شرط پر اگر آپ چاچا شیرے کا برگر کھائیں گی تو "

....رجو نے اب ہنستے ہوئے کہا تو دونوں ہنس پڑیں

.....گھر آکر رجو تو گھر کے کاموں میں مشغول ہو گئی جبکہ دلکش کیچن میں چلی گئی تھی
رجو کو بینا نے شومیز شاہ کا کمرہ صاف کرنے کو کہا تھا.....وہ کمرہ صاف کر کے باہر ہی نکلنے لگی تھی...کہ
.....سامنے سے ایک شخص اندر داخل ہوا
"....ارے تم یہاں....میں تو صبح سے تمہیں سارے گاؤں میں ڈھونڈ چکا ہوں "
شومیز نے انگریزی میں کہا رجو کو سمجھ تو نہ آئی....لیکن اس نے ادھر ادھر دیکھا ضرور کہ شاہ صاحب کس سے بات کر رہے ہیں...جب وہاں کوئی نا دیکھا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے مطلب شاہ اس سے بات کر رہا تھا....اب وہ کیا کہے گی کہ شاہ کی اس کو سمجھ نہیں آ رہی اور کہے گی کیسے ؟
"تم کہاں تھی صبح سے ؟ "
....شومیز نے دوبارہ پوچھا
"ہیں جی ؟ "
رجو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا....شومیز ابھی تک ٹریک سوٹ میں ملبوس تھا.....شومیز کو اس کے
....چہرے کے تاثرات دیکھ کر بڑا ہی مزہ آیا
" .... میں "
...اب شومیز نے اشارے سے اسے سمجھانے کی کوشش کی
"کہہ رہا ہوں تم صبح سے کہاں تھی ؟ "

....رجو نے بغور اس کے اشارے دیکھے تا کہ سمجھ سکے لیکن اس کے پلے کچھ نہ پڑا

.....پھر اس نے خود پر ہاتھ رکھ نہیں کا اشارہ کیا کہ مجھے سمجھ نہیں آئی..... جس پر شومیز ہنس دیا

"تمہارا نام کیا ہے ؟ "

.....یہ انگریزی میں بولے گئے جملے اسے سنے سنے لگے تھے..... یہ جملے تو اس نے رٹے ہوئے تھے

(What is your name?)

....رجو کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی

(my name is Eraj)

(My father name is rasheed)

وہ رٹا رٹایا سبق اسے جوں کا توں سنانے لگی جبکہ شومیز تو اس کا نام جان کر ہی بہت خوش تھا اور یہ کہ اسے انگریزی آتی ہے جبکہ وہ تو اسے رٹا سنا رہی تھی.....

".... تمہیں انگریزی آتی ہے "

....اس نے پھر سے پوچھا تو رجو کا حوصلہ ہوا ہوا....اب پھر شاہ نے نجانے کیا پوچھ لیا تھا

اس کا بس نہیں چل رہا تھا بھاگ جائے وہاں سے... اور اس کی دعا اللہ نے سن لی اسے ثنا بلانے آ گئی....

.....شومیز اندر کی جانب چلا گیا جبکہ رجو ثنا کے پیچھے خدا کا شکر ادا کرتے کرتے چل دی

" ..... چلو تمہارا نام تو پتا چلا دلچسپ لڑکی "

.......شومیز نے ہنستے ہوئے خود کو آئینے میں دیکھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

”رجو.... جاٹیوب ویل سے پانی بھر لا۔ “

بے بے نے رجو کو آواز دی.... شام کا وقت تھا گرمی کا زور بھی کم تھا رجو ابھی ہی شاہوں کی حویلی سے آئی تھی...... تھکی ہاری وہ چارپائی پر بیٹھی ہی تھی کہ بے بے نے حکم صادر کر دیا۔

بے بے خدا کا خوف کر ابھی آئی ہوں.... آرام تو کرنے دے..... ابھی ہی کہتی تو گھڑا اٹھا کر پانی بھر “

”....لاؤں

اس نے چارپائی پر لیٹتے ہوئے کہا۔

ہاں رجو ابھی بھر لا فروڑے شاہ کے پتر نے آنا ہے اور ساتھ سجاد شاہ تے اس کے دوستوں نے نہانا ہے “

”اس کے بعد کسی کو وہاں نہیں جانے دیں گے.... ساریاں عورتاں (عورتیں) بھرنے آئی کھڑی ہیں۔

....بے بے نے اسے بتایا وہ جو ابھی لیٹی ہی تھی شومیز شاہ کا نام سن کر کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی

اب شاہ صاحب ادھر بھی مجھے تنگ کرنے آ رہے ہیں ہائے اللہ میں کتھے جاواں مجھے ان کی سمجھ نہیں آتی “

”پتا نہیں کیا فارسی بولتے ہیں.... ویسے رجو فارسی نہیں انگریزی بولتے ہیں۔

وہ دل ہی دل میں سوچتے ہوئے اٹھ کر گھڑے کے پاس گئی اور اٹھالیا.... اس نے ہرے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا جو لان کا تھا.... اور گلے میں سفید رنگ کا دوپٹہ تھا وہ پاکستان کا جھنڈا لگ رہی تھی.... کمر پر وہی کالا

.....پراندہ

”بے بے او انگریز شاہ نے واپس نہیں جانا کیا اب؟ “

....اس نے بے بے سے پوچھا اور گھڑا کمر کے ساتھ لگالیا

"کس انگریز شاہ نے؟ "

بے بے نے سوال کیا وہ تندور پر روٹیاں لگا رہی تھی۔ اس کی بے بے بھی اردو اور پنجابی ملا کر بولتی تھی۔

"ارے اماں وہی وڈے شاہ کا بیٹا۔ "

اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تینو کیا لگے؟ اس کا پینڈ ہے جب مرضی جائے۔ "

اماں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں اماں میرا او مطلب تو نہیں تھا۔ "

" .... جا جا جو کام کرنے لگی نا او کر.... پانی بھر لیا "

اماں نے اسے رفع دفع کیا.... رجو نے ایک دوپٹہ کا گول دائرہ بنا کر سر پر رکھا اور اس پر گھڑا رکھ لیا.... اس کا

..... اپنا دوپٹہ اس نے ٹھیک سے پھیلا کر لیا ہوا تھا

"بس شومیز شاہ کے آنے سے پہلے پہلے ہو آؤں.... نہیں تو پتا نہیں کی انگریزی میں گالیاں دیتے ہیں۔ "

.... وہ دل ہی دل میں سوچتے ہوئے ٹیوب ویل کی جانب بڑھ رہی تھی

\-----------

"بس بس اب سب جاؤ.... شاہ آرہے ہیں۔ "

..... دونوکر وہاں سے سب عورتوں کو ہٹا رہے تھے انہوں نے شاہوں کی گاڑی وہاں آتے ہوئے دیکھ لی تھی

"رجو اب ایک دفعہ جا.... شاہ آگئے بعد میں آجانا۔ "

ایک نے رجو کو آتے دیکھا تو اسے فوراً جانے کو کہا۔۔۔

"واہ واہ میں ایسے کیسے چلی جاؤں ؟ اتنا چل کر یہاں تک آئی ہوں گھڑا اٹھانا آسان کام ہوتا ہے ؟ "

رجو نے گھڑا نیچے رکھ دیا تھا اور اب کمر پر ہاتھ باندھے حمزہ سے سے لڑنے میں مصروف ہو چکی تھی حمزہ بھی ڈیری فارم میں ہی کام کرتا تھا

رجو دیکھ ابھی بحث مت کر دیکھ شاہوں کی گاڑی آ گئی ہے سجاد شاہ نے تجھے دیکھ لیا تو جان لے لیں گے اوپر " " .....سے وڈے شاہ کے پتر بھی آئے ہوئے ہیں

میں تو پانی بھر کے جاؤں گی تجھ سے جو ہوتا کر لے..... اور مجھے کون سا بعد میں شاہوں نے وہ ایک قلعے (" "ایکڑ) سے دوبارہ اپنی گاڑی میں بیٹھا کر یہاں تک لانا دیکھ نہیں رہا میرا گھر کتنا دور ہے۔

رجو نے اس بنے ہوئے گھر کی طرف اشارہ کیا جہاں سے چل کر وہ آئی تھی اور راستے میں بھینسیں کھڑی .....دیکھائی دے رہی تھیں

" ....رجو تمیز کر جا.... دیکھ بس شاہوں کی گاڑی کھوپہ آ گئ ہے اور وہ یہاں تک آ رہے ہیں "

اس نے پیچھے مڑ کر شومیز سجاد اور ان کے دوستوں کو آتے ہوئے دیکھا تو حمزہ کی سانس اٹک گئ۔ جبکہ رجو اسے نظر انداز کرتے ہوئے اپنا گھڑا اٹھا کر ٹیوب ویل کے نیچے کر چکی تھی یہ ایک پائپ تھا جو گہرے کنویں سے آتا ہوا ایک تالاب میں پانی ڈال رہا تھا..... اس کنویں میں موٹر لگی ہوئی تھی جو پانی کھینچتی تھی۔

" ....رجو تو مجھے مروائے گی "

حمزہ رجو کو کہتے ہوئے شاہوں کی طرف بھاگ گیا.... وہ لوگ اب بلکل پاس آ چکے تھے..... سجاد نے .....ناگواری سے رجو کو دیکھا جو پانی بھرنے میں مشغول تھی

"تم نے بتایا نہیں کہ ہم آ رہے ہیں۔ "

سجاد نے غصے سے حمزہ کو کہا۔

"شاہ صاحب بتایا تھا پر وہ کہہ رہی تھی کہ اس سے اتنا چل کر نہیں آیا جائے گا۔ "

.... حمزہ نے ڈرتے ڈرتے بتایا

" .... اس کو کہو ابھی کہ ابھی دفع ہو یہاں سے "

شومیز بھی رجو کو دیکھ چکا تھا.... وہ پانی بھرتے ہوئے کتنی خوبصورت لگ رہی تھی.... پانی کی کچھ چھینٹے اس کے چہرے پر گر رہی تھیں.... ان سے بچنے کے لیے اس نے چہرہ دوسری جانب کیا ہوا تھا۔

اس نے جب سجاد کو غصے میں دیکھا تو اس سے پوچھا ان کے ساتھ اور دو لڑکے تھے جو دونوں ہی سجاد کے دوست تھے اور شومیز سے بھی ان کی ہائے ہیلو ہو چکی تھی۔

"کیا ہوا ہے ؟ "

شومیز نے سجاد سے پوچھا جو حمزہ کو جاتے دیکھ رہا تھا۔

اوہ یار بس کچھ نہیں.... اس لڑکی نے دماغ خراب کیا ہوا ہے.... ہمیشہ وہی کام کرتی جس سے منع کیا "

جائے -۔۔۔ابھی سب کو کہا گیا تھا کہ ہم لوگ آرہے ہیں تو جس جس نے پانی بھرنا ہے ابھی بھر لے لیکن

"یہ بیوقوف لڑکی ابھی تک یہی ہے میں نے حمزہ سے کہا ہے اس کو دفع کرے یہاں سے ہم نے نہانا ہے۔

سجاد نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور سگریٹ نکالنے لگا۔

"شیطان کے بھائی لگتے ہو۔ "

شومیز کی بات پر وہاں کھڑے سارے نفوس حیران رہ گئے وہ جو سگریٹ کو سلگا رہا تھا اب حیرانی سے اپنے کزن کو دیکھ رہا تھا۔

"کیامطلب ہے تمہارا؟ "

اس لڑکی کو وہاں سے بھگا کر یہی ثابت کرنا چاہتے ہو نا کہ تم مالک ہو اور یہ جگہ تمہاری ہے.... اور تم جب " چاہو اسے وہاں سے نکال سکتے ہو.... تو یہ تکبر ہی ہوا اور جانتے ہو تکبر سب سے پہلے شیطان نے کیا تھا....

[02/34] وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ڭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ 34۔

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے "انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔

شومیز کے منہ سے عربی کی آیت اور اس کے بعد اس کا ترجمہ سن کر ان تینوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے....

حمزہ رجو کو وہاں سے جانے کا کہہ رہا تھا اور وہ اپنا گھڑا ابھر چکی تھی.... اسے اندازہ تک نہیں ہوا تھا کہ اس کے پیچھے چند فاصلے پر کھڑا کوئی اس کی وکالت کر رہا تھا.... رجو اب اپنا گھڑا سر پر رکھ کر پیچھے کو مڑی ہی تھی کہ اس نے سامنے کھڑے شومیز شاہ کو دیکھا جو سجاد شاہ اور اس کے دوستوں کو کچھ کہہ رہا تھا اور وہ اسے حیرانی کے عالم میں اسے تکے جا رہے تھے۔

کیا تھا اگر ہم کچھ دیر یہاں کھڑے ہو کر صبر کر لیتے ؟ لیکن تم نے یہ چیز باور کروانے کے لیے کہ یہ سب " تمہاری ملکیت ہے اس لڑکی کو بھگانا مناسب سمجھا.... جو صاف ظاہر کرتا ہے کہ غرور کی ایک علامت "ہے.... تکبر خدا کو نہیں پسند سجاد۔

شومیز اسے سمجھا رہا تھا شومیز اس سے چند ماہ بڑا تھا لیکن ایسے لگ رہا تھا کہ وہ اس سے بہت بڑا ہے اور اسے درس دے رہا ہے.... سجاد اپنی توہین پر سخت چڑ گیا تھا.... ماحول شاید اور بھی ناگوار بن جاتا اگر سجاد کا

.... دوست اسد اس بات کو بدلتا نا

ارے بس بس وہ دیکھو وہ تو بھر کر جا رہی ہے پانی.... اب تم دونوں بس کرو ہم نہانے آئے ہیں... ایک "
دوسرے کو لیکچر نہیں دینے آئے۔"

اس کا انداز مزاحیہ تھا جس کی وجہ سے سب کا خوشگوار ہو گیا جب کہ شومیز نے پیچھے مڑ کر جاتی رجو کو دیکھا جس نے سر پر گھڑا رکھا ہوا تھا.... لیکن شاید وہ لمحہ رجو کی بدقسمتی کا لمحہ تھا اس نے گردن ترچھی کر کے شومیز شاہ کو دیکھنا چاہا..... لیکن جیسے ہی اس کی نظر اس سے مل کر دوچار ہوئیں اس کا توازن بگڑا چونکہ وہ گھبرا گئی تھی۔ اور گھڑا نیچے گرا اور گرتے ہی چور چور ہو گیا.... شومیز جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا اب کبھی اس کو دیکھ رہا تھا تو کبھی اس کے گھڑے کو..... شومیز بھاگ کر اس کے پاس آیا.... باقی سب حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے....

" ... دیکھا مجھے باتیں اس لڑکی کی خاطر سنا رہا تھا اب دیکھو اس کا گھڑا ہی ٹوٹ گیا "

.... سجاد نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا

رجو جو ٹوٹے گھڑے کو دیکھ رہی تھی.... اب زمین پر بیٹھ کر اس کی کرچیاں دیکھنے لگی۔

ہائے اللہ میں مر گئی.... یا اللہ بے بے نے میرا قتل کر دینا اللہ اس انگریز شاہ نوں نا چھڈنا (چھوڑنا).... میرا "
.... گھڑا توڑ دیا اب بے بے میرا منکا (پنجابی میں گردن کو کہتے ہیں) توڑے گی"

اتنے میں شومیز اس تک آ چکا تھا۔

اس نے نظر اٹھا کر اوپر دیکھا اونچا لمبا قد.... جب اس کی نظر اوپر تک گئی تو وہ اپنے موبائل پر کچھ کر رہا تھا.... نجانے رجو اپنی تہذیب کہاں بھول گئی

واہ واہ اب میر اگھڑا توڑ کر بڑے خوش ہو.... اس کا نقصان کون بھرے گا؟ اماں نے جو میری ٹانگیں توڑنی "
"ہیں اس کا نقصان کون بھرے گا؟

کمر پر ہاتھ باندھے وہ بولتی چلی جا رہی تھی شاید ایک یہ بھی بات تھی کہ شاہ کو کون سا سمجھ آنا.... سجاد دور .... کھڑا سارا تماشا دیکھ رہا تھا البتہ سنائی اس کو کچھ نہیں دے رہا تھا لیکن انداز اچھے سے سمجھ آ رہا تھا

اچھا ہے جس کی خاطر مجھ سے لڑ رہا تھا اس سے سن لے اسی لیے ان نیچ ذات والوں کو اپنی اوقات میں "
"رکھنا چاہیے نہیں تو سر پر ناچتے ہیں۔

سجاد ناگواری سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

ابھی کے ابھی میرا حساب چکتا کرو.... گھڑے کے پیسے دو نہیں تو وہ جو میری ماں ہے نا اس نے مجھے میلے کی "
چوڑیوں کے پیسے نہیں دینے۔ جب بھی سامنے آتے ہو کچھ نہ کچھ غلط ہو جاتا ہے..... اللہ بچائے آپکے شر
"..... سے

اس نے رونے والی شکل بناتے ہوئے شومیز کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا.... لیکن وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اس مٹی کا برتن ٹوٹنے کو وجہ سے روہانسی ہے جبکہ وہ جانتا نہیں تھا وہ ڈراموں میں سب کی خالہ تھی۔

".... سوری "

شومیز نے اپنی غلطی نا ہوتے ہوئے بھی کہہ دیا.... جبکہ اس نے تو رجو کو نہیں کہا تھا کہ پیچھے مڑ کر دیکھے لیکن نجانے کیوں اس نے سوری کہہ دیا وہ تو بھاگ کر اس لیے آیا تھا کہ اسے کہیں چوٹ نا لگی ہو۔

ارے واہ... میرا گھڑا توڑ کر اب سوری ہو رہی ہے رجو کی نظر دور کھڑے سجاد پر پڑی جو ادھر ہی آنے لگا "
تھا تو ڈر کر فوراً بولی۔

" جا انگریز شاہ رجو نے تمہیں کھلے دل سے معاف کیا.... تم بھی کیا یاد رکھو گے۔ "

....رجو نے وہاں سے بھاگنے میں ہی عافیت جانی

....شومیز اسے جاتے ہوئے مسکرا کر دیکھ رہا تھا وہ جو تیز تیز قدم اٹھا رہی تھی

آج میں بھی ساری بھڑاس نکال ہی لی.... بڑے شاہ بنے پھرتے ہیں دیکھا آج شاہ کی بولتی بند کر دی میں " ....نے "

ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی لیکن اگلے ہی لمحے اسے اماں لعن طعن یاد آ گئی نجانے اب اس کے ساتھ کیا .....ہو گا

میرا گھڑا توڑ کر بڑے خوش ہو.... اس کا نقصان کون بھرے گا؟ اماں نے جو میری ٹانگیں توڑنی ہیں اس کا " نقصان کون بھرے گا؟ ابھی کے ابھی میرا حساب پورا کریں.... گھڑے کے پیسے دو نہیں تو وہ جو میری ماں ہے نا اس نے مجھے میلے کی چوڑیوں کے پیسے نہیں دینے۔ جب بھی سامنے آتے ہو کچھ نہ کچھ غلط ہو جاتا "..... ہے..... اللہ بچائے آپکے شر سے

جیسے جیسے وہ انگریزی ترجمہ پڑھ رہا تھا حیرت سے اس کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں.... اس نے وہاں پر ریکارڈنگ چلا دی تھی اور گھر آ کر اب اس کا ترجمہ کر کے پڑھ رہا تھا۔

"توبہ ہے جس لڑکی کے لیے میں اپنے بھائی کو شیطان کہہ رہا تھا وہ مجھے ہی شیطان سمجھتی ہے۔ "

وہ مسکراتے ہوئے پڑھ رہا تھا۔

"اچھا تو میلے پر چوڑیاں لینی ہیں۔ "

.....اس نے مسکراتے ہوئے سوچا

"....ہو تو بہت بدزبان "

شومیز نے ہنستے ہوئے دل میں سوچا....انگریز شاہ پڑھ کر اسے بہت ہنسی آئی تھی۔

"...دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ کافی لمبی زبان رکھتی ہو تم لڑکی "

رات کافی ہو چکی تھی لیکن نیند تھی جو آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی.....شومیز کا دل کیا ذرا باہر چہل قدمی کر آئے.....اس غرض سے وہ اٹھ کر لان میں آ چکا تھا.....لان میں سامنے کھڑی عورت کو دیکھ کر پہلے تو ....ٹھٹکا لیکن پھر اس کے پاس گیا جس کی کمر اس کی طرف تھی

"ارے پھوپھو آپ ہیں۔ "

اس نے شاہینہ کو دیکھا جو اوپر دیکھ رہی تھی۔اس نے مڑ کر دیکھا۔

"....ہاں بس اندر دل گھبرا رہا تھا تو باہر آ گئی "

"اچھا دل گھبرائے تو باہر آ کر چاند سے باتیں کر کے دل خوش ہو جاتا ہے؟ "

شومیز نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ وہ چاند کو ہی دیکھ کر باتیں کر رہی تھی۔

"پتا نہیں....پر جانتے ہو اس سے باتیں کرنے سے من ہلکا ہو جاتا ہے۔ "

شومیز نے انہیں خاموشی سے بغور دیکھا۔

"اچھا.....اور وہ کیوں؟ "

....اب اس نے سوال کیا

"....شاید اس لیے کہ مجھے اور کوئی سننے والا نہیں ہوتا؟"

اس نے اپنی صفائی دی۔

"اچھا کیوں کوئی نہیں ہوتا؟"

"کیونکہ سب اپنی اپنی زندگی مصروف ہوتے ان کے پاس میرے لیے وقت نہیں ہوتا۔"

"تو آپ کے اپنے پاس اپنے لیے وقت ہوتا؟"

شومیز کے سوال نے اسے لاجواب کر دیا۔

"تقریباً پانچ منٹ سے آپ میرے سے بات کر رہی ہیں خود سے آپ نے کتنے وقت بات کی اور کب کی؟"

اب تو وہ باقائدہ حیران ہو گئی تھی اس نے ذہن پر زور دیا اسے نہیں یاد پڑتا تھا اس نے خود سے بات کی ہو۔

"بتائیں؟"

اس نے نفعی میں سر ہلایا تو شومیز کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی۔

دیکھا....جب آپ خود ہی اپنے لیے وقت نہیں نکالیں گی تو لوگوں سے کس بات کی امید لگا رہی ہیں؟" آپ نماز پڑھتی ہیں....یقنا اللہ سے دعا بھی مانگتی ہونگی لیکن اللہ سے باتیں کب کیں آپ نے؟ آپ اس کی بنائی گئی چیز کو دیکھ کر اس سے باتیں کر رہی ہیں بجائے اس سے باتیں کرنے کے....دن میں ایک گھنٹا خود سے باتیں کریں اور ایک گھنٹا نماز کے علاوہ اللہ سے باتیں کریں.....مجھے امید ہے آپ خود کو اکیلا محسوس کرنا چھوڑ دیں گی۔"

شاہینہ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب باتیں اس سے اس کا یوکے سے آیا ہوا بھتیجا کر رہا ہے جس نے ساری زندگی تنہا گزاری....

"تم قرآن پڑھتے ہو؟ "

شاہینہ نے بے ساختہ سوال کیا۔

"نہیں سمجھتا ہوں۔ "

.....اس کے آنے والے جواب پر وہ ششدر رہ گئی

پھوپھو ایک اللہ کی ذات ہے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گی...بے شک آپ مر جائیں....اور ایک آپکی " اپنی ذات ہے جو مرتے دم تک آپ کے ساتھ رہے گی....لوگوں سے امیدیں لگانا چھوڑ دیں کہ وہ آپ کو " ......وقت دیں گے

"یہ سب تم نے کہاں سے سیکھا؟ "

شاہینہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس سے کیا کہے؟

کہاناقرآن سمجھتا ہوں.....اور وہی کہتا ہے کہ اللہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہے.......اور باقی آپ بھول " " .....رہی ہیں میں اب تک تنہا پلا بڑھا ہوں

......ابھی ان کا سلسلہ کلام جاری ہی تھا کہ ایک عجیب سی آواز آئی....دونوں نے بے ساختہ مڑ کر دیکھا

"یہ کیسی آواز تھی؟ آپ نے سنی؟ میں دیکھتا ہوں۔ "

شومیز جانے لگا تو شاہینہ نے روکا۔

رہنے دو میرے بچے ان آوازوں کی عادت ڈال لو....یہ حویلی تم پر بہت سے راز عیاں کرنے والی ہے.... " "....سب وقت پر چھوڑ دو

وقت پر نہیں چھوڑتے اللہ پر چھوڑتے ہیں وقت مرہم نہیں لگاتا بس موان کرنا سکھاتا ہے...اللہ اس سے "

نوازتا ہے جو ہمارے حق میں بہتر ہوتا ہے اور ہمیں لگتا کہ ہمارے زخموں پر مرہم لگ گیا.... اگر میں حویلی کے رازوں کو وقت پر چھوڑ تا رہوں گا تو مجھے امید ہے وقت مجھے کچل ڈالے گا.... لیکن اگر اس راز کو آج ہی عیاں ہونا ہے مجھ پر تو خدا کی ذات پر یقین کر کے مجھے پتا کرنا چاہیے .... "

وہ حیران ہوئی تھی.... کہ شاہینہ سے پوچھنے کی بجائے وہ خود پتا کرنے کا فیصلہ کر رہا ہے ....

"مجھ سے نہیں پوچھو گے ؟ "

آپ نے بتانا ہوتا تو بتادیتی.... وقت پر چھوڑنے کا نا کہتیں... اور میں نے کبھی اپنے کام لوگوں پر نہیں چھوڑے.... نا ہی ان سے امید لگائی کہ وہ میرے لیے کچھ کریں گے... اگر اللہ کو بہتر لگا تو جو بھی ہے سب سامنے آجائے گا اور اگر نا لگا تو یقیناً اس کی مصلحت ہو گی.... خیر آپ جائیں اندر میں دیکھتا ہوں۔"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاہینہ نے اثبات میں سر ہلایا.... اور اندر کی جانب بڑھی۔

"اللہ تمہارا ساتھی ہو میرے بچے.... تم ان سب سے بہت مختلف ہو.... نجانے کیا ہو گا؟ "

شاہینہ دل میں دعا کرتی ہوئی اندر بڑھ گئیں۔

شومیز اسی آواز کی جانب بڑھا.... وہ حویلی کے پچھلی جانب آچکا تھا یہاں بھی گملے رکھے تھے.... لیکن یہ ایک گلی لگتی تھی... جس میں بہت سے کمروں کی کھڑکیاں کھولتی تھیں... شومیز کے اپنے کمرے کی کھڑی اسی جانب تھی... لیکن وہ اوپر تھا ....

اب ایسی کوئی آواز نہیں تھی.... وہاں سجاد.... شناور شاہ اور علی شاہ کے کمرے کی کھڑکیاں کھولیں تھیں..... وہ آہستہ آہستہ سب کے پاس روکا تھا پہلے شناور شاہ کے کمرے کی کھڑکی تھی.... اور وہ بند تھی.... اس کے بعد سجاد کے کمرے کی کھڑکی تھی اور وہ آدھی کھلی تھی ..

"....تو آواز یہاں سے آئی تھی "

شومیز رکا.... لیکن اب وہاں سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی.... اور اس وقت یوں کسی کے کھڑکی کے پاس ... کھڑے ہونا اسے مناسب بھی نہیں لگا تھا۔ لیکن پھر سے سر گوشی ہوئی تھی

....شاید وہ فون پر بات کر رہا تھا..... اس نے سر جھٹکا اور واپس لان میں آگیا

آلے پھڑ کنجیاں تے سانبھ لے تجوریاں قسماں نوں کھاندی شاہواں دی حویلی وے چل میلے نوں "

" .....چلئے

وہ گنگناتی ہوئی کام کرنے میں مصروف تھی.... اس وقت وہ ہال کی جھاڑ پونچھ کر رہی تھی..... ایک بڑی سی تصویر جو کہ حیدر شاہ کی تھی اور اس کے ساتھ شناور شاہ کھڑے تھے... ان کے ہاتھ میں ایک بچہ تھا ننھا سا

....بچہ

رجو وہیں کھڑی ہوگئی... کمر پر ہاتھ رکھ لیے... ہاتھ میں صفائی والا کپڑا تھا۔

تو یہ ہے چھوٹا سا انگریز شاہ بچپن میں بھی انگریز ہی تھا.... ویسے مینو بہت اچھا لگتا آپکو اردو نہیں آتی.... "

"....کم سے کم دل کی بھڑاس تو نکال لیتی ہوں

....رجو نے اب دوبارہ نے کپڑا مارنا شروع کر دیا

"رجو تم یہاں ہو میں تمہیں ساری حویلی میں ڈھونڈ چکی ہوں۔ "

پیچھے سے آنے والی آواز سن کر رجو ایک دم ڈر گئی.... وہ جانتی تھی پیچھے کون ہے لیکن کسی بڑے شاہ کو پتا چل گیا کہ وہ حویلی کی بیٹی سے بات کر رہی ہے تو شاید اس کا خون پی لیا جاتا.... اس نے ڈرتے ڈرتے سر جھکاتے

ہوئے پیچھے کو رخ کیا۔

”جی بی بی جی؟ “

اس نے ڈر کے مارے کہا۔

”رجو میں تمہیں پوری حویلی میں ڈھونڈ چکی ہوں... اور تم یہاں ہو آؤ تمہیں کچھ دیکھانا ہے۔ “

رجو کو لگا اس کی جان نکل جائے گی.... اسے اچھے سے یاد تھا جب وہ کام پر پہلے دن آئی تھی اسے سب سے پہلے یہ کہا گیا تھا کہ شاہوں کی دونوں بیٹیوں سے دور رہنا ہے.... وہ نہیں جانتی تھی آخر ایسا کیوں لیکن اس کو دور رہنا تھا۔ دلکش نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کپڑا اپکڑ کر سائیڈ پر پڑے ایک گلدان کے پاس رکھ دیا رجو اب ..... آگے سے بحث بھی نہیں کر سکتی تھی اور یہ سب ٹھیک بھی نہیں ہو رہا تھا

”آؤ رجو میرے کمرے میں آؤ.... میں نے تمہارے لیے کچھ نکال کر رکھا ہے۔ “

وہ اس کا ہاتھ پکڑے سڑیاں چڑھ رہی تھی... جبکہ رجو ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں کوئی دیکھ نا لے.... اگر کسی اور نوکر نے دیکھ لیا تو یقنا اس کی شکایت لگ جانی تھی اور بینا نے تو اسے ویسے ہی نہیں چھوڑنا تھا.... لیکن آج صبح سے اسے بینا نظر نہیں آئی تھی... جب سے وہ کام پر آئی تھی اسے کہیں وہ نظر نہیں آئی تھی.... اور باقی سب بھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھیں شاید اس لیے کسی کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی اللہ اللہ کرتی وہ دلکش کے کمرے تک پہنچی تھی۔

”بی بی جی وہ کوئی دیکھ نالے آپ میرا ہاتھ چھوڑ دیں۔ “

....رجو نے التجا کی

....دلکش رکی اور پھر اسے مسکرا کر دیکھا

دیکھ لے... تمہیں کیا کوئی وبائی بیماری ہے جو میں تمہارا ہاتھ نہیں پکڑ سکتی.... اور تم بھول گئی ابھی ہم کل "
"ہی تو دوستیں بنی تھیں۔

دلکش نے اسے یاد دلانا چاہا جبکہ اسے یاد تو تھا ہی.... رجو تھوڑا سا بہتر ہوئی اب دلکش نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

رجو نے اس کے بیڈ پر پھیلے کپڑے دیکھے۔

لے بی بی جی یہ سمیٹنا تھا آپ کسی کو آواز دے کر کہہ دیتیں آپ خود کیوں گئیں؟ میں ابھی سمیٹ دیتی "
"ہوں۔

رجو ابھی آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ دلکش نے روکا۔

"....... ارے سمیٹنا نہیں ہے..... اس میں سے جو جو تمہیں پسند ہے لے لو.... میلے کا تحفہ سمجھ کے رکھ لو "

پہلے تو رجو کو اپنی سماعت پر یقین نہ آیا لیکن پھر اس نے دوبارہ دلکش سے تصدیق کی۔

"کیا کہا بی بی جی؟ "

"میں نے کہا جو جو پسند ہے لے لو۔ "

.... اس نے دوبارہ مسکراتے ہوئے کہا اور خود بیڈ پر بیٹھ گئی

"بی بی جی میں کیسے؟ آپ کے اتنے مہنگے کپڑے.... میری اتنی اوقات نہیں۔ "

رجو نے ان کپڑوں کو دیکھتے ہوئے کہا جو تقریباً سب ہی نئے معلوم ہوتے تھے۔

کیوں تم کیوں نہیں لے سکتی؟ کل تم نے خود ہی کہا تھا دوستی برابری کا نام ہے اور تم میری دوست ہو تو تم یہ "
" .... کہنا چاہتی ہو کہ میری بھی یہ اوقات نہیں ہے پہننے کی

دلکش جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہی تھی اور ایسے کہہ رہی تھی کہ رجو اس کے تحفے قبول کر لے۔
نہیں نہیں بی بی جی اللہ معاف کرے.... میرا یہ مطلب نہیں تھا.... آپ غلط سمجھ رہی ہیں آپ مجھے دے "
"دیں تحفہ پر اپنا کوئی اترا ہوا سوٹ دے دیں... نیا نا دیں۔
رجو اتنے سارے پڑے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔
" ... اچھا تو تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں بھی اترن پہنا کروں "
" .... ارے نہیں بی بی جی اب اس نے سر پر ہاتھ مارا "
تو بس پھر تم میری خوشی کی خاطر لے لو.... اور بس کرو رجو مجھے بھی پتا ہے دل تمہارا بھی کر رہا ہے اب اٹھا "
" .... لو
".... جی دل تو کر رہا ہے.... پر وہ... چلیں میں بس دو سوٹ لے لوں گی "
..... رجو نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا.... تو دلکش بھی مسکرا اٹھی
بس یہی مسکراہٹ چاہیے مجھے اپنی دوست کے چہرے پر.... تم پسند کر لو پھر جب شام کو جانے لگو تو یہاں "
" ... سے آ کر لے جانا
رجو خوشی سے نیچے بیٹھ گئی تھی بیڈ کے پاس.... اور کپڑے کو ادھر ادھر کر کے دیکھنے لگی.... ایک اس نے اٹھا کر ایک طرف کر دیا۔
"ادھر اوپر بیٹھو تم نیچے بیٹھو گی تو میں بھی تمہارے ساتھ نیچے بیٹھ جاؤں گی۔ "
"ارے نہیں نہیں بی بی جی۔ "
رجو نے دلکش کو نیچے بیٹھتے دیکھا تو فوراً اوپر بیٹھ گئی۔

"مجھے یہ پسند ہے بی بی جی۔ "

.... اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ ایک طرف کیالان کا سوٹ تھا.... جس پر سفید پھول بنے ہوئے تھے

"ارے واہ رجو تمہاری جوائس تو بہت مزے کی ہے۔ "

"جوائس؟ "

رجو نے دلکش کو دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"میرا مطلب ہے تمہاری پسند بہت اچھی ہے۔ "

..... دلکش مسکرادی

"اوتے خیر ہے بی بی جی۔ "

رجو نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

آپ کو پتا آپ بلکل اپنی پھوپھو پر گئیں ہیں غرور کہیں بھی نظر نہیں آتا.... وہ بھی مجھے نیچے نہیں بیٹھنے "

".... دیتی

رجو ابھی بات کر ہی رہی تھی کہ دلکش کے کمرے میں کوئی داخل ہوا.... رجو تو سانس لیناہی بھول گئی

.... تھی..... وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی

" .... تم یہاں سے پہلی فرصت میں نکل جاؤ شکل نہیں دیکھنا چاہتا میں تمہاری "

.... رجو تو فوراہی نو دو گیارہ ہو گئی

"کیا گھٹیا حرکت تھی یہ؟ "

"کون سی؟ "

دلکش نے سجاد کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ تم اس لڑکی کو اپنے برابر بیٹھا کر بیٹھی تھی؟تم میں ذرا بھی عقل باقی ہے یا نہیں؟ "

سجاد غصے سے لال ہو رہا تھا۔

کیوں وہ انسان نہیں ہے؟اور وہ میرے کپڑے سمیٹنے آئی تھی...اور کہاں لکھا ہے کہ ایک انسان "

"دوسرے انسان کے ساتھ ایک ساتھ نہیں بیٹھ سکتا۔

اس کے غصے نے بھی دلکش کا حوصلہ پست نہیں کیا تھا۔

بس یہی بکواس سننی تھی تمہارے منہ سے.... کہتا تھا ان کو پڑھانے کی کیا ضرورت ہے.... لیکن پھوپھو " کے سر پر بھوت سوار تھا....اور تم آج کے بعد مجھے اس کے ساتھ نظر نہ آؤ.... نہیں تو انجام اچھا نہیں " ....ہو گا

....سجاد کا سفید چہرہ اس طرح لال ہو چکا تھا جیسے ابھی خون باہر نکل آئے گا

" ....کیوں میں کسی کی پابند نہیں "

دلکش کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ سجاد نے اسے تھپڑ مارنے کے لیے اپنا ہاتھ بلند کیا..... لیکن وہ ایسا کرنہ سکا... کسی کے مضبوط ہاتھ نے اس کا ہاتھ روک لیا تھا..... جب اس نے دیکھا تو شومیز شاہ اس کا ہاتھ پکڑے ......کھڑا تھا

"....افسوس بہت افسوس ہوا تم ایک لڑکی پر اپنی بہن پر ہاتھ اٹھا رہے ہو "

....شومیز کے الفاظ کا سننا تھا کہ اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑایا..... شور سن کر عمارہ بھی آ چکی تھی

" ....تم میرے اور میری بہن کے معاملات سے دور رہو "

اس نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہاری بہن اور تمہارے معاملات میں نہیں آؤں گا.... لیکن.... میں ایک مسلمان لڑکی کی مدد کرنے ہر جگہ نظر آؤں گا.... تم ایک کمزور لڑکی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے ہمت ہے تو مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ...."
شومیز نے اپنے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے تحمل سے کہا... دلکش تو اس کو اس انداز میں تکے جا رہی تھی۔
"تم ہو کیا؟ مجھے تو لگتا تمہیں یوکے نہیں بلکہ پاکستان کے کسی مدرسے میں بھیجا گیا تھا... کبھی مجھ پر کافر ہونے کا فتوی لگاتے ہو کبھی ہیرو بن کر دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑاتے ہو...."
سجاد اب شومیز سے مخاطب تھا... شور کافی اٹھ رہا تھا لیکن کسی میں نوکر میں ہمت نہیں تھی وہاں جا کر دیکھ لے کہ کیا ہو رہا ہے۔
"اور مجھے ایسے لگتا جیسے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ریاست میں نہیں آیا بلکہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں آچکا ایک ایسے گاوں میں آچکا ہوں جس کا نام ہونا چاہیے ماڈرن جاہل گاوں.... جو کہنے لحاظ سے ماڈرن ہے لیکن جاہلیت جگہ جگہ پائی جاتی ہے... میں نے کل تمہیں کافر کیوں کہا... تم نہیں سمجھے تو مجھے یقین ہو گیا تم نے انگریزی تو سیکھی پر قرآن سیکھنا کا وقت تمہیں نہیں ملا....."
"اچھا تو تم یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ تم نے عربی کے چند بول سیکھ لیے تو تم مجھ سے زیادہ پڑھ گئے ہو؟"
سجاد کی آواز میں اب طنز تھا۔
"میں نے اب تک جو بھی کہا اس میں کہیں ایسے الفاظ استعمال نہیں ہوئے.... تم جانتے ہو تکبر کی تین اقسام ہو تیں ہیں ایک وہ تکبر جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہو جیسے ابلیس، نمرود اور فرعون کا تکبر یا ایسے

لو گوں کا تکبر جو خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں سے نفرت کے طور پر منہ پھیرتے ہیں۔ ایک وہ تکبر جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ہو، جس طرح کفارِ مکہ نے کیا اور کہا کہ ہم آپ جیسے بشر کی اطاعت نہیں کریں گے، ہماری ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی فرشتہ یا سردار کیوں نہیں بھیجا، آپ تو ایک یتیم شخص ہیں۔ اور ایک وہ تکبر جو آدمی عام انسانوں پر کرے، جیسے انہیں حقارت سے دیکھے، حق کو نہ مانے اور خود کو بہتر اور بڑا جانے۔ اور مجھے دکھ ہوتا ہے میرا بھائی تکبر کی تینوں اقسام پر پورا اترتا ہے۔ ایک خود کو خدا کی زمین کا مالک سمجھ کر.... دوسرا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرکے.... اور تیسرا اس کے انسانوں کو خود سے حقیر جان کر "

اوہ اچھا تم مجھے سبق دے رہے ہو تو یہ بھی بتادو میں نے رسول کی اطاعت کب نہیں کی؟ اور کو جیسا ہے " "میں اس کو ویسا ہی سمجھتا ہوں تمہاری طرح نہیں ہر ایک کو منہ لگا کر اس سے بے عزتی کرواتا پھروں۔

شومیز مسکرادیا.... سجاد نے اسے کل والی بات پر طنز کیا تھا... جورجو نے اس سے بدتمیزی کی تھی۔

ایک عورت ہر بلاوجہ ہاتھ اٹھانے سے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی منع فرمایا.... اور اگر دوسروں " کی عزت کرنا خود کی بے عزتی کروانا ہے تو میرے بھائی مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔ لوگ مجھے کیا عزت دیں گے؟ عزت اس مالک نے دینی.... اور جب وہ عزت دیتا ہے نا تو کوئی چھین نہیں سکتا "....

دلکش ہنوز اسے دیکھے جارہی تھی عمارہ دلکش کو پکڑ کر گھبرائی ہوئی کھڑی تھی..... اسے کچھ سمجھ تو نہیں آیا تھا البتہ اتنا سمجھ گئی تھی کہ شومیز اور اس کے درمیان تناو بہت بڑھ گیا ہے۔ سجاد شاید لاجواب ہو چکا تھا .....

"... بھائی یہ انگریز شاہ تو بڑا ہیرو نکلا..... کیسے سجاد شاہ کی بولتی بند کروادی "

رجو جو چوری چوری سب دیکھ چکی تھی.... سمجھ کچھ بھی نہیں آیا تھا البتہ دلکش کر تھپڑ پڑنے سے بچانا اور سجاد کے ساتھ بحث کر کے اسے چپ کروانا اس بہت اچھا لگا تھا....

اب وہ جلدی سے وہاں سے بھاگ کر نیچے آئی تھی وہ جانتی تھی اب کمرے سے کوئی نا کوئی نکلے گا اور اسے دیکھ لیا تو اس کی جان لے لے گا۔

"ویسے ایک بات تو ماننے والی... جس شاہ نے سجاد شاہ کی بولتی بند کروائی تو نے اس کی بولتی بند کروائی تھی"۔

رجو محظوظ ہو رہی تھی.....

"ہمیں تم دونوں سے ایسی امید نہیں تھی.... اس قدر جاہلوں والی حرکت؟"

شناور شاہ غصے میں کھڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جو سر جھکائے کھڑے تھے.... سجاد نے سفید شلوار کرتا پہنا ہوا تھا جبکہ شومیز نے اس کے برعکس جینز اور شرٹ پہن رکھی تھی۔

"خدا کا شکر ہے تم دونوں انگلش میں بات کر رہے تھے کسی نوکر کو خاص سمجھ نہیں آئی ہو گی.... نہیں تو ابھی تک پورے گاوں میں بات پھیل جاتی...."

علی شاہ بھی اپنے بھائی کے ساتھ کھڑا تھا....

"تم دونوں ابھی سے ہمیں بتا رہے ہو کہ اس حویلی کے دو حصے کر دیے جائیں؟"

"نہیں بابا.... میں نے بس سجاد کو وہ کہا جو مجھے ٹھیک لگا...."

شومیز نے تحمل سے اپنا مدعی رکھا۔

"اچھا یوں سب کے سامنے چھوٹے بھائی کی بے عزتی کرنا ٹھیک لگا تمہیں؟ "

شناور شاہ غصے میں بھڑکے۔

عزت اور بے عزتی کا سامان انسان خود تیار کرتا ہے.... اور یہ آتی اللہ کی طرف ہے دوسرا تو اس کا وسیلہ " بنتا ہے لیکن میں پھر بھی یہی کہوں گا میرا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا کہ سجاد کی بے عزتی ہو.... میں کون ہوتا ہوں کسی کی عزت کو نیلام کرنے والا اگر اس کو لگتا کہ میں نے اس کی بے عزتی کی تو میں معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں لیکن ایک شرط پر اگر یہ دلکش سے معافی مانگے.... کیونکہ اس کی بے عزتی ہونے سے پہلے یہ اس " .... کی کر رہا تھا

.... سجاد نے اسے غصے سے دیکھا.... اب وہ ایک لڑکی سے معافی مانگے گا

شومیز کی بات نے ناصرف علی کو حیران کیا تھا بلکہ شناور شاہ بھی اپنے بیٹے کے منہ سے سن کر حیران رہ چکا .... تھا

" ...اس گھر میں آج تک کسی مرد نے عورت سے معافی نہیں مانگی "

....شناور شاہ نے زور دیتے ہوئے کہا

دنیا میں ہر کام پہلی دفعہ ہوتا ہے یہ بھی پہلی دفعہ کرلیں جو آج تک نہیں ہوا...اس حویلی میں پہلی دفعہ " ہوگا ایک نام نہاد مرد ایک مظلوم عورت سے معافی مانگ لے گا تو قیامت نہیں آجائے گی.... بات یہاں " .... عزت بے عزتی کی ہوئی تو اس نے اپنی بے عزتی خود ہی کروالی ایک عورت پر ہاتھ بلند کر کے

"اب یہ زیادہ ہو رہا ہے... بڑے ابا اگر میں بولا تو پھر مجھے کوئی کچھ مت کہے۔ "

... سجاد نے دھیمی آواز میں کہا.... بات تو شومیز بھی تحمل سے کر رہا تھا.... لیکن وہ تلخ باتیں کر رہا تھا

"تم چپ رہو.... شومیز تمہارا بڑا بھائی ہے.... معافی مانگو اس سے۔ "

.... علی شاہ نے رعب دار لہجے میں کہا

نہیں چچا جان مجھے کسی سے معافی نہیں منگوانی... کیونکہ معافی طلب کرنا مطلب مجھ میں انا ہے.... اور میں "

"... اپنے اندر یہ انا پیدا نہیں کرنا چاہتا.... نہ ہی غرور پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس حویلی کا بڑا بیٹا ہوں

تم دونوں ہماری شان ہو... ہماری آنے والی نسل تم دونوں سے چلنی ہے.... ہم نہیں چاہتے تم دونوں میں "

" .... پھوٹ پڑے... میں جانتا ہوں تم یہاں نہیں رہے یہاں کی روایات سے واقف نہیں ہو

شناور شاہ اب شومیز کو کہہ رہے تھے۔

"لیکن اس طرح کا رویہ ٹھیک نہیں بیٹا اب دل سب میل نکال کر چھوٹے بھائی کو گلے لگاؤ۔ "

بابا جان میرے دل میں میل نا ہی پہلے تھا نا ہی اب ہے... نا ہی آئے گا... لیکن میں غلط کو غلط کہنے سے خود "

کو روک نہیں سکتا.... اگر میں نے خود کو روک لیا تو میں سمجھوں گا میرا ایمان کمزور ہو گیا.... اور انیس سال

"کی تنہائی میں جس نے میرا ساتھ دیا میں اس کی راہ سے بھٹک کر دل میں میل لے آیا ہوں۔

.... اس نے سب کچھ کہہ کر سجاد کو گلے لگانا چاہا تو سجاد دور ہٹا

" ... چلو اب تم بھی بھائی کو معاف کرو "

.... علی شاہ نے اسے آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا.... تو سجاد نے نا چاہتے ہوئے بھی شومیز کو گلے لگایا

سجاد کبھی مت سوچنا کہ میرا مقصد تمہاری دل آزاری کرنا ہوتا... میں امید کرتا ہوں تم بھی آئندہ عورت "

"پر ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے۔

....اس نے مسکراتے ہوئے سجاد کو گلے لگایا تھا

"اور تم دونوں یہ کبھی مت سوچنا کہ تم جو کرتے پھرتے ہو ہم اس سے بے خبر ہوتے ہیں۔"

شناور شاہ نے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب میلا ہے میلے کی تیاریوں میں تم دونوں نے حصہ لینا ہے.... اور شومیز تم اب اردو سیکھنا شروع کر دو۔"

"جی بابا میں یوٹیوب سے کلاسسز لے رہا ہوں۔"

.... شومیز نے انہیں اطلاع دی.... تو وہ یقیناً خوش ہوئے تھے

"ٹھیک ہے شومیز بیٹا تم جاؤ... امید ہے تم دونوں بھائیوں میں اب مزید جھگڑا سننے کو نہیں ملے گا۔"

علی شاہ نے کہا تو شومیز وہاں سے چلا گیا.... وہ لوگ شناور شاہ کے کمرے میں موجود تھے.... شومیز جا چکا تھا لیکن وہ تینوں اب بھی وہاں تھے۔

سجاد! شومیز ابھی یہاں کی روایات سے واقف نہیں ہے.... تمہیں خیال کرنا چاہیے... اگر وہ بدزن ہو گیا" تو؟ وہ مختلف ماحول سے آیا ہے... اور تم بھول رہے ہو آگے نمبر داری اسی کے ہاتھ میں جانی ہے... اپنے "بھائی سے بنا کے رکھو... اور اس حویلی کے مثبت پہلو اس کے سامنے رکھو امید ہے تم سمجھ گئے ہو گے۔

....شناور شاہ نے اسے سمجھانا چاہا.... اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

"....ٹھیک ہے اب تم جاؤ"

.... علی نے اس کو بھی بھیج دیا

"آج اگر عمارہ ان کے جھگڑے کا نا بتاتی تو ہمیں علم ہی نا ہوتا.... تم ان دونوں پر خاص نظر رکھو۔"

....شناور شاہ نے علی سے کہا جس نے اثبات میں سر ہلایا

"جی بھائی جان۔"

.... سجاد باہر آکر ایک نظر مڑ کر دیکھا تھا

ایسے ہی جیسے اپنا بیٹا زبان چلا رہا تھا میں چلاتا تو پھر تایا جان کو دیکھنا تھا... میری زبان کاٹ کر ہاتھ میں پکڑا "

" ...دیتے

اس نے حقارت سے سوچا۔

" ...شومیز کو میں نے اس وجہ سے مزید کچھ نہیں کہا.... کہیں وہ ہم سے بدزن نا ہو جائے "

"جی بھائی جان میں جانتا ہوں۔ "

..... علی نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

" ... آج تو شومیز شاہ نے سجاد شاہ کی بولتی بند کر دی.... یقین کر اتنی لڑائی ہوئی "

رجو اور رمشا جھولا جھول رہی تھیں وہ آج بھی قبرستان آئیں تھیں آج پہلے سے ذرا زیادہ رش لگ رہا تھا البتہ ابھی میلا لگا نہیں تھا۔

سجاد شاہ دلکش بی بی کو مارنے ہی لگا تھا کہ شومیز شاہ نے ہیرو کی طرح انٹری ماری اور اسے بچا لیا.... اور پھر "

" ....وہ لڑائی ہوئی وہ لڑائی ہوئی

رجو کے الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے تھے جب اس نے دربار کے پاس شومیز شاہ سجاد شاہ اور ایک بزرگ

... کو کھڑے دیکھا تھا... جبکہ رمشا کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا

"...رجو..... کیا کہہ رہی تھی؟ وہ لڑائی ہوئی وہ لڑائی ہوئی "

....رمشا اسے دیکھ کر ہنس رہی تھی

"...بس کرو چلو چلیں ویسے بھی رات ہو رہی ہے "

رجو نے ڈوبتے سورج کو دیکھتے ہوئے کہا... چہرے پر غصہ نمایاں تھا۔

"ہاں ہاں اب چلنا ہی ہے۔ "

...رمشا اسے تنگ کر رہی تھی

وہ دونوں جھولے سے اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔

"اللہ معاف کرے یہ شاہ بہت دوغلے لوگ ہیں.... کبھی کچھ تو کبھی کچھ چل چلیں رمشا۔ "

رجو منہ چڑاتے ہوئے بولی.... اور کہتے ساتھ ہی چل دی.... رمشا کو بھی اس کے پیچھے جانا پڑا۔

سجاد اور شومیز کو وہاں رہنے والے بزرگ دربار کے بارے میں ساری آگاہی دے چکے تھے..... سجاد نے سارا انگریزی میں ترجمہ کر کے شومیز کو بتا دیا تھا... سجاد اور شومیز اب گاڑی کی جانب بڑھ رہے تھے.... گاڑی تھوڑا دور کھڑی تھی کیونکہ کچھ دوکانیں لگ چکی تھیں... چلتے چلتے شومیز کی نظر ایک مٹی کے برتنوں .... والی دوکان پر پڑی.... اسے وہاں گھڑا نظر آیا..... اس کی رفتار آہستہ ہو گئی.... جبکہ سجاد آگے نکل گیا .... شومیز چل کر دوکان کے پاس آیا

"کتنے کا ہے؟"

اس نے ایک گھڑے پر ہاتھ رکھ کے انگریزی میں پوچھا جس کی دوکان دار کو سمجھ نا آئی.... شومیز نے فورا اپنا فون نکالا .... اور how much لکھ کر گوگل پر سرچ کیا گوگل نے اس کا اردو ترجمہ دے دیا... وہیں پر ایک چھوٹا سا سپیکر بنا آرہا تھا اس نے اس پر ہاتھ رکھا تو گوگل کی ہی لڑکی بولی۔

"کتنے کا ہے؟ "

.... شومیز نے شور ہونے کی وجہ سے دوبار کان سے لگا کر سنا اور پھر اردو میں پوچھا

"کتنے کا ہے؟ "

"دو سو روپے کا ہے جناب۔ "

.... دوکاندار نے فورا جواب دیا.... شومیز گھڑا دیکھ کر مسکرایا..... اسے کسی کا چہرہ یاد آیا تھا

"واہ واہ اب میرا گھڑا توڑ کر بڑے خوش ہو.... اس کا نقصان کون بھرے گا؟ اماں نے جو میری ٹانگیں توڑنی ہیں اس کا نقصان کون بھرے گا؟

کمر پر ہاتھ رکھے ہوئے اسے وہ لڑکی یاد آئی تھی.... شومیز مسکراتے ہوئے چل دیا... ابھی وہ نہیں خرید سکتا تھا... سجاد ساتھ تھا

" .... بدزبان لڑکی تمہارا گھڑا مل جائے گا تمہیں "

..... وہ مسکراتے ہوئے دل میں سوچ رہا تھا

"اوہ تو شومیز شاہ کھووالی کی محبت میں گرفتار ہو چکے ہیں.... واہ کمال نہیں ہو گیا..... کیا ہو گا سید شومیز گیلانی تمہارا جب تمہیں اس لڑکی کی حقیقت پتا چلے گی۔

سجاد اسے برتنوں والے کی دوکان پر کھڑا دیکھ کر طنزیہ مسکرایا تھا۔

رات کے کالے سائے چاروں طرف پھیل چکے تھے..... لیکن چاند اپنی روشنی اس گاوں پر بکھیر رہا تھا.... کہیں کہیں آسمان پر ستارے چمک رہے تھے اور کہیں کہیں بادلوں کا راج تھا.... گرمی زیادہ نہیں تھی ہوا بھی چل رہی تھی..... لیکن وہ فرشی پنکھے کے آگے پڑی چارپائی پر لیٹی تھی....اس کے بعد اس کے ابا کی چارپائی تھی اس کے بعد بے بے کی چارپائی تھی....اس کی آنکھوں میں نیند تھی کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی.....

" پتا نہیں میں ٹھیک سوچتی ہوں یا غلط؟ لیکن شومیز شاہ کے کتنے رنگ ہیں؟ "

....وہ آسمان کو دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی

لیکن رجو تو کیوں شاہ کے بارے میں اتنا سوچ رہی ہے؟ شاہ نے اگر اپنے بھائی کے ساتھ لڑائی کی تو صلح بھی " کر لی....اور ویسے بھی استانی جی کہتی ہے.... صلح کرنا دیکھنے میں تو بہت چھوٹا کام لگتا لیکن اس سے بڑے سے بڑا مسلئہ بھی حل ہو جاتا ہے....تو کیا شاہ نے صلح کی ہو گی؟ یا پھر وہ بھی دنیا کو دیکھانے کے لیے اور ہے اور اندر سے کچھ اور ہے؟ میں نے کیوں سوچ لیا کہ یہ شاہ وخرا (مختلف) ہے۔ آخر کو خون تو انہی کا ہے.....

".... لیکن شاہ کے لہجے سے تو شاہ ایسا نہیں لگتا

رجو نے اب کروٹ بدل لی تھی اور اب اس کا چہرہ پنکھے کی طرف تھا.... ایک دم سے اسے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی......رجو اٹھ بیٹھی.....اس نے اپنے ساتھ سوئے پڑے ابا پر نظر ڈالی اور پھر ایک نظر نے بے پر ڈالی ان میں سے کوئی بھی نہیں ہلا تھا....رجو نے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھا تو کوئی بھی موجود نہیں تھا.....وہ

اٹھ کر دیوار تک آئی... چاند کی چاندنی میں ہلکی نیلی روشنی میں اس نے دور جاتے شخص کو دیکھا...... آخر کون تھا وہ؟رجو اس وقت دیوار کے پاس کھڑی تھی.... جو مٹی کی چھوٹی سی دیوار تھی... جس نے ڈیری فارم اور اس دو کمرے پر مشتمل گھر کو الگ کیا ہوا تھا....

"کون تھا وہ؟ "

رجو اونچا بول نا سکی کیونکہ ابا اور بے بے سو رہے تھے....

"چور؟ نہیں شاہوں کے کھو پہ چور نہیں آسکتے.... پھر کون تھا یہ؟ "

رجو خود سے کہہ رہی تھی وہ حیرانی اور پریشانی کے عالم میں اس سمت دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ شخص گیا تھا اور اب نظر بھی نہیں آرہا تھا.....

رجو مڑنے ہی لگی تھی کہ اس کی نظر نیچے پڑے گھڑے پر پڑی....

ایک دم تو وہ ڈر گئی... لیکن اگلے ہی لمحے وہ نیچے بیٹھ کر اسے دیکھنے لگی....

"یہ یہاں کون رکھ گیا ہے؟ "

اس نے حیرت سے اس مٹی کے برتن کو دیکھا.....

"کہیں کوئی بم وغیرہ تو نہیں ڈال کر رکھ گیا؟ "

اس نے جلدی سے اس گھڑے کے اندر ہاتھ ڈالا.....

"...اوہ.... میں سچی تھی.... مجھے اسے کہیں دور جا کر پھینک دینا چاہیے.... لیکن نہیں "

اس نے مزید اس چیز کو چھڑا جس سے اس کا ہاتھ لگا تھا.... وہ تو کاغذ محسوس ہوتا تھا.... اس نے اٹھایا.... باہر نکالتے ہی اس نے دور پھینک دیا تھا....

.....کچھ ہی دیر میں وہ ساری چوڑیاں مٹی کے فرش پر بکھر چکی تھیں

لے رجو یہ تھا بم؟ تو بھی نا.... اب بھلا تو کون سا ڈاکٹر عبد القدیر خان ہے جسے انڈیا والوں نے بم سے اڑانا ہو...“

...رجو خود ہی ہنس ہنس کر دوہری ہو رہی تھی

”پر رجو اے چوڑیاں کس نے رکھی؟ اور گھڑا؟ کیا شاہ نے رکھی؟“

رجو اب ان بکھیری ہوئی چوڑیوں کو دیکھ رہی تھی.....نیلے رنگ کی چوڑیاں....وہ سب بکھر چکی تھیں.....

اس نے ایک ایک کر کے وہ چوڑیاں یکجا کیں.... مٹی کو فرش ہونے کی وجہ سے وہ چوڑیاں ٹوٹی نہیں تھیں ....

”تو کیا شاہ کو اردو آتی ہے؟ تو کیا شاہ میری اس دن کہی ہوئی ساری باتیں سمجھ گیا تھا؟“

....رجو نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

”مطلب وہ انگریز شاہ انگریز شاہ نہیں ہے؟ ہائے میرے ربا مطلب وہ میری بکواس سمجھتا ہے؟“

.....رجو نے چوڑیاں اٹھا کر اپنے بستر کے پاس رکھ لیں.... گھڑا اس نے اٹھا کر چھپا دیا تھا

.... نیند تو اب اس کی غارت ہو چکی تھی

”میری زندگی ایک پہیلی ہے شومیز شاہ.... تم اس میں کہیں گم ہو جاوگے۔“

.....وہ خود کو شیشے میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

لوگ کہتے ہیں اس حویلی میں راز ہیں لیکن شومیز شاہ میری زندگی ایک راز ہے۔ مجھے اس گاوں میں اس "
"کے سوال چاہیے.... آخر مجھے کیوں بھیج دیا گیا اکیلا؟ کیا میری ماں زندہ ہوتیں تو مجھے بھیجا جاتا؟

....خود سوال کرتے ہوئے یقینا وہ پاگل لگ رہا تھا

"....ہر شخص ایک راز ہے ہر شخص ایک کہانی ہے "

.....اب وہ مسکرا رہا تھا

.....اندھیرے میں نیلی موم بتی لیے وہ شیشے کے سامنے کھڑا طنزیہ مسکرایا تھا

"سرخ موم بتی سے نیلی موم بتی کا سفر کیسا رہا یہ میں ہی جانتا ہوں۔ "

......شومیز اب ان سوالوں کا جواب دے رہا تھا

لیکن ایک دن ایسا آئے گا کہ مجھے اندھیرے میں موم بتی کی ضرورت نہیں رہے گی..... اس اندھیرے "
"....میں اس کی ہلکی جگمگاتی روشنی مجھے امید دلاتی ہے کہ ایک دن زندگی میں روشنی ہی روشنی ہو گی

.....اس نے موم بتی سے نکلنے والے شعلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اب اس نے آنکھیں موند لیں تھیں..... اس کا چہرہ سامنے آتے ہی اس کے لبوں نے مسکراہٹ کو چھوا
.....تھا

آنکھیں بند کیے ہوئے ہی اس نے پھونک سے اس روشنی کو بھی بوجھا دیا..... اور پھر آہستہ آہستہ پیچھے کو "
......قدم اٹھانے لگا

"تو کیا تم ہو میری زندگی کی روشنی یا تم مجھے مزید اندھیروں میں لے جاؤ گی؟ "

اب وہ اپنے بیڈ تک آ چکا تھا ننگے پاؤں چلتے ہوئے اسے فرش ٹھنڈا محسوس ہوا تھا شاید اے سی کے باعث

......ٹھنڈا تھا

رباب شومیز برا نہیں ہے.... شومیز بہت اچھا ہے اور مجھے لگتا ہے اس حویلی میں اس کا آنا کسی رحمت سے "
"....کم نہیں
دلکش اور رباب دونوں رباب کے کمرے میں کھڑکی کے پاس کھڑی تھیں۔
".....تم دیکھنا ایک دن وہ بھی اس حویلی کے رنگوں میں رنگ جائے گا "
".....نہیں میرا دل نہیں مانتا "
دلکش نے آسمان کو دیکھتے ہوئے کہا۔
""تمہارے ماننے یا نا ماننے سے کیا ہو گا؟ "
رباب نے مایوسی سے کہا۔
تم جانتی ہو بارش کے بعد دھنک کے رنگ ساتھ رنگوں کی عکاسی کرتے ہیں.... سات رنگ ہمیں نظر "
".....آتے ہیں.... تم جانتی ہو تین رنگ مرکزی رنگ ہوتے ہیں.... لال، پیلا اور نیلا
.....رباب اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی
باقی سب رنگ ان سے مل کر بنتے ہیں...... مجھے یہ ان مرکزی رنگوں میں سے ایک رنگ لگتا "
"ہے.....لال رنگ.... پتا ہے لال رنگ کی کیا خصوصیات ہیں؟
.....رباب نے نفعی میں سر ہلایا
لال رنگ توانائی، مثبتیت، عمل، جنگ، خطرہ، طاقت، ہمت، اور "

ہر چیز شدید اور پر جوش کی علامت ہوتا ہے..... اور اس میں یہ رنگ نظر آتا ہے... اسی لیے تو اس رنگ کو عشق کا دنگ بھی کہا جاتا ہے اس میں بھی انسان جنونی ہو جاتا ہے ......"

رباب ہنس دی....

"کیا فلسفے پڑھ رہی ہو آجکل ؟؟؟ "

نہیں.... "

"اچھا تو تمہارا خیال سے ہمارا بھائی کا کون سا رنگ ہے ؟ "

رباب نے اب اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

ہو سکتا وہ دھنک کے باقی رنگوں میں سے ایک ہو.... لیکن اگر میں ہی تمہیں بتا دوں گی تو تم خود کیا سمجھو گی ؟ اور مجھے بہت نیند آرہی ہے میں سونے جا رہی ہوں...."

اس نے رباب کو خدا حافظ کہتے ہوئے کہا۔

"اس سے محبت ہو گئی نا تمہیں ؟ "

رباب نے آنکھوں میں دکھ رکھتے ہوئے کہا.... دلکش نے مڑ کر دیکھا....

نہیں جانتی .... "

دلکش وہاں سے چل دی.....

سورج کی زمین پر پڑنے والی پیلی کرنوں نے صبح صبح ہی گرمی کی شدت میں اضافہ کر دیا تھا.... رجو کی آنکھ

بھی انہی کرنوں نے کھولی تھی.... اٹھتے ساتھ اس نے اپنے سرہانے کے پاس ہاتھ مارا تو وہ چوڑیاں وہیں پڑی تھیں.... رجو نے ان کو اٹھا کر دیکھا رات کو چوڑیاں جو اسے نیلی لگ رہی تھیں وہ دراصل جامنی رنگ کی تھیں.... سادہ سی چوڑیاں

رجو سمجھ نا سکی کہ اسے خوش ہونا چاہیے یا حیران؟ کیا واقع ہی اسے شاہ نے دی تھیں؟ ساری رات وہ یہ سوچتے سوچتے سوئی نہیں تھی.... اور اب اس کا سر بھی درد کر رہا تھا۔

"اللہ پوچھے اس شاہ نو میری رات دی نیند حرام کر دی۔ "

..... اس نے اب غصے سے چوڑیوں کو دیکھتے ہوئے سوچا

"رجو؟ "

بے بے کی آواز پر اس نے سر پکڑ لیا یقنا بے بے گھڑا دیکھ چکی ہے۔

"ہاں بے بے؟ "

..... وہ چارپائی سے جوتے پہنتے ہوئے اٹھی

"اے گھڑا کون لایا ہے؟ "

بے بے کے ہاتھ میں ایک بالٹی تھی.... شاید گھی والی بالٹی تھی.... سر پر دوپٹہ باندھا ہوا تھا جیسے سر میں درد ہو....

" .... بے بے اور رات کو "

.... رجو آنکھیں ملتی ملتی رکی.... اگر بے بے کو بتا دیا تو خواہ مخواہ پریشان ہو جائے گی

" .... رات نو کی؟ تو نے تو توڑ دیا تھا اور تیرے ابے نے بھی ابھی نہیں لا کر دیا تھا"

ہاں تورات کو میں رمشا کے ساتھ گئی تھی نا تو میلے سے لے کر آئی ہوں.... اپنے ذاتی پیسوں سے لائی "

"ہوں۔

اس نے اب جلدی سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

"تیرے پاس تو پیسے نہیں تھے؟ "

...بے بے نے شکی نگاہوں سے اسے دیکھا

واہ بے بے واہ.... تو کیسے بھول گئی میں شاہوں کے گھر کام کرتی ہوں وہیں سے ملتے رہتے.... جوڑے "

" ...ہوئے تھے اب تیرا گھڑا ابھی لے آئی ہوں تو پھر بھی خوش نا ہو.... بے بے تو ہے ہی ناشکری

" ....اچھا اچھا بس کر اب لے ہی آئی ہے تو تیری اپنی غلطی تھی "

.....بے بے اب اس کی مزید بکواس نہیں سننا چاہتی تھی

آج میلا کا پہلا دن تھا.... گاوں میں ہر طرف رونک کا سما تھا.... گھر گھر مہمان آئے ہوئے تھے.... گاوں کی عورتیں مرد سب نئے کپڑے سلوا کر پہن چکے تھے.... اس گاوں میں یہ میلا چار دن رہتا تھا اور ہر عورت کو خواہش ہوتی تھی کہ چاروں دن نئے کپڑے ہوں.... دربار پر ہر قسم کے جھولے لگ چکے تھے... آسمانی جھولا.... کشتی کا بنا ہوا جھولا ٹرین کا جھولا.... دوکانیں بھی ہر طرف سج گئی تھیں..... اور دربار کو بھی بتیوں سے سجا دیا گیا تھا..... ہر جھولے پر بتیاں لگی تھیں جو بہت خوبصورت منظر پیش کرتی تھیں.... رات کا وقت تھا رجو کو آج شاہوں کی حویلی سے جلدی چھٹی دے دی گئی تھی..... دور سے دیکھنے والے کو بھی پتا چل رہا تھا .... کہ وہاں دور دربار پر میلا لگ چکا ہے

" ....رمشا آج تو ہم نے تمام جھولوں پر بیٹھ کر مزے کرنے ہیں "

.....رجو بہت خوش نظر آرہی تھی حال رمشا کا بھی ایسا ہی تھا

"....ہاں ہاں.. اور آسمانی جھولے پر بھی بیٹھنا ہے "

....رمشا نے اضافہ کیا

رجو تو جانتی ہے میرا جس نے رشتہ مانگا ہے نا وہ بھی آئے ہوئے ہیں اور امید ہے کہ رشتہ پکا کر کے جائیں "

"گے۔

.... رمشا نے اسے بتایا

"ارے واہ مطلب منڈا (لڑکا) بھی آیا ہے؟ "

رجو نے فوراً پوچھا۔

"....ارے نہیں پاگل بھلا لڑکا بھی رشتہ دیکھنے آتا ہے؟ اس کے گھر والے آئے ہوئے ہیں "

رمشا نے اسے بتایا.... رجو نے پیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا...... پیلے رنگ کا پراندہ ڈالے پاؤں میں پیلے

.....رنگ کا کھوسہ پہنے وہ بلکل امید کی نئی کرن لگ رہی تھی

"یہ دیکھ یہ چوڑیاں بھی وہی میرے لیے لائے ہیں۔ "

رمشا نے اب اپنی چوڑیاں دیکھائیں تو رجو کو رات والی چوڑیاں یاد آئیں.... وہ کیوں پہنے شاہ کی دی ہوئی

"چوڑیاں؟

....اس نے دل میں سوچا

وہ دونوں اب میلے کی رونک میں گم ہونے لگی تھیں.... لوگوں کا رش... کوئی آرہا تھا تو کوئی جا رہا تھا.....

....لوگوں کا ایک ہجوم سا تھا

"چل آ رجو پہلے اس جھولے پر بیٹھتے ہیں۔ "

رمشا نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا..... لیکن رجو کی آنکھیں تو اس شخص میں گم ہو چکی تھیں.... جس نے .....ہلکے بھارت رنگ کی شرٹ اور نیچے کالی جینز پہنی ہوئی تھی

" ....یہ شاہ میر اپیچھا نہیں چھوڑے گا "

اس نے دل میں سوچا۔ جبکہ شومیز تو کافی دور کھڑا دو کانوں کا جائزہ لے رہا تھا ساتھ اس کے سجاد شاہ بھی تھا..... ساتھ ان کے کچھ لوگ اور بھی تھے..... لیکن اب رمشا اسے کھینچ کر جھولوں والی طرف لے گئی ...... تھی

"!باجی "

رجو کا پلو کسی نے کھینچا تھا...... اس نے مڑ کر دیکھا ایک چھوٹا بچہ اسے دیکھ رہا تھا..... ہاتھ میں ایک کاغذ .....لیے

......اس نے وہ کاغذ اس کے ہاتھ سے لیا.... اس کاغذ میں کچھ لپیٹا ہوا تھا

....رجو نے فوراً سے کاغذ کھولا

" ....اندر پیلی چوڑیاں تھیں "

....اور ساتھ ایک کاغذ تھا

"مجھے نہیں معلوم تھا تم نے پیلا جوڑا پہننا ہے اس لیے رات کو پیلی چوڑیاں دے جاتا۔ "

....رمشانے اس کے ہاتھ سے کاغذ پکڑ لیا تھا....وہ دونوں ابھی ہی جھولے سے اتری تھیں

”ارے واہ واہ کس نے لکھا یہ خط؟اور چوڑیاں کس نے بھیجی ہیں؟ “

......رمشا اب اسے تنگ کر رہی تھی لیکن وہ اب اس بچے کو ڈھونڈ رہی تھی.....جواب غائب ہو چکا تھا

....رمشا اب اس سے بار بار سوال کر رہی تھی..... جبکہ رجو پریشان سی کھڑی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی

”بتاؤ کس نے بھیجا ہیں؟ “

”رمشا اگر مجھے پتا ہوتا تو میں ایسے حیران ہوتی؟ “

....اس نے چڑ کر کہا تھا

.....جانتی وہ تھی کہ کس نے بھیجی ہیں چوڑیاں لیکن وہ رمشا کو بتا نہیں سکتی تھی

“ ....چل بس کر موڈ نا خراب کر میلے میں ایسی حرکتیں کرتے رہتے لوگ “

.....رجو کے چہرے پر غصہ دیکھ کر رمشانے کہا

“ ..... نہیں پہنوں گی میں یہ چوڑیاں آج ہی اس شاہ کے منہ پہ دے ماروں گی “

....اس نے غصے سے سوچا

”آخر وہ ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں؟کہ میں خرید نہیں سکتی؟ “

“ ....چل رمشا میرا اب دماغ خراب ہو رہا ابھی چلتے ہیں “

رمشا بھی اس کے ساتھ چل دی تھی...یقنا رجو کو بہت غصہ تھا......رات کے نو بج رہے تھے لیکن میلے ہر آنے جانے والوں کا رش کم نہیں ہوا تھا.....ابھی بھی لوگ ویسے آجا رہے تھے....رجو اور رمشا بھی لوگوں کے ہجوم چلتی جا رہی تھیں.....

"میں بھی تیرے ساتھ پنڈ چلوں گی....مجھے حویلی ایک کام ہے۔"

.....رجو نے کہا....رمشا نے محض سر ہلا دیا

"رجو تو اس وقت کیا کر رہی ہے یہاں؟"

.....چوکیدار نے پوچھا

"....چاچا کام ہے استانی صاحبہ سے....اب جانے دے نہیں تو میں شکایت لگا دینی تیری"

....رجو نے غصے سے کہا

"کھول رہا ہوں گیٹ ایڈی (اتنی) او کھی (غصہ) کیوں ہو رہی ہے؟"

.....چوکیدار نے گیٹ کھول دیا

.....رجو تیز تیز محتاط قدم اٹھاتی اس کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی

.....کمرے کا دروازہ کھلا تھا.....اس نے غنیمت جانی اور اندر داخل ہو گئ

"......اندھیرے میں اس کا کمرہ ڈوبا ہوا تھا"

".....انگریز شاہ"

......رجو نے پکارا

اس کے کمرے میں باہر سے آتی ہوئی روشنی کے ساتھ پیلے سوٹ پر لگے شیشے چمک رہے تھے اور چمک کی روشنی اب اس کی آنکھوں میں پڑ رہی تھی.....اس نے اٹھ کر اپنا سائیڈ ٹیبل پر پڑا لیمپ ان کیا....کمرہ .....چمک اٹھا تھا.....کمر پر ہاتھ باندھے وہ اس کے سامنے کھڑی تھی

ہاتھ میں چوڑیاں لیے.... شومیز اٹھااور سب سے پہلے کمرے کا دروازہ بند کیا.... رجو تو اس کے اس عمل پر ..... گھبرا گئی.... اس نے غلطی کر دی.... اب وہ ہاتھوں میں چوڑیوں کو زور سے پکڑ کر کھڑی تھی .... وہ جو شاہ سے لڑنے آئی تھی اب ڈر کر کھڑی تھی

...... شومیز دروازہ بند کر کے دور بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا........ اور موبائل ان کر لیا

...... اور اب دلچسپی سے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کا چہرہ دیکھنے لگا

..... رجو نے بھی اب شاہ کو گھورا

"یہ کیا تھا؟ "

..... رجو نے چوڑیاں اس سامنے کرتے ہوئے کہا

"یہ چوڑیاں ہیں.... تم اس وقت مجھ سے یہ پوچھنے آئی ہو؟ "

شومیز کو اس کی عقل پر افسوس ہوا تھا..... رجو کو اس کی سمجھ نہ آئی.... لیکن اس نے وہ چوڑیاں.... اس .... کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی تھیں

دیکھو انگریز شاہ.... یہ چوڑیاں دے کر مجھے پریشان مت کرو..... نامیں نے آپکی بھیجی ہوئی چوڑیاں پہننی " نا مجھے ضرورت.... آپ نا یہ چوڑیاں... اپنی محبوبہ کے لیے رکھیں.... اووووو نہیں نہیں بلکہ انگریز شاہ کہاں مکار شاہ....... آپ کو اردو آتی آپ بس لوگوں کو دیکھاتے ہیں کہ آپ کو اردو نہیں آتی.... بڑے تیز بنتے "..... ہو نا رجو نے آپکی چوری پکڑ لی ہے

اب رجو نے اپنا مقصد پورا کر لیا تھا.... چوڑیاں وہاں رکھ دی تھیں... اور اب وہ جس تیزی سے آئی تھی اسی .... تیزی سے واپس جا رہی تھی.... جبکہ شومیز شاہ سائیڈ ٹیبل پر پڑی ان چوڑیوں کو دیکھ رہا تھا

رجو آج بہت بڑی غلطی کر دی تو نے... شاہ کے کمرے میں اس طرح جانا..... ایک بات تو مان لو شومیز "
شاہ اور سجاد شاہ میں زمین آسمان کا فرق ہے.... مانا کہ شاہ کو انگریزی نہیں آتی.... لیکن لہجے تو سمجھ آتے ہیں
".....نا.... تو بد تمیزی کر کے آئی... شاہ نے اف تک نہیں کہا

گاوں سے ڈیری فارم جاتے ہوئے وہ یہی سوچتی رہی.... آج معمول کی طرح راستہ سنسان نہیں تھا... بلکہ
...... بہت سے لوگ آ جا رہے تھے.... وہ تیز تیز چلتی جا رہی تھی

رجو اگر شاہ نے آج لکھ کر بھیجا تھا تو اس کا مطلب رات کو بھی کچھ لکھ کر بھیجا تھا.... اگر بے بے کے ہاتھ "
"لگ گیا تو؟

..... اب اس کی رفتار مزید بڑھ چکی تھی..... کچھ ہی دیر میں وہ گھر تک آ چکی تھی

" .... سب سے پہلے مجھے آج کے کوڑے میں وہ خط دیکھنا چاہیے "

.... وہ جلدی ایک ڈبے کے پاس آئی.... یہ کوڑادان ہی تھا

اس نے دیکھا رات ہونے کی وجہ سے اسے کچھ خاص نظر نہیں آیا.... لیکن اتنا اندازہ ہو چکا تھا وہ کوڑادان
.... خالی تھا

مطلب کاغذ ابھی بھی کہیں گھر کے اندر ہی ہے یا پھر کہیں بے بے کے ہاتھ تو نہیں لگ گیا؟ اور بے بے کو تو "
" .... پڑھنا ہی نہیں آتا.... کہیں کسی سے پڑھوایا ہی نا ہو

رجو کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے.... وہ سفید چہرہ لیے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی...
اماں چارپائی پر بیٹھی تھیں... بے بے کے چہرے پر غصہ اسے صاف نظر آ رہا تھا زرد بلب کی روشنی نے بے

نے کے چہرے کے تاثرات کو مزید واضح کر دیا تھا..... رجو بوجھل دل کے ساتھ مدھم مدھم قدم اٹھاتی اس کے پاس آئی... سر جھکا ہوا تھا۔

یقنا اماں کو شاہ کا خط مل گیا تھا اور بے بے نے کسی سے پڑھنا لیا تھا.... اس نے سوکھتے گلے کو تر کرنے کی غرض سے تھوک کو اندر نگلا ....

"کہاں تھی؟ "

بے بے کی کڑک دار آواز اس کے کانوں پر پڑی.... فرشی پنکھے کی ہوا اس کے پیلے دوپٹے کو لہرانے لگی تھی .....

"وہ بے بے.... "

پیچھے سے کسی کی آواز آتی ہوئی اسے ایسے معلوم ہوئی تھی جیسے کسی کو کشتی سے بہتے دریا میں گرا کر باہر نکال لیا گیا ہو۔

"میرے ساتھ آئی ہے رجو۔ "

ابا کی آواز نے اس کی سماعتوں کو چھوا تو اس کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی اس نے مڑ کر دیکھا..... سامنے ابا تھے.... رجو کی آنکھوں میں خوف کی لہر دوڑ رہی تھی ....

ابا اب آگے کو آئے ....

"ہاں رجو میرے ساتھ تھی.... ہم دونوں ابھی ہی آئے ہیں۔ "

ابا نے اماں کو مدھم سی مسکراہٹ چہرے ہر سجائے ہوئے کہا۔

"....ہاں توسی پیو (باپ) دھی (بیٹی) نوں کسی دا خیال ہی نہیں ہے.... میں پتا کتنی پریشان بیٹھی سی "

...بے بے نے اب سر پکڑ لیا تھا

"اب اس میں پریشانی والی بات کہاں سے آگئی؟ عارفہ.... میری بیٹی باپ کے ساتھ ہی تو تھی۔ "

.... ابا نے بات کو سنبھالتے ہوئے کہا

.... رجو کی سانس بحال ہوئی کہ بے بے کے ہاتھ خط نہیں لگا.... اب وہ بھی ابا کا ساتھ دینے لگی

ہاں بے بے تو بھی ایویں پریشان ہو جاتی ہے.... اور ویسے بھی شاہوں کا پنڈ ہے... کوئی ہاتھ تو لگا کے "

".... دیکھائے

.... رجو نے اب چارپائی پر بیٹھتے ہوئے کہا.... لیکن بے بے خفا خفا سے اٹھ گئیں تھیں اور اندر چلی گئیں

ابا نے اسے اشارہ کیا کہ بے بے کو منا کر آئے تو رجو سمجھتے ہوئے اندر کی جانب چل گئی... یہ کمرہ تو کافی بڑا تھا

البتہ اس میں تین چارپائیاں پڑیں تھیں اور دو لوہے پیٹیاں پڑیں تھیں.... جس کے اوپر صندوق پڑے

.... تھے۔ اس نے بے بے کو پیچھے سے آکر گلے لگا لیا

" ... چھڈ مینو "

"(چھوڑو مجھے)

.... بے بے نے اسے پیچھے کرتے ہوئے ناراضگی سے کہا

میں سب جانتی ہوں تیرا ابا تجھے میری مار سے بچانے کے لیے کر رہا ہے.... جبکہ تو میلے میں ہی تھی... اور "

" .... رمشا کے ساتھ تھی

" .... اچھا نا چل بے بے اب معافی دے دے "

... رجو نے لاڈ دیکھاتے ہوئے کہا

"تو ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھتی.... ایک دن تجھے میری باتوں کی بڑی قدر ہو گی۔ "

....بے بے نے وہی ہمیشہ دوہرائے جانے والے الفاظ دہرائے

" ...بے بے ایک دن کی ایک دن دیکھی جائے گی اب معافی دے دے "

اس نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا... تو بے بے ہمیشہ کی طرح ہنس دی۔

"تو ہمیشہ مجھے ایسے منا لیتی ہے۔ "

"ہاں اور تو مان جاتی ہے.... بس تیری اسی بات پہ میں فدا ہوں۔ "

.....رجو نے اسے پیار سے گلے لگا لیا

"....ہاں ہاں صحیح ہے.... دونوں ماں بیٹی اب ٹھیک ہو گئیں ہیں تے ابے دی فکر ہی نہیں "

....رشید چہرے پر مسکراہٹ لیے اندر داخل ہوا

"توسی دویں بیٹھو میں کھانا لاتی ہوں۔ "

اب وہ تنیو اس مٹی کے بنے کمرے سے باہر نکل کر آ چکے تھے.. باہر ویسے ہی تین چار پائیاں بچھائی گئی تھیں... رجو اور ابا چار پائی پر بیٹھ گئے تھے جبکہ عارفہ ان کے لیے کھانا لانے کے لیے گئی تھی ....

"رجو میں سالن گرم کر لوں۔ "

بے بے نے رجو سے کہا اور اندر پڑے گیس کے چولہے کے پاس چلی گئی تھی جو گیس کے سیلنڈر کے ساتھ لگا ہوا تھا....

"ابا تو نے بے بے سے جھوٹ کیوں کہا؟ "

رجو ابا کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھی تھی ابا بھی اس کے سامنے بیٹھا تھا ہوا اسے رجو کا دوپٹہ ہل رہا تھا....

.... اس نے پھیلا کر سر دوپٹہ لیا ہوا تھا

"میرا بچہ تو میرے ساتھ ہی تھی۔"

.... ابا نے بہت پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"....لیکن اب"

.... اس منہ میں ہی بات رہ گئی جب ابا نے اسے مزید بتایا

"اولاد کو لگتا ہے کہ وہ ماں باپ کی آکھوں (آنکھوں) سے اوجھل ہو چکے ہیں اور وہ جو بھی کام کر رہے ہیں وہ کسی کو علم نہیں.... پتر ذاتیں ایسی ہیں جس کو علم ہوتا.... خدا کو اپنے بندے کی ہر بات کا علم ہوتا اور والدین کو اپنے اولاد کی ہر بات کا پتا ہوتا..... پتر بچپن سے لے کر اب تک تجھے اپنی ان اکھیوں (آنکھوں) کے سامنے بڑے ہوتے دیکھا ہے.... ان ہاتھوں میں تجھے کھڈایا (کھیلایا) ہے تیری چال چلن سب سے واقف ہوں..... پتر جس دن تیرے قدم ڈگمگائیں گے اس دن تیرے باپ کو سب سے پہلے علم ہو گا ضروری نہیں وہ تجھے بتا نہیں رہا تو وہ کچھ جانتا نہیں... وہ تیری چال چلن سب دیکھتا ہے میری بچی.... تو میرے ساتھ ہی ہوتی ہے..."

.... ابا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"تو جانتی ہے ماں جو ہوتی ہے نا وہ نرم دل ہوتی ہے.... وہ جب جان جاتی ہے تو وہ باپ کو نہیں بتاتی کیوں کہ باپ سخت دل ہوتا ایسا روایات کہتی ہیں.... لیکن باپ بھی سب جان جاتا بس وہ غیرت کے مارے اس بات کو دل کی کسی نکر (کونے) میں دفن کر کے دل کو تسلی دینے کی کوشش کرتا کہ اس کی اولاد ایسا نہیں کر سکتی... لیکن اس کی اولاد کے ہر عمل پر اس کی گہری نظر ہوتی میری بچی.... آج جب تو میرے اگے اگے (

"آگے) آرہی تھی تو مجھے میری بچی کی چال چلن بدلی ہوئی نہیں لگی اس لیے کہا کہ تو میرے ساتھ تھی۔
رجو کا دل کیا ابا کو سب بتا دے... ابا سے مت چھپائے کہ شاہ نے گھڑا بھیجا... شاہ نے چوڑیاں دیں.... لیکن اس میں ہمت نا ہوئی... اور ابا کو بس آگے بڑھ کر گلے لگا لیا.... دل کیا رو دے.... دل کی بات چیخ چیخ کر کہے ..... کہ شاہ بڑے ہیں اگر ان کی نظر مجھ پر پڑی تو
"اچھا ہن روٹی کھالو پیو دھی بعد میں لاڈ کر لینا۔"
بے بے کے ہاتھ میں روٹی اور سالن تھا.... رجو سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی بے بے نے ان کے آگے روٹی رکھی۔

آج کے دن کی کرنیں ایک نئی امید کے ساتھ نمودار ہو چکی تھیں... آسمان پر ہلکا نیلا رنگ چھایا ہوا تھا... ہوا .... تھی کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی.... ہوائیں گرد بھی تھی... لیکن گرمی کا زور بھی صبح صبح ہی تھا
رجو سارا کام آج اچھے سے کر لینا شاہوں کے مہمان آنے ہیں آج.... اور مجھے ڈائینگ حال میں ذرا گند "
"نہیں چاہیے۔
بینا اسے سختی سے کہہ رہی تھی... ہاتھ کمر پر باندھے وہ حکم صادر کرنے میں مصروف تھی جبکہ رجو کے ساتھ ایک اور لڑکی جس کا نام شہلا تھا کام کرنے میں محو تھیں.... جبکہ رجو دل ہی دل میں بینا کے پکوڑے تیار کر چکی تھی۔
"بینا دیکھ میلے والے دن تو مجھے جلدی جانے دیا کر میری سہیلی انتظار کر رہی ہوتی ہے۔"

رجو نے بیچارگی سے کہا جبکہ بینا کے چہرے کے تاثرات ذرا برابر نا بدلے.... وہ مایوس ہو کر پھر سے کام کرنے لگی ....

تقریباً شام کا وقت تھا جب وہ فارغ ہوئی اور فارغ ہوتے ساتھ ہی رمشا کی طرف چلی گئی.... اور اس کے بعد وہ دونوں میلے کے لیے نکلی تھیں.... آج اس نے ہرے رنگ کا جوڑا پہنا ہوا تھا.... معمول کی طرح اس پر بھی شیشے کا کام ہوا ہوا تھا..... ہرا پراندہ کمر پر تھا.... شام کا وقت تھا پرندے بھی اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے.. کبھی کبھی رجو کو اپنا آپ ان پرندوں کی مانند لگتا تھا.... جو روز شام کو اپنے گھر جاتے تھے.... پر کبھی بھی کسی بھی وقت شکاری کا شکار ہو سکتے تھے .....

آج ان دونوں کا جھولے لینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا.... آج وہ خصوصی طور پر میلے کی دوکانوں سے چیزیں خریدنے آئیں تھیں.... جھولے ایک فاصلے پر شاہوں کی زمینوں میں لگتے تھے جبکہ دوکانیں دربار سے شروع ہو کر چاروں طرف پھیل جاتی تھیں ....

"میں نے تو آج ڈھیر ساری شاپنگ کرنی ہے...."

رجو چہکتے ہوئے کہہ رہی تھی... وہ دونوں دربار پہنچ چکی تھیں...

"کافی رش ہو گیا.... اب باقی دو دن اور بھی بہت رش رہنا ہے..."

کہیں گانے لگے ہوئے تھے تو کہیں کوئی شربت والا شربت کی مشہوری دے رہا تھا... کہیں کوئی قوالی گا رہا تھا.... جھولوں میں بیٹھے لوگوں کی چیخیں دور تک سنی جا سکتی تھیں .....

"چل آنا چلتے ہیں جھولوں پہ ....."

رمشا اب اسے ضد کر کے کہہ رہی تھی...

" .... تیرا دل بھرا نہیں نا؟ اب بس کر دے.... میں تجھے شاہوں کے پیسوں سے چیزیں لے کر دیتی ہوں "

رجو نے اس دو کانوں کی طرف کھینچتے ہوئے کہا.... شور کے باعث اسے اونچا بولنا پڑ رہا تھا.... وہ اس کا ہاتھ پکڑتی دو کانوں کی طرف آئی.... دو کانوں پر عورتوں مردوں اور بچوں کا رش تھا... زیادہ تر عورتیں پیتل کے زیورات والی دو کانوں پر دیکھائی دیتی تھیں.... وہ دونوں ایک دوکان پر آئی... جہاں کانوں میں پہننے والے جھمکے انگوٹھیاں اور بھی بہت سی چیزیں تھیں ....

" ...بھائی یہ دیکھاو "

رجو نے شیشے کے اوپر سے شیشے کی اندر پڑی انگوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا...... اس نے ایک ڈبہ نکال کر رجو کے آگے رکھ دیا ....

رجو نے اس میں سے ایک کالے موتی والی انگوٹھی ہاتھ میں ڈال کر دیکھی... وہ یقیناً اس کے ہاتھ پر خوبصورت لگی تھی ....

" ....بہت خوبصورت لگ رہی ہے خرید لو "

رمشا نے کہا... رجو مسکراتے ہوئے انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی... اسے ان کالے موتیوں میں کسی کی کالی سیاہ آنکھیں یاد آ رہی تھیں.... لیکن.... اس نے انگوٹھی فوراا تار کر رکھ دی .....

".. نہیں مجھے نہیں خریدنی چلو آگے چلیں "

رجو کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی.... اسے ان کالی آنکھوں کے پیچھے کالا دل کہیں نظر آیا تھا .....

"اب کیا ہوا؟ "

...رمشانے اس سے پوچھا جو اس کا ہاتھ کھینچ کر آگے کو چل دی تھی

"....پتا نہیں میں بھٹک رہی تھی...شاید اس لیے چھوڑ دی وہ "

....اس نے محض یہی کہا لیکن اتنا مدھم کہا گیا تھا کہ رمشا کی سماعتوں کو نا چھوا

آگے چلتے چلتے وہ لنگر خانے کے پاس آچکی تھیں.....یہ لنگر خانہ دربار کے عقبی طرف تھا.....وہاں موجود شخص نجانے کیوں اسے اس سے نفرت سی ہو رہی تھی....یا نفرت کی آڑ میں وہ اپنے جذبات کو کہیں چھپا دینا چاہتی تھی....وہ سامنے بیٹھا تھا....اس کے پاس اور بھی لوگ موڑوں پر بیٹھے تھے....اس نے آج شلوار کرتا پہنا تھا.... سفید کرتا، سفید رنگت لیکن دل سیاہ رجو یہ سوچتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی....اس وقت سجاد نوکروں کو حکم دے رہا تھا کہ کھانا کیسے دیا جائے گا....اس نے بھی سفید رنگ کا سوٹ پہن رکھا

..... تھا.....رجو نے آنکھیں گھمالیں تھیں

شومیز نے آنکھوں پر سن گلاسسز لگائیں ہوئیں تھیں.... آج اس نے بالوں کو جل لگا کر کھڑا نہیں کیا تھا آج اس کے سلکی سیاہ بال ماتھے پر آرہے تھے....بالوں کا بف بنا ہوا اس کی آنکھوں پر چھاؤں کر رہا تھا ان بالوں

....کو وہ بار بار پیچھے کر رہا تھا

"درختوں کی چھاؤں میں بھی عینک لگا کر بیٹھا ہے...بس دیکھانا چاہتا کہ سب سے مختلف ہے۔ "

رجو منہ میں بڑبڑا رہی تھی جبکہ رمشا ایک دوکان پر چیزیں دیکھ رہی تھی.... لنگر خانے کے پاس ابھی کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی....کچھ بچے قطار میں برتن ہاتھ میں لیے کھڑے تھے... عورتوں کی قطار الگ تھی اور مردوں کی قطار الگ تھی....شومیز کے پاس سجاد کے اسی دن والے دوست بیٹھے تھے.....اتنے میں

......ایک بچہ جس کے ہاتھ میں سٹیل کا برتن تھا وہ بھاگتے ہوئے قطار توڑ کر آگے آ گیا تھا

بہت سے بچے اسے دیکھنے لگے..... سجاد شاہ کے پیچھے جو کیمرہ مین کھڑا تھا.... وہ ویڈیو بنانے میں محو تھا.....
لیکن اس بچے نے شاید اس کی ویڈیو میں خلل ڈال دیا تھا..... اس نے کیمرہ بند کر لیا تھا... جبکہ سجاد شاہ کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے.... وہاں کسی نے اس چیز کو محسوس نا کیا سوائے چند لوگوں کے.... اور ان چند لوگوں میں رجو بھی شمار تھی....

"اب یہ شاہ نجانے اس بچے کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟"

اس نے دل ہی دل میں سوچا.... اور سجاد شاہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگی... جو اس بچے کو گھور رہا تھا.... سب جانتے تھے کہ اس بچے کو اب سزا کے بدلے کھانا دیا ہی نہیں جائے گا اور نا صرف یہ سجاد شاہ کے غصے سے بھی اسی اب کوئی نہیں بچا سکتا..... ان میں سے ایک نوکر نے آگے بڑھ کر اس بچے کو جلدی سے قطار میں لگانا چاہا.... شومیز جو دور بیٹھا ناخن چباتے ہوئے یہ سب دیکھ رہا تھا بے ساختہ اٹھا....

دیکھا.... یہ ہے اس کا اصل چہرہ اب اس معصوم بچے کو یہاں سے نکال دے گا.... یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ "لوگوں کی روزی کے مالک بن گئے ہیں۔"

رجو شومیز کو اٹھتے ہوئے دیکھا تو افسوس سے کہا....

لیکن ایک لمحے میں منظر بدل چکا تھا...... شومیز شاہ اسے باہر نکالنے کا حکم نہیں دے رہا تھا... اس نے تو اسے گود میں اٹھالیا تھا..... اب وہاں جو لوگ متوجہ نہیں بھی تھے سب متوجہ ہو چکے تھے..... تاریخ میں پہلی دفعہ ایک شاہ نے ایک عام سے بچے کو گود میں اٹھایا تھا..... ایسا ممکن تھا؟ ہاں شومیز کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی نا کوئی کام پہلی دفعہ ہونا ہی ہوتا تو وہ اب کیوں نہیں؟

رجو کا منہ کھلا ہوا تھا.....

"....وہ صرف دیکھتا ہی نہیں وہ ہے بھی سب سے الگ"

رمشا جو اس وقت دو کانوں کی چیزیں دیکھنے میں محو تھی اب رجو کو اس کا جواب دے رہی تھی..... شومیز شاہ وہاں تک گیا جہاں لنگر کی دیگیں پڑیں تھیں.... وہاں بہت سے باورچی آگے کو آئے.... لیکن شومیز نے سب کو مسکراہٹ کے ساتھ پیچھے رہنا کا اشارہ کیا..... سب اس کی تائید کرتے ہوئے پیچھے کو ہو گئے..... شومیز نے بچے کو گود سے نیچے اتارا.... اور اس کا برتن اس سے پکڑ لیا..... وہاں لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو چکا ... تھا..... سب اس منظر کو دیکھ رہے تھے

وہ شخص اپنے سفید کپڑوں کی پرواہ نا کرتے ہوئے اب ان دیگوں سے ڈھکن اتار رہا تھا ایک ایک کر کے اس نے چار مختلف قسم کی دیگوں سے ڈھکن اتارے.... اب اس نے بچے کو دوبارہ گود میں اٹھا لیا... وہ جانتا تھا یہ چھ سال کا بچہ اس کی زبان نہیں سمجھ سکے گا.... اس لیے اس نے ڈھکن اتارے تھے... اب اس نے بچے سے اشارے کرتے ہوئے پوچھا کہ اسے کیا چیز چاہیے ؟ وہاں ایک بریانی، ایک زردہ چاول، دال اور آلو گوشت کی دیگیں تھیں.... بچے نے زردہ چاول کی طرف انگلی سے اشارہ کیا تو شومیز نے اسے مسکراتے ہوئے نیچے اتارا اور ایک طرف پڑا چمچ اٹھا کر اسے چاول ڈال کر دیے... اس بچے کی چہرے کی خوشی اس کی مسکراتی آنکھوں سے نظر آرہی تھی .....

وہاں بہت سی دیگیں موجود تھیں لیکن سب میں بس یہی چار چیزیں تھیں.... وہ بچہ اس سے چاول لے کر بھاگ گیا تھا..... سب لوگوں نے اس منظر کو دیکھا تھا... سب گواہ بنے تھے کہ شاہوں کا اتنے سال کا بنا ہوا نظم وضبط آج ایک شاہ نے توڑ دیا تھا..... شومیز جب واپس مڑا تو سجاد جا چکا تھا.... اس کے دوست بھی شاید

اس کے ساتھ ہی نکل چکے تھے.... شومیز نے وہاں کھڑے سب ہی نفوس کو گھور سے دیکھا تھا جو اسے گھور رہے تھے.... کیا اس نے کچھ غلط کر دیا تھا؟ وہ نہیں جانتا تھا.... اس نے سجاد کو یہاں وہاں تلاش کرنا چاہا لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھا... اس نے اپنا موبائل نکالا.... وہ ایک ہی گاڑی پر آئے تھے.. اب اگر سجاد نہیں تھا تو اسے واپس پیدل جانا پڑنا تھا.... وہ شانے اچکا کر رہ گیا... اور لنگر خانے کے چبوترے سے اتر کر اب لوگوں کی بھیڑ میں آ گیا.... رجو کا تو اب تک منہ ہی بند نہیں ہوا تھا......

وہ وہاں سے لوگوں کی بھیڑ میں سے ہوتا ہوا اب دربار سے باہر کی جانب جا رہا تھا.... بہت سے لوگوں کی نظریں اب بھی اس کا تعاقب کر رہی تھیں ....

"کیسا دیا پھر شاہ صاحب نے "

رمشا کی آواز پر رجو سخت بے مزہ ہوئی تھی....

ہاں اب شاہ حویلی تو پہنچ لے آج ہی پہلی ٹکٹ سے امریکہ نا بھیجا تے میرا ناوی رجو نہیں... دیکھا نہیں سجاد "شاہ کس قدر غصے میں نکلا ہے..."

رجو نے اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہا......

آج تک ہمارے نظم وضبط کو کسی نے اس طرح نہیں توڑا جس طرح ہمارے اپنے خون نے توڑا ہے.... "

"ہمیں سمجھ نہیں آ رہا کہ ہم لوگوں کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے ؟

غصے سے آنکھیں لال.... وہ حویلی کے بڑے ہال میں کبھی ادھر تو کبھی ادھر ٹہل رہے تھے.... بڑی حاجن بڑے سے صوفے پر بیٹھی تھیں چچی جان بھی پریشان کھڑی تھیں.... چچا جان بھی کھڑے تھے سجاد البتہ

طنزیہ مسکراہٹ لیے ایک طرف کھڑا تھا..... اپنے باپ کے سامنے کھڑا وہ شخص نظریں جھکائے گردن اٹھا .... کر کھڑا تھا

"مجھے نہیں لگتا میں نے کچھ غلط کیا بابا جان۔ "

شومیز نے انگریزی میں کہا.... سجاد بہت پہلے گھر آچکا تھا لیکن اس سے بھی پہلے گھر یہ خبر پہنچ چکی تھی۔

ہاں تم کبھی کچھ غلط کرتے ہی کب ہو؟ تم وہ کرتے ہو جو تمہارا دل کہتا ہے.... ہم لوگ پاگل ہیں ہمارے " آباواجداد پاگل ہیں لیکن بس تم صحیح ہو..... اتنے سالوں سے جو نظم وضبط قائم ہے یہ تم نے ہی تو آکر ٹھیک ..." کرنا تھا

..... شناور شاہ غصے میں پاگل ہو رہا تھا..... وہ شومیز کے طرف انگلی کا اشارہ کر کر کے اسے مخاطب کر رہا تھا

"اگر انسانیت سے بڑھ کر آپکا نظم وضبط ہے تو میں ایسے نظم وضبط کو نہیں مانتا بابا۔ "

..... جواب پھر سے پر اعتمادی سے دیا گیا تھا

تم کل کے آئے ہوئے لڑکے تم ہمیں سیکھاوگے انسانیت کیا ہوتی؟ ہم لوگ جو لوگوں کے لیے اتنا کھانے " "کا انتظام کرتے ہیں تم ہمیں بتاؤ گے انسانیت کیا ہوتی؟

شناور شاہ نے طنزیہ مسکراہٹ کے تیز اس پر چلائے تھے.... بڑی حاجن ان دونوں کے درمیان ہونے والی .... تلخ کلامی کو محسوس کر رہی تھیں.... رباب اور دلکش بھی اوپر سے نیچے ہال میں سب منظر دیکھ رہی تھیں

یہ سب آپ ان پر احسان نہیں کر رہے... یہ آپ کو اللہ نے دیا اور آپ کو تو خود کو خوش قسمت سمجھنا " چاہیے کہ اس نے آپ کو کسی کا وسیلہ بنایا ہے.... آپ ان کو نہیں بانٹ رہے... وہ آپ کے لیے دعا کر کے آپ کو خدا اسے لے کر دے رہے ہیں.... ان کو خدا نے رزق دینا ہے وہ دے گا آپ نہیں ہونگے تو کوئی اور

"ہو گا.... لیکن آپ ان دعاوں سے محروم رہ جائیں گے بابا۔
....اس کے تحمل سے بات کی گئی شناور شاہ کو مزید غصہ چڑھا گئی تھیں
"میں نے تمہیں یو کے بڑوں سے زبان لڑانے کے لیے بھیجا تھا؟ تم ہو کیا؟ تمہاری پہچان میرے نام کے ساتھ ہے.... اگر تمہارے پاس یہ نام نا ہو تو دنیا تمہیں پہچانے گی نہیں..... تم بات کرتے ہو..... کہ ہم محروم رہ جائیں گے۔"

جب ان کو شومیز کے جواب نے لاجواب کر دیا تو انہوں نے اس کو بدزبان کہا۔
"[x] - میں معذرت چاہتا ہوں میری وجہ سے کسی کا دل دکھا ہو تو.... میں آج کے بعد اس گاوں کے معاملات میں دخل اندازی نہیں دوں گا اور میں نے محرومی کی بات نہیں انسانیت کی بات کی.... اور انسان کو اپنے اعمال سے ثابت کرنا چاہیے کہ وہ انسان ہونے کہ قابل بھی ہے؟ کیونکہ اللہ نے تو ہمیں اشرف المخلوقات بنایا تاکہ ہم جانوروں پر بھی رحم کریں لیکن یہاں انسانوں پر ہی رحم کرنا نظم وضبط کو توڑنا ہے تو مجھے شک ہوتا کہ کیا ہم واقعی سب سے افضل مخلوق ہیں؟"

شناور شاہ اس کی خوداعتمادی پر مزید غصے میں تھے..... غصے میں تو علی شاہ بھی تھے پر بڑے بھائی بول رہے تھے تو وہ خاموش تھے البتہ سجاد خوش نظر آرہا تھا۔
"تمہیں آخر غرور کس بات کا؟ یہی غرور ہے نا کہ تم اس گاوں کے اگلے نمبر دار ہو تو تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔"

شناور شاہ نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ قہر آلود نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا.... شومیز کے چہرے پر بلا کا اطمینان تھا۔

غرور کس بات کا بابا؟ ایک ذات اوپر بیٹھی ہے..... وہی ہمیں دے رہی ہے ہم تو مٹی سے بنے ہیں اور مٹی " میں دفنا دیے جائیں گے.... تو غرور کس بات کا؟ غرور تو اس انسان کو ہونا چاہیے جس نے اسی دنیا میں ہمیشہ کے لیے رہنا ہو... ایک منٹ کا پتا نہیں کہ اگلا سانس آنا بھی ہے یا نہیں؟ غرور تو تب ہو تا جب انسان کے پاس ہر طاقت ہوتی ہے، اس کے پاس ہر چیز ہوتی ہے نمبر داری اگر آنے والے کل میں میرے پاس ہو گی تو اس کے بعد کسی اور کے پاس ہو گی... غرور کرنا صرف رب کا حق ہے ہم کون ہوتے ہیں؟ غرور اس چیز کا ہو جو آپکی اپنی ہو... آپ کو سب کچھ دینے والا تو اللہ ہے تو پھر غرور کس جس چیز کا؟ میں مانتا ہوں بابا کہ اگر ".... انسان ایسا سوچتا تو وہ خود کو اندر سے جلا رہا ہے

وہاں کھڑے سب ہی نفوس اسے گھورتے گئے جو شناور شاہ کے آگے اطمینان سے بول رہا تھا.... پھوپھو کہیں نا کہیں خوش تھیں... چچی ڈری ہوئی لگ رہی تھی.... اور ان کو جس بات کا ڈر تھا اگلے ہی لمحے وہی ہوا....

شناور شاہ آگے بڑھا اور شومیز کے منہ پر زوردار چماٹ پڑی..... پھوپھو کی تو سانس ہی اٹک گئی تھی.... بڑی ..... حاجن بھی اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں.... چچا جان بھی حیران ہو گئے تھے.... سجاد کے چہرے پر اطمینان تھا

"... تم اسی قابل ہو "

وہ غصے سے کہتے اپنے کمرے کی جانب چل دیے...... پھوپھو شومیز کے پاس آئیں.... جبکہ چچی اور چچا بھی ..... چلے گئے تھے

شومیز چہرے پر ہاتھ رکھے مسکرانے لگا..... شومیز بغیر کسی کو دیکھے.... باہر لان میں آگیا.... دلکش اور

....رباب کو تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا آخر تایا جان نے اپنے اکلوتے بیٹے پر ہاتھ اٹھایا

باہر شام ڈھل چکی تھی.... سورج غروب ہوئے کافی عرصہ ہو چکا تھا....اور آسمان پر ستاروں کا راج تھا....

وہ لان میں آ کر پڑی کرسیوں پر بیٹھ گیا۔

"!شومیز "

اس کو اپنی سماعتوں سے کسی کی آواز ٹکراتی ہوئی محسوس ہوئی....اس نے مڑ کر دیکھا سامنے سفید کپڑوں میں کھڑی عورت اس کی پھوپھو تھیں۔

"جی پھوپھو آئیں۔ "

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ادب سے مسکرانے لگا شاہینہ ہنوز اسے تکے گئی.... کیا واقعی ہی یہ وہی شومیز ہے؟ جس کو چند لمحے پہلے تھپڑ پڑا؟

"کیا دیکھ رہی ہیں پھوپھو؟ "

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"... نہیں کچھ نہیں.... آؤ بیٹھو "

شاہینہ نے اسے دوبارہ بیٹھنے کی دعوت دی...وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے..... دور سے انہیں میلے کی ..... آوازیں بھی مدھم مدھم سی سنائی دے رہی تھیں

"تم ٹھیک ہو نا؟ "

....شاہینہ اس کے تحمل پر حیران تھی چہرے پر کہیں غصہ نہیں تھا

"جی ٹھیک ہوں کیوں آپ کو لگا شومیز کمزور ہے؟ لڑکیوں کی طرح رو دے گا؟ "

اس نے مسکراتے ہوئے کہا.... جس پر شاہینہ ہنس دی۔

"..... نہیں... وہ بھائی جان نے کچھ زیادہ ہی"

"کوئی بات نہیں پھوپھو.... وہ میرے باپ ہیں ان کا حق بنتا ہے۔"

وہ مسکرا رہا تھا جبکہ شاہینہ سوچ رہی تھی کہ اس کی جگہ سجاد ہوتا تو اس کا کیا ردعمل ہوتا شاید وہ بد تمیزی پر اتر آتا یا گھر چھوڑ کر چلا جاتا...

"تمہیں غصہ نہیں؟ اپنے دل کی بھڑاس میرے سامنے نکال سکتے ہو میرے بچے۔"

شاہینہ نے پیار سے کہا.... لیکن وہ ہنس دیا۔

"نہیں مجھے غصہ نہیں ہے۔"

"یہ خاموشی تمہیں اندر سے ختم کر دے گی۔"

"چیخ و پکار کرنا انسان کے وقار میں کمی کا باعث بنتا ہے.... انسان کو اپنی خاموشی سے لوگوں کو خوف زدہ کرنا چاہیے۔"

شومیز ہنس رہا تھا....

وہ اٹھا تو شاہینہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

"قبرستان ان لوگوں کو دیکھنے جو کبھی اس زمین کو اپنا سمجھتے تھے اور اب وہاں دفن دنیا کی رنگینیوں سے مرحوم ہیں۔"

وہ مسکرایا اور بڑے سے دروازے کی جانب بڑھ گیا..... جبکہ شاہینہ اسے دیکھے گئی......

شناور بھائی آپ اپنے بیٹے کو اس گاوں سے دور رکھنا چاہتے تھے لیکن دیکھیں وہ آپ کی روایات سے کتنا دور ہے۔ "

.... وہ ہاتھ باندھے اسے جاتا دیکھے گئی جو اب باہر نکل چکا تھا

\-----------------

" دیکھو دیکھو شاہ آرہا ہے... یقیناً بے عزتی ہوئی گھر سے اب واپس جارہا ہے۔ "

رجو اور رمشا ابھی واپس آرہی تھیں جب شومیز انہیں سامنے سے آتا ہوا دیکھائی دیا وہ اپنی ہی دھن میں جا رہا تھا.... جب رجو کی آواز نے اسے دیکھنے پر مجبور کر دیا.... لوگوں کا ایک ہجوم گزر رہا تھا.... لیکن اس ہجوم میں اس نے اسے دیکھ لیا تھا اور اس نے اس کی آواز سن لی تھی.... شومیز نا چاہتے ہوئے بھی اسے دیکھ کر .... مسکرا دیا.... وہ اب اسے آگے نکل چکی تھی.... جبکہ شومیز دربار کی جانب تھا

" .... اللہ معاف کرے شاہ کیسے ہنس ہنس کر دیکھ رہا تھا "

رجو نے رمشا سے کہا جو ابھی تک شومیز کو مڑ کر دیکھ رہے تھی۔

" .... ہاں نا.... چل آ رجو واپس چلتے ہیں "

رمشا اسے کھینچنے لگی۔

" نہیں نہیں رمشا چل بس بہت دیر ہو گئی ہے۔ "

لیکن رمشا بضد تھی.... رجو کو بھی واپس پلٹنا پڑا.... لیکن شاہ ان سے بہت دور جا چکا تھا لوگوں کے ہجوم میں وہ کہیں چھپ چکا تھا۔ رجو نے کمر پر ہاتھ رکھے۔

"دیکھ شاہ جا چکا اب ہم بھی گھر چلیں۔"

رجو نے کہا۔

میں کون سا شاہ کے لیے جانے کا کہہ رہی ہوں... مجھے تو بس دیکھنا کہ حویلی کا شاہ بغیر گاڑی کے جا کیسے رہا "ہے؟"

"اوہ یار اس انگریز شاہ سے کچھ بھی توقع کی جا سکتی ہے۔"

اب دونوں تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے پیچھے جا رہی تھیں.... اب وہ دربار والی سڑک مڑ چکی تھیں..... شاہ ان کو اب بھی نظر نہیں آیا تھا.... رجو جانتی تھی کہ اس کی بے عزتی ہوئی ہو گی اس لیے یہاں آیا ہو گا.... یہ ... بھی ہو سکتا وہ بچے سے بدلا لینے آیا ہو۔ جب وہ لوگ میلے میں پہنچ گئیں تو رجو نے رمشا کو دیکھا

"اب بتا کہاں ہے شاہ؟"

رجو کو غصے میں دیکھ کر رمشا تو فوراً مکر گئی۔

"میں نے تو کہا ہی نہیں تھا آنے کو.... کیوں آئی تم؟"

.... رمشا نے اپنی بات سے دستبردار ہوتے ہوئے کہا... رجو نے منہ کھول لیا

.... تم.... مکار عورت.... اسی لیے تمہیں وہ مکار شاہ پسند ہے.... تم یہی رہو میں چلی"

.... رجو نے وہاں سے چلتے ہوئے کہا

".... ارے یار رکو میں بھی آ رہی ہوں"

لیکن وہ کافی آگے نکل چکی تھی.... رجو نے اب ڈیری فارم کو جانے والا دوسرا راستہ اختیار کر لیا تھا.... وہ اب .... بلکل قبرستان والی طرف آ چکی تھی

اس نے یہاں سے گزرتے ہوئے ایک شخص کو قبر کے پاس بیٹھے دیکھا.... قبرستان سے گزرتے ہوئے رجو پہلے ہی خوف زدہ تھی اب ایک پکی بڑی قبر پر بیٹھے ایک جن کو دیکھ لیا.... رجو بے ہوش ہوتے ہوتے بچی.... .....اس نے وہاں سے ہی آگے گزر کر جانا تھا.... رجو اب پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتی تھی

رجو اس نے تجھے مار وار دیا تو تیری تو آواز بھی اس میلے کے شور میں کسی نے نہیں سنی.... یااللہ اب واپس "

"مڑی تو یہ جن مجھے پیچھے سے کھا جائے گا.... نہیں میں یہی کھڑی ہوتی ہوں۔

رجو کو پسینے آنا شروع ہو چکے تھے.... لیکن وہ جن تو خود سے باتیں کر رہا تھا..... وہ وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی.... سفید کپڑے تھے یا کفن ؟ رجو ڈرتے ڈرتے آگے کو بڑھی.... اس کی کمر تھی رجو کی طرف وہ پاؤں کا شور بھی نہیں ہونے دے رہی تھی.... چلتے چلتے تقریباً وہ اس کے پیچھے پہنچ چکی تھی.... اس کو آواز سنی سنی لگی تھی.... پر سمجھ نہیں لگی تھی کہ آخر کہہ کیا رہا ہے۔

" .... تو اب یہاں کہ جنوں (جنات) کو بھی انگریزی آگئی "

....وہ ڈرتے سہمے ہوئے آگے کو آئی

یہ تو بڑے شاہ کی قبر ہے.... اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا..... یہ تو شومیز شاہ ہے اس نے غور سے دیکھا....

.... اندھیرے میں سفید کپڑوں کا صاف پتا چل رہا تھا

"!انگریز شاہ "

.... اب وہ پیچھے آچکی تھی بلکل اس کے پاس آچکی تھی

.... شومیز نے مڑ کر دیکھا.... وہ کمر پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی

" ..ہاں میں سچی تھی.... یہ بھوت اور کوئی نہیں شاہ ہی تھا "

شومیز اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا..... ہاتھ میں موبائل نکال لیا تھا.... اب وہ اس کی آواز گوگل کے سپیکر پر ریکارڈ کر کے اس کی اردو دیکھ رہا تھا....

اب شومیز نے وہاں پر اپنا جواب لکھنا شروع کیا.... اور اس کے بعد گوگل کا ہی سپیکر آن کر کے رجو کے آگے کر دیا۔

" ....ہاں کیونکہ مس دلچسپ کو ہر بات پہلے سے ہی پتا ہوتی "

رجو کی تو آواز سن کر بولتی ہی بند ہو گئ تھی....

" .... مطلب شاہ.... او تیری وہ میری باتوں کا ترجمہ کرتا "

رجو نے سر پر ہاتھ مارا تو شومیز نے پھر سے کچھ لکھا اور موبائل آگے کر دیا۔

"جی مس دلچسپ دنیا بہت ترقی کر چکی.... آپ ہی ہیں جس کو انگلش نہیں آتی۔ "

یہ لکھا مضمون سناؤں انگلش میں؟ my school مجھے انگلش آتی ہے.... میں نے سنائی بھی تھی کہو تو "

My school name is girls high school....

"

ابھی اس کا ریڈیو شروع ہی ہوا تھا کہ اس نے اس آگے موبائل پھر سے کیا۔

"ہاں ہاں جانتا ہوں مس دلچسپ آپ کو انگریزی آتی ہے جیسے مجھے اردو آتی ہے "

.....رجو تو ہنسنے لگی تھی اس کی بات پر.... جس پر شومیز بھی مسکرایا تھا

"بیٹھو۔ "

شومیز نے پھر سے اردو کا ترجمہ اس کے سامنے کیا۔

"...شاہ آپ کو ڈر نہیں لگتا؟ قبرستان ہے یہ "

اب رجو اپنی بات کہہ کر اس کے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔

"اس سے ڈرنا کیسا جہاں ایک دن ہم نے بھی جانا۔ "

.... شومیز کا جواب سن کر رجو ششدر رہ گئی

"... بیٹھو "

اب اس نے انگریزی میں دوبارہ کہا لیکن رجو سمجھ گئی تھی اور وہ بھی مٹی کے بنے ٹھلے پر بیٹھ گئی تھی نجانے کیوں لیکن وہ اس کی بات مان چکی تھی۔

.... شومیز بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا.... خاموشی چھائی رہی... دونوں میں ہم کلامی نا ہوئی

"....تم "

........ابھی وہ کچھ کہتا کہ دور سے کسی کی آہٹ کی آواز آئی

"کون ہے؟ کون ہے؟ وہاں؟

.... شومیز نے انگریزی میں آواز دے کر پکارا.... لیکن وہاں جو سایہ بنا تھا وہ غائب ہو چکا تھا

"چھوڑیں شاہ.... میلے کی وجہ سے کوئی ادھر آگیا ہو گا.... بلاوجہ پریشان نا ہوں۔ "

جب شومیز دوبارہ سے اس کی بات سننے لگا تو رجو نے کہا جس پر شومیز پھر سے چند لمحات کے لیے موبائل میں

..... مصروف ہوا.... پھر رجو کے آگے کیا

میرے نزدیک کوئی کام بلاوجہ نہیں ہوتا.... ایرج.... ہر کام کی.... کوئی نا کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے ہر کام "

"....کے پیچھے گہرا مقصد، گہری بات چھپی ہوتی ہے

نجانے کیوں اس کو رجو کو ایرج کہنا بہت پسند آیا تھا.... اس کو بہت کم لوگ ایرج کہتے تھے.... کبھی کبھی

.... استانی جی کہتی تھیں

"اچھا شاہ تو بتائیں کوئی ایسی بات جس میں گہری بات چھپی ہو۔ "

رجو نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا.... نجانے کیوں وہ اس سے بے دھڑک ہو کر سوال کر رہی

..... تھی

"وقت آنے پر تمہیں بھی معلوم ہو جائے گا۔ "

.... شاہ کو جواب سن کر رجو نے بے چینی سے پہلو بدلا

دیکھیں شاہ یا تو آپ مجھے بتاتے نا اب یہ بات کر دی تو ساری بات بتائیں.... اب ساری زندگی میرے پیٹ "

"میں درد ہی رہے گا.... کہ شاہ نے وہ بات کیوں کی تھی؟

.... رجو نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا.... شاہ موبائل کی طرف دیکھتا رہا..... اور پھر کچھ لمحوں کے بعد مسکرایا

" ..... صبر کرنا سیکھو دلچسپ لڑکی "

..... شومیز نے اس کو جواب دیا

"شاہ سچ بتانا بے عزتی ہوئی ہے نا؟ "

اب کہ رجو نے اپنے چہرے پر آتی مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے پوچھا... شومیز پہلے تو موبائل کی سکرین دیکھ کر مسکرایا پھر رجو کے چہرے کو غور سے دیکھا..... وہ گھبرا گئی.... شاید اس نے کوئی غلط بات کر دی ہو؟

...... شومیز موبائل پر مصروف ہوا تو اس کا دل چاہا غائب ہو جائے بس یہاں سے

عزت اور ذلت اللہ کے اختیار میں ہے.... لڑکی! جب اس نے بے عزت کرنا ہو گا تو یقیناً میں نے کوئی ایسا " کام کیا ہو گا.... مجھے نہیں لگتا میں نے کوئی ایسا کام کیا ہے... میرا دل سکون میں ہے.... اگر میں نے کچھ غلط کیا ہوتا تو یقیناً میرا دل کہیں نا کہیں بے چین ہوتا... "

" توسی واقعی شاہوں کی اولاد ہو؟ "

..... رجو نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھتے ہوئے کہا

"کیوں شاہوں کی اولاد کیسی ہوتی ہے؟ "

شاہ بہت ہی غرور والے ہوتے ہیں.... اور سجاد شاہ اس کے سامنے تو میں اتنا بے دھڑک ہو کر بولوں تو یقیناً " میری زبان کاٹ کر ہاتھ میں پکڑا دے۔"

.... کچھ دیر کے بعد شومیز قہقہہ لگا کر ہنس دیا..... رجو نے پہلی دفعہ اس کا قہقہہ سنا تھا

لڑکی تم بھول رہی ہو.... میں ایک سید ہوں اور جانتی ہو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کہیں غرور " نہیں تھا.... اور ان کی اولاد ہونے کے ناطے مجھ میں غرور نہیں ہونا چاہیے جو کہ نہیں ہے... اور نا ہی ان

”....کے کسی امتی میں غرور ہونا چاہیے

....رجو اٹھ کھڑی ہوئی.... ساتھ ہی شومیز بھی کھڑا ہو گیا

....وہ جانتا تھا وہ گھر جانے کے لیے کھڑی ہو گئی ہے..... لیکن اس کو ابا کی بات یاد آئی تھی شاید

“ ... چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں “

.... شومیز کے موبائل پر آواز سن کر رجو فورا بولی

” ... نہیں نہیں شاہ..... میں چلی جاؤں گی.... آپ جنوں سے باتیں کرو “

اس نے جاتے جاتے کہا اور بھاگ کر چلی گئی..... اب وہ کھیت میں آچکی تھی... البتہ رجو کے اس انداز پر وہ

..... عجیب نظروں سے اسے دیکھنے لگ گیا تھا

____

”میں کیوں شاہ کی باتوں میں آگئی میں وہاں کیوں بیٹھ گئی ؟ “

.....وہ خود کو کوستی ہوئی کھٹیوں سے ہوتی ہوئی گھر کے راستے پر تھی

آج کے بعد کبھی بھی میں نے شاہ سے بات نہیں کرنی نجانے کیوں ان سے بات کرتے کرتے میں اپنی “

”اوقات بھول گئی ؟ میں ہوں تو ان کی نوکر ؟ میں ان کے ساتھ بیٹھ گئی ؟

نجانے کیوں اس کا دل کیا رو دے.... آخر اس کو کیا ضرورت تھی شاہ سے اس طرح بات کرنے کی ؟

____

”زندگی میں اندھیرا مجھے پسند کیوں ہے ؟ “

آج بھی وہ نیلی موم بتی لیے کھڑا تھا.... کمرے میں اندھیرا... لیکن وہ ایک پیلی روشنی اس کے چہرے کو شیشے میں واضع کررہی تھی ....

“ .... کوئی نہیں جانتا لیکن میں جانتا ہوں.... زندگی میں ایک تمہیں ہی چاہا “

اس نے آنکھیں بند کرلیں تھیں ....

”تم بھی مجھے ملوگی یا نہیں ؟ “

لیکن مجھے امید ہے اس خدا نے جس نے مجھے تم سے ملوایا وہ اب ہمیں ایک بھی کرے گا.... میری زندگی کا یہ اندھیرا شاید تم ختم کردو.... “

چہرے پر مسکراہٹ.... آنکھوں کو چھوتی ہوئی وہ مسکراہٹ.... اسے بہت خوبصورت لگی تھی ....

اس نے ایک پھونک سے اسے بند کیا اور سنگار میز کا دراز کھول کر اس میں رکھ دی اور اسی اندھیرے میں چلتا ہوا اپنے بیڈ پر آگیا ....

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

”تم پاکستان جارہی ہو ؟ “

وہ اس وقت کالی جینز اور ہلکے گلابی رنگ کے ٹاپ میں کھڑی تھی.... بیڈ پر سامان بکھیرا پڑا تھا.... ایک عمر رسیدہ خاتون اس

.... جس کے بال کندھوں تک آتے تھے اور رنگ ان کا گولڈن تھا اس سے پوچھ رہی تھیں

"....جی ماما میں اس کے پاس جا رہی ہوں.... وہ میرا ہے "

وہ دونوں انگریزی میں بات کر رہی تھیں.... ایک ڈری سہمی سی بچی دروازے کے ساتھ لگی اسے دیکھ رہی تھی.... خوبصورت سیاہ بال.... خوبصورت آنکھیں.... لیکن ان آنکھوں میں خوف ڈر صاف نمایاں تھا

"اور اپنی اس بچی کو؟ اس کا کیا کرو گی؟ "

.....اس بوڑھی عورت نے انگریزی میں سوال کیا

" ....میں اور وہ اس کے لیے واپس آئیں گے "

....اس نے اس ڈری سہمی سی بچی کو دیکھتے ہوئے کہا

"تم اسلام قبول کرو گی؟ "

"پتا نہیں؟ "

جواب فوراً سے آیا تھا۔ اب وہ ایک کھڑکی کی جانب آگئی تھی.... جہاں سے ایڈنبرا کاسل باآسانی دیکھا جا سکتا تھا.... یہ سکاٹ لینڈ جو کہ یوکے کی ایک ریاست ہے کے دارالحکومت ایڈنبرا کی سرزمین پر واقع قلعہ ہے.... ایک خوبصورت قلعہ.... یہ قلعہ ایک بہت بڑی چٹان / پتھریلی سطح کے اوپر بنایا گیا ہے۔

یہ قلعہ جس چٹان پر واقع ہے وہاں پر لوگ برونز ایج کے وقتوں سے رہتے رہے تھے جو کہ آج سے تقریباً

تین ہزار سال پہلے کی بات ہے۔

یہ قلعہ آج سے چودہ سو سال پہلے بھی جنگجوؤں سے بھرا پڑا تھا کیونکہ اس کا تذکرہ انگریزی زبان کی شروعاتی میں بھی اسکا ذکر ہے اس نظم میں اس کو "The Gododdin " یا ابتدائی منظومات میں سے ایک نظم ایڈن قلعہ کہا گیا ہے جو کہ آج ایڈنبرا کہلاتا ہے۔خوبصورت منظر پیش کرتا یہ قلعہ لاہور کے شاہی قلعہ سے مشاہبت رکھتا لیکن وہ ٹوٹ پھوٹ کو شکار ہو چکا جبکہ یہ ابھی بھی ویسا کا ویسا ہے..... جبکہ اس قلعے (ایڈنبرا کاسل) پر قبضہ کرنے کے لئے سب سے زیادہ جنگیں ہوئی ہیں تقریباً 23 بار اس قلعے نے تمام حملوں کو اپنے اوپر سہا ہے، اور آج بھی مضبوطی سے کھڑا ہے۔اس کے فصیلوں پر ہر طرف توپیں نصب ہیں۔اس قلعے پر ایک توپ ایسی بھی نصب ہے جس کو ایک بجے کی توپ کہا جاتا ہے۔اس سے توپ سے ہر روز ماسوائے اتوار، کرسمس یا گڈ فرائیڈے ٹھیک دِن کے ایک بجے ایک گولہ فائر کیا جاتا ہے اور ایسا 1861 سے کیا جارہا ہے۔

اور ابھی بھی دن کے ایک بجے کا وقت تھا.... اور وہ فائیر ہو چکا تھا.... وہ دور کھڑی اس قلعہ کو دیکھ رہی تھی.... کتنی ہی یادیں تھیں اس کی اس قلعے کے ساتھ .....

"....آنا! پھر سے اپنے فیصلے پر غور کر لو "

"....بہت سوچ لیا ماما اب اور نہیں "

اس نے واپس مڑتے ہوئے کہا.... کل میں پاکستان چلی جاؤں گی.... تب تک جو لیا آپکے پاس امانت ہے۔"

اس نے اپنی گلابی ہونٹوں سے مسکراتے ہوئے کہا..... سفید دودھیار نگت والا چہرہ.... وہ بلاشبہ سکاٹ لینڈ

... کی حسین ترین لڑکیوں میں شمار ہوتی تھی

____

پاکستان کا موسم آج کچھ زیادہ ہی گرم تھا... رجو اٹھی تھی لیکن آج اس کو حویلی نہیں جانا تھا.... آج اس نے میلے کا آخری دن دیکھنا تھا... لوگوں کو آتے جاتے ہوئے وہ دیکھ رہی تھی.... موٹر سائیکلوں کا شور میلے میں جھولے لیتے لوگوں کا شور.... اور بھی بہت سے غیر معمولی شور اس کو سنائی دے رہے تھے آج اس نے خاص طور پر حویلی سے چھٹی لی تھی.... اور اس کی سفارش آج کے لیے استانی جی نے کی تھی.... ورنہ تو ممکن ہی نہیں تھا بینا اسے چھٹی دیتی..... لیکن اب اسے غلطی محسوس ہو رہی تھی.... کاش وہ چلی جاتی.... نجانے کیوں آج وہ شاہ کو ڈھونڈ رہی تھی.... لیکن آج وہ اسے نظر نہیں آ رہے تھے.... آج اس نے وہی سوٹ پہن رکھا تھا جو اس کو دلکش نے دیا تھا.... رمشا سے اس کی رات کے بعد ملاقات نہیں ہوئی تھی..... وہ ماننا نہیں چاہتی تھی البتہ اس نظریں شاہ کو ڈھونڈ رہی تھی.... لیکن دل ماننے کو تیار نا تھا .....

تقریباً صبح کے گیارہ بج رہے تھے وہ میلے پر تھی... آج رمشا کا اس نے انتظار نہیں کیا تھا.... دل اس کا بھی نہیں تھا آنے کو... لیکن کسی کی کشش اسے کھینچ لائی تھی ....

میں ایویں ہی حویلی سے چھٹی کر لی.... مجھے چلے ہی جانا چاہیے تھا.... وہ ایک سیمنٹ کے بنے پل پر بیٹھی "

.... تھی.... اور لوگوں کو آتا جاتا دیکھ رہی تھی.... اوپر ٹالی کا درخت اس پر گھنی چھاؤں کر رہا تھا

".....ہاں شاہ کون سا ویلا ہو گا.... بس تو ہی ویلی ہے "

.... وہ منہ بنا کر بیٹھی تھی..... لیکن وہ یہ سب سوچنا نہیں چاہتی تھی

"آج کے بعد شاہ سے میں نے کبھی ملنا ہی نہیں ہے۔ "

.... لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو اس کے سامنے سے گزر رہا تھا

" .... رجو اٹھ اب یہاں ڈیرا تو نہیں بسانا "

وہ اپنا پراندہ پیچھے کو پھینکتی اٹھ کھڑی ہوئی..... واپس ڈیری فارم کی جانب اس نے قدم اٹھا دیے.... لیکن نا

...... چاہتے ہوئے بھی اس کے قدم حویلی کی جانب اٹھ گئے

"واہ آج تو تم خود ہی آ گئی جبکہ مجھ سے چھٹی لے کر گئی تھی۔ "

..... بینا نے اسے دیکھا تو آتے ساتھ طنز کا ایک تیر اس پر چلایا

ہاں تو تو چاہتی ہے میں اپنے کام سے وفاداری نا کروں.... اب میں اتنی بھی غیر ذمہ دار نہیں ہوں.... مجھے "

" .... اپنا کام کرنا تھا سو آ گئی

رجو نے اسے تیز تیز جواب دیتے ہوئے کہا.... جبکہ بینا نے اسے ناگواری سے دیکھا اور پھر کہا۔

"..... چلو آ ہی گئی ہو تو اوپر والے کمرے صاف کر آؤ "

"انگریز شاہ چلا گیا ہے؟ "

اس نے پوچھ ہی لیا.... جبکہ بینا نے اسے شکی نظروں سے دیکھا۔

”...میرا مطلب ہے ان کا کمرہ صاف کرنا تو وہ کمرے میں نہیں ہو گا “

رجو نے فوراسے اس کی نظروں کا انداز سمجھتے ہوئے کہا۔

“ ....پتا نہیں.... اگر شاہ صاحب نا ہوں تو کر کینا صفائی نہیں تو ان کے جانے کا انتظار کرنا “

.......رجو نے اثبات میں سر ہلایا اور چل دی

____

آہستہ آہستہ دروازے کھولتے ہوئے اس نے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا..... کمرے میں اندھیرا تھا....

..... اور ہلکی ہلکی خنکی تھی.... اور کوئی اندھے منہ لیٹا تھا..... پنکھا آہستہ آہستہ چل رہا تھا

.....رجو نے اندر داخل ہوتے ساتھ بتیاں جلا دیں

”.....اوہ تیری شاہ تو سو رہا ہے “

اس نے بتیاں جلا کر اس کی نیند خراب کر دی تھی.... لیکن اب مزید اس کی آواز نے شومیز کو اٹھنے پر مجبور

..... کر دیا تھا

“ ....تم “

.... شومیز نے اٹھ کر آنکھیں ملتے ہوئے کہا.... ابھی وہ اپنا موبائل اٹھاتا کہ رجو بولنا شروع ہو گئی

شاہ.... دیکھو میں... مجھے نہیں پتا تھا... آپ سو رہے ہو... سو جاؤ سو جاؤ..... اللہ معاف کرے آپ بھی “

"... کرنا

اس نے ٹھا سے دروازہ بند کر دیا۔

..... شومیز نے گھڑی دیکھی.... وہ اتنی دیر تک سوتارہ گیا

".... یہ لڑکی بات کیوں نہیں سنتی پوری "

...... اس نے مسکراتے ہوئے کہا.... اور بیڈ سے اتر آیا

.... رجو کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا.... ابھی تک وہ شومیز کے دروازے کے باہر کھڑی تھی

کتنی بے دھڑک ہو کر میں شاہ کے کمرے میں گھس جاتی ہوں.☆ "

.... اس نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"مانو یا نا مانو رجو.... آئی تو تو شاہ کو دیکھنے کے لیے ہی تھی۔ "

.... دور کہیں سے ایک خیال آیا تھا جو اس نے سر جھٹکتے ہوئے دور کرنا چاہا

.... رجو کے جانے کے بعد شومیز نے کھڑکی کے پردے ایک طرف کرتے ہوئے کہا

میرے لیے ہر دن کا نیا سورج ہی خوبصورت ہوتا ہے.... کیونکہ میرے لیے ہر دن اللہ کی دی ہوئی نعمت "

".... ہے

.....اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے سوچا

شومیز کے پاس آج کرنے کو کچھ نہیں تھا....ناہی آج اس نے شاہوں کی طرح میلے پر جانا تھا.... آج اس نے واک پر بھی نہیں جانا تھا کیونکہ اسے کافی دیر ہو گئی تھی....

وہ واشروم گیا اور خود کو تروتازہ کیا.....کچھ ہی دیر میں جب وہ تیار ہو چکا تھا جینز کے اوپر کالی ٹی شرٹ پہنے وہ بال جل کے ساتھ سیٹ کر رہا تھا جب اسے ایک عورت بلانا آئی....

"شاہ صاحب آپ کو بڑے شاہ بلا رہے ہیں۔"

شومیز نا چاہتے ہوئے بھی مسکرایا.....وہ جانتا تھا اسے ضرور بلایا جائے گا....اب تک اس نے اردو کی جیتنی کلاسسز لیں تھیں وہ اتنی اردو تو سمجھنے لگ گیا تھا....اس نے اثبات میں سر ہلا دیا...

"جی بابا؟"

وہ شناور شاہ کے کمرے میں آیا تھا....شناور شاہ اس وقت باہر جانے کے لیے تیار کھڑا تھا.... سفید مایا والا سوٹ زیب تن کیے....ہاتھ میں گھڑی باندھ رہا تھا۔

"تم آج گئے نہیں سجاد کے ساتھ؟"

انہوں نے اپنی رعب دار آواز میں کہا۔

"کہاں؟"

شومیز نے ایسے سوال کیا جیسے وہ جانتا ہی نا ہو کہ شناور کس بارے میں بات کر رہا ہے۔

”.... تم اچھے سے جانتے ہو میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں “

بابا میں وہاں جانا پسند نہیں کرتا جہاں میری باتوں اور میرے احساسات کی قدر نا ہو.... بیشک وہ کسی کا دل “

“ .... ہو یا کسی محفل یا کسی جگہ

... شومیز خاموش ہو گیا.... کچھ دیر تو شناور شاہ اس کے چہرے کو دیکھتا رہا لیکن پھر بولا

”کیا چاہتے ہو ؟ “

بس یہ کہ آپ لنگر بھی ایسے تقسیم کریں جیسے شادیوں میں بڑے لوگوں کو کھانا دیتے ہیں.... ہر کوئی آئے “

اپنی مرضی سے ڈال کر لے جائے.... کسی کی تذلیل نا ہو.... سب کو ایسے سمجھا جائے جیسے وہ ہمارے برابر

”ہیں.... امید کرتا ہوں یہ آپ کے اس نظم ضبط سے زیادہ اچھا آپکی سیاست پر اثر انداز ہو گا۔

شومیز مسکرایا تھا.... شناور شاہ سوچ میں مبتلا ہوا تھا.... جو بھی تھا شومیز نے جس وجہ سے بھی کہا تھا... لیکن

.... دیکھنے میں اسے فائدہ مند لگ رہا تھا

اس علاقے میں بات پھیل جائے گی کہ پہلی دفعہ میلے میں کسی نے اس طرح کھانا دیا.... آپکی دھوم “

ہو گی.... بلکہ اس علاقے میں ہی نہیں پاکستان میں... پہلی بار ایسا ہو گا.... آپکی سیاست میں آپکو اس سے

”.... زیادہ فائدہ کبھی نہیں ہو گا

.... شومیز نے زیر لب مسکراہٹ کو دباتے ہوئے کہا.... شناور شاہ خوش ہوئے تھے

“ ... اگر تم مجھے کل ہی یہ تجویز دیتے تو کل والا تماشا نا ہوتا “

" ... کل تک مجھے بھی نہیں پتا تھا یہ تجویز آپکو پسند آئے گی "

.... اس نے دل میں سوچا لیکن بظاہر محض مسکرایا

وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ یہاں ان کو جو چیز بدل سکتی ہو اسلام نہیں بلکہ اسلام کے راستے پر چلنے سے ان کو ملنے والے فائدے بدل سکتے ہیں۔

ٹھیک ہے تم دربار جاؤ..... اور جیسے انتظامات تم چاہتے ہو تمہیں فراہم کر دیے جائیں گے میں ایک ہفتے " " کے لیے اسلام آباد جا رہا ہوں۔ واپسی پر تم سے ملاقات ہوتی ہے تمہارے چچا بھی ساتھ جائیں گے۔

وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تھپتھپاتے ہوئے باہر نکل گئے.... جبکہ شومیز مسکراہٹ لیے انہیں ... دیکھتا رہا

" .....لالچ "

......اس نے محض یہی کہا

الگ سے ٹینٹ لگا کر جیسے عام طور پر ولیمے کا انتظام ہوتا ہے... ویسے ہی لنگر کا انتظام کیا گیا تھا.... شومیز وہاں موجود تھا.... بہت سے لوگ باتیں کر رہے تھے... بہت سے لوگ خوش تھے اور بہت سے حیران.... سجاد اس سب سے شدید غصے میں تھا... اس ایک شخص کے کہنے پر دادا جان اور ہمارے آباواجداد کی روایات

.....بدل دی گئی تھی

"....شومیز شاہ نے بلآخر شاہوں کا روایتی نظام بدل دیا"

کوئی یہ کہہ رہا تھا تو کوئی کہہ رہا تھا۔

"پاکستان میں آج تک میلوں پر ایسا کھانا نہیں دیا گیا... شاہوں نے ثابت کر دیا وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔"

"یہ بھی سیاست ہی ہے تا کہ غریب لوگوں کو چند پیسے کھلا کر اپنے ہاتھوں پر نچائیں گے۔"

شومیز اور سجاد ایک جگہ پر کھڑے تھے.... لوگوں کو کھانا کھاتے دیکھ رہے تھے۔

"تم یہی چاہتے تھے کہ تمہاری واہ واہ ہو؟ اور بس یہی عزت چاہتے تھے؟ تم بس یہاں آکر چند ہی دنوں میں اپنا نام بنانا چاہتے تھے۔"

سجاد کے دل میں جو بھی تھا وہ اس پر پردہ رکھتے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ رکھتے ہوئے شومیز کو کہہ رہا تھا۔

"میرے بھائی میں نے کبھی یہ کوشش نہیں کی... کہ میرا نام بنے.... میں نے ہمیشہ یہ کوشش کی میں ایسے کام کروں جس سے رہتی دنیا تک میرا نام آباد رہے.... نام تو سب ہی بناتے ہیں وہ بھی جو برے کام کر جاتے ہیں اور وہ بھی جو نیک کام کرتے ہیں.... میں اپنے نام کو بنانے نہیں آباد کرنے آیا ہوں۔"

شومیز نے بھی اسے اسی کے انداز میں جواب دیا تھا... لیکن اس کے دل میں بھی وہی تھا جو اس کی زبان پر تھا......

"پاکستان میں اس کو تم سے چھیننے آگئی ہوں۔"

وہ گولڈن بال کھلے چھوڑے.... گلابی ہونٹ سفید دودھیار نگت کے ساتھ... بھوری آنکھوں والی لڑکی... سفید جینز کے اوپر ہلکی نیلی شرٹ پہنے ایک ہاتھ میں سامان والا بیگ گھسیٹتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں ہینڈ کیری لیے وہ پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھ چکی تھی..... اس نے ہینڈ کیری نیچے رکھا اور ہاتھ میں ایک کاغذ نکالا.....

"اس جگہ تم چھپے بیٹھے ہو...."

اس نے اس کاغذ کو دیکھتے ہوئے کہا.... اور آنکھیں میچ لیں....

"میں لاہور سے نہیں ہوں... انا...."

وہ آرتھر سیٹ کی چوٹی پر بیٹھے.... ایڈنبرا کے خوبصورت شہر کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا.... آسمان پر گھرے کالے بادل چھائے تھے.... آرتھر سیٹ کے چاروطرف ہریالی ہی ہریالی تھی.... ایڈنبرا میں ویسے تو سارا سال ٹھنڈ ہی رہتی ہے... لیکن موسم کا کچھ پتا نہیں چلتا کب بارش ہو جائے..... ابھی بھی تیز ہوا چل رہی تھی.....

"اچھا تو تم کہاں رہتے ہو؟"

"میں پنجاب کے ضلع اوکاڑا... کی تحصیل دیپالپور کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں۔"

اس نے مسکراتے ہوئے اسے بتایا جبکہ وہ ڈائیری میں لکھنے میں مصروف تھی.... اس نے اس کی ڈائیری کھینچ

.....لی

"تم یہ لکھ رہی ہو؟ "

اس نے اثبات میں سر ہلایا... تو اس نے پن پکڑ کر اسے سارا پتہ لکھ دیا.... کتنا خوبصورت تھا.... وہ منظر.... .....ایڈنبرا کا شہر.... وہ... اور اس کے ساتھ ایڈنبرا کی تیز چلتی ہوا

آرتھر سیٹ ایک ناپید آتش فشاں ہے جو اسکاٹ لینڈ کے ایڈنبرا میں پہاڑیوں کے گروہ کی مرکزی چوٹی ہے ،جو ہولیر وڈ پارک کا سب سے بڑا حصہ ہے، جسے رابرٹ لوئس اسٹیونسن نے "شدت کے لئے ایک پہاڑی اور اس کے جرات مندانہ ڈیزائن کی بنا پر ایک پہاڑ" قرار دیا ہے۔ یہ شہر کے وسط کے بالکل مشرق میں، ایڈنبرا کیسل کے مشرق میں 1 میل (1.6 کلو میٹر) کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ پہاڑی شہر کے اوپر 250.5 میٹر (822 فٹ) کی اونچائی پر چڑھتی ہے، شہر اور اس سے آگے کے بہترین نظارے پیش کرتی ہے، چڑھنے کے لئے نسبتاً آسان ہے، اور پہاڑی واکنگ کے لئے مشہور ہے۔ اگرچہ یہ تقریباً کسی بھی سمت سے چڑھائی جاسکتی ہے، لیکن سب سے آسان اور آسان ترین چڑھائی مشرق سے ہے، جہاں ایک گھاس دار ڈھلوان ڈنسپی لوچ کے اوپر چڑھتی ہے۔ پہاڑی کے ایک حصے میں، سیلسبری کرگز تاریخی طور پر چٹان چڑھنے کا مقام رہا ہے جس میں مختلف درجے کی مشکلات موجود ہیں، لیکن خطرات کی وجہ سے، چٹان چڑھنے کو اب صرف جنوبی کان تک ہی محدود کر دیا گیا ہے اور اجازت نامے کی ضرورت ہے۔ وہ دونوں بھی اجازت لے ..... کر آئے تھے.... اور اس پر اسرار منظر کو اپنی یادوں میں قید کر رہے تھے

"یہ رہامیرا پورا پاکستان کا پتہ لیکن میں تمہیں... اور ایڈنبرا کی ان ٹھنڈی ہواؤں کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں
گا۔"

اس نے آنکھیں کھولیں تو منظر بدل چکا تھا... وہ آرتھر سیٹ کی چوٹی پر نہیں... لاہور کے ائیر پورٹ پر
تھی.... اور ایڈنبرا کی ٹھنڈی ہواؤں سے محظوظ نہیں ہو رہی تھی.... بلکہ لاہور کی گرم ہوائیں اسے خوش
آمدید کہہ رہیں تھیں...

"میں تمہیں یہاں کی گرم ہواؤں سے چرا کر ایڈنبرا کی ٹھنڈی فضاوں میں لے جاؤں گی۔"

اس نے گلابی ہونٹوں سے مسکراتے ہوئے کہا.......

"دیکھ رجو آج میلے کا آخری دن ہے.... اور اگر آج تو نے میرے ساتھ لڑائی کی تو میں تمہارا پراندہ اتار کر
تمہارے بال جلادوں گی۔"

رمشا اسے دھمکانے میں مصروف تھی....

"اچھا اچھا... بس بس کر واب... سن میں نے آج جلیبی بھی کھانی پر اندے بھی لینے.... آج بس آخری دن
ہے۔"

رجو نے چہرے پر مسکراہٹ سجائے کہا... وہ فصلوں میں ایک درخت کے نیچے بیٹھی تھیں.... ان کے عین

....وسط میں ٹینٹ لگا کر لنگر کا انتظام کیا گیا تھا

"....دیکھ شومیز شاہ نے ایک دن میں سارا نظام بدل دیا"

"....ہاں کچھ تو ہے شاہ کے لہجے میں"

اس نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

"....تجھے پتا"

رجو نے آنکھیں... میچ لیں... وہ رمشا کو آج صبح والی بات بتانے لگی تھی.... لیکن وہ یہ غلطی کیسے کر سکتی تھی؟

"کیا پتا؟"

"وہ آج بینا نے مجھ سے بہت کام لیے۔"

....اس مہارت سے بات بدل دی تھی

"کیوں تم نے تو آج کے دن چھٹی نہیں لی تھی؟"

"....ہاں بس چھوڑ.... اب چل... دیکھ شام ہو رہی ہے"

.....رجو نے اٹھتے ہوئے کہا... اور وہ دونوں میلے کی جانب چل دیں

"تیرے رشتے کا کیا بنا؟"

....رجو نے رمشا سے پوچھا

"ابا نے ہاں کر دی۔ "

...رمشا نے بتایا تو رجو نے اسے غصے سے دیکھا

"....اور تو نے مجھے بتایا بھی نہیں "

" ...اچھا اب بتا رہی ہوں نا... چل اب غصہ نا کر اسی خوشی میں جلیبی میری طرف سے "

.....رمشا نے اسے پیشکش دی تو وہ ہنس دی

انہوں نے سارا دن خوب مزے کر کے گزارا.... اور تقریباً رات کے وقت دونوں اپنے اپنے گھروں کی چلی گئیں۔

چھت کی منڈیر پر بیٹھی.... ہاتھوں میں وہی نازک کانچ کی ہلکے جامنی رنگ کی چوڑیوں کو تکے جا رہی تھی.... چاند کی روشنی میں وہ چھت پر بیٹھی آج چاند کی اس نیلی روشنی کو نہیں دیکھ رہی تھی بلکہ اس روشنی میں نظر آتی چوڑیوں کو تکے جا رہی تھی ....

"کیا ان کو مجھے پہننا چاہیے ؟ "

"کیا یہ میرے لیے ہی بنی ہیں ؟ "

اس نے نفعی میں سر ہلایا... یہ میں کیا سوچ رہی ہوں.... اس حویلی میں میری اوقات ایک نوکر سے بڑھ کر نہیں ہے..... چھت سے اسے پورے گاؤں کا منظر نظر آ رہا تھا.... اسے دور سے وہ بڑی حویلی بھی نظر آئی

.....تھی

"....میری وہاں کوئی جگہ نہیں ہے "

.....اس نے خود کو یقین دلانا چاہا

".....رجو....پتر نیچے آجا "

.....ابا کی آواز نے اس کی سوچوں کے تسلسل کو توڑا

"....جی ابا آئی "

ابھی اس نے اپنا قدم ہی ان لکڑی کی بنی سٹریوں پر رکھا تھا جو چھت کے ساتھ لگی ہوئیں تھیں....اور خود الٹی ہو کر نیچے اترنے ہی لگی تھی.... کہ ہاتھ میں پکڑی وہ چوڑیاں پھسل کر نیچے گرنے لگیں...... آہستہ آہستہ نیچے گرتی وہ چوڑیاں ٹوٹ رہی تھیں ....

"پتر تیری چوڑیاں گر گئیں..... تو ٹھیک تو ہے نا؟ "

....ابا نے آواز دی

"....ہاں ابا انہوں نے ٹوٹ کے بتا دیا میں ان کی طرح کمزور نہیں ہوں...جو ٹوٹ جاؤں گی "

.....رجو نے مسکراتے ہوئے ان کانچ کی چوڑیوں کو ٹوٹتے دیکھا

میرے نزدیک کوئی کام بلاوجہ نہیں ہوتا....ایرج....ہر کام کی....کوئی نا کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے ہر کام "

"....کے پیچھے گہرا مقصد، گہری بات چھپی ہوتی ہے

اسے شاہ کی بات یاد آئی تھی.... گاوں کی طرف آتی سڑک پر ایک گاڑی اسے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی ....

" رات کے اس پہر یہ گاڑی؟ "

....اس نے سر جھٹکا.... اور نیچے اتر آئی

..... تمام چوڑیاں ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو چکی تھیں

سچ کہتا شاہ.... کوئی بھی کام بلا مقصد نہیں ہوتا.... تم نے مجھے بتا دیا میں جن سوچوں میں تھی... وہ مجھے توڑ "

"کر ریزہ ریزہ کر سکتیں.... کیونکہ وہ جذبات بھی تمہاری طرح نازک ہیں۔

........اس نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"تم یہاں؟"

.... وہ حیرانی کے عالم میں آنکھیں پھاڑے پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا

"کیا مجھے یہاں نہیں ہونا چاہیے؟ "

اس نے اپنے سامنے کھڑے شخص سے سوال کیا.... دونوں کی گفتگو انگریزی میں تھی.... رات کا پہر حویلی

.....کالان.... لیکن وہاں کوئی موجود نہیں تھا.... سب اپنے اپنے کمروں میں سو چکے تھے

”تم یہاں کیوں آئی ہو؟ “

”تم مجھے اور ایڈ نبرا کو چھوڑ کر کیوں آ ئے؟ “

”مجھے وہ شہر چھوڑنا تھا وہاں میرا کوئی نہیں تھا۔ “

.....اس کے چہرے پر تلخی رقم تھی....انا کو اس کے جواب نے خاموش کر دیا

”کیا مجھے اپنے گھر نہیں آنے دو گے؟ “

....شومیز مسکرا دیا

”....تم میری ایک بہت اچھی دوست ہو....اور مجھے خوشی ہوئی کہ تم یہاں آئی “

....شومیز مسکرایا تھا....اور اس کا سامان پکڑ لیا

”....آؤ اندر “

....وہ اسے اندر لے آیا....انا جس وقت آئی تھی تو شومیز اتفاقاً لان میں موجود تھا

وہ دونوں اندر حویلی کے داخل ہو چکے تھے....اس وقت کوئی بھی نہیں جاگ رہا تھا سب ہی آغوش نیند میں تھے....شومیز نے اسے ایک کمرہ دیکھایا....اور اس کا سامان وہاں لا کر رکھا....کمرہ نیچے ہی تھا....انا نے

.....حویلی کو بغور دیکھا تھا....اسے بہت خوبصورت لگی تھی....نئ طرز کی حویلی

”تم آرام کرو.... صبح بات کرتے ہیں۔ “

....شومیز نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا....اور اے سی چلا دیا....اور کمرے سے باہر نکل گیا

"تمہارا یہ رویہ ؟ مطلب تم نے مجھے معاف کر دیا نا شومیز ؟ "

....وہ مسکراتی ہوئی اسے جاتا دیکھے گئی

"ہاں تم ہمارے محبت اتنی جلدی کیسے بھول سکتے ہو؟ میں جانتی تھی... تم میرا ہی انتظار کر رہے تھے "

.....وہ ایک دم گھوم کر رہ گئی

ایک نیا سورج ایک نئی امید ایک نیا دن چڑھ چکا تھا.... لیکن آج یہ سورج آسمان پر چھائے کالی بادلوں میں کہیں چھپا ہوا تھا.... رجو اپنا پراندہ گھوماتی گھوماتی.... حویلی کی جانب جا رہی تھی.... نیا پراندہ ڈالا ہوا تھا اس نے جو کل ہی میلے سے خریدا تھا.... گرمی کی شدت میں آج کمی تھی.... ساون کا موسم ہونے کے باعث آج ہوا ٹھنڈی تھی اور آسمان پر کالی گھٹائیں کبھی آ رہی تھیں تو کبھی جا رہی تھیں.... وہ تیز تیز قدم اٹھاتی جا رہی تھی.... آج اس کے دل میں شومیز شاہ سے ملنے کی چاہ نہیں تھی.... کل رات چوڑیوں کا ٹوٹنا اسے باخوب یاد تھا.... اور آج کے موسم اس قدر خوشگوار تھا کہ رجو کا دل بھی اس موسم کی ساتھ خوشگوار ہو چکا تھا.... اسے

... دنیا کی ویرانی اس سہانے موسم میں پھیکی لگ رہی تھی

جب حویلی کے باہر آ گئی تو بہت سے لوگ اپنے اپنے کام میں محو تھے مالی ڈیرے کے پودوں کو پانی لگا رہا

.... تھا.... ایک آدمی گاڑی پر کپڑا مار رہا تھا... رجو سب پر ایک نظر ڈالتی اندر داخل ہو گئی

...لان میں آتے ساتھ لان کا منظر دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے

"…..اوہ تیری "

اس نے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا… وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے پاس آ رہی تھی….. سامنے
…. بھوری آنکھوں والی اسے بغور دیکھ رہی تھی

"آج تو تمہیں میں نہیں چھوڑوں گی۔ "

رجو اس کے قریب جا رہی تھی…. بھوری آنکھوں والی اب اسے دیکھنے لگ گئی تھی….. رجو آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی لیکن… یہ کیا؟ اگلے ہی لمحے وہ بھوری آنکھوں والی…. وہ وہاں سے بھاگ چکی تھی….. رجو اس کے پیچھے بھاگی

"…. رک…. تجھے اللہ پوچھے…. اس دن دودھ پی گئی تھی…. بینا کی گالیاں میں نے سنی "

…..بلی وہاں سے بھاگ کر حویلی کے پچھلی جانب جا چکی تھی

"…. بھوری آنکھوں والی بلی تجھے میں نہیں چھوڑوں گی "

…… رجو نے کمر پر ہاتھ باندھے ہوئے کہا…. اس بات سے بے خبر کے کوئی اسے دیکھ رہا ہے

ٹریک سوٹ پہنے وہ ہاتھ باندھے اس دلچسپ لڑکی کو دیکھ رہا تھا…. وہ اس کے پیچھے پیچھے ہی داخل ہوا تھا…. کانوں میں ائیر پوڈز لگائے وہ مسکراتے ہوئے اس کے قریب آیا…. رجو جب واپس مڑی تو ہکا بکا ہو کر اسے دیکھنے لگی…. اس کی مسکراہٹ اسے بے چین کر رہی تھی…. رجو بہت گھبرا گئی…. وہ شومیز کو نہیں دیکھ رہی تھی…. بلکہ اب زمین پر دیکھنا شروع کر دیا تھا…..

"کیا حال ہے؟ "

ہاتھ باندھے انگریزی انداز میں اردو کے جملوں نے اس کے کانوں کو چھوا تو اس نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر

شاہ کو دیکھا.....

"کیا ہوا ہے؟ "

اس نے رجو سے سوال کیا جب وہ اسے گھور رہی تھی۔

"شاہ.... توسی.... اردو... "

رجو نے اٹک اٹک کر کہا....

"ہاں..... "

شومیز نے یہ کہا لیکن پھر خاموش ہو گیا.... اور موبائل نکال لیا.... اور کچھ دیر بعد بولا...

"ہاں... میں... سیکھ... رہا... ہوں۔ "

اس نے ایک ایک لفظ ادا کرتے ہوئے رجو کو بتایا.....

"شاہ.... اس سے اچھا ہے انگریزی بول لیا کرو.... "

رجو ہنسنے لگی تھی شومیز کے انداز پر.....

شومیز اسے مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا... حویلی میں اس وقت نوکروں کے علاوہ... اور غالبا دادی جان اور

استانی جی کے علاوہ سب سو رہے تھے.... شاہینہ تو سکول جا چکی تھی... دادی جان اپنے کمرے میں تھیں...

باقی سب سو رہے تھے... اس کی مسکراہٹ کتنی خوبصورت تھی.... ایک گندمی رنگت کی لڑکی... وہ اس کی آنکھوں کو مسکراتا دیکھ رہا تھا..... کوئی کیسے اس طرح کھکھلا کر ہنس سکتا.... دنیا کتنی بناوٹی ہو گئی.... اب تو .... لوگوں کی مسکراہٹ بھی کتنی بناوٹی ہوتی ہیں... لیکن وہ لڑکی... وہ دنیا سے بے پرواہ ہو کر ہنس رہی تھی چند لمحے ہی لگے تھے.... رجو نے ہنسنا بند کر دیا تھا.... لیکن اس کو بہت برا لگا تھا... آخر کیوں وہ دنیا سے انجان لڑکی اب ہنسنا بند کر چکی تھی... رجو جلدی سے حویلی کے اندر داخل ہو چکی تھی..... شومیز نے اسے اندر جاتے دیکھا.... وہ گھبرا گئی تھی.... اس نے یوٹیوب پہ چلنے والی کلاس بند کر دی.... اور لان میں پڑی کرسیوں پر بیٹھ گیا..... ساون کی گھٹائیں کتنی خوبصورت تھیں.... اسے یہ گھٹائیں ایڈنبرا کے بادل یاد کروا رہی تھیں.... شومیز مسکراتے ہوئے آسمان کو دیکھنے لگا

چند لمحے ہی گزرے تھے... کہ کسی کی چیخ کی آواز سنی.... شومیز گھبرا گیا..... وہ فوراً سے اٹھ کر حویلی کی جانب دوڑا.... یقیناً اندر سے کسی نے چیخ ماری تھی...... اور آواز اس کی جانی پہچانی تھی...... شومیز اس کے کمرے میں داخل ہوا.... دو لیے میں بال لپیٹے.... کالے ٹاپ کے نیچے سفید جینز پہنے وہ بھوری آنکھوں والی ..... لڑکی ڈری سہمی سی کھڑی تھی

"انا سب کچھ ٹھیک تو ہے نا؟"

.... شومیز اس کے پاس گیا.... جو کبھی چلا رہی تھی تو کبھی گھور گھور کر دیوار کو دیکھ رہی تھی

".... وہ وہ.... وہ دیکھو"

اس نے دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا..... چند ہی لمحے لگے تھے... وہاں سب لوگ موجود تھے....

شور اس قدر برپا کر دیا تھا انا نے کے پوری حویلی کے لوگ جمع ہو گئے تھے سوائے دادی جان اور سجاد شاہ

کے....

دیوار پر چھپکلی تھی..... رجو بھی وہاں آگئی تھی.... اور بمشکل اپنی ہنسی روکے ہوئی تھی.... انا اب شومیز کو

پکڑے کھڑی تھی.... سب لوگ اس نئی لڑکی کو دیکھ کر حیران تھے.... رباب... دلکش چچی جان ....

"...انا کچھ نہیں ہوا.... اس کو ابھی سپرے کر دیں گے "

شومیز انا کو چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا ....

وہ جو چیخنے چلانے کے ساتھ رونا بھی شروع کر چکی تھی..... جس طرح اس نے شومیز کو پکڑ رکھا تھا وہاں بہت

سے نفوس چھپکی کو نہیں اسے دیکھ رہے تھے .....

"....شومیز اس کو بھگاو یہاں سے "

انا روتے ہوئے کہہ رہی تھی اس کی سفید ناک لال پڑ چکی تھی..... باہر سے بادل کے گرجنے کی آواز بھی

آنے لگی تھی ....

"...لو اب اس کی کسر تھی "

رجو نے سامنے کھولی کھڑکی سے آسمان پر گرجتے ہوئے بادل کو دیکھتے ہوئے کہا..... اس سے ہنسی پر قابو پانا

اب مشکل ہو چکا.... ایک چھپکلی سے یہ لڑکی ڈر کر رو رہی تھی..... شومیز اب سپرے لانے کو کہہ رہا تھا.....

بینا نے رجو کو سپرے لانے کا کہا..... رجو منہ پر ہاتھ رکھے وہاں سے نکل تو آئی... لیکن نکلتے ساتھ ہنسنا شروع کر دیا.....

"... یہ انگریز اتنے ڈرپوک ہوتے ہیں... ویسے تو ساپ (سانپ) کھا جاتے ہیں پر چھپکلی سے ڈر گئی "

....رجو ہنستے ہوئے سٹور کی طرف آگئی تھی..... اس نے نفعی میں سر ہلایا

دوسری طرف انا کا رو رو کر برا حال تھا..... شومیز اسے کمرے سے باہر لے آیا تھا.... دلکش چچی جان اور رباب تینوں اس نیے چہرے کو دیکھ رہی تھیں....

شومیز نے رجو کو آتے دیکھا.... ہاتھ میں صفائی والا جھاڑو اٹھائے.... وہ انا کو ہنستے ہوئے دیکھتے آرہی تھی .....

"میں نے تمہیں سپرے لانے کو کہا ہے... رجو۔ "

....بینا نے اسے گھورتے ہوئے کہا

"ہاں تو نہیں ملا مجھے انگریزوں کو سپرے.... میں دیسی طریقے سے اس کو مار دیتی ہوں۔ "

وہ کہتے ساتھ کمرے میں چلی گئی...... ایک دو کام لڑکیاں اور بھی اس کے ساتھ داخل ہوئیں تھیں..... دو منٹ لگے تھے..... وہ گاوں کی معمولی سی لڑکی.... اس چھپکلی کو گھسیٹتے ہوئے باہر لا رہی تھی.... جھاڑو کے ساتھ اس کو گھسیٹتے ہوئے وہ ان کے پاس سے گزری... انا نے اور زور زور سے چلانا شروع کر دیا...... رو رو کر اس کی آنکھیں لال ہو چکی تھیں اس نے شومیز کو اور مضبوطی سے تھام لیا........ اور پھر ڈر کے مارے

..... آنکھیں بند کر لیں تھیں.... چھپکلی کا خون سفید ٹائیلوں پر لگتا جا رہا تھا

جب چھپکلی کا جنازہ رجو اٹھا چکی تو.... بینا اس کے پاس آئی.... وہ باہر تک گھسیٹ کے لائی تھی۔۔۔

"میں نے جب تمہیں کہا تھا.... سپرے لاؤ تم نے یہ طریقہ کیوں استعمال کھا؟ "

..... بینا غصے سے پوچھ رہی تھی

"....مجھے نہیں ملا سپرے "

بس کر ور جو تم یہ کہانی کسی اور کو سنانا.... جو تمہیں جانتا نا ہو.... تم جان بوجھ کر ایسے ماری کہ وہ میڈم اور "

" ..... چلائے

.... رجو جو بمشکل ہنسی رو کے کھڑی تھی.... زور زور سے ہنسنے لگی

دیکھا نہیں.... کیسے جان نکل رہی تھی... میں لینے سپرے ہی گئی تھی پر پہلے بوکھر (جھاڑو) نظر آگئی میں "

نے سوچا میڈم رو رو کر ہلکان نا ہو جائے جلدی سے مار دوں ویسے یہ کڑی ہے کون؟ انگریزنی (انگریز)

"ہی لگتی ہے۔

..... رجو نے سوچتے ہوئے کہا..... جبکہ بینا اس پر افسوس بھری نظر ڈال کر چل دی

"نا..بتاؤ.... میں کیڑا (کون سا) مر رہی ہوں۔ "

.... رجو نے منہ بناتے ہوئے کہا

" دلکش چچی جان رباب یہ انا ہے میری دوست ہے۔ "

انگریزی میں شومیز نے انا کا مختصر سا تعارف کروایا اور پھر انا کو چچی جان دلکش اور رباب کا بتایا..... دلکش نے

..... اپنی والدہ کو اس کا بتایا... چچی نے اسے بغور سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا

" انا آؤ.... جب تک تمہارا کمرا صاف نہیں ہو جاتا ہمارے ساتھ آؤ.... ہمارے کمرے میں۔ "

.... دلکش نے انگریزی میں ہی اسے کہا.... جبکہ انا نفعی میں سر ہلانے لگی اور شومیز کو تھامے رکھا

" دلکش تم فکر نہیں کرو یہ ڈری ہوئی ہے میں اس کو اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔ "

شومیز نے دلکش کو کہا... اور انا کو اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے آیا.... جبکہ دلکش رباب اور چچی ان کو

.... دونوں کو حیرانی سے جاتے ہوئے دیکھنے لگیں

دلکش مانو یا نا مانو یہ صرف اس کی دوست نہیں ہے.... دیکھا نہیں کس طرح اسے تھاما ہوا تھا.... اور یہ آئی "

" کہاں سے ؟

چچی اب اپنے سوال دلکش سے کر رہی تھی.... کہیں نا کہیں برا دلکش کو بھی لگا تھا.... لیکن اس نے اپنی اماں

کو تسلی دی۔

" ... اماں وہاں دوستوں میں ایسی ہی بے تکلفی ہوتی ہے.... آپ فکر نا کریں... اور چلیں "

رباب بھی اس سب کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی.... رات تو رات کون تھی یہ لڑکی جو اس طرح گھر میں آ گئی تھی ؟

راہداری کی طرف کھلنے والی کھڑکی کے پاس وہ کھڑی باہر گرجنے والے بادلوں کو دیکھ رہی تھی..... ہلکی ہلکی بارش بھی ہو رہی تھی..... اس کو بھی یہ موسم ایڈنبرا کی یاد دلا رہا تھا.... جولیا.... کی اس کو یاد آرہی تھی....

.... کمرے میں پیدا ہونے والی ارتعاش نے اس کو ایڈنبرا کی یادوں سے نکالا

"!..... تم "

" ....جی وہ میں "

رجو اس کے اس طرح دیکھنے پر گھبرا گئی تھی..... لیکن اگر وہ نا بھی گھبراتی تو اسے انا کی سمجھ نہیں آنی تھی نا

..... انا کو اس کی سمجھ آنی تھی

" .... کہاں پھسا (پھنسا) دیا بی بی جی نے..... اس کو میری خاک سمجھ آنی ان پڑھ جاہل نا ہو تو "

..... رجو نے من ہی من میں اسے کوسنا شروع کر دیا

".... کیا کرنے آئی ہو یہاں؟ یہاں اب کوئی چھپکلی نہیں "

.... انا نے دیوار پر دیکھتے ہوئے کہا

"جی وہ میں.... اب اس کو کیسے بتاؤں کھانا کھا لے۔ "

رجو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے منہ میں بڑبڑایا...... اسے سامنے میز پر پھلوں کی ٹوکری نظر آئی..... رجو

ان کے قریب گئی....ایک سیب اٹھا کر اس کو کھایا....انا حیرانی کے مارے اسے دیکھے جا رہی تھی آخر یہ لڑکی کر کیا رہی ہے؟

"... یہ.... کھالو جا کر"

.....رجو نے اسے سیب کھا کر دیکھایا تا کہ وہ سمجھ جائے کہ کھانے کے لیے بلا رہے ہیں سب

"کیا؟"

انا نے پھر سے پوچھا.... کتنی عجیب حرکتیں کر رہی ہے یہ لڑکی.....انا اس کے قریب آ گئی....رجو نے ایک .....اور ٹکڑا سیب کا منہ میں ڈالا

"کیا مجھے یہ تو نہیں کہہ رہی کہ میں سیب کھالوں۔"

انا نے دل میں سوچا.... جبکہ ناسمجھی کے تاثرات اس کے چہرے پر نمایاں تھے.....انا نے میز کے قریب آ کر ایک سیب اٹھایا.... اور رجو کو دیکھتے ہوئے سیب کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالا.....رجو نے سر پر ہاتھ مارا..... انا اس کے انداز سے سمجھ گئی تھی کہ وہ لڑکی یہ کہنے کی کوشش نہیں کر رہی....رجو نے پھر سے سیب کا ٹکڑا .....اسے دیکھا کر منہ میں ڈالا

"کھانے کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں بھلا؟"

.....رجو نے اب سوچتے ہوئے انا کو دیکھا

"ہاں" eat "

فاتحانہ مسکراہٹ چہرے پر لیے وہ گندمی رنگت کی لڑکی... اب انا کو پریشان کر رہی تھی..... آخر وہ کہنا کیا چاہتی ہے۔

".... آکر نیچے eat کر لو"

رجو نے اب سیب رکھ کر ہاتھوں سے لقمہ بنا کر کھانے کا اشارہ کیا تھا.... انا نے ایک اور سیب کا ٹکڑا دانتوں سے توڑا اور کھانے لگی... رجو کا دل کیا اس کو الٹا لٹکا دے....

".... عجیب سیاپا ہے"

رجو اب شدید بدمزہ ہوئی تھی دل کر رہا تھا... انا کو اٹھا کر زمین پر دے پٹکے لیکن ایسا کر نہیں سکتی تھی..... انا کو بھی شاید بھوک لگی تھی.... اور وہ سیب کھانے میں مشغول ہو چکی تھی....

"شاہ تو شاہ تھا.... یہ گولڈن بالوں والی کیڑی اس سے بھی بڑھ کر نکلی ...."

منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہہ رہی تھی.... رجو اب واپس جانا چاہتی تھی.... اس کا دل کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کی میز پر لے جائے لیکن ایسا بھی نہیں کر سکتی تھی.... شاہوں کی مہمان تھی....

"ارے انا تم یہاں.... ہم کب سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

شومیز کی آواز پر رجو نے مڑ کر دیکھا.... سکون کا سانس کیا ہوتا ہے اسے ابھی معلوم ہوا تھا..... شومیز کو دیکھ کر رجو نے گہرا سانس لیا.... جبکہ انا نے آدھا سیب کوڑے والی باسکٹ میں ڈال دیا... اور شومیز کے ساتھ جا کھڑی ہوئی....

.... شکر ہے تم آ گئے.... مجھے یہ لڑکی نجانے کیا کہہ رہی تھی.... سیب کھانے کو کہا تو میں وہ کھانے لگ گئی "
"

.... انا نے شومیز کا ہاتھ پکڑ لیا تھا.... رجو نے نا چاہتے ہوئے بھی یہ منظر دیکھا تھا

"توبہ توبہ کس قدر بے حیائی ہے۔ "

.... رجو نے دل میں سوچا کہہ نا سکی.... کیونکہ اب شومیز اس کی باتیں سمجھنے لگا گیا تھا

ہاں میڈم کو بہت بھوک لگی تھی.... دیکھو دو دو سیب کھا رہی تھی سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کون سا "
"کھاؤں۔

..... شومیز کی نظر جب آدھے کھائے ہوئے سیب پر پڑی تو رجو نے اس کو صفائی دینا شروع کر دی

...... شومیز نے مسکرا کر رجو کو دیکھا

"آدھا.... بھی کھا.... لو۔ "

سوچ سوچ کر اردو بولتے ہوئے شومیز نے رجو کو مسکراتے ہوئے کہا.... انا اور شومیز واپس مڑ گئے... جبکہ .... رجو نے زور سے زمین پر پیر مارا

کتنا تیز ہے شاہ پتا بھی لگ گیا میں نے کھایا.... ہاں تو اب میں کون سا اس گولڈن بالوں والی کیڑی کی طرح " سیب سٹھوں (پھینکوں) گی۔ مجھے تو اللہ کی نعمتوں کا پتا ہے نا.... اللہ کی نعمت کا ملنا آزمائش ہی تو ہوتی ہے.... کتنی ناشکری ہے خدا کی دی ہوئی چیز کو گند میں ڈال دیا... مجھے دے دیتی میں پینڈ (گاوں) کے کسی بچوں کو

" دے دیتی مجھے تو لگتا اللہ اس کو جو چیز دیتا یہ اس کی قدر نہیں کرتی.....۔

.....رجو نے وہ سیب اب اٹھالیا..... لیکن اسے اللہ کی عطا کردہ نعمت کو یوں ضائع کرنا ہرگز پسند نہیں آیا تھا

____

ڈائننگ حال میں آتے ہوئے بڑی حاجن، سجاد شاہ، چچی جان، دلکش اور رباب نے بغور ان کو آتے ہوئے دیکھا.... انا اس سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی.... سجاد کے چہرے پر تیوری چڑھی..... لیکن خاموش رہا.... اب انا نے شومیز کا ہاتھ نہیں پکڑا ہوا تھا.... وہ شومیز سے باتیں کر رہی تھی جس پر وہ محض ہنس رہا تھا...... انا نے سلولس ٹاپ پہنا ہوا تھا.... بڑی حاجن نے اپنے چشمے کے مزید اوپر کر کے اس سامنے سے .... آنے والی لڑکی جس کے بال گولڈن اور رنگت دودھیا تھی اسے دیکھا

"یہ کون ہے؟ "

بڑی حاجن نے گونج دار آواز میں سوال کیا.... جس پر چچی جان، دلکش اور رباب گھبرا گئیں... جبکہ سجاد ..... ایک تلخ مسکراہٹ لیے اسے تکے جا رہا تھا

" ... دادی جان وہ.... یہ "

رباب اٹک اٹک کر بول رہی تھی.... سربراہی کرسی پر بڑی حاجن بیٹھی اس وقت سخت برہم نظر آ رہی تھیں... شومیز اور وہ نزدیک پہنچ چکے تھے اور جس طرح وہ سب انہیں دیکھ رہے تھے شومیز سمجھ چکا تھا اب

پھر سے ان کے اصول کے خلاف کچھ ہو چکا ہے... جبکہ انا ایک معصوم سی مسکراہٹ لیے سب کو دیکھ رہی تھی۔

"رباب میں نے کچھ پوچھا ہے.؟ مجھے اس کا جواب چاہیے۔ "

بڑی حاجن نے دوبارہ سے رباب کو دیکھتے ہوئے غصے سے سوال کیا۔

"یہ تو آپ اپنے اس لاڈلے پوتے سے پوچھیں کون ہے یہ؟ "

سجاد نے انا اور شومیز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"دادی جان وہ.... شومیز کی دوست ہے۔ "

دلکش نے جواب دیا تھا اب کی بار.... شومیز نے دادی جان کا لہجہ سمجھ لیا تھا.... وہ چاہتا تھا کہ انا کو ابھی .... کمرے میں بھیج دے

اچھا تو یہ کافر لڑکی اب ہمارے ساتھ اس میز پر بیٹھ کر کھانا کھائے گی؟ یہ ہمارے گھر میں کھڑی ہے یہ کافی نہیں کہ اب ہم اسے اپنی میز پر بیٹھائیں؟ ہمارا اسلام ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہو اس سے کہ یا تو "یہ یہاں بیٹھے گی یا میں بیٹھوں گی۔

دادی جان نے دلکش سے اپنی بات کا ترجمہ کرنے کو کہا... دلکش اس طرح کے سخت الفاظ بولنا نہیں چاہتی تھی لیکن وہ مجبور تھی اور اس نے جوں کے توں الفاظ انگریزی میں دہرا دیے۔۔۔۔ جیسے جیسے دلکش ترجمہ کرتی گئی ویسے ویسے انا کے چہرے کی مسکراہٹ پھیکی پڑتی گئی... اور شومیز کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلتی

گئی... اناتو الٹے قدم ہی واپس مڑ گئی... شومیز نے اسے روکا نہیں.... اتنی تذلیل کے بعد شاید کوئی بھی نا روکتا.... شومیز نے کچھ نہیں کہا... بس چند قدم واپس مڑا.... اسے رجو اپنے پیچھے کھڑی ہوئی نظر آئی.... اس نے ایک نظر واپس مڑ کر دادی جان کو دیکھا جو اب تسلی بخش مسکراہٹ کے ساتھ میز پر بیٹھیں تھیں.... پھر دوبارہ رجو کے قریب آیا بس یہ ایک لمحہ ہی تھا... جب رجو کو لگا باہر ہونے والی بارش کا سارا پانی اس پر آچکا ہے.... اور وہ ان کالی گھٹاؤں کے پانی کی وجہ سے بھیگ چکی ہے.... شومیز اس کا ہاتھ تھامے میز تک لے جارہا تھا..... رجو کسی میشنی انداز میں چل رہی تھی......

"آؤ بیٹھو کھانا شروع کرو۔"

شومیز نے رجو کو کرسی کھینچ کر دی.... وہاں بیٹھے سبھی نفوس حیران تھے.... بڑی حاجن تو اس کے اس عمل پر ششدر رہ چکی تھیں... شومیز نے آؤ بیٹھو اردو میں کہا جبکہ کھانا شروع کرو انگریزی میں کہا.... لیکن پھر خود کو صحیح کرتے ہوئے اس نے دوبارہ کہا۔

"کھانا شروع کرو۔"

....اب کی بار اردو میں کہا تھا.... رجو پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی

"بیٹھو۔"

اس نے مسکراہٹ کے ساتھ پھر سے کہا... رجو میشنی انداز میں بیٹھ گئی لیکن اس کو کسی کو بھی دیکھنے کی ہمت

..... نہیں ہو رہی تھی

بڑی حاجن اس غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی جس پر سب ہی اٹھ کھڑے ہوئے.... شومیز بھی کھڑا ہو گیا.... لیکن چہرے پر اطمینان اب بھی بر قرار تھا۔

" ... کیا ہوا؟ یہ مسلمان ہے "

.... اردو میں کہا گیا تھا

"اب تم ایک نوکرانی کو ہمارے برابر لا کر کھانا کھلاؤ گے ؟ "

انہوں نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا.... شومیز نے دلکش کی طرف دیکھا کہ وہ ترجمہ کر دے.... دلکش نے ڈرتے ہوئے ایک اچھے مترجم کی طرح اس کا ترجمہ کر دیا۔

دادی جان بات اس کے نوکر ہونے یا اس کے کافر ہونے کی تھی ہی نہیں.... بات تو ساری آپکی انا کی "

"....ہے

شومیز ہلکا سا مسکرایا تھا..... دلکش نے پھر سے میز کی طرف دیکھتے ہوئے ترجمہ کیا... رباب اب چچی جان کو ..... پکڑ کر کھڑی تھی... جبکہ سجاد ایک اچھے تماشائی کی طرح تماشا دیکھنے میں مصروف تھا

دادی جان! ہم لوگ اسلام کو بنیاد بنا کر وہ کام کرتے ہیں جس کا اسلام میں کہیں ذکر ہی نہیں.... اسلام میں " ایک کافر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے پر کہیں منع نہیں کیا جب تک کہ اس ہاتھ یا منہ پر نجس چیز نا لگی ہو... جیسا کہ شراب وغیرہ.... کیوں کہ غیر مسلم فی نفسہ ناپاک نہیں ہوتا، اگر اس کے جسم وغیرہ پر کوئی ناپاکی ہو

تبھی اس پر ناپاکی کا حکم لگتا ہے ورنہ نہیں، اور قرآن پاک میں جو غیر مسلموں کو ناپاک کہا گیا ہے، اس سے کفریہ وشرکیہ اعتقاد کی ناپاکی مراد ہے، ظاہری ناپاکی مراد نہیں ہے؛ اس لیے کسی غیر مسلم کے ساتھ بیٹھنے سے مسلمان ناپاک نہیں ہوتا بشرطیکہ غیر مسلم کے جسم یا کپڑے پر کوئی ناپاکی نہ ہو یا مسلمان کے جسم یا کپڑے میں اس کی کوئی ناپاکی نہ لگے۔ اور جس کو بنیاد بنا کر آپ نے اس لڑکی کو جانے کا کہا ہے.... وہ تو اس طرح کا سلوک کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتا.... آپ جانتی ہیں کتنی ہی مثالیں ہیں جہاں کافر لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے.... آپ نے اسلام کا نام لے کر اسے "ہمارے ساتھ بیٹھنے سے منع کر دیا کیا اس کی نظر میں اسلام اب ایک اچھا مذہب ہو گا؟

دلکش ساتھ ساتھ ترجمہ کر رہی تھی.... جب شومیز اپنی بات ختم کر چکا تو دلکش بھی چپ ہوئی۔

"اچھا تو اب تم مجھے سیکھاؤ گے اسلام؟"

.... دادی جان نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا.... دلکش نے جب ترجمہ کیا تو شومیز مسکرایا

میں کون ہوتا ہوں اسلام سیکھانے والا؟ اسلام تو ہمیں چودہ سو سال پہلے ہمارے نبی سیکھا گئے ہیں ہمیں تو " بس اس پر عمل کرنا ہے.... عَن عَبدِ اللہِ بینِ عَمرٍ ورَضِیَ االلہ عَنہُمَا اَنّ رَجلًا سَاَلَ النّبِیّ: اَیّ الاِسلَامِ خَیر؟ قَالَ: تُطعِمُ الطّعَامَ، وَتَقرَاُ السّلَامَ عَلَی مَن عَرَفتَ وَمَن لَم تَعرِف۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب اطعام الطعام من الاسلام)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریمؐ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟"

آپ نے فرمایا تم کھانا کھلایا کرو اور ہر کسی کو سلام کیا کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہیں جانتے۔" تو یہ ہے میرا

" !دین.... میرا دین کبھی کسی کی دل آزاری کی اجازت نہیں دیتا دادی جان

رجو تو پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جس نے پہلے عربی میں پھر اس کا ترجمہ کیا تھا... اور دلکش

...نے ان کو بتایا تھا

"یہ انگریز شاہ تو عربی بھی جانتا ہے۔ "

....رجو دل میں سوچ رہی تھی

"تم چند عربی کے الفاظ بیان کر کے ہمیں نیچا دیکھانا چاہتے ہو۔ "

....اب کی بار سجاد بولا تھا

"نہیں میرے بھائی! میں آپ لوگوں تک صرف اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔ "

اچھا تو تم کوئی ایسی مثال دو جس سے ثابت ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی مہمان نوازی کی "

"ہو۔

شومیز خاموش ہو گیا.... جس پر سجاد فاتحانہ مسکرایا تھا.... لیکن اس کی مسکراہٹ چند لمحے کے لیے ہی

.....تھی

عَن اَبِی ھُرَیرَنَّ رَسُولَ اللہِ ضَافَہٗ ضَیف کَافِر،فَ مَرَلَہٗ رَسُولُ اللہِ بِشَاۃٍفَحُلِبَت فَشَرِبَ، ثُمَّ اُخرَی فَشَرِبَہٗ، ثُمَّ اُخرَی "

فَشَرِبَہٗ حَتّٰی شَرِبَ حِلَابَ سَبعِ شِیَاہٍ، ثُمَّ صَبَحَ مِنَ الغَدِ فَ سَلَمَ،فَ مَرَلَہٗ رَسُولُ اللہِ بِشَاۃٍفَحُلِبَت فَشَرِبَ

حِلَابِهَا، ثُمَّ مَرَلَه بِاُخری فلم یستتِمّھَا۔

(سنن الترمذی، کتاب الاطعمہ، باب ماجاء ان المؤمن یاکل فی معی واحد)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم نے ایک کافر کی مہمان نوازی کی۔ نبی کریم نے اس کے ” لئے ایک بکری منگوائی اور اس کا دودھ دوہا گیا۔ وہ اس کا دودھ پی گیا۔ پھر ایک دوسری منگوائی گئی اور اس کا دودھ دوہا گیا تو اس نے اس کا دودھ بھی پی لیا۔ پھر ایک تیسری بکری منگوائی گئی تو وہ اس کا دودھ بھی پی گیا۔ حتیٰ کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ اگلے دن صبح کے وقت اس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر رسول کریم نے بکری منگوائی اور اس کا دودھ دوہا گیا۔ پس اس نے دودھ پی لیا پھر نبی کریم نے اس کے لئے ایک اور بکری منگوائی مگر وہ اس کا دودھ مکمل طور پر نہ پی سکا۔ ” یہ مثالیں اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ اسلام کی تعلیمات معاشرتی پہلو پر ہندو مسلم فرق کے بغیر رہنمائی کرتی ہیں تا کہ معاشرے میں امن سکون قائم رہے۔ لوگ باہم ہمدرد، معاون بن سکیں کیونکہ اسی وقت معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے گا اور سماج کی ”جملہ برائیاں، بدعنوانیوں کا قلعہ قمع ہو گا۔

”شومیز تم بڑوں کے آگے سے بدزبانی کرتے ہو.... ایک دن تمہیں اس کی سزا ضرور ملے گی۔ “

دادی جان کہتے ساتھ اپنی ساتھ پڑی چھڑی ہاتھ میں پکڑی اور وہاں سے چل دیں.... وہاں کھانا سب کا حرام ہو چکا تھا..... رجو تو وہاں سے فوراً سے بھاگی تھی کہ اس کی شامت نا آجائے... باقی سب بھی بغیر کھائے ہی اٹھ چکے تھے۔

"... انا دادی جان کا رویہ تھوڑا سخت ہے بس اسی لیے انہوں نے ایسا کہا.... تم دل چھوٹا مت کرو "

شومیز اسے سمجھا رہا تھا... انا اس وقت رو رہی تھی... شومیز انا کے کمرے میں آیا تھا.... وہ بیڈ پر بیٹھے خاموش آنسو بہا رہی تھی۔

"نہیں مجھے اس بات پر رونا نہیں آ رہا مجھے ایڈ نبرا کی یاد آ رہی ہے.... کیا تمہیں نہیں آتی؟ "

.... انا نے سوال کیا تھا اور اب بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی... جو خاموش ہو چکا تھا

بولو نا؟ کیا تمہیں وہاں کی یاد نہیں آتی؟ کیا تم وہاں واپس نہیں آنا چاہتے میں یہاں صرف تمہارے لیے "

".... آئی ہوں.... تم میرے ساتھ چلو

..... اس نے روتے ہوئے اب ہاتھ آگے کر دیا تھا

"تم چپ کرو انا میں تمہارا کھانا ادھر کمرے میں بھجوا دیتا ہوں۔ "

.... شومیز نے اسے کہا اور اس کے ساتھ سے اٹھ کر باہر کی جانب چل دیا

"تم نے جواب نہیں دیا شومیز؟ "

.... پھر سے سوال پر اس کے قدم رو کے تھے

"انا کچھ سوالوں کے جواب انسان چاہ کر بھی نہیں دے سکتا۔ "

.... اس نے بغیر مڑے کہا تھا

انا کی آنکھوں سے پھر سے ایک آنسو موتیوں کی مانند ٹوٹ کر گال پر گر چکا تھا.... جیسے کالے بادلوں سے پانی کے قطرے زمین پر گر کر بادلوں کے غبار کو کم کر رہے تھے.....

" پھوپھو جانی میں نے ان سے کچھ نہیں کہا.... میں نے تو بس رجو کو بعد میں ساتھ بیٹھا دیا تھا.... کیا وہ مسلمان نہیں ہے؟ اسلام انسانیت کا درس دینے والا دین ہے۔ ہم نے اس کو کیا بنا دیا ہے؟ "

شاہینہ جب گھر آئی تھی تو اسے معلوم ہوا تھا جو سب کھانے کی میز پر ہوا.... اب وہ شومیز کو سمجھانے آئی تھی۔

" شومیز یہ سب رسم و رواج صدیوں سے راج کر رہے ہیں یہاں... اب اگر تم چاہو کہ ایک ہی دن میں سب ختم ہو جائے تو یہ بہت مشکل ہے میرے بچے۔ "

" ناممکن تو نہیں ہے نا؟ "

شومیز اور وہ دونوں شومیز کے کمرے میں تھے.... شاہینہ صوفے پر بیٹھی تھی.... سفید رنگ کا دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا.... اور معمول کے مطابق کریمی رنگ کا سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا... جبکہ شومیز صبح والے لباس میں ہی تھا.... بادلوں کی گرج چمک کی آوازیں اب بھی آ رہی تھیں... البتہ اب رات کا وقت ہو چکا تھا...

شومیز اٹھ کر کھڑکی کے پاس گیا... جہاں بارش کے قطرے اس کے شیشے پر گر کر نیچے کو بہہ رہے تھے۔

" آپ جانتی ہیں.... ان بادلوں سے گرتے ہوئے پانی کی طرح میری زندگی بھی گرتی رہی ہے.... میں کوئی

بہت پارسا انسان نہیں رہا پھوپھو.... ناہی میں یہ کہوں گا کہ دنیا کا ہر گناہ میں نے کیا.... لیکن میں اپنے گناہوں کے ماننے کی طاقت رکھتا ہوں.... میں دوسروں کی طرح ان گناہوں کو چھپانے کے لیے انہیں صحیح ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرتا.... جو چیز غلط ہے اسے مانتا ہوں کہ غلط ہے.... میں جب وہاں رہتا تھا تو سوچتا تھا پاکستان میں سب کتنے خوش ہوتے ہونگے؟ ہر طرف محبتیں ہونگی... میں ان سے محروم ہوں لیکن جب یہاں آیا تو جانا یہاں تو نفرتیں ہیں... اپنی انا کو ثابت کرنے کی خاطر چھوٹی چھوٹی خوشیوں سے محروم ہو گئے ہیں... کیا ہے اگر سب مل بانٹ کر رہیں.... لیکن اس بارش کے بعد بادل چلیں جائیں گے.... آسمان صاف ہو جائے گا.... جو شاید مجھے امید دلاتا ہے کہ میری گرتی ہوئی زندگی بھی اس صاف آسمان کی طرح ایک دن ہموار ہو جائے گی۔"

....شاہینہ بھی اب اٹھ کر اس کے پاس آچکی تھی

میرے بچے بارش کے بعد بھی آسمان صاف نہیں ہو گا.... اس پر ستارے اور چاند اس کو داغ دار کر دیں گے... لیکن کچھ کو وہ چاند خوبصورت لگے گا تو کچھ کو آسمان داغدار لگے گا تو کچھ کو اس کی روشنی امید دلاتی رہے گی کہ اندھیری رات میں بھی روشنی مل ہی جاتی ہے.... زندگی ہموار ہوتی نہیں زندگی کو ہموار بنانا پڑتا ہے.... خوبصورتی دیکھتے رہو گے تو زندگی کے اہم پہلو کھو دو گے..... اور داغدار تصور کرو گے تو زندگی کے تمام پہلو کھو دو گے.... لیکن اس کی روشنی سے امید دلاتے رہو گے تو زندگی کو ہموار بناتے رہو گے ..."

.....شاہینہ نے مسکرا کر کہا تھا

"توجب چاند آسمان پر نہیں ہوتا تب کیا کریں؟ "

.... شومیز نے سوال کیا تھا

" ... اس کے آنے کا انتظار کریں صبر کے ساتھ.... کچھ بھی بے صبر ہو کر نہیں ملتا "

"تو آپ مجھے کہنا چاہتی ہیں میں یہاں سب کچھ ٹھیک کرنے کے لیے ٹھیک وقت کا انتظار کروں۔ "

"نہیں..... صبر کے ساتھ ساتھ کوشش کرو۔ "

.... شومیز مسکرا دیا

"اپنی دوست سے نہیں ملواو گے؟ "

.... شاہینہ نے مسکراتے ہوئے کہا

" ... چلیں... پھر دادی جان کو بھی منانا ہے... صبر کے ساتھ "

.... شاہینہ اس کے بات پر ہنس دی تھی

بارش کو دیکھتے ہوئے وہ کھڑی تھی.... صبح سے بارش تھی کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی.... بارش کی گرتی بوندیں... نیچے جمع ہو کر اچھا خاصہ پانی بن گیا تھا.... وہ بارش تھمنے کا انتظار کر رہی تھی.... حویلی کے حال کے دروازے پر کھڑی باہر لان میں ہونے والی بارش کو وہ اداسی سے دیکھ رہی تھی... نجانے کیوں ..... اداسی اس کے اندر تک گھل چکی تھی

کیسے عجیب لوگ ہیں؟ آخر شومیز شاہ خود کو صحیح ثابت کرنے کے لیے.... اپنی دوست کا بدلہ لینے کے لئے "

"مجھے بیچ میں گھسیٹ لایا.... اگر بڑی حاجن مجھے کچھ کہہ دیتی تو؟

بارش کی بوندیں ٹپ ٹپ کر کے زمین پر گر رہی تھیں.... وہ اکیلی کھڑی اپنی اداسی کو اپنے اندر سمو رہی تھی... شاید اداسی کسی اور چیز کی تھی.... اور رنگ وہ اسے اور سے رہی تھی... وہ ماننا ہی نہیں چاہتی تھی کہ .... اسے شومیز کا انا کا ساتھ دینا پسند نہیں آیا تھا... یا شاید ایک ڈر سا بیٹھ گیا تھا اس کے دل میں

"... تم گئی نہیں ابھی تک "

... رجو نے پیچھے سے آنے والی آواز پر مڑ کر دیکھا..... بینا کھڑی تھی

"نہیں... بارش بہت تیز ہے... کیسے جاؤں؟ ابا تو بہت پہلے چلا گیا ہے تب تم نے مجھے جانے نہیں دیا۔ "

... رجو نے ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا.... بینا خاموش رہی پھر چل کر آگے کو آئی

".... چل آ اندر آجا "

... بینا نے اسے کندھے سے تھام کر اندر آنے کو کہا

"نہیں مجھے گھر جانا ہے... میرے ابا میرا انتظار کر رہے ہونگے۔ "

.... رجو چڑ کر بولی... جبکہ بینا مسکرا دی

"آجاؤ بارش بہت تیز ہے تمہارے ابا کو فون کر کے اطلاع دے دیتے ہیں.. وہ انتظار نہیں کریں گے۔ "

"ایسے ہی انتظار نہیں کریں گے... وہ مجھے لینے آجائیں گے ابھی۔ "

...رجو نے اس سے دور ہٹتے ہوئے کہا

"....عادت ڈال لو یہاں رہنے کی "

بینا نے تلخ مسکراہٹ سے کہا....کچھ تو تھا جو بینا اس سے چھپا رہی تھی...رجو اس کی آنکھوں میں دیکھ سکتی تھی...پر کیا؟ کیا بینا اب اسے یہاں رکھا کرے گی؟ اب وہ اس سے چوبیس گھنٹے کام لے گی؟ جیسے بہت سے نوکر کر رہے ہیں؟ بینا اسے خوش دیکھ ہی نہیں سکتی....وہ کیوں شام کو گھر چلی جاتی بینا سے برداشت نہیں ہو رہا ہو گا۔

میں اپنے گھر جاؤں گی....بارش ہو یا طوفان....میں تمہاری باتوں میں نہیں آنے والی....تم رات کو بھی "

"...مجھ سے کام لینا چاہتی ہو

....رجو تنک کر بولی تھی....جس پر بینا کے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے

دیکھ رجو....تجھے کچھ ہی دن ہوئے یہاں کام پر آئے ہوئے....مجھے مت سیکھاو کیا کرنا کیا نہیں؟ اگر میں " کہہ رہی ہوں کہ رک جاؤ جو تیری ہی بھلائی کے لیے کہہ رہی ہوں...بارش ہے باہر...اور تیرا ابا بھی نہیں "چاہے گا تو اتنی بارش میں گھر جائے بہتری اسی میں ہے کہ رک جاؤ۔

بینا اب اسے دوٹوک کہہ رہی تھی...رجو پہلے تو خاموش سی کھڑی رہی پھر کچھ دیر بعد بولی۔

اچھا ٹھیک ہے لیکن ابھی میں یہاں بیٹھ کر کچھ دیر بارش کو دیکھنا چاہتی ہوں جب سونا ہوا اندر آجاؤں گی... "

"...تو میرے ابا کو فون کروادے

...رجو نے بادل ناخواستہ ہامی بھر لی تھی....چہرے پر اس کے جو رونق ہوتی تھی وہ آج کہیں نہیں تھی

”ٹھیک ہے۔“

....بینا ایک نظر اس پر ڈالتی اندر چلی گئی جبکہ وہ ویسے ہی زمین پر بیٹھ گئی اور باہر ہونے والی بارش کو تکنے گئی

”کیا تبدیلی لا رہا ہے یہ طوفان زندگی بدلنے والی ہے؟ یا حالات؟ وقت یا قسمت؟“

وہ ہنوز بارش کی بوندیں گرتے ہوئے دیکھ رہی تھی....اس کا دل آنے والے طوفان کے بارے میں ڈر رہا تھا

....پر کون سا طوفان؟ آخر کیا چیز تھی جو اسے سکون نہیں لینے دے رہی تھی

کیا اس حویلی سے میرا کوئی رشتہ ہے؟ ایسا ممکن ہی نہیں ہے....میں ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہوں.... آج ”

جب شاہ مجھے کھانے کی میز پر لے کر گیا تو ایک عزت سی محسوس ہوئی.... لیکن اسی لمحے مجھ سے وہ عزت

چھین لی گئی اس قدر بے عزتی.... کیا میری اوقات ہی یہی ہے کہ مجھے بس مثال دے کر کسی کو سمجھایا

جائے....شاہ نے اس گولڈن بالوں والی کیڑی کی خاطر مجھے مثال بنایا....نا کہ میری خاطر کسی اور کو... خیر

”مجھے کیا لینا دینا....سب بھاڑ میں جائیں...یہاں سب ہی مطلبی ہیں۔

”سوری دادی جان! مجھے آپ سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی اب کھانا کھالیں۔“

شومیز اپنی بات کہہ کر کان پکڑ کر معصومیت سے بڑی حاجن کو دیکھ رہا تھا.... جبکہ شاہینہ اس کی بات کو مکمل

کر رہی تھی.... بڑی حاجن اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی.... وہ اس لیے معافی مانگنے نہیں آیا تھا کہ وہ غلط تھا بلکہ اس لیے آیا تھا کہ بڑوں کو ناراض کرنا بھی غلط ہے اور پھر دادی جان اگر کھانا نا کھائیں تو اور بھی غلط ہے۔

"اچھا اماں بس بھی کرو بچہ دیکھو کب سے کان پکڑ کر کھڑا ہے۔"

اس سے کہو جاؤ یہاں سے.... یہ ایک لڑکی کی خاطر مجھ سے لڑ رہا تھا... تم جانتی ہو نا بچپن سے لے کر آج " تک اس کو سب سے زیادہ میں نے یاد کیا اس کے آنے کا انتظار کیا ہے... اور یہ یہاں آکر مجھے ہی برا بھلا کہہ رہا ہے۔"

دادی جان خفا خفا ایک طرف منہ کر کے اس سے ناراضگی ظاہر کر رہی تھیں.... وہ چل کر دادی جان کے ... پاس آکر بیڈ پر بیٹھ گیا.... اور پاس پڑے ٹیبل سے کھانے کا ایک نوالہ اٹھا کر ان کے منہ میں ڈالا

" ... اماں اب کھالیں نا دیکھیں کتنے پیار سے کھلا رہا ہے آپکو "

شاہینہ نے شومیز کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے کہو... اس لڑکی کو بھیج دے۔"

اماں اب آپ اپنے پوتے کی آئی ہوئی مہمان کے ساتھ ایسا کریں گی؟ وہ کیا سوچے گی ہمارے بارے میں؟ " اور ہمارے مذہب کے بارے میں؟ ٹھیک ہے آج جو ہونا تھا ہو گیا.... آپ اس سے بات مت کریے گا... لیکن اس طرح اس کو گھر سے جانے کو کہنا تہذیب کے دائرہ کار میں نہیں آتا.... کھانے کی میز پر اس سے

بات نا کر یے گا لیکن اس طرح اس کو جانے کا کہیں گی تو وہ کیا سوچی گی ہمارے بارے میں ؟ آپ کے بارے میں ؟ آپ کو تو وہ سمجھے گی کہ یہ عورت ظالم ہے۔"

شاہینہ ہمیشہ کی طرح اماں کو اپنے طریقے سے سمجھا رہی تھی.... اور گھر میں شاہینہ ہی تھی جس کی بات فاخرہ .... بیگم آسانی سے مان جاتیں تھیں... یا شاید اس کا طریقہ ہی ایسا ہوتا تھا کہ ماں کو اس کی بات ماننی پڑتی تھی

"اچھا ٹھیک ہے... لیکن مجھ سے کوئی بھی یہ امید نا رکھے کہ میں اس لڑکی سے بات کروں گی جس کی خاطر ... میرا پوتا مجھ سے لڑا "

بڑی حاجن نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا.... شاہینہ ہنس دی اماں کی بات پر.... شومیز پھوپھو کا چہرہ دیکھنے لگا.... اس ہنسی میں بھی کتنی اداسی چھپی ہوئی تھی.... آخر کیا تھا ان اداس آنکھوں کے پیچھے ؟

"اماں پھر تو آپکو اپنے پوتے سے ناراض ہونا چاہیے... اصل وجہ تو یہی ہے... اس کی دوست ہے۔ "

شاہینہ نے اب اماں کو تنگ کرتے ہوئے کہا... یہ بھی اس کا طریقہ تھا کہ اماں شومیز کی طرف داری اب کریں گی۔

" ... ایسے ہی اس کی وجہ سے ہوا... یہ تو مجھے صحیح غلط بتا رہا تھا بس "

فاخرہ نے پیار سے اپنے پوتے کا چہرہ پکڑتے ہوئے کہا... اور سر پر بوسہ دیا.... جبکہ شاہینہ کا تیر نشانہ پر جا کر لگا تھا... شومیز نے نوالہ پھر سے آگے کیا جو دادی جان نے کھا لیا... اس کے بعد شومیز نے دادی جان کو کھانا کھلایا.... وہ باتیں کرتی رہیں... کچھ کا جواب شاہینہ ان کو خود دے دیتی تو کچھ شومیز کو بتا کر اس سے جواب

.... طلب کر لیتی... کچھ کچھ شومیز خود ہی سمجھنے لگ گیا تھا

دادی جان کو کھانا کھلانے کے بعد شاہینہ تو اپنے کمرے میں چلی گئی.. جبکہ شومیز دوبارہ انا کے کمرے میں آیا... کچھ ہی دیر پہلے شاہینہ اور وہ انا سے مل کر گئے تھے... لیکن اب وہ اکیلا آیا تھا... وہ جانتا تھا کہ انا آج والے واقعہ کی وجہ سے خاصی دُکھی ہوئی تھی...

"اندر آسکتا ہوں؟ "

... شومیز نے اجازت چاہی... انا کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا

"تمہیں اندر آنے کے لیے اجازت کی کب سے ضرورت پڑنے لگی؟ "

اس نے شومیز کر مسکراتے ہوئے دیکھا.... شومیز چل کر اندر آیا انا بیڈ پر بیٹھی لوشن لگانے میں مصروف تھی... وہ اپنی دودھیا بازوں پر لوشن لگا رہی تھی ...

"تمہارا کھانا میں نے بھجوایا تھا... کھالیا تم نے؟ "

.... شومیز نے سوال کیا

"....ہاں کھالیا تھا "

... انا نے لوشن کو بند کرتے ہوئے کہا

" ... میں جب پھوپھو کے ساتھ آیا تھا تو معذرت نہیں کر سکا تھا... مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہاں سب "

... اس بات ادھوری ہی تھی کہ انا بول پڑی

تمہیں وضاحتیں دینے کی ضرورت نہیں ہے... میں سمجھ سکتی ہوں... میری ماما بھی تو تمہیں ٹھیک نہیں " سمجھتی کہ تم مسلم ہو ... "

ہاں لیکن مسلمان کسی بھی غیر مسلم کو اس کے مذہب کے بنیاد پر برا نہیں کہتا.... دادی جان کا طریقہ غلط " تھا... لیکن وہ تمہیں برا نہیں کہنا چاہتی تھیں... یہ تمہارا عقیدہ ہے.... جیسے مرضی تم رہو... نا ہی اسلام زبردستی کا قائل ہے۔"

آخری الفاظ اس نے قدرے دکھ سے ادا کیے تھے... انا کے چہرے پر بھی ایک لمحے کے لیے ایک تاثر نمایاں ہوا تھا جو اگلے ہی پل غائب ہو چکا تھا۔

" ...اچھا کل میں تمہیں... گاوں کی سیر کرواں گا "

...شومیز نے بات بدلتے ہوئے کہا

جیسے میں تمہیں ایڈنبرا گھوماتی تھی؟ یاد ہے تمہیں؟ جب ہم چھوٹے ہوتے تھے تو تم اپنی میڈ کو جھوٹ " بول کر میرے ساتھ ایڈنبرا گھومنے نکل جاتے تھے؟"

...انا کے چہرے پر پرانے وقتوں کی چمک تھی... خوشی کی رمق اس کی آنکھوں سے واضح تھی

"..ہاں ویسے ہی... اب جلدی سو جاؤ.... صبح تمہیں لے کر چلوں گا "

" ...جولیا سے بات کرلوں... پھر سو جاؤں گی "

"... تم اس کو وہاں چھوڑ کر کیوں آئی جانتی ہو وہ تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی "

”وہ تمہارے بغیر بھی نہیں رہ سکتی۔ “

...جواب فوراسے آیا تھا... شومیز کا چہرہ پیلا پڑ رہا تھا

“ ....یہ بات فضول ہے “

“ ...کیوں ؟تم واپس نہیں چلو گے میرے ساتھ ؟میں تمہیں لینے آئی ہوں “

انا اب اٹھ کر اس کے پاس صوفے پر آکر بیٹھ گئی تھی...اس کا ہاتھ تھام لیا تھا.... شومیز نے اس کا ہاتھ ہٹا

...دیا

“ ....انا دیکھو “

....مجھے کچھ نہیں دیکھنا سننا میں تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گی.... میں تمہاری بیوی ہوں تم پر حق ہے میرا “

“

“ ....شومیز اٹھ کھڑا ہوا “

”اگر تم مجھے واپس لے جانے آئی ہو تو تم بہت غلط ہو میں تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گا۔ “

”تو کیا محبت ختم ہو گئی ؟محبت کے دعوی ؟ “

....وہ بھی اس کے برابر کھڑی ہو گئی تھی

“ ....محبت کبھی ختم نہیں ہوتی.... محبت تو زندہ رہنے کا نام ہے...جب ختم ہوئی سمجھو انسان مر گیا “

”تو محبت کبھی رنگ روپ مذہب دیکھ کر نہیں ہوتی مسٹر شومیز۔ “

"....سچ کہا"

.....شومیز نے آنکھوں میں تکلیف لیے کہا تھا

".... محبت فریب بھی نہیں ہوتی"

آنکھوں میں بے یقینی لیے وہ باہر نکل گیا قرب... دکھ ملامت سب تھا.... بس ایک مان نہیں تھا.... شومیز .... جاچکا تھا.... انانے غصے سے میز پر پڑی پھلوں کی ٹوکری نیچے پھینکی

"میں تمہیں یہاں سے لے کر جاؤں گی۔"

انانے اس بند دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا جو شومیز بند کر کے گیا تھا۔

\-----------------

کس تکلیف سے وہ اٹھ کر اس کے کمرے سے باہر آیا تھا... یہ صرف وہی جانتا تھا.... اس نے اوپر اپنے کمرے میں جانا تھا... لیکن وہ حویلی کے ہال کا دروازہ کھلا دیکھ کر اسی طرف آگیا.... کوئی وہاں بیٹھا تھا.... اس بارش کے پانی کو دیکھ رہا تھا.... اس کی نظر اس کے پراندے ہر پڑی.... لال رنگ کا پراندہ پہنے وہ اس طرف کمر کر کے بیٹھی تھی شومیز قریب آیا.... کیا وہ اپنی سوچوں میں اس قدر گم تھی کہ اسے اندازہ تک نہیں ہوا اس کے پیچھے کوئی آیا ہے۔ وہ ایک ہاتھ گود میں رکھے اور دوسرا تھوڑی تلے رکھے بغور ان بارش کے پانی کو دیکھ رہی تھی۔

شومیز مسکرایا.... کتنی دلچسپ تھی... اس کو ہوش تک نہیں تھا.... شومیز نے اپنا موبائل نکالا.... پھر

....موبائل پر دیکھتے ہوئے بولا

"بارش کے پانی کو اتنا گھور گھور کے دیکھو گی تو ڈوب جاؤ گی۔ "

.....اس نے شومیز کی آواز پر بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا

....شومیز اس کے پاس آکر دہلیز پر بیٹھ گیا....رجو اٹھی اور اندر چلی گئی

سمجھ کیا رکھا ہے شاہ نے مجھے ؟ جب دل چاہا بات کر لی جب دل چاہا بے عزت کروا دیا....مجھے اس انگریز "

"....شاہ سے بات ہی نہیں کرنی

....رجو نے پیچھے مڑ کر نا دیکھا جبکہ شومیز اسے تکے جا رہا تھا

"اتنا بولنے والی لڑکی کو کیا ہوا؟ آج خاموش؟ "

اس نے کچھ حیرت زدہ ہو کر اسے دیکھا.....وہ یہ بھول گیا تھا کہ آج انا تو دادی جان کے کیے پر شرمندہ ہوئی

....جبکہ ایرج اس کے کیے پر دُکھی تھی....دکھ تو اس نے پہنچایا تھا....جانے انجانے میں ہی صحیح

صبح بارش تھم چکی تھی... لیکن ہلکی ہلکی بوندا باندی ابھی بھی جاری تھی.... آسمان پر بادل ابھی بھی تھے....

...لگ رہا تھا اب شاید یہ بارش ختم ہو جائے گی... آسمان صاف نکل آئے گا

دیکھ زینب آج لگتا ہے بارش ختم ہو جائے گی...اور آسمان بھی صاف نکل آئے گا...میں تو پھر کھو پہ جاؤں "

"...گی...رات بھی ساری رات نیند نہیں آئی

رجو زینب سے بات کر رہی تھی دونوں کیچن میں کھڑی تھیں... اور کیچن کی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھ رہی تھیں... رجو کپڑے سے شلف صاف کر رہی تھی جبکہ زینب اس کے ساتھ کھڑی برتن دھو رہی تھی

ابھی وہ دونوں صاف کر ہی رہیں تھیں کہ کالی گھٹا پھر سے آسمان پر چھانے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے بارش پھر سے برسنے لگی تھی...

"... کبھی کبھی آسمان اتنی جلدی صاف نہیں ہوتا رجو "

... زینب نے باہر والا منظر دیکھتے ہوئے رجو کو تنگ کرنے والے انداز میں کہا

"....بس کر... چپ رہ تو.... تو چاہتی ہی نہیں میں گھر جاؤں "

رجو اسے ڈانٹ رہی تھی... اور اس قدر مشغول ہو چکی تھی کہ کیچن میں دلکش کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی...

"رجو... میرے کمرے میں آنا مجھے تم سے کچھ کام ہے۔ "

.... دلکش نے اسے مخاطب کیا تو اس نے ہڑبڑا کر اس کو دیکھا

"کیا ہوا؟ "

... دلکش نے اسے ایسے دیکھا تو سوال کیا

" اوہ بی بی جی آپ ہیں... مجھے لگا کوئی اور آ گیا اور میری بدزبانی سن لی ہے اور اس کے بعد مجھے پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا گیا ہے۔"

دلکش اس کی بی تکی باتیں سن کر ہنس دی جبکہ زینب منہ کے آگے ہاتھ دیے ہنسی روکنے کی کوشش کر رہی تھی ....

"اب ہم شاہ اتنے بھی ظالم نہیں ہیں کہ اتنی سے بات پر تمہیں پھانسی دے دیں۔ "

...دلکش نے ہنستے ہوئے کہا

" ...بینا دا کی پتا "

...وہ منہ میں منمنائی

" ...اچھا میری بات سننا ذرا مجھے کام ہے ایک "

...وہ کہتے ساتھ نکل گئی

".... تیرے دانت میں آکر نکالتی ہوں "

...رجو نے کپڑے کو اس کی جگہ رکھا اور ہاتھ دھوئے...اور دلکش کے پیچھے چلی گئی

...جب وہ کمرے میں پہنچی تو دلکش ایک کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھی

" ....ارے تم ابھی آگئی؟ میں نے کہا تھا جب فری ہو جاؤ "

"....لو بی بی جی میں ہر وقت ویلی ہوتی ہوں "

...رجو نے ہنستے ہوئے کہا....اور دلکش نے بھی کتاب ایک طرف رکھ کر اس کی طرف دیکھا

"رجو آو ادھر بیٹھو...مجھے تم سے ایک کام تھا۔ "

رجو اس کے پاس بیڈ کے ایک کنارے پر بیٹھ گئی۔

بی بی جی کام تو تھا یہ آپ نے بتا دیا پر تھا کیا یہ نہیں بتایا ابھی بتائیں حکم کریں آپ بس... کمرہ صاف کروانا تو "

"ابھی ہو جائے گا۔

رجو اٹھنے لگی.... " اس کا خیال تھا کہ شاید کمرہ صاف کروانے کے لیے اسے بلایا گیا ہے... لیکن وہ غلط "

.... تھی... دلکش نے اس کا ہاتھ تھام کر روک لیا

" .... نہیں رجو.... کمرہ نہیں صاف کروانا تم پہلے دروازہ بند کرو تمہیں بتاتی ہوں "

...رجو اس کے اس انداز پر حیران اور سنجیدہ ہو گئی تھی...رجو نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا

"جی بی بی بولیں؟ "

....اب پھر سے وہ بیڈ کے کنارے پر آ کر بیٹھ گئی تھی... دلکش اس کے نزدیک آئی...اس کا ہاتھ تھاما

"رجو تم میری دوست ہو نا؟ "

یہ اس نے سوال کیا تھا یا اسے بتایا تھا یہ رجو نا سمجھ سکی۔

"آپ پوچھ رہی ہیں یا بتا رہی ہیں؟ "

"پوچھ رہی ہوں۔ "

" ....بی بی جی میں آپکی سہیلی ہوں...اور میں نے آپ کو کہا تھا میں آپکو چاہے "

...ابھی رجو شروع ہی ہونے لگی تھی کہ دلکش نے اس کی بات کاٹی

"نہیں رجو.... پہلے میری بات سنو... اور غور سے سننا.. تمہیں انا ہر نظر رکھنی ہو گی۔ "

"انا؟ "

اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"شومیز کی دوست.... رجو تم نے مجھے بس یہ پتا کر کے بتانا کہ آخر ان دونوں میں رشتہ کیا ہے؟ "

... لیکن میں؟ میں کیسے؟ آپ تو جانتی ہیں نا مجھے انگریزی نہیں آتی... اور وہ گولڈن کیڑی انگریزی بولتی "

"

"گولڈن کیڑی؟ "

... دلکش نے سوال کیا.... رجو نے سر پر ہاتھ مارا

" .... ارے وہی.... انا "

.... دلکش اس کی بات پر زور دار قہقہہ لگا کر ہنس دی

"تمہیں بھی بری لگتی نا؟ "

.... دلکش نے کہا.... رجو نے اثبات میں سر ہلایا

" .... دے تالی"

... دلکش نے اس کے آگے ہاتھ کیا تو رجو نے زور سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا

" ... اچھا اب سنو... تم نے اس سے جا کر پوچھنا نہیں... ہے.. تم نے بس ان پر نظر رکھنی... اور مجھے بتانا "

"اور اگر شاہ نے مجھے دیکھ لیا تو میرا کیا ہو گا؟ "

....رجو نے خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا

"...ڈرامے مت کرو.... تم یہ کر لو گی میں جانتی ہوں "

...بی بی جی کاش میرے پاس بھی وہ لمبا چوڑا فون ہوتا... اس میں سب باتیں انگریزی سے اردو میں کر لیتی "

"

"لمبا چوڑا؟ "

".... ارے وہی جو شومیز شاہ کے پاس ہے اور سجاد شاہ کے پاس "

...رجو خاموش ہوئی

" ... آپ کے پاس کیوں نہیں ہے "

....رجو کے سوال پر دلکش پھیکا سا مسکرائی

" بتائیں نا؟ "

رجو ضروری نہیں جو دوسروں کے پاس ہو وہ ہمارے پاس بھی ہو... اور مجھے کبھی اس کی اتنی خواہش نہیں "

"...رہی

دلکش نے مہارت سے جھوٹ بولا... کیونکہ اس کی بھی خواہش تھی کہ اس کو سمارٹ فون ملے... جبکہ اس کے پاس کوئی بھی فون نہیں تھا.... نا ہی رباب پاس تھا.... ان کو بے شک جیتنی بھی تعلیم دی گئ تھی...

... کپڑے خریدنے کی اجازت تھی... لیکن ان کو فون کی اجازت ہر گز نہیں تھی

ضروری نہیں ہوتا بی بی جی... لیکن کبھی کبھی انسان کی ضرورت بن جاتا ہے... اور یہ بھی تو ضروری نہیں "

" ... کہ جس چیز کی خواہش نا ہو وہ ہمارے پاس نہیں ہونی چاہیے

.... رجو نے مسکراتے ہوئے کہا

رجو یہ تو محض فون ہے... انسان تو نجانے کتنی ایسی چیزیں ہیں جو ضروری ہوتی ہیں ان سے محروم رہ جاتا "

"ہے... ان میں سب سے بڑھ کر انسان کی خوشیاں ہوتی ہیں۔

بی بی جی میں نہیں مانتی... انسان کو اپنی خوشیاں خود تلاش کرنی چاہیے... چھوٹی چھوٹی باتوں میں... آپ "

"جانتی ہیں ہم کب ناخوش ہوتے ہیں؟

... رجو نے اس کو سوالیہ دیکھا... جبکہ دلکش اب اسے بغور سن رہی تھی

ہم تب ناخوش ہوتے ہیں جب ہم بہت اگے (آگے) کی سوچ لیتے ہیں... اور اگر ویسا نا ہو... تو ہمیں برا لگتا "

ہے... اس لیے میں ہمیشہ چھوٹے چھوٹے ارادے بناتی ہوں.... روز کا دن کا کام کیسے کرنا ہے آج کیا ہو گا اور

آج کو خوبصورت کیسے بنانا میں یہ سوچتی ہوں نا کہ کل کیسا ہو گا یہ سوچ سوچ کر اپنا آج خراب کر خراب کرتی

" .. ہوں... اس لیے میں زندگی سے خوش ہوں... کیونکہ میرا آج بہت خوبصورت ہے

... دلکش مسکرادی... رجو بھی اتنی خوبصورت باتیں کر لیتی تھی اسے یقین نا ہوا

رجو! جب ہم اپنے آنے والے کل کے بارے میں پر یقین نا ہوں... بے یقینی کا شکار رہیں تو خوشیاں بھول "

"جاتی ہیں۔

میری بھولی سی بی بی جی... آنے والا کل کس نے لکھا ہے؟ وہ جو اوپر بیٹھا ہے نا اس پر یقین کریں... آنے " والا کہ تو کسی نے نہیں دیکھ رکھا... بس اپنے خدا پر یقین پختہ رکھیں... اس نے لکھا تو کچھ نا کچھ تو کمال " .... لکھا

" ...بڑی لاجواب باتیں کر لیتی ہو "

... دلکش نے گہری مسکراہٹ سے کہا یقیناً اس کی باتوں نے اسے تسلی دی تھی

" ..جی بس کبھی کبھی میرے اندر کسی اشفاق احمد کی روح آ جاتی "

...رجو کی بات پر وہ دونوں خوب ہنسی

" ... آپ کا کام میں کروں گی... اس شاہ اور گولڈن کیڑی پر تو نظر رکھوں گی "

..رجو نے اسے یقین دلایا

اب میں چلتی ہوں بی بی جی.. ایویں بینا نے مجھے ڈھونڈنا شروع کر دیا تو حویلی میں قیامت آنے تو پہلے " " ... قیامت لے آئے گی

.... دلکش نے اس کو مسکراتے ہوئے جانے کی اجازت دی

شام کے وقت جب گہرے سائے پھیل چکے تھے اور بارش بھی تھم چکی تھی... تو رجو گھر جانے کو تیار تھی... حویلی کے باہر اس نے قدم ہی رکھا تھا تو اسے ایسے معلوم ہوا تھا جیسے کسی کو جیل سے آزادی مل گئی ہو.... باہر کا ماحول... اسے سکون پہنچا رہا تھا....

" ... خدا تیرا لاکھ لاکھ شکر اے.... جان چھوٹی "

"... آج دل کر رہا رمشا کے گھر چلی جاؤں.... پر چیکڑ (کیچڑ) بڑا ہے"

... اس نے سوچتے ہوئے ارادہ بدل دیا.... وہ اب جلد سے جلد یہاں سے نکلنا چاہتی تھی

" .... رکو... بات سنو "

کسی کی آواز پر وہ رکی تھی.... آواز جانی پہچانی تھی... اور وہ جانتی بھی تھی کس کی آواز ہے... پر اس کے منہ سے الفاظ نئے نئے لگ رہے تھے.... اس نے مڑ کر دیکھا.. حویلی کے گیٹ کے پاس وہ ہاتھ باندھے کھڑا تھا.... اس وقت اس نے جینز کے اوپر نیلی ٹی شرٹ پہنی تھی... اس کے کسرتی بازو اس ٹی شرٹ سے جھلک رہے تھے.... شومیز شاہ... اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی.... چوکیدار اسے نظر نہیں آیا اور ڈیرے میں بھی کوئی نا تھا ....

" ... کوئی بھی نہیں "

.... شومیز نے اس کی نظروں کو جانچتے ہوئے پھر سے اردو میں کہا

.... رجو نے اب کمر پر ہاتھ باندھے

”کیاہے؟ آپ کے پاس مجھے تنگ کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے؟ “

” ...رکو لڑکی صبر کرو “

....اب اس نے انگریزی میں کہا تھا.... اور پھر اپنا موبائل نکالا

” ....اب شروع ہو جائے گا یہ شاہ “

....رجو نے آنکھیں گھوماتے ہوئے کہا

”تم گھر جارہی ہو؟ “

رجو نے اس کے سوال پر اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا بیوقوف نا ہو تو... اب بھلا اس وقت وہ گھر ہی جا

.... سکتی اور کہاں جانا؟ اس نے دل میں سوچا لیکن اس کو کہا نہیں

”ہاں جی۔ “

اس نے شومیز کے بے تکے سوال کا جواب دیا۔

”اکیلے؟ “

شومیز نے دوبارہ پوچھا--۔۔۔۔

پہلے کون سا حویلی سے فوجی دستے میری حفاظت کے لئے جاتے ہیں؟ یا کوئی شومیز شاہ جیسا آتا ہے میری “

” .... حفاظت کرنے... یہاں بھی ذلیل کیا جاتا ہے راستے میں کسی نے کر کیا تو کون سا فرق پڑنا

آخری الفاظ رجو نے منہ میں ہی کہے تھے... چند ہی لمحوں میں شومیز کے چہرے پر مسکان تھی... رجو کے طنز

... اور چر انے وہ باخوبی سمجھ رہا تھا وہ پاگل تو نہیں تھا

"میں چھوڑ آؤں، "

رجو نے اسے آنکھیں پھاڑے پھاڑے دیکھا... کیا وہ کسی شاہ کی زبان سے یہ سن رہی کہ وہ اسے ڈیری فارم تک چھوڑ آئے۔

" .... ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ سچ کہہ رہا ہوں "

نہیں اللہ تعالی نے میری ٹانگیں بھی سلامت رکھیں ہیں.. جن پر میں چل کر جا سکتی ہوں اور آنکھیں بھی "

" ... سلامت ہیں جن سے میں دیکھ سکتی ہوں

اس نے اپنی آنکھوں کو بڑا کرتے ہوئے کہا..... اور چل پڑی... ڈیرہ آج اس وجہ سے خالی تھا کہ بڑا کوئی بھی شاہ موجود نہیں تھا... اور سجاد بھی اپنے کسی کام سے گیا ہوا تھا... آج سب کو موقع مل گیا تھا ادھر ادھر .... جانے کا

"تم ناراض ہو؟ "

.... شومیز اس کے پیچھے آیا تھا.... رجو رکی... اس کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا

شاہ! میری بات غور سے سنیں.... میرا اور آپکا ایسا کوئی رشتہ نہیں جس میں میں آپ سے ناراض ہوں.... " اور آپ اس طرح میرے پیچھے آئیں.... میں لوگوں سے ناراض نہیں ہوتی ان سے بھی جن پر میرا مان ہوتا تو آپ سے کیوں ہونگی؟ جب کہ آپ کا میرا ایسا کوئی رشتہ ہی نہیں.... ہاں ایک رشتہ ہے نوکر مالک کا....

لیکن اس میں بھی مجھے ناراض ہونے کا حق نہیں اے.... آپکا جب دل چاہے آپ اپنے نوکر کو بے عزت کر سکتے اس کو عزت دے سکتے ہیں.... اور ہاں... اب آپ رجو کے پیچھے مت آیئے گا... میری اس گاوں میں عزت اے.... یہ آپکا انگریز شہر نہیں جیتھے.. (جہاں) لڑکا لڑکی نال آسانی سے بات کر لیتا اور کوئی دیکھتا بھی نہیں... یہ پاکستان کا ایک چھوٹا سا گاوں ہے... جہاں ہر کوئی ایک دوسرے پر نظر رکھے ہوئے ہے.... اور ہر کوئی چھوٹی تو چھوٹی بات نو وی... بڑھا چڑھا کر پیش کر تا.... اور آپ تو ٹھہرے یہاں کے شاہ....

....میرے سے دور رہو"

وہ کہتے ساتھ آگے بڑھ گئی تھی.... جبکہ شومیز دور کھڑا اب اسے جاتا دیکھ رہا تھا اور اس کی کہی گئی بات پڑھ رہا تھا.... جانے انجانے میں وہ کتنی بڑی بات کر گئی تھی... کہ یہاں لوگ ایک دوسرے کی زندگی میں زیادہ ...دلچسپی لیتے

اگر وہ انا کو گاوں گھومانے لے گیا تو بھی لوگ باتیں ہی کریں گے.... تو کیا وہ لوگوں کی باتوں کی وجہ سے جینا چھوڑ دے؟

اس کے ذہن میں یہاں کے نئے سے نئے رواج ایک نیا سے نیا سوال پیدا کر رہے تھے.... کیا یہاں لوگ دوسروں کے ڈر سے گھٹ گھٹ کر جیتے ہیں؟ وہ کل رات ہی جان گیا تھا کہ رجو اس سے ناراض ہے.. لیکن ایک عادت اس کی بہت بری تھی کہ کسی کو منایا کیسے جاتا وہ اسے نہیں آتا تھا.... اور رجو کے ناراض ہونے سے اسے فرق پڑ رہا تھا آخر کیوں؟

جی کل رات وہ یہاں ہی رکی تھی.... آپ صحیح کہہ رہے ہیں جلد سے جلد اسے یہاں رہنے کی عادت ڈال "

"لینی چاہیے... میں آہستہ آہستہ اسے سب سیکھادوں گی۔

بینا کسی کو بتارہی تھی.... کس کو؟ کون تھاوہ؟ کس کے بارے میں وہ بتارہی تھی؟

" ... تمہیں مجھ سے نکاح کرنا ہو گا ابھی اسی وقت "

"شاہ آپکا دماغ ٹھیک ہے؟ "

وہ ہکا بکا شاہ کو دیکھ رہی تھی جو پہلے تو اسے زبردستی اٹھا کر لے آیا تھا اور اب نکاح؟

میرا دماغ بلکل درست ہے.... تمہاری بہتری اسی میں ہے تم نکاح کرلو.... نہیں تو میرے پاس دوسرا "

" .... طریقہ ہے.... اپنی بات منوانے کا

دیکھ شاہ... مانا میں تمہاری نوکر ہوں... پر میں اس طرح کی گھٹیا حرکت کبھی نہیں کروں گی... اور نا ہی مجھے "

" .... موت سے ڈر لگتا ہے

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی.... اور یہ پہلی دفعہ تھا وہ اسطرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر شاہ سے بات کررہی تھی... آنکھوں میں شاہ کے لیے جہان بھر کی نفرت لیے.. وہ اس کے سامنے کھڑی تھی ...

دوسرا طریقہ کیا؟ مار ڈالو گے؟ اس ذلت کے نکاح سے وہ عزت کی موت بہتر ہے شاہ.... رجو وہ موت "

"قبول کرے گی۔

.....وہ وحشت زدہ آنکھیں لیے شاہ کو گھور رہی تھی

"...نہیں "

شومیز نے کاٹ دار مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے کہا.... ایک لمحہ لگا تھا رجو کو لگا اس کی ساری زندگی ساکن ہو گئی.... اس کی دنیا رک گئی ہو جیسے.... کوئی اتنا ظالم؟ اتنا سفاک کیسے ہو سکتا ہے؟ ایک شخص جو خود کو اسلام کا پیروکار بتاتا وہ؟ آنکھوں میں بے یقینی لیے وہ اس شخص کے مسکراتے چہرے کو دیکھنے لگی؟ کیا یہ کیسی شیطان کا چہرہ ہے؟ کون ہے یہ شخص؟ کیا ہے اس کی حقیقت؟ چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا

...ایک جا رہا تھا

" ....شومیز شاہ "

.....شومیز اب مزید کچھ نا بولا

"بتاؤ اب نکاح کرو گی یا نہیں؟ "

.....شومیز ایک ایک لفظ اردو میں ادا کرتا ہوا موبائل بند کر رہا تھا

جبکہ رجو اپنے سامنے کھڑے شخص کو کبھی دیکھتی تھی تو کبھی اپنے مجبور باپ کو دیکھ رہی تھی.... مجبور بے کس کھڑا باپ.... ہاتھ باندھے اپنی بیٹی کے سامنے کھڑا تھا.... رجو کی آنکھوں میں بے یقینی کے آنسو

تھے۔۔۔شاہ اس قدر گر گیا کہ اس کے ابا کو منا چکا تھا اپنی طاقت کا استعمال کر کے اب اس سے نکاح کرے گا.... کیا عزت رہ جائے گی اس کے ابا کی؟ بڑے شاہ تو ان کو جان سے مار دیں گے... سارے سوال اس کے ذہن میں گردش کر رہے تھے.... لیکن وہ ایسا کر کیوں رہا ہے؟ کیا اس دن جو رجو نے شاہ کی بات نہیں سنی تھی اس کی سزا تھی یہ؟

"اپنے ابا کے بندھے ہاتھ ویکھ لے میری دھی....(بیٹی) "

.....اس کا باپ آنکھوں میں آنسو لیے اس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا

" .....ابا تو ابا تو "

اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی...وہ رونا چاہتی تھی ابا سے پوچھنا چاہتی تھی کہ آخر ابا ایسا کر کیوں رہا ہے؟

" ابا تو کیوں؟ "

باپ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس کا دل چاہا وہ اسی وقت مر جائے.... اس نے اپنی روتی آنکھوں کے .....ساتھ ابا کے آنسو صاف کیے

ابا تو جانتا ہے نا تیری رجو تیری کسی بات سے انکار نہیں کر سکتی.... پر ابا وڈا شاہ او ہم کو مار دے گا... یہ تو " اس کی اولاد ہے اس حویلی کا وارث ہے... یہ تو.... یہ تو... اس کو وہ معاف کر دیں گے.... اس کی ضد میں آ کر اتنا بڑا فیصلہ نا کر.... ابا میں جانتی ہوں جب میں نے اس کی چوڑیاں واپس کیں تھیں... اس کے بعد اس کو " ....خود سے بات کرنے سے منع کیا تھا تو اس حویلی کے شاہ کی انا کیسے اس کو سکون لینے دے گی

رجو نے اس کی طرف نفرت سے دیکھا.... صرف نفرت نہیں اس کو شاہ سے خوف آرہا تھا جو ابھی تک اسے ویسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا.....

تیرا پیو (باپ) مجبور اے پتر میرے جوڑے ہاتھ دیکھ لے اور شاہ کی بات مان لے.... میں کچھ نہیں کر سکتا..... "

اس کے باپ نے پھر سے ہاتھ جوڑے تھے....

"ابا میں...."

"پتر میں مجبور ہوں تجھے شاہ کی بات ماننی ہو گی نہیں تو...."

اس کا ابا پھر سے رونے لگا تھا...... تو کیا شومیز نے اس کے والد کو دھمکیاں دیں تھیں؟ اس قدر گھٹیا یہ انسان....

"ابا میں تیار ہوں....."

اس نے ابا کو رضامندی ظاہر کی.....

وہ جانتی تھی وہ اپنی سہیلی ایک بہت اچھی سہیلی کا حق مارنے جا رہی تھی....

یہ اس دن جب شومیز رجو کے پیچھے ڈیرے تک آیا تھا اس سے دو دن بعد کی بات تھی جب وہ تقریباً رات کے وقت حویلی سے نکلی تھی.... بینا اس سے جان بوجھ کر کام لے رہی تھی... تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ حویلی رہے.....

رات کے وقت بینا نے اسے کہا تھا کہ وہ حویلی میں ہی رک جائے اور تقریباً تب رات کے گیارہ بج رہے تھے.... جب وہ اکیلی سنسان راستے پر ڈیری فارم کی طرف جانے کو تیار ہو گئی تھی.... رات کے اس پہر گاوں میں کوئی بھی جاگ نہیں رہا تھا گاوں میں تو عموماً تمام لوگ جلد سو جاتے تھے... اور آج بھی ایسا ہی تھا... رجو بینا کے لاکھ کہنے پر بھی حویلی نا رکی.... ابھی وہ آدھے راستے ہی گئی تھی کہ پیچھے سے اس کو گاڑی کے آنے کی آواز آئی تھی.... اور اس کو روشنی بھی نظر آئی تھی اس نے مڑ کر پیچھے ہی دیکھا تھا کوئی تیزی سے نکلا تھا اور اس کے منہ پر رومال رکھ کر اس کو بے ہوش کرنا چاہا.... اس نے آواز نکالنے کی بہت کوشش کی تھی....

لیکن کسی نے اسے آواز نکالنے تک کی مہلت نا دی اور بڑی سی گاڑی میں ڈال لیا..... رجو کے منہ پر ابھی تک وہ کپڑا تھا.... وہ مکمل بے ہوش نہیں ہوئی تھی آخری بات جو اس نے سنی تھی وہ یہ تھی کہ اس کو لاہور .... لے جایا جا رہا تھا..... اور آنکھ جب کھلی تھی تو شومیز شاہ کو اپنے سامنے پایا تھا

اور اس کے بعد یہ سب.... اس کے وہم گمان میں بھی یہ نہیں تھا.... ابھی باہر دن تھا یا رات اسے کچھ علم نہیں تھا..... ابا ابھی بھی رو رہا تھا یہ لاہور میں موجود ایک گھر تھا.... وہ نہیں جانتی تھی یہ باہر سے کیسا تھا اور اندر سے بھی اسے دیکھنے کی چاہ نہیں رہی تھی...... وہاں سب انتظام کیا گیا تھا گواہان مولوی صاحب سب موجود تھے... مطلب شومیز شاہ سب انتظامات کر کے آیا تھا ....

ایرج فاطمہ ولد رشید بخش تمہارا نکاح سید شومیز شاہ ولد شناور شاہ کے ساتھ سکہ رائجلوقت پانچ ہزار روپے "

”تمام گواہان کی موجودگی میں طے کیا جاتا کیا تمہیں یہ نکاح قبول ہے ؟

نکاح خواں نے سب سے پہلے ایرج سے پوچھا.... وہ خاموش نظروں سے ابا کے نا روکنے والے آنسوؤں کو دیکھتی رہی.... اس کا باپ شاہ کی طاقت کے ہاتھوں کس قدر مجبور تھا؟ آنکھوں میں آنسو لیے اس نے ابا کو دیکھا.... کاش وہ کہہ دیں پتر میں تیرے ساتھ ہوں منع کر دے... لیکن ابا نے پھر سے جوڑے ہاتھ دیکھائے..... اس کا دل چاہا اس کو ابھی کوئی زندہ دفنا دے لیکن اس کے ابا کے آنسو تھم جائیں..... کیا غریب انسان طاقت ور کے سامنے ایسے مجبور ہو جاتا ہے ؟

“.... قب...... قبول ہے “

....کانپتی آواز میں اس نے ادا کیا

سوال دوبارہ دوہرایا گیا تھا..... جواب دوبارہ روتی آواز نے دیا تھا..... اب شومیز سے مولوی صاحب نے اجازت طلب کی.... اس نے مسکراتے ہوئے قبول کیا.... کتنا فرق تھا اس کی قبولیت میں اور رجو کی قبولیت میں.... ایک خوش تھا تو ایک کو لگ رہا تھا زندگی ختم ہو گئی ہو جیسے...... نکاح خواں نے نکاح کے صیغہ ادا کر کے نکاح مکمل کیا..... اس کے بعد اس خوش شکل انسان آ گے کو.. آیا..... دیکھنے میں نوجوان ہی معلوم ہوتا تھا.... اس نے اٹھ کر شومیز کو انگریزی میں مبارک باد دی.... جو اس نے مسکراتے ہوئے قبول کی تھی..... رجو نے ایک نظر اپنے چندپل کے بنے شوہر کو نہیں دیکھا تھا .....

"..... شکریہ یار تم نے میرا بہت ساتھ دیا اگر تم نا ہوتے تو یقینا میں یہ سب نا کر پاتا "

شومیز اب اس کا شکریہ انگریزی میں ادا کر رہا تھا.... رجو سے جو اس نے کلام کیا تھا نکاح کے متعلق وہ پہلے ہی سیکھ چکا تھا... باقی اس کو ضرورت ہی نہیں پڑی تھی سب اس کے باپ نے آ کر دیا تھا.... شومیز رشید تک آیا.... جو صوفے پر بیٹھا تھا.... کچھ جملے اس نے اردو میں ترجمہ کیے تھے اور ویسے بھی وہ جتنی کلاسسز کے .... چکا تھا اسے اردو میں بہت حد تک بولنا آ گیا تھا

حویلی میں ابھی کچھ پتا نا چلے میں صحیح وقت آنے پر سب بتا دوں گا اسے بھی سمجھا دینا ابھی سورج نکلنے میں " "تین گھنٹے باقی ہیں یہاں سے گاوں پہنچنے میں صرف دو گھنٹے در کار ہیں کسی کو علم نہیں ہو گا۔

شومیز نے اتنا لمبا مکالمہ توڑ توڑ کر لفظ ادا کیا تھا جبکہ رشید اس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑا ہو چکا تھا.... اور رجو شومیز کو نفرت سے دیکھ رہی تھی.... اتنا اندھا ہو چکا ہے یہ شاہ..... میں سچ ہی کہتی تھی یہ بھی انہی کی اولاد نکلا.... میرا باپ ان کا محتاج ہے اور یہ.... اس نے نفرت سے نظریں پھیر لیں تھیں..... ابھی صبح بھی نہیں ہوئی تھی اور ایک رات نے اس کی زندگی بدل کر رکھ دی تھی... اس کو کچھ یاد نا تھا.... سوائے اس کے جب شاہ نے اس کے چہرے پر پانی ڈال کر اسے اٹھایا تھا..... پانچ ہزار اسے اسی وقت ادا کر دیا گیا تھا.... اس کا .... بس نہیں چلا تھا کہ وہ اس نوٹ کو آگ لگا دیتی

دلکش بی بی جی؟ ان کو پتا چلا تو وہ؟ مجھے اپنی سہیلی مانتی ہے وہ تو مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی.... استانی " "..... جی؟ وہ تو سوچیں گی میں نے ان کے بھتیجے کا پھانسا

اس نے آنکھیں میچ لیں.... اس کا دل چاہ رہا تھا وہ اکیلی کسی بنجر زمین میں جا کر چیخیں مار مار کر روئے.... رجو اور رشید کو ایک ڈرائیور چھوڑنے جانے کے لیے تیار کھڑا تھا.... جس نے اسے گاوں کی پکی سڑک سے دور ..... اتار دینا تھا.... تا کہ کوئی گاوں والا ان کو دیکھ نا سکے

"..... چل میری دھی "

اس کے ابا نے اس کو وہاں سے چلنے کا کہا.... شومیز غائب ہو چکا تھا پر کہاں؟ وہ نہیں جانتی تھی نا جاننا چاہتی تھی .....

جب وہ دونوں لابی میں آئے تو وہاں ایک گاڑی کالے رنگ کی کھڑی تھی..... وہ ڈرائیور حویلی کا تو نہیں ..... تھا.... یقینا شاہ وہاں کا کوئی بھی ملازم کیسے ساتھ لا سکتا تھا

رجو میری دھی یہاں جو ہوا کسی نو کچھ مت کہنا..... حویلی وچ (میں) تو خاص کر.... نہیں تو شاہ اپاں نوں (" ... ہمیں) چھڈے (چھوڑے) گا نہیں "

اس کے باپ کی آنکھوں میں شاہ کا ڈر صاف نمایاں تھا.... کاش وہ شومیز شاہ کے کمرے میں اس طرح نا جاتی نا اس کی چوڑیاں واپس کرتی.... آج اس کا باپ مجبور تو نا ہوتا.... رجو نے کوئی جواب نا دیا جبکہ سارے راستے اس کا ابا اسے نصیحتیں کرتا آیا... کہ بے بے کو جا کر کیا کہنا.... کہ رجو حویلی میں ہی رک گئی تھی اور رشید شاہوں کے کام سے گیا ہوا تھا.... اور پتا نہیں کیا کیا نصیحتیں اس کو کیں تھیں... وہ تمام راستے خاموش .... رہی تھی

جب وہ گاوں پہنچے تو ابھی سورج نمودار ہونا شروع ہوا تھا.... صبح صبح ٹریفک کارش کم ہونے کے باعث وہ دو گھنٹوں سے بھی پہلے پہنچ گئے تھے.... سورج ابھی نمودار نہیں ہوا تھا اور اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر وہ گھر پہنچے تھے.... عارفہ آج باہر صحن میں نہیں بلکہ کمرے میں سو رہی تھی..... وہ دونوں باپ بیٹی چپ چاپ آئے تھے.... رجو آتے ساتھ بستر پر لیٹ گئی تھی جبکہ شیدا باہر ہی بیٹھ گیا تھا.... کیسا باپ تھا وہ؟ اپنی بیٹی کی حفاظت ہی نا کر سکا.... وہ تندور کے پاس بنے مٹی کے چبوترے پر بیٹھا بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کب صبح ہوئی اسے علم ہی نا ہوا ......

صبح جب ہوئی تو بے بے نے رجو سے سوال کیا تو اس نے ابا کا بتایا ہوا جواب من و عن دہرا دیا.... رات کی بیداری اس کی آنکھوں سے جھلک رہی تھی.... وہ بس رات میں وہی وقت ہی سوئی جب اس ہر نشا طاری رہا .... اس کے بعد اس کی زندگی کی جیسے تمام نیندیں اس پر حرام قرار دے دیں جا چکی تھیں

”رجو اٹھ جا حویلی نہیں جانا؟ “

حویلی کے نام سے بھی اسے وحشت ہو رہی تھی.... بے بے اسے کب سے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی.... اور وہ سونے کا ناٹک کر رہی تھی.... اب بے بے نے اس ہلا کر پوچھا تھا

“ ....بے بے بس طبعیت نہیں ٹھیک آج نہیں جاؤں گی “

.....اس نے بہانا بنایا

"کی ہویا؟ چاہ بنا دیواں ؟ "

....بے بے نے اس سے چائے کا پوچھا تو اس نے منع کر دیا

" ....بس بے بے سونے دے "

" ....چل ٹھیک ہے "

بے بے اٹھ کر باہر چلی گئی.... اور وہ نا آنے والی نیند کا بہانا کر کے کی زندگی کی بہت بڑے حقیقت سے چھپنے ....کی ناکام کوشش کر رہی تھی

شناور شاہ اور علی شاہ کی آج صبح ہی واپسی ہوئی تھی.... دونوں بہت خوش تھے غالباان کا اسلام آباد کا دورہ بہت خوشگوار گزرا تھا اور ان کا کام مکمل ہو گیا تھا.... اسی لیے حویلی میں دعوت کا انتظام کیا گیا تھا.... یہ ان کے نکاح سے اگلے دن کی بات تھی... اور حویلی میں دعوت کا مطلب ایک پارٹی ہی تھا... جس میں بہت سے مشہور زمیندار خاندان اور بڑے اونچے حسب نسب والے لوگ شمار ہوتے تھے... دعوت کل مغرب کے .....وقت تھی.... رجو آج بھی حویلی نہیں آئی تھی جبکہ شومیز کل رات ہی واپس آ چکا تھا

بیناوہ نئی لڑکی رجو نہیں آ رہی کل دعوت ہے اسے پیغام بھیجوا دو کہ وہ کل ضرور آئے کل بہت سے کام " "ہونگے۔

.....عمارہ بینا کو حکم دے رہی تھی رجو کی غیر موجودگی پر سب نے ہی غور کیا تھا لیکن کہا آج عمارہ نے تھا

"!جی ٹھیک ہے چھوٹی حاجن "

.... کیا وہ چھوٹی حاجن کو سچ بتا دے؟ بینا نے دل میں سوچا.... لیکن پھر اپنے ارادہ کو بدل دیا

"اگر میں نے چھوٹی حاجن کو بتایا تو شاہ میرا قتل کر دے گا۔ "

صبح سے وہ غائب دماغی کے ساتھ بیٹھی آسمان کو تک رہی تھی اور اس کو زینب کی بات بار بار یاد آ رہی تھی کبھی کبھی آسمان کبھی صاف نہیں ہوتا اس کے لیے بھی ایسے ہی ہوا تھا.... درختوں کی گھنی چھاؤں میں وہ ... بیٹھی بیری کے درخت کو دیکھنے لگی

میرا وجود کیا ہے؟ کیا میں ان کو نوکر ہوں؟ کیا ہوں؟ کیا اس شاہ کی عزت گوارا کرے گی اس بیوی حویلی "

" ... میں کام کرے؟ لیکن اس کو عزت کی پرواہوتی تو کبھی نکاح ہی نا کرتا

.... اس نے تلخی سے سوچا

"رجو حویلی تو پیغام آیا... آج بہت وڈی دعوت ہے.... تینو (تمہیں) بلایا ہے۔ "

... بے بے پانی والا گھڑا ایک لکڑی کے بنے ہوئے اسٹینڈ پر رکھ رہی تھی

"رجو سن رہی ہے نا؟ "

بے بے نے جب اسے متوجہ نا دیکھا تو دوبارہ مخاطب کیا۔

”رجو تو ٹھیک تو ہے نا؟ “

...بے بے نے اب اسے ہلا کر پوچھا تھا

“ .....ہاں“

....وہ ایک دم گھبرا کر بولی

”....ہاں بے بے میں ٹھیک ہوں....بتایا تو تھا تجھے طبیعت نہیں ٹھیک “

....اس نے روکھے انداز میں کہا

“ ....ہاں تو اب اتنی چھٹیاں ہو گئی ہیں آج حویلی والوں نے بلا کر بھیجا ہے “

بے بے اب اس کے لہجے پر غصہ ہو گئیں تھیں...اس کا تو بس نہیں چل رہا تھا حویلی میں بیٹھے اس شخص کو

.... آگ لگا کر جلا کر راکھ کر دے

”ہاں ہاں ایک دن ادھر ہی چلی جاؤں گی۔ “

....رجو غصے سے اٹھی اور اپنی چپل پہنی اور کمرے میں آگئی....اپنے کپڑے نکال لیے

“ ...جا رہی ہوں حویلی “

....بے بے کو سناتی وہ واشروم میں چلی گئی

”تو اتنے دن آئی کیوں نہیں؟ دیکھو رجو یہ روز روز کی چھٹیاں مجھے پسند نہیں ہیں۔ “

نہیں ہو نگی تمہیں پسند میری مرضی میں جب مرضی آؤں جب نا آؤں.... اب جاکر جس کو میری بدزبانی "
" .... کی شکایت لگانی لگادو..... مجھے فرق نہیں پڑتا

رجو اسے وحشت زدہ آنکھوں سے گھور کر کپڑا کیچن کی سلیب پر پھینک کر حویلی کے عقبی حصے میں آگئی...

اسے اب بینا سے ڈر نہیں لگتا تھا... وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ اس گھر کی بہو تھی... وجہ یہ تھی کہ اب اسے لگتا تھا کہ اس کی زندگی مزید کیا خراب ہو سکتی ہے؟ کیا کر سکتا ہے کوئی اس کے ساتھ؟ اس کا ڈر خوف ختم ہو چکا تھا.... اور کہیں نا کہیں اسے بینا پر شک تھا.... کیوں اسے وہ جان بوجھ کر اتنا اتنا وقت حویلی میں ٹھہرائی .... رکھتی؟ یقیناً وہ اتنی بیوقوف نہیں تھی... وہ سب سمجھ رہی تھی

"اس کو کیا ہو گیا ہے اب؟ "

.... بینا نے دل میں سوچا لیکن سر جھٹک دیا

"اسی بات سے چڑ رہی ہے جانتی ہوں لیکن شاہ کا حکم مجھے سب سے اہم ہے... بولتی رہے۔ "

بینا اپنے کام میں مشغول ہو گئی.... دعوت ڈیرے میں منعقد کی گئی تھی... ڈیرے کو اس طرح سجایا گیا تھا جیسے ولیمہ ہو.... ائیر کنڈیشن ٹینٹ میں کالے اور سفید رنگ سے سجاوٹ کی گئی تھی.... کھانا تو باہر سے ہی پکنا تھا لیکن آج صرف مرد ہی نہیں دعوت پر عورتیں بھی مدعو تھیں... اس لیے گھر میں صفائیاں چل رہی تھیں... دعوت شام کے وقت تھی یہ شناور شاہ کی سیاسی پارٹی کے جیتنے کی خوشی میں دعوت دی جارہی تھی... شناور شاہ خود تو الیکشن میں حصہ نہیں لیتا تھا لیکن بڑھ چڑھ کر سیاسی لوگوں کی حمایت کرتا تھا۔ وہ چاہتا

تو سیاست میں بھی حصہ لے سکتا تھا حتی کہ اس قدر تعلقات تھے کہ اپنی الگ سے پارٹی قائم کرتا تو تب بھی .... ملک کی نامور سیاسی پارٹیوں میں سے ایک ہوتی... یہ دعوت بھی کسی سیاسی کامیابی پر دی جارہی تھی ... انہی کی پارٹی کا کوئی شخص کیس جیت چکا تھا اور اسی کو مہمان خصوصی کے طور پر بلایا گیا تھا

تقریباً شام کے چھ بجے گرمی کا زور کم ہوا تو مہمانوں کی آمد ورفت شروع ہو چکی تھی.... شناور شاہ مایا والا سوٹ پہنے اوپر واسکٹ پہنے ایک کرسی پر براجمان تھے جبکہ علی شاہ تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہے تھے ساتھ ہی سجاد شاہ بھی کھڑا تھا.... شومیز وہاں نظر نہیں آرہا تھا نا ہی جب سے شناور شاہ آیا تھا اس کوئی ... اس سے رابطہ ہوا نا آمنا سامنا ہوا

"بابا مجھے تایا جان کی سمجھ نہیں آتی خود وہاں بیٹھے ہیں جبکہ ہمیں یہاں کھڑا کیا ہوا ہے؟ اپنے بیٹے سے بھی کوئی کام نہیں کہتے... ہمیں انہوں نے نوکر سمجھا ہوا ہے۔"

"بس تم صبر رکھو.... بھائی جان بھی جانتے ہیں شومیز ان کا کہا نہیں مانتا..... بھائی جان آگے نمبرداری تمہارے ہی سپرد کریں گے.... شومیز کا رویہ تو تم دیکھ ہی رہے ہو.... اس کو گاؤں کے معاملات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے... اور مجھے تو لگتا چند دن اور بس وہ واپس چلا جائے گا.... بھائی جان کا اس کو یو کے بھیجنے کو فیصلہ ہمارے لیے بہت موثر ثابت ہو رہا ہے۔"

علی شاہ کی آواز میں خوشی کی ایک رمق تھی... یقیناً وہ خوش تھا کہ شومیز کو گاؤں یا یہاں کے کسی بھی طرح

....کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کر رہا تھا

" ... لیکن اگر وہ واپس جاتا تو بھی ہمارا ہی نقصان ہے "

سجاد کی آنکھوں میں کچھ تھا... کیا تھا؟ وہ کوئی نہیں جان سکتا تھا۔

" .....وہ نقصان مجھے نقصان نہیں لگتا "

ابھی علی شاہ کے منہ میں ہی بات تھی کہ اس کی بولتی داخل ہونے والے شخص کو دیکھ کر بند ہو گئی.... پنڈال میں آدھے لوگ آ چکے تھے... لیکن مہمان خصوصی نہیں آیا تھا.... ابھی جو شخص داخل ہوا تھا اس نے سفید رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا سلور رنگ کے کفلنگز، بال جل سے کھڑے کیے ہوئے چال میں شاہوں کا انداز

.... لیے وہ چل کر اپنے باپ کی طرف جا رہا تھا

"ہاں سچ کہا وہ یہاں کے معاملات میں دخل نہیں دے رہا وہ تو سب بدل رہا ہے۔ "

سجاد کی بات میں طنز واضح تھا جبکہ علی شاہ شومیز کو دیکھ کر خاموش ہو گیا تھا جو اب اپنے باپ کے ساتھ والی

.... کرسی پر براجمان ہو چکا تھا

چند لمحے بعد ہی انہیں اطلاع دی گئی کہ مہمان خصوصی تشریف لا رہے ہیں شناور شاہ اٹھا اور ساتھ ہی شومیز بھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے اٹھا... باپ کے ساتھ چل کر وہ پنڈال کے داخلی دروازے تک آیا تھا... ان کے

.... ساتھ دو نوکروں نے پھول اٹھائے ہوئے تھے جو انہوں نے آنے والے مہمان کو پیش کرنے تھے

شومیز بیٹا تم آج پاکستان کے فیڈرل ہیلتھ منسٹر سے ملو گے... آج کی دعوت انہی کی کامیابی کی خوشی میں "

"....رکھی گئی ہے ان پر کرپشن کا الزام لگا تھا اور اللہ کے فضل سے وہ جھوٹا ثابت ہوا

شناور شاہ اپنے چشم چراغ کو آج کی دعوت کا اصل مقصد بتا رہے تھے.... شومیز اپنے سفید چہرے پر مسکراہٹ لیے کھڑا ان کی بات سن رہا تھا جو انگریزی میں اسے بتا رہے تھے۔

چلیں امید ہے ان سے مل کر خوشی ہو گی۔" شومیز کا جواب اردو میں سن کر شناور شاہ کے منہ پر معنی خیز" .... مسکراہٹ آئی

اب وہ آنے والے مہمان کی جانب متوجہ تھے جو بہت ہی پروٹوکل کے ساتھ اتر چکے تھے اور اب پنڈال کے داخلی دروازے پر پہنچ چکے تھے..... ان کو بہت شاندار طریقے سے خوش آمدید کہا گیا.... منسٹر صاحب کو پھول شومیز نے پیش کیے جبکہ باقی ان کے ساتھ لوگوں کو بھی پھول پیش کیے گئے سجاد اس وقت جل چکا تھا.... آخر اس کے ساتھ ہی ایسا کیوں؟ جب تک شومیز نہیں آیا تھا یہ جگہ اس کی تھی تایا جان اسے سب سے آگے کرتے تھے اب اس کے آتے ساتھ ان کے بھی رنگ بدل گئے... اس کا دل تھا یہاں سے چلا جائے لیکن ایسا کرنا بھی اس کے لیے ممکن نا تھا.... اگر ایسا کرتا تو اسے بدتہذیبی سمجھا جاتا... اب منسٹر صاحب براجمان ہو چکے تھے.... میڈیا کے لوگ بھی وہاں موجود تھے.... شیشے کی میز کے گرد سفید رنگ کے صوفے لگے تھے.... وہاں منسٹر صاحب کے ساتھ شناور شاہ اور علی شاہ بیٹھے تھے... جبکہ شومیز اور سجاد منسٹر کے ساتھ آئے باقی لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے... کبھی کوئی بڑا زمیندار آتا اور منسٹر صاحب کو مبارک .... دے کر جاتا تو کبھی کوئی آتا.... بہت سے سیاسی لوگ بھی وہاں موجود تھے

"...کافی اچھا انتظام کیا ہے"

...منسٹر صاحب کے ساتھ آئے ہوئے ایم این نے انتظامات کو دیکھتے ہوئے کہا

"شاہ اپنی ہر تقریب ایسے ہی کرتے ہیں۔"

سجاد شاہ نے مغرور سے انداز میں جواب دیا.... جبکہ شومیز کے کانوں میں بلیو ٹوتھ لگا تھا اور موبائل پر وہ .... ہونے والی گفتگو کا ترجمہ سن رہا تھا.... اب تو اس کو بہت حد تک اردو آچکی تھی

____

دوسری طرف عورتوں کا انتظام شاہوں کے لان میں کیا گیا تھا... وہاں گاوں کی کوئی عورت موجود نہیں تھی... وہاں بھی ائیر کنڈیشن ٹینٹ لگائے گئے تھے جو زیادہ بڑے نا تھے.... لیکن انتظام اندر سے بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ باہر ڈیرے میں تھا.... منسٹر کی زوجہ محترمہ بھی تشریف لائیں تھیں.... نا صرف زوجہ بلکہ والدہ بھی شامل تھیں... ان کے ساتھ بھی نوکروں کی ایک اچھی خاصی تعداد تھی... ان کو خوش آمدید بڑی ... حاجن اور چھوٹی حاجن یعنی سجاد کی والدہ عمارہ نے کیا تھا

اور اب عورتوں میں معمول کی باتیں چل رہی تھیں... رجو کو اب کوئی کام نہیں تھا... نا ہی حویلی کی کسی نوکرانی کو کام تھا.... آج کھانا پیش کرنے کے لیے بھی عورتیں ہی موجود تھیں... حویلی میں مردوں کو آنے کی اجازت نہیں تھی... کالی اور سفید یونیفارم میں ویٹرز وہاں موجود تھیں... انا نے آج پاکستانی لباس زیب تن کیا ہوا تھا جو عمارہ نے دلکش کے ہاتھوں بھیجوایا تھا.... اس طرح کی دعوت وہ پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی...

دلکش رباب کے ساتھ ہی انا بھی موجود تھی.... رجو بھی وہاں موجود ایک ٹیبل پر بیٹھی انا کو گھور رہی

تھی.... جس نے ہرے رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی ...

"کون ہے یہ؟ کیا رشتہ ہے شاہ کے ساتھ؟ اگر شاہ کی محبوبہ تو مجھ سے نکاح کیوں؟ آخر کیا کر رہا ہے شومیز

شاہ؟"

زینب نے رجو کو سوچوں میں گم دیکھا تو اس کے سامنے چٹکی بجائی...

"کہاں گم ہے؟ دیکھو تو صحیح کتنا خوبصورت انتظام کیا ہوا..."

وہ آنکھیں پھاڑے ہوئے ارد گرد دیکھ رہی تھی..... رجو نے کالا لان کا سادہ سوٹ پہنا ہوا تھا... سفید رنگ کا

دوپٹہ تھا جس پر شیشے لگے ہوئے تھے.... دوپٹہ گلے میں پھیلایا ہوا تھا....

"وہ دیکھ سامنے منسٹر کی بیوی بیٹھی ہے.... اس کے کپڑے دیکھ.. بال دیکھ اس کے....."

زینب منسٹر کی بیوی پر تبصرہ کر رہی تھی جبکہ رجو ابھی تک اپنے سوالوں کے جواب ڈھونڈنے میں مصروف

تھی... جو شاید اسے کبھی نا مل پائیں....

"ہم اپنی بیٹی عالیہ کا رشتہ آپ کے بڑے بیٹے شومیز کے لیے پیش کرتے ہیں۔"

منسٹر رضا کی بات پر شاور شاہ نے ان کو مسکرا کر دیکھا....

"ہم آپ کے مشکور ہیں رضا صاحب لیکن... شومیز کا رشتہ تو نہیں البتہ اپنے بھتیجے سجاد شاہ کا رشتہ میں آپ

"..کے سامنے پیش کرتا ہوں

شاور شاہ کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس بات سے پہلے سے ہی واقف ہو.... رضا صاحب نے ایک نظر سجاد کو دیکھا

... جس کریمی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا... خوبصورت نوجوان

" .... ہمیں یقنا کوئی مسلۂ نہیں ہو گا "

رضا صاحب کی بات پر علی شاہ بھی بہت خوش ہوئے..... سب کو ہی اس رشتے کی تجویز بہت پسند آئی

..... تھی... رضا گیلانی بہت اچھے سے جانتا تھا کہ ان سے رشتہ کرنے کا مطلب ہے خود کو مزید مضبوط کرنا

" ... پھر ہماری طرف سے رشتہ پکا سمجھیں "

شاور شاہ نے مسکراتے کے ساتھ جواب دیا..... یقنا یہ دعوت جس مقصد کے لیے رکھی گئی تھی وہ پایا تکمیل کو پہنچ چکا تھا... اور اس رشتے کا اعلان بھی کر دیا گیا تھا.... شومیز نے سجاد کو مبارک باد پیش کی.... سجاد شاہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ اس کا رشتہ آج تہہ ہونا ہے..... اس لیے اس کو یہ بات نئ معلوم نا ہوئی جبکہ شومیز کے

..... لیے نئ تھی

.... عورتوں میں بھی رشتہ پکا ہونے کی خبر پھیل چکی تھی

____

چلو اب نئے کام مل جائیں گے پہلے حویلی میں کام کم ہوتے ہیں جو اب یہ شادی آ رہی رشتہ پکا ہونے پر اتنے "

" ...انتظامات کیے گئے تو شادی پر تو

رجو غصے سے بیٹھی شاہوں کے انتظامات کو کوس رہی تھی...اس تک بھی خبر آچکی تھی....سب میں مٹھائی تقسیم کی گئی... گاؤں میں بھی مٹھائی بھیجوانے کا کہا گیا....

رجو تم اور زینب اور ساتھ راشدہ کو کے لینا تم سب نے گاوں کے ایک ایک گھر میں مٹھائی پہنچا کر آنی "

" ....ہے.... آؤ ڈبے تیار پڑے ہیں

...بینا نے ان سب کو وہاں سے اٹھایا

....رجو ناگواری سے اٹھ کھڑی ہوئی وہ جانتی تھی اسے یہ کام کرنا تو تھا ہی

"مطلب ادھر شادی ہو گی؟ "

انا نے مٹھائی کی وجہ پوچھی تو دلکش نے اسے بتایا.... دلکش ابھی بھی اسے شومیز کی دوست ہی تصور کر رہی تھی... وہ اس سے زیادہ سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی جبکہ رباب اس کے کسی سوال کا جواب نہیں دیتی تھی...

"...ہاں شادی ہو گی... میرے بھائی کی شادی "

دلکش نے وضاحت کی.... تمام عورتیں خوش تھیں.... کھانا لگایا جا رہا تھا... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی کی شادی کا کھانا ہو.... رجو تو اب بینا کے ساتھ مٹھائی کے ڈبے اٹھانے چلی گئی تھی....

"بینا تیرا دماغ ٹھیک ہے؟ اپنے ڈبے تے اووی کلو کلو والے...تے اسی تین بس؟ "

....رجو نے مٹھائی کے ڈبوں کو دیکھتے ہوئے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جہاں ڈھیر لگا پڑا تھا

ایک اور کو ساتھ ملا لو.... اور دو دفعہ چکر لگا لینا.... پہلے دور کے گھروں میں دے آنا اور پھر نزدیک کے "

"... گھروں کے لیے دوبارہ لے جانا

"... او بہن انج (ایسے) کہہ بار بار چکر لاندیاں (لگاتی) رہنا "

....رجو نے اسے منہ چیڑاتے ہوئے کہا.... جبکہ بینا اس کی کام چوری پر افسوس کرتی باہر نکل گئی

"چلو کڑیوں (لڑکیو!) کام تے لگ جاؤ شاہو اں دی روٹی تے ویسے ہی حرام ہے اپنے تے۔ "

....رجو نے چند ڈبے اٹھا لیے.... لیکن بھاری کافی ہو گیا تھا سب نے بیس بیس ڈبے اٹھا لیے تھے

".... تم لوگ چلو میں کسی ایک اور کو ساتھ لے کر آتی ہوں "

زینب اور راشدہ آگے نکل گئیں.... جبکہ رجو ابھی حویلی میں ہی چکر لگا رہی تھی کہ کوئی فارغ مل جائے.....

لیکن اس کو کوئی بھی اور لڑکی فارغ با ملی ہر کوئی کہیں نا کہیں مصروف تھیں..... سب باہر ہی موجود تھیں...

حویلی کے اندر کوئی بھی نا تھی.... وہ دوبارہ کیچن میں آئی... اور بیس ڈبے اٹھا لیے.... کافی وزن تھا.... لیکن

وہ جلد سے جلد کام ختم کرنا چاہتی تھی.... ابھی کیچن سے باہر قدم ہی رکھا تھا کہ شومیز شاہ سے سامنا

ہو گیا.... ایسے لگ رہا تھا جیسے ابھی ابھی اندر آیا ہو.... اور ایسا ہی تھا... شومیز نے رجو کو دیکھا اور رجو نے

...اس کو آنکھوں دو چار ہوئیں تو شومیز نے آنکھیں چورالیں جبکہ رجو چل کر اس کے پاس آئی

".... دیکھو اپنے نکاح کی مٹھائی بانٹنے جا رہی ہوں "

رجو نے اس کے قریب آکر آہستگی سے کہا تھا.... اگر وہاں کوئی موجود بھی ہوتا تو نا سن سکتا... جبکہ ایک تلخ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتی ہوئی وہ حویلی کے ہال والے دروازے سے باہر نکل گئی.... جبکہ شومیز اس کی تلخی پر مسکرایا.....

____

رجو آج بہت تھکی تھی حویلی میں مہمانوں کے جانے کے بعد بھی اسے بہت سے کام کرنے پڑے تھے...

...اب تو وہ بس جلد سے جلد گھر جانا چاہتی تھی کام کی شدت کی وجہ سے بہت تھک چکی تھی

آج تو بے بے کو کہنا مجھے تین چار دن منجی (چارپائی) سے نا اٹھائے... ادھر تو کسی کو خدا کا خوف بھی نہیں "

"...کوئی بھیڑ بکریوں سے ایسے کام لیتا ہو گا

رجو سوچتے سوچتے باہر ہال سے باہر قدم رکھنے ہی لگی تھی شومیز سے پھر سے سامنا ہوا.... آنکھوں میں نفرت... اور غصے کے جذبات لیے رجو نے اسے گھورا.... شومیز اس کی جانب متوجہ نہیں تھا.... وہ موبائل میں مصروف سے انداز میں اوپر چلا گیا....

"....ہاں اب تو دیکھتا بھی نہیں ہے "

رجو کو مزید غصہ چڑھا.... نجانے کیوں بے ساختہ اس کے قدم اوپر کی جانب اٹھے.... رجو محتاط قدم اٹھاتی اب شاہ کے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑی تھی.... ابھی ابھی ہی وہ اندر داخل ہوا تھا اور دروازہ آدھ کھلا چھوڑ دیا تھا.... رجو چھپ تھوڑا سا آگے کو ہو اندر کا منظر دیکھنے لگی.... اس کے شاہ کہیں نظر نہیں

آیا.... کہاں گیا؟ ایک لمحے میں غائب ہو گیا..... کسی نے بجلی کی تیزی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور کھینچ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا.... ہکا بکا وہ اس چند لمحے پہلے ہونے والے عمل کو سمجھنے سے قاصر اسے دیکھے گئی... جس نے اب اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا....

"آئندہ.... کمرے میں آنے کی اجازت کی ضرورت نہیں جب دل چاہے آجایا کرنا...."

ایک ایک لفظ اردو میں لیکن انگریزی لہجے میں ادا کرتے ہوئے اب وہ اسے دیکھ رہا تھا جو نادم سی کھڑی تھی.... سر تو نہیں جھکا ہوا تھا البتہ نظریں جھکی ہوئیں تھیں.... کیا ضرورت تھی یہاں آنے کی؟ اب شاہ کو موقع مل گیا مجھے بے عزت کرنے کا....

"وہ... وہ میں.... وہ میں... تو بس جانے لگی تھی کھو پہ..... پر پھر...."

اس کو الفاظ نہیں مل رہے تھے کہ اپنی بات مکمل کر سکے.... شومیز نے اپنے چہرے پر آنے والی مسکراہٹ کو چھپایا....

"ہاں لیکن کافی رات ہو گئی ہے ابھی مت جاؤ...."

شومیز کی آواز کانوں میں پڑتے ہی رجو نے اسے گھور کر دیکھا..... اور نجانے کیوں کمر پر ہاتھ رکھ لیے....

"واہ واہ.... اب مجھے رات کے اندھیرے سے کیا ہونا؟ اب کوئی اور شاہ تو اٹھا کر نک....."

اس کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا گیا تھا.... رجو کی آنکھوں میں خوف دوڑنے لگا تھا.... وہ شومیز کو دیکھ رہی تھی جبکہ شومیز نے مسکراتے ہوئے نفعی میں سر ہلایا... کتنا ڈھیٹ تھا یہ شخص؟ کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا... کچھ

بھی کہہ لو مسکرا دیتا.... لیکن ابھی اس کو خوف آ رہا تھا... شومیز شاہ اس کے اتنا قریب.... لیکن اگلے ہی لمحے یہ خوف بھی دور ہو گیا تھا.... اس نے ہاتھ ہٹا لیا تھا اور اس سے دور ہو کر کھڑا ہو گیا اپنی کالی آنکھوں سے اس کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا....

"کتنی معصومیت تھی اس لڑکی میں...."

اس نے دل میں سوچا.... پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا...

"چلو میں چھوڑ آؤں؟"

شومیز کی بات سن کر وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی.... وہ جو اس کے ساتھ ایک لمحہ بھی گزارنا پسند نہیں کرتی تھی وہ اسے کہہ رہا تھا میں تمہیں چھوڑ آوں.... اور اب اگر کسی نے دیکھ لیا تو؟ رجو کی سوالیہ نظریں اس کی سمجھ میں آ چکی تھیں...

"ٹینشن نا لو.... کوئی... نہیں... دیکھے گا..."

پہلے جملے انگریزی میں دوسرے اردو میں توڑ توڑ کر بولتے ہوئے اس نے رجو کو تسلی دی کہ فکر مت کرے کوئی نہیں دیکھے گا ان دونوں کو... رات کے تقریباً گیارہ کا وقت تھا.... سب لوگ سو چکے ہونگے... لیکن یہ گاوں تھا... وہ بھول گیا تھا... یہ ایڈنبرا نہیں تھا جہاں وہ دن دھاڑے بھی لڑکی کے ساتھ نکلے گا تو کوئی نہیں دیکھے گا....

"نہیں میں چلی جاؤں گی...."

رجو نے منع کیا.... دل منع کرنے کو نہیں تھا.. نجانے کیوں شاہ نے انتاسب کر دیا پھر بھی وہ شاہ کے بارے میں برا نہیں سوچ پا رہی تھی.... شاہ اس سے زبردستی نکاح کر رہا تھا.... لیکن جب ابا کے اس نے آنسو دیکھے تھے تو اس نے قبول کرتے وقت دل و جان سے اس رشتے کو مانا تھا.... وجہ جو بھی تھی اس کا ابا راضی تھا....

....وہ یہ بھی جانتی تھی کہ شاہ نے اپنی طاقت کا استعمال کر کے ابا کو راضی کیا نہیں تو وہ کبھی نا ہوتے

''ٹھیک ہے۔ ''

وہ شانے اچکاتے ہوئے بیڈ کی دوسری جانب گیا اور اپنی گھڑی اتار کر رکھنے لگ گیا.... رجو کو شدید قسم کا غصہ آیا.... آخر کیا تھا اگر وہ اسرار کرتا کہ نہیں تم میری بیوی ہو میرا فرض بنتا ہے میں چھوڑ کے آتا ہوں لیکن نہیں یہاں تو کسی کو خاص فرق ہی نہیں پڑتا تھا.... دل کیا کوئی چیز اٹھا کر شاہ کے سر پر دے مارے... لیکن ابھی اتنی ہمت نہیں آئی تھی.... رجو نے مڑ کر غصے سے دروازہ کھولا... اور اتنی زور سے بند کیا کہ ساتھ والے کمرے میں بھی آواز گئی.... شومیز نے ایک نظر دروازے کو دیکھا.... اور دیکھ کر نفعی میں سر ہلایا....

.....اس کو یہ امید نہیں تھی

____

رجو نے ابھی گاوں کی دہلیز سے باہر ہی قدم رکھا تھا ہر طرف اندھیرا اندھیرا چھایا ہوا تھا اگر پہلے کی طرح

....رجو ہوتی تو شاید اب تک ڈیری فارم پہنچ چکی ہوتی... لیکن وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہی تھی

کتنا عجیب شخص ہے؟ زبردستی نکاح کر لیا.... لیکن کسی حقوق کا مطالبہ نہیں کیا.... ہاں کر بھی کیسے سکتا ''

"....ہے؟ حویلی میں پتا لگ جائے اور اس کی عزت خراب ہو جائے

رجو کے دل میں جو اس کے نرم گوشا پیدا ہو رہا تھا اس نے اس کو اپنے ہی جواب سے دفن کر لیا.... سڑک کے ارد گرد فصلیں لگیں تھیں.... آج چاند بھی آدھا ادھورا لگ رہا تھا.... چلتے چلتے ایک دم سے اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا.... وہ کرنٹ کھا کر مڑی اور اس سے پہلے کہ چیختی کسی نے اس کے منہ پر دوبارہ سے ہاتھ رکھ لیا تھا.... اندھیرے میں وہ چہرے کو پہچان نا سکی لیکن وہ ہاتھ.... اس کا لمس.... وہ یقیناً وہی تھی.... چاند کی ہلکی روشنی ایرج کے چہرے کو نمایاں کر رہی تھی جبکہ مخالف کے چہرے پر وہ روشنی نہیں پڑ رہی تھی.... اس کا وجود ابھی بھی اندھیرے میں تھا.....

"....ایرج میں ہوں شومیز"

"....پہچان لیا میں نے آدھے انگریز شاہ"

.....جب اس نے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹایا تو رجو نے فوراً سے جواب دیا

رجو کا جواب سن کر وہ بے ساختہ مسکرایا... لیکن رجو دیکھ نا سکی.... اب دونوں دوبارہ مڑ چکے تھے.... رجو نے بھی اسرار نہیں کیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ نا جائے....

....کچھ دیر تو خاموشی سے دونوں چلتے رہے..... لیکن رجو سے یہ خاموشی برداشت نہیں ہو رہی تھی

"باتیں کرو مجھ سے... میرے کولوں (سے) نہیں چپ رہیا (رہا) جاندا (جاتا)"

رجو نے جب بولا تو شومیز کو ترجمے میں بھی سمجھ نا آیا کیونکہ وہ پنجابی بول رہی تھی۔

"... اردو بولو "

.... شومیز نے ایک دم رک کر کہا

رجو نے اس کے کانوں میں لگے ائیر پوڈز دیکھے جو اس کے مڑنے پر چاند کی روشنی میں نظر آئے تھے.... اس کا قد شومیز سے چھوٹا تھا.... وہ چھ فٹ کا اور وہ پانچ فٹ دو انچ کی.... اس نے پاؤں تھوڑے اوپر اٹھا کر اس کے کانوں سے اس کے ائیر پوڈز نکال دیے..... شومیز تو اس کے اس عمل پر دنگ رہ گیا تھا....

"یہ ٹوٹیاں (ائیر پوڈز) اتارو گے تو سنے گی میری بات۔ "

.... رجو نے ائیر پوڈز اس کے اتار کر اس کے ہاتھ میں رکھ دیے

شومیز نے اب اسے ٹھہر کر غور سے دیکھا.... اندھیرے میں اسے دیکھائی نا دی... لیکن وہ اس لڑکی پر حیران تھا.... کتنی دلچسپ حرکتیں کرتی تھی ....

"... لڑکی... مجھے سمجھ نہیں آئے... گی "

.... بمشکل اس نے سوچ سوچ کر بولا تھا

".... ہاں تو اب اردو سیکھ لو... پنجابی بھی سیکھ لو.... پنڈ میں انگریزی کسی کو نہیں آنی "

.... رجو نے اب اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا ان کی رفتار بہت آہستہ تھی

رجو اب تیز تیز قدم اٹھانے لگی تھی... اس کے دل میں ڈر بیٹھا ہوا تھا کہ اگر کسی نے دیکھ لیا تو؟ آخر کو شاہ کو کسی نے کیا کہنا؟ سارا الزام اسی پر آ جانا تھا ....

ڈیری فارم کے داخلی دروازے سے ہی شومیز پیچھے کو ہٹ گیا.... جبکہ رجو اندر چلی گئی اس کے دل کی دھڑکن بہت تیز تھی....وہ جتنی بھی کوشش کر رہی تھی کہ شومیز شاہ سے دور رہے وہ اس کی باتوں میں اتنا ہی آ رہی تھی... کیا تھا اگر وہ اس کے کمرے کے پاس نا جاتی وہ مر تو نہیں سکتی تھی..... لیکن شومیز شاہ کا اتنا نرم رویہ اسے بار بار اس کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر رہا تھا.....

____

بارہ دری میں پتھر کی بنچ پر وہ بیٹھا اس آدھے چاند کو دیکھ رہا تھا تو آج اپنی روشنی زمین پر بکھیر میں کنجوسی کر رہا تھا.... لیکن وہ چاہ کر بھی آج زمین کو روشن نہیں کر سکتا تھا....

"بس ایک امید ہی کی جا سکتی ہے کہ یہ چاند جلد پوری دنیا کو روشن کرے گا..."

شومیز نے دل میں سوچا.... اس کو کسی کا سایہ محسوس ہوا.... کوئی تھا جو اس کے پیچھے کھڑا تھا... اس نے مڑ کر دیکھا.... ہرے لباس میں کھڑی وہ لڑکی اسے دیکھ رہی تھی....

"انا تم؟ آؤ بیٹھو۔"

شومیز نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کو کہا.... وہ بھی اس بنچ پر چند فاصلے پر بیٹھ گئی.....

"میں جب سے یہاں آئی ہوں مجھے ایسے لگتا میں نے غلطی کر دی.... تم تو ایک منٹ میرے پاس بیٹھنا گوارا نہیں کرتے..."

"اسی لیے کہتا ہوں واپس چلی جاؤ...."

.... شومیز نے بغیر کسی تاثر کے جواب دیا

"تمہیں لیے بغیر نہیں جاؤں گی.... جولیا سے وعدہ کر کے آئی ہوں تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گی۔"

بھول جاؤ انا... ممکن نہیں بہتری اسی میں ہے کہ تم واپس چلی جاؤ.... اور ویسے بھی یہاں تمہیں کسی نے "قبول نہیں کرنا.... ابھی میرے بابا آئے ہیں ابھی ان کو شاید تمہارا پتا نہیں چلا یا شاید چل گیا ہو لیکن مجھ سے "....بات نا کی ہو

....وہ لمحے بھر کو ٹھہرا

".... میں یہ گاوں چھوڑ کر کبھی واپس نہیں آؤں گا"

".... یہی بات تم ایڈنبرا کے بارے میں بھی کرتے تھے پر تم نے چھوڑ دیا"

....انا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے

ایڈنبرا سے میری خوبصورت یادیں وابستہ ہیں میں چاہ کر بھی ان یادوں کو دفنا نہیں سکتا... لیکن یہاں میرا "
".... آنے والا کل ہے

شومیز نے حویلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا.... لان میں دور پڑی کرسیاں خالی تھیں... شومیز ان کو دیکھ رہا تھا.... وہاں کسی کا سایہ پڑا تھا یقینا حویلی کے ہال والے دروازے پر کوئی تھا یعنی کوئی باہر آیا تھا لیکن اب کہاں گیا کون تھا؟ کیا انا اور شومیز کی باتیں سن رہا تھا؟ شومیز نے سر جھٹکا اور انا کی طرف متوجہ ہوا جو کب سے اسے .... سمجھا رہی تھی

"....دیکھو انا بہتر ہے تم واپس چلی جاؤ ایڈ نبر اجو لیا کے پاس"

شومیز نے اب دوٹوک لہجے میں کہا سختی نہیں تھی لیکن فیصلہ اٹل تھا....انا کچھ نا کہہ سکی بس خاموشی سے اٹھ گئی....

صبح کے وقت رجو حویلی پہنچی تو اسے اطلاع دی گئی کہ اس کو دلکش بی بی نے بلایا ہے....وہ بہت خوف زدہ ہو چکی تھی...کہیں دلکش بی بی جی کو پتا تو نہیں چل گیا کہ میں؟اب وہ میرے ساتھ کیا کریں گی؟سب کو بتا دیں گی؟میری تو یہاں لاش ملے گی کل....اب کیا کروں؟شاہ تو مجھے نہیں بخشیں گے.....وہ دل ہی دل میں سوچتی ہوئی اپنے دوپٹے کی پلو کو مڑوڑتے ہوئے دلکش کے کمرے کی طرف جا رہی تھی سیڑیاں چڑھتے ساتھ ہی دلکش کا کمرہ تھا اس کے بعد رباب کا کمرہ تھا ساتھ اس کے آگے عمارہ اور علی شناور کا کمرہ تھا....بلکل اسی کے ساتھ شومیز کا کمرہ تھا....اس کو ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں کل دلکش نے اسے شومیز کے کمرے میں تو نہیں دیکھ لیا؟یہ سوچتے سوچتے وہ دلکش کے دروازے کے باہر پہنچ چکی تھی...دل چاہ رہا تھا یہی سے واپس مڑ جائے لیکن ڈرتے ڈرتے اس نے ناپ ڈور پر ہاتھ رکھا....

"....اللہ کرے بی بی جی ہوں ہی نا"

اس نے ڈرتے ڈرتے تھوک اندر نگلا اور کھولا دروازہ سامنے ہی بیڈ پر دلکش بیٹھی تھی.....رجو چل کر ڈرتی ڈرتی اس کے پاس گئی....

”اب ڈر کیوں رہی ہو؟ میں سب جان گئی ہوں۔ “

“ ....ہاں رجو میں سب جان گئی ہوں “ ـــــــــــــــــــــــــــــــــ

رجو اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی....ڈر تھا کہ اس کے اندر تک سرایت حاصل کر چکا تھا لیکن وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی..... دلکش کا لہجہ سخت نہیں تھا وہ اس بات سے حیران ہوئی تھی..... جبکہ اس کو سب .....پتا لگنے کے بعد دلکش کو چاہیے تھا کہ رجو کا چہرہ بھی نا دیکھتی اور سب کو بتا دیتی

”وہ یہاں شومیز کو واپس لے جانے آئی ہے۔ “

دلکش کی اگلی بات پر رجو نے چونک کر اس کو دیکھا وہ کس بارے میں بات کر رہی تھی؟

”کون؟ “

....بے ساختہ اس کے منہ سے نکل گیا

وہی انا....میں اسی کی بات کر رہی ہوں....میں جانتی ہوں تم چاہ کر بھی اس کے بارے میں پتا نہیں لگا سکی “

“ ....اسی لیے تم مجھ سے ڈر رہی ہو.... لیکن رجو ڈرو نہیں

.....رجو کی اب سانس بحال ہوئی تھی....کچھ دیر پہلے تو اسے لگ رہا تھا وہ مر جائے گی

اللہ ان کا راز فاش کرنا چاہتے تھے جو ہو گیا....میں حیران تھی اس لڑکی کی بات سن کر وہ شومیز سے اس “

”....طرح ضد کر رہی تھی جیسے دوستی کا نہیں کوئی گہرا رشتہ ہو

رجو دلکش کی باتوں سے گھبرا رہی تھی....انا آخر شاہ سے کہہ کیا رہی تھی؟

رجو ابھی تک ویسے ہی حیران و پریشان کھڑی تھی جبکہ دلکش اب بیڈ کے کنارے آچکی تھی اور اپنی چپل پہن کر اس انداز میں بیٹھ گئی جیسے ابھی اٹھنا ہو...

"وہ اس سے کہہ رہی تھی کہ واپس یو کے آجائے...."

رجو کو لگا پھر سے کسی نے اس کی گردن کو دبا کر اس کا سانس بند کر دیا ہے اگر شاہ واپس چلا گیا تو؟ اس کی زندگی کتنی بے یقین تھی؟

اس کو وہ کبھی بھی چھوڑ کر جا سکتا تھا.... لیکن رجو اس کا کیا؟ شاہ اس کو یہاں اکیلا چھوڑ کر چلا جائے گا؟ حویلی میں تو اس کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتا...

"لیکن...."

دلکش کے لیکن پر وہ دوبارہ متوجہ ہوئی.... اب دلکش کھڑی ہو چکی تھی.... اس نے رجو کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر گھومایا....

"لیکن شومیز نے جانے سے انکار کر دیا ہے۔"

دلکش کے چہرے پر خوشی تھی امید تھی.... لیکن رجو اس کو لگا اس کی دنیا جو چلتے چلتے رک گئی تھی اس کو ایک نئی امید دے کر پھر سے متحرک کر دیا گیا تھا....

"واقعی؟ شاہ نے یہی کہا؟"

....رجو کے لہجے میں بے یقینی تھی

"ہاں یہی کہا کیا تم خوش نہیں ہو؟"

.....دلکش نے اسے پھر سے پوچھا اس کی آنکھوں میں چمک تھی... لیکن رجو کی آنکھوں میں بے یقینی تھی

"ہاں میں خوش ہوں... میں بہت خوش ہوں۔"

.....رجو نے بے ساختہ کہا

"تو کیا وہ لڑکی واپس چلی گئی؟"

....رجو نے دوبارہ پوچھا

"مطلب؟"

.... مطلب اس کا کمرہ خالی تھا... میں نے اوپر آتے دیکھا تھا کمرہ بند تھا.... لیکن مجھے لگا کہیں باہر گئی ہو گی "

"

"ہاں وہ رات کو بھی شومیز کی باتوں سے کافی دُکھی تھی لگتا وہ چلی گئی ہے.... یا اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔"

.... دلکش نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا جیسے خدا کا شکر ادا کر رہی ہو

"میں دوبارہ دیکھتی ہوں۔"

رجو نے اس سے دور ہوتے ہوئے کہا.... اس وقت رجو بھول چکی تھی کہ دلکش اس کے سامنے کھڑی ہے

اس وقت اسے جو یاد تھا وہ بس یہ یاد تھا کہ شومیز نے اسے چنا اس گاوں کو چنا نا کہ ایڈ نبرا کو چنا نا ہی انا کو.....

....وہ الٹے قدم ہی باہر نکلی تھی اور نکلتے ساتھ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی نیچے جا رہی تھی تیز تیز چلتی وہ ان بل کھاتی سیڑھیوں سے نیچے اتر چکی تھی.....وہ انا کے کمرے کی طرف گئی.....اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن.... لیکن وہ سچ میں بند تھا....اس کی خوشی کا ٹھکانا نہیں تھا..... مطلب وہ سچ میں چلی گئی.....اس کے پاس سے زینب گزری تھی...زینب حویلی میں ہی رہتی تھی....اس نے اس کو روکا..چہرے پر گہری مسکان لیے اس نے پوچھا....

"یہ گولڈن کیڑی چلی گئی اے کی(کیا)؟"

زینب نے اسے ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی پاگل ہو۔

"کون کیڑی؟"

...رجو نے سر پر ہاتھ مارا

"ارے یہ انگریزنی"

"اچھا یہ....یہ تو آج صبح ہی چلی گئی تھی اور ساتھ شاہ بھی تو گئے ہیں۔"

....اس کی آخری الفاظ رجو کے ایسے لگے جیسے اس کے دل پر کسی نے ضرب لگائی ہو

"کون؟کون شاہ؟"

....رجو نے بے یقینی سے اس سے پوچھا آواز میں لڑکھڑاہٹ صاف ظاہر تھی

"شومیز شاہ اور کون سے شاہ"

....زینب اس کو سر سری سا بتاتی ہوئی آگے نکل گئی

" ....مطلب؟ شاہ چلا گیا "

....رجو نے خود سے سوال کیا

"نہیں... ایسے کیسے؟ وہ بھلا کیسے جا سکتا اے؟ "

رجو کے چہرے کی مسکان کی جگہ اب پریشانی نے لے لی تھی....رجو ویسے ہی سیڑھیوں کی جانب چل دی.....

کل وہ مجھے چھوڑنے گیا تھا....اس کو اپنا فرض پتا تھا....کل چاند بھی گواہ تھا اس کو میری پرواہ تھی اسی " لیے تو گیا تھا.... "

رجو کو اس کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا اور اب وہ بس زینب کی بات کو غلط ثابت کرنا چاہتی تھی.....وہ اوپر آ چکی تھی.... لیکن اب اس کے کمرے کی جانب جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی...

" زینب کی بات سچ ہو گئی تو؟ وہ چلا گیا تو؟ تو میرا کیا ہو گا؟ "

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ ڈر کو اپنے ساتھ لیے شاہ کے کمرے تک پہنچی....اس دل چاہا سب پہلے جیسا ہو جائے....وہ شاہ کی بیوی نا ہو بس اس حویلی کی ایک نوکرانی ہو.... جسے اس کے جانے آنے سے فرق ہی نا پڑتا ہو.... لیکن ایسا انسان صرف سوچ ہی سکتا کہ سب پہلے جیسا ہو جائے وقت کی قید میں زندگی ہوتی ہے....ایک بار جو ہو جاتا وہ قید ہو جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا...پہلے جیسا نہیں ہوتا...اس نے دروازہ

....کھولنے کی کوشش کی

" .... آئندہ.... کمرے میں آنے کی اجازت کی ضرورت نہیں جب دل چاہے آجایا کرنا "

.... شاہ کی آواز گونجی تھی.... لیکن کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر نہیں کھینچا تھا.... آج سب مختلف تھا

"شاہ تو بہت جلد اٹھ جاتے ہیں.... پھر کمرہ کیوں بند ہے ؟ "

اس نے دل میں سوچا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا.... ایک بار دو بار... تیسری بار.... اب اس کو زینب کی بات پر یقین آرہا تھا..... وہ بوجھل دل کے ساتھ واپس مڑی.... اس کو شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ شاہ کے ساتھ اس کا تعلق کتنا گہرا ہو چکا تھا.... وہ جو اس رشتے کو زبردستی کا رشتہ سمجھ رہی تھی ایسا تو بلکل بھی نہیں تھا... وہ تو راضی تھی وہ تو دل سے راضی تھی... اس کا نکاح کوئی زبردستی کا نکاح نہیں تھا..... زبردستی تو کوئی رشتہ نہیں جوڑتا.... تو یہ پاک رشتہ کیسے جڑ سکتا تھا... وہ تو وہاں بھی شاہوں کے ڈر سے منع کر رہی تھی.... اس کو احساس ہو رہا تھا کہ شاہ تو اس کو پہلی نظر میں ہی بھاہ گیا تھا.... اور اب ؟ اب کیا؟ شاہ اس کی باتوں میں آکر اس کو چھوڑ کر چلا گیا؟

" نہیں ایسے کیسے ممکن تھا؟ "

آنکھوں کے سامنے تھا سب کچھ.... پر دل تھا کہ ماننے کو تیار ہی نا تھا..... رجو نیچے آچکی تھی.... سامنے کیچن ...میں اسے بینا نظر آئی

" .....ہاں بینا "

....وہ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے اس کے پاس گئی

کیاہوارجو؟ "

"تیرا منہ کیوں اترا ہوا ہے؟

....بینانے اس کے چہرے پر پریشانی رقم دیکھ کر اس سے پوچھ لیا

"وہ میڈم چلی گئی؟ "

....رجونے جلدی سے پوچھا....اس نے انا کے کمرے کی طرف اشارہ کیا تھا

"ہاں وہ آج چلی گئی ہیں....کیوں تمہیں کیا ہوا؟ چہرے پر بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں؟ "

نہیں میرے چہرے پر کیوں بارہ وجنے (بجنے)؟ وہ تو میں صفائی کرنے گئی تھی کمرہ بند تھا اور اوپر شاہ کا بھی "

"بند تھا شاید سو رہا ہے۔

....رجونے خود کے جذبات پر قابو پاکر بہت مہارت سے اپنے چہرے کے تاثرات کو چھپاتے ہوئے پوچھا

"ہاں تو شاہ بھی ساتھ چلے گئے ہیں۔ "

بینانے شانے اچکاتے ہوئے کہا...اور اس کے بعد بینا کیا کہتی رہی اس کا دماغ سن نا سکا.....بس ایک بات

"گونجنے لگی" ہاں تو شاہ بھی ساتھ چلے گئے ہیں۔

بینا اس کو کام سمجھا رہی تھی....پر.....اس کا ذہن انہی جملوں میں الجھ گیا تھا....شاہ اس کو چھوڑ کر جاچکا

...تھا

مجھے لگتا ہے ہمیں سجاد کی شادی میں دیری نہیں کرنی چاہیے بہت اچھا رشتہ ہے.... ایک اعلی خاندان ہے "
"اور ہمارے دوستانہ تعلقات بھی کافی ہیں۔

شناور شاہ صوفے پر بیٹھے تھے ساتھ بڑی حاجن بیٹھی تھیں ان کے ساتھ صوفے پر علی شاہ بیٹھے تھے.... عمارہ کھڑی تھی جبکہ رباب اور دلکش کمرے میں ہی تھیں... اور شاہینہ سکول تھی... ہوتی بھی تو یہاں نا ہوتی۔

ہاں شناور ٹھیک کہہ رہا ہے.... منگنی کر دینی چاہیے مجھے کوئی اعتراض نہیں.... میری عدت پوری ہو ہی "
".... جانی ہے اب میرے بچے کی خوشی جلد سے جلد ہو جانی چاہیے

بڑی حاجن نے کہا.... ابھی حیدر شاہ کی وفات کو دو ہفتے مشکل سے ہوئے تھے.... اور اس طرح حویلی میں خوشی رکھی جاتی اس کا فیصلہ بڑی حاجن نے ہی کرنا تھا جو کہ وہ کر چکی تھیں... ان کو مسئلہ نہیں تھا مطلب
.... حویلی میں کسی کو مسئلہ نہیں تھا

"!ٹھیک ہے بی بی جان "

شناور شاہ نے ماں کو کہا.... ان کے اس جواب سے یقیناً سب خوش ہی ہوئے تھے اب جلد گھر میں خوشی دیکھنے کو ملنے والی تھی... سجاد شاہ یہاں موجود نہیں تھا.... نجانے کہاں تھا؟

" ... شومیز نظر نہیں آیا کل سے "

.. شناور شاہ نے پوچھا.... سوال عمارہ سے ہوا تھا

" .... اپنے کمرے میں ہو گا بھائی صاحب میں دیکھتی ہوں "

" .... نہیں رہنے دو.... آرام کرنے دو کل کافی تھک گیا ہو گا "

"تھک گیا ہو گا؟ کیا کیا تھا اس نے؟ "

... علی شاہ نے طنزیہ دل میں سوچا

"بی بی جان پھر آپ کا کیا خیال ہے؟ سجاد کی منگنی کی تاریخ کیا ہونی چاہیے؟ "

علی شاہ نے والدہ کی طرف چہرہ کرتے ہوئے پوچھا.. عمارہ اب کیچن کی جانب چلی گئی تھی۔

امامیہ جنتری لے آؤ.... وہاں نیک دن دیکھ لو جو آنے والے ہفتے میں نیک لگے بس وہی رکھ دینا باقی تم رضا "

" .... شاہ سے بھی پوچھ لینا.... ان کو کون سا دن مناسب لگتا ہے یہ کوئی عام منگنی نہیں ہونی

لہجے میں کچھ حد تک غرور تھا.... اور ان کی تقریباً ہر بات میں ہی غرور اور تکبر کی جھلک محسوس ہوتی

.... تھی

".... آپ نے کہہ دیا بس اب جلد سے جلد ہم منگنی کریں گے اور شادی بھی "

شناور شاہ یہ کہتے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی علی شاہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے.... اور دونوں آگے پیچھے

... باہر نکل گئے

"تجھے پتا سجاد شاہ کی منگنی ہونی اگلے ہفتے....پوری حویلی میں بات پھیل چکی ہے۔ "

رجو کا آج کوئی بھی کام کرنے کو دل نہیں تھا...ابھی بھی وہ کیچن میں منہ اٹھا کر کھڑی تھی...کوئی کام نہیں

....کر رہی تھی جبکہ زینب برتن دھو رہی تھی اور ایک نوکرانی سلاد کاٹنے میں مصروف تھی

"ہاں تو میں کیا کروں؟ "

....رجو نے روکھے انداز میں جواب دیا

"کیا ہوا ہے تجھے تو کیوں ایسے بول رہی ہے؟ "

....زینب نے اس سے سوال کیا وہ صبح سے ہی اس کا رویہ دیکھ رہی تھی جو کسی کے ساتھ بھی ٹھیک نہیں تھا

کچھ نہیں ہوا....اب مزید مجھ سے کوئی سوال نا کرنا...اور آج میں ابھی گھر چلی جاؤں گی...روز بینا مجھے "

"روک کر رکھتی ہے۔

....وہ کہتے ساتھ کیچن سے نکل آئی

"عجیب ہے...ہر وقت مذاق کرتی رہتی اور اب سب کو کاٹ رہی ہے۔ "

...زینب نے سر جھٹکا اور برتن دھونے لگ گئی

رجو کو حویلی سے نکلتے نکلتے بھی رات کے سات بج گئے تھے... اس نے صبح سے کام نہیں کیا تھا اور بعد میں بینا نے زبردستی اس سے کام لیا تھا بڑی حاجن کا ڈر دے کر... بوجھل دل کے ساتھ وہ واپس جا رہی تھی اس کے دل میں بہت سے سوال تھے جن کے جواب ابا کے پاس تھے... وہ ابا سے پوچھنا چاہتی تھی کہ کیوں اس کی زندگی ایک ایسے شخص کے ساتھ باندھ دی جو اسے چھوڑ کر چلا گیا جو اس گاوں کو چھوڑ کر چلا گیا.... کیوں؟ جس چیز سے وہ ڈرتی تھی وہی ہوا اس کے ساتھ.... شومیز نے اس کو چھوڑ دیا.... وہ گھر پہنچی تو بے بے روٹیاں پکا رہی تھی....

"بے بے ابا کدھر ہے؟"

رجو نے آتے ساتھ یہی سوال کیا... اس نے ابا کو ڈیرے بھی دیکھا تھا وہ وہاں بھی نہیں تھا اس نے سوچا ابا گھر ہو گا لیکن ابا وہاں بھی نہیں تھا...

"پتر تیرا ابا پانی لاون (لگانے) گیا ہے... آجائے گا ہنے (ابھی) تو روٹی کھا لے۔"

بے بے تاوے پر روٹی سیکتے ہوئے کہا...

"ابا کس طرف والی زمین میں گئے ہیں میں ادھر چلی جاتی ہوں بے بے۔"

رجو کی بے چینی بے بے سمجھ نا سکی...

"پتر اوپکی دے (کے) کول (پاس) والی زمین تے گیا اے؟"

رجو نے اس کے بعد بے بے کی کوئی بات نہیں سنی اور جلدی سے وہاں سے نکل گئی....

"میں آسکتی ہوں آپ کے کمرے میں ؟"

دروازے پر دستک دیتے ہوئے اس نے سوال کیا... سامنے شاہینہ بیٹھی تھی... ہاتھ میں کتاب لیے... وہ ... کتاب کے مطالعے میں محو تھی... رباب کی آواز نے اس کی توجہ اس کی جانب کی

"... آجاو میری بچی "

... رباب چل کر اس کے پاس آئی... اور بیڈ پر بیٹھ گئ

"کیا کر رہی تھیں ؟ "

رباب نے سوال کیا۔

"بس یہ پڑھ رہی تھی تم سناؤ کوئی کام تھا؟ "

شاہینہ اب اس کی جانب توجہ مرکوز کر چکی تھی اور کتاب بند کر دی شاہینہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی... .... اور یہ ہر وقت رہتی تھی

"آپ کتنی صبر والی ہیں۔ "

... رباب نے ان کے چہرے پر مسکان دیکھ کر کہا.... شاہینہ بے اختیار ہنس دی

" ... کس نے کہا "

" ... آپ کے چہرے کی مسکراہٹ نے کہا "

....رباب حسرت سے اس مسکان کو دیکھ رہی تھی وہ تو چاہ کر بھی ایسے نہیں ہنس سکتی تھی

"....اس کے پیچھے بھی بڑی وجہ ہے میری بچی "

"کیا وجہ ہے؟ "

.....رباب نے تجسس سے پوچھا

زندگی میں اکثر ایسے واقعات پیش آتے ہیں، جن میں انسان جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے اور غصے سے "رگیں پھڑکنے لگتی ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ فوری طور پر انتقامی کارروائی کی جائے، جیسا بھی ہو سکے سامنے والے کو اپنی برتری اور طاقت کا ایسا کرشمہ دکھایا جائے کہ دشمن طاقتیں ہمیشہ کے لیے زیر ہو جائیں، ممکن ہے اس سے ذہنی و قلبی سکون ملے

....وہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہوئی

... لیکن پھر بولی

مگر اسلام نے جذبات میں آکر کسی فیصلہ کی اجازت نہیں دی ہے، تمام ایسے مواقع پر جہاں انسان عام طور پر بے قابو ہو جاتا ہے، شریعت نے اپنے آپ کو قابو میں رکھنے، عقل سے کام کرنے اور واقعات سے الگ ہو کر واقعات کے بارے میں سوچنے اور غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے، جس کو قرآن میں "صبر" کہا جاتا ہے۔

"لیکن پھوپھو صبر کا خوشی سے کیا تعلق؟ "

رباب نے سوال کیا... اس اندر بھی تو غصہ تھا... دل چاہتا تھا وہ بھی اپنی برتری ثابت کرے لیکن وہ دلکش کے مقابلے میں ناہی ذہین تھی ناخوبصورت.... اس کو ہر وقت اس سے کم اہمیت ملی تھی بے شک وہ دادی .... جان ہوں یا اس کی والدہ بس پھوپھو تھیں جو ان دونوں کو برابر اہمیت دیتی تھیں

قرآن میں" صبر " مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے، بہت گہرا تعلق ہے میری بچی.... بہت گہرا.... "

اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ برائی کرنے والوں کی برائی اور بدخواہ لوگوں کے قصور کو معاف کیا جائے یعنی حاسدین اور دشمنوں کے تکلیف دہ کاموں پر غصہ اور اشتعال کے بجائے تحمل، بردباری اور برداشت سے کام لیا جائے، ارشادِ باری ہے: وَلَاتَستَوِیْ الْحَسَنَۃُ ولا السَّیِئَۃُ اِدْفَعْ بالَّتِی ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ، کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ، حَمِیمٌ، وَمَایُلَقّٰھَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْاوَمَایُلَقّٰھَا اِلَّاذُوْحَظٍّ عَظِیمٍ۔ (سورہ فصلت: ۳۴) اور بھلائی اور برائی برابر نہیں، اگر کوئی برائی کرے تو اس کا جواب اچھائی سے دو، پھر تو تیرے اور جس کے درمیان دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گا گویا دوست ہے ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے انھیں کو جنھیں صبر ہے اور یہ بات ملتی ہے اس کو جس کی بڑی قیمت ہے۔

اب دیکھو میری بچی بظاہر تو اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ برائی کا جواب بھی اچھائی سے دو.... اور یہ بھی بتایا گیا کہ کون لوگ ایسا کر سکتے ہیں وہ جو صبر سے کام لیتے ہیں... لیکن کیا سوچا اگر صبر کر لیا جائے تو ہمیں کیا کیا حاصل ہو سکتا ہے؟" شاہینہ نے اس کے طرف سوالیہ دیکھا جبکہ رباب نے نفعی میں سر ہلایا...۔

"اگر کوئی ہمارے ساتھ برا کرتا ہے اور ہم بھی اس کے بدلے اس کا نقصان کرتے ہیں تو ہمیں کیا ملتا ہے؟"

"سکون؟"

فوراً سے جواب آیا تھا۔

"کب تک کے لیے؟"

شاہینہ کے اب کی سوال پر رباب کو سمجھ نا آیا کیا جواب دے۔ آخر یہ سکون کب تک ملتا ہے؟

"وقتی سکون ہوتا ہے وہ میری بچی.... طنز کا جواب طنز سے دو گی تو سکون مل جائے گا لیکن وہ طنز کا تیر جو تم دوسرے پر چلاو گی... وہ تمہاری زبان پر زخم چھوڑ جائے گا.... اور اس زخم کا زہر تمہارے اندر اتر جائے گا... اور وہ زہر وہ زہر حسد کی صورت میں تمہارے اندر پروان چڑھے گا.... جو تمہیں اندر ہی اندر سے کھا جائے گا۔"

"پھوپھو میں اس سے حسد نہیں کرنا چاہتی لیکن آپ دیکھتی ہیں نا.... سب اس کو مجھ پر ترجیح دیتے ہیں... سب اس سے پیار کرتے ہیں مجھے غصہ آتا ہے... اور میں اس کو جواب دے کر تسلی محسوس کرتی ہوں۔"

"پھر ابھی بے چین کیوں ہو؟"

شاہینہ کے سوال کا اب بھی اس کے پاس جواب نہیں تھا....

"تم... صبر سے کام لو..... کوئی برا کہتا اس کو اچھا کہو..... کوئی تم پر طنز کرتا تم مسکرا دیا کرو... ایک دن آئے گا جب تمہیں لوگوں کی باتوں سے فرق نہیں پڑے گا.... لوگ تمہارے دوست بننا شروع ہو جائیں گے...

سب سے پیار سے مخاطب ہو سب کو عزت دو.. ایک بات یاد رکھو تم جو کسی کو دو گی اسی کی تمہارے پاس فروانی ہو گی... وہ سکون ہو یا بے سکونی ہو..... میری مسکراہٹ کا یہی راز ہے... مجھے لوگوں کی باتوں پر صبر کرنا آتا ہے... اور اب یہ وقت آ چکا کہ مجھے ان کی باتوں سے فرق ہی نہیں پڑتا... میں سکون میں ہوں "

"... پھوپھو مجھ سے صبر نہیں ہوتا..... میرا دل کرتا میں سب کی زبانیں بند کر دوں "

صبر کا بہت اجر ہے میری بچی... صبر کرو اجر وہ دے گا وَجَعَلْنَا مِنْـهُـمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا "

(24) صَبَـرُوْا ؕ وَكَانُـوْا بِاٰيَاتِنَا يُوْقِنُـوْنَ

اور ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے جب انہوں نے صبر کیا تھا، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین بھی رکھتے تھے۔ مؤمن کی زندگی کا وہ کون سا لمحہ ہے جس میں اس کو کسی نہ کسی طرح جسمانی اور روحانی اذیت و پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا ہو، تاریخ شاہد ہے کہ جس نے بھی ان تکلیف دہ مواقع میں صبر و تحمل سے کام لیا، اس کے لیے بعد میں راستے ہموار ہو گئے، کامیابی کی منزل قریب ہو گئی اور پھر بعد میں دشمنوں کے دل بھی بدل گئے بس تم بھی اسی ذات پر یقین رکھو وہ تمہیں اجر دے گا..."۔

....رباب نے پھوپھو کی کندھے پر سر رکھ لیا

پھوپھو شاید یہی وجہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے دَور کی تمام مصیبتوں کو مسکراتے " ہوئے قبول کر لیا، وہ عام راستہ جس میں ہر کسی کو چلنے کا اختیار تھا، جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو پتھر کی بارش برسائی جاتی، کانٹے بچھائے جاتے، تنگ کیا جاتا، جسمِ اطہر پر نجاستیں ڈالی جاتیں؛ بلکہ حرمِ مکی

جہاں عام چرند و پرند کو بھی سکون و اطمینان اور تحفظ کا یقین ہوتا ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سکون سے نماز پڑھنے کا موقع تک نہیں دیا گیا، ابو جہل کے اشارے سے بد بختوں نے آپ کی پشتِ مبارک پر اونٹ کی ناپاک اوجھڑی رکھ دی، یہ مخالفت کے دیوانے انسانی حدوں کو پار کر گئے اور آپ کی شرافت کو چیلنج کیا۔ کبھی آپ کو بیہودہ گالیاں دیں، کبھی جادوگر اور کبھی پاگل اور کبھی شاعر کہا اور ہزار طرح سے گستاخیوں اور بے ادبی کی وہ راہیں وضع کی گئیں جن سے غریب سے غریب اور کمزور سے کمزور تر انسان غصہ سے کانپ اٹھتا ہے؛ مگر نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر و تحمل سے کام لیا اور کبھی آپ نے ان باتوں پر برہمی تک ظاہر نہیں فرمائی۔"۔رباب کو وہ تمام مثالیں یاد آرہی تھیں جو اس نے کتابوں میں پڑھی تھیں.... جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کے بارے میں بتایا گیا تھا ......

طائف کا واقعہ کسے یاد نہیں ہے، بڑی تمنا کے ساتھ اہل مکہ سے تنگ آکر نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے " طائف کا سفر کیا کہ شاید وہاں کے لوگ کچھ موافقت کریں؛ مگر وہ لوگ چار قدم اور آگے نکلے، صرف گالی اور تمسخر پر اکتفا نہیں کیا گیا؛ بلکہ اوباشوں کے ذریعہ اتنے پتھر برسائے گئے کہ قدمِ مبارک خون سے بھیگ گئے، ضعف و کمزوری سے طبیعت بوجھل ہو گئی۔ آپ تھک کر جب بیٹھ جاتے تو زبردستی آپ کو اٹھایا جاتا اور پھر پتھروں کی بارش برسائی جاتی۔ اس عظیم حادثہ سے عرش پہ کہرام مچ گیا، عذاب کے فرشتے نازل کیے گئے؛ مگر نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تھا: اگر ان لوگوں نے ایمان قبول نہیں کیا تو مجھے امید ہے کہ ان کی نسلیں ضرور اسلام سے وابستہ ہوں گی، اس صبر و برداشت کی کیا دنیا مثال پیش کر سکتی ہے؟"

....شاہینہ نے اضافہ کیا

بلکل پھو پھو انہوں نے ہمیں صبر کرنا سیکھایا ہے... اور اس کے بعد فتح مکہ اللہ نے ان کو ان کے صبر کا اجر "
.... دیا... "۔شاہینہ مسکرادی

بلکل میری بچی فتح مکہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تلوار تک کا استعمال نا کرنا پڑا اور فتح ہو گیا.... بس "
صبر کے ساتھ اور اللہ پر یقین کے ساتھ کہ ایک دن وہ اجر دے گا زندگی کو مسکراتے ہوئے گزارتی رہو...
"ایک دن تمہیں ضرور اجر ملے گا.... سکون تو ضرور میسر ہو جائے گا۔

شاہینہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے پھیرتے کہا تھا.... شاہینہ جانتی تھی آج بھی اس کو کسی نے کوئی بات کر
.... دی ہو گی.... لیکن شاہینہ بہت مطمئن تھی کہ رباب اس کو سمجھ گئی تھی وہ صبر کی اہمیت کو سمجھ گئی تھی

رجو جب کھیتوں میں پہنچی تو ابا اس کو دور سے نظر آ گیا تھا... اس کا ابا نالے کے کنارے بیٹھا تھا اور اس کے پاس اوزار پڑا تھا جس سے زمین کھودی جاتی ہے وہ بھاگ کر ابا کے پاس جانا چاہتی تھی لیکن اس نے نالے کے کنارے چل کر جانا تھا اور اندھیرا ابھی تھا.... پھر بھی وہ تیز تیز قدموں سے چل کر ابا کے پاس آئی.... رشید
.... اس کو اس طرح دیکھ کر حیران رہ چکا تھا

"رجو پتر تو یہاں؟ "

....رجو بھی اب اس کنارے بیٹھ گئی تھی

"....ابا"

....رجو کی آواز روہانسی تھی

"کی (کیا) ہویا (ہوا) میری دھی؟"

....رشید پریشان ہو چکا تھا

"...اباشاہ جاچکاہے"

....اس کا دل تھا ابا کے کندھے پر سر کر رو دے... لیکن وہ ایسا بھی نا کر سکی

"کون ساشاہ پتر کون جاچکا؟"

"اباشومیز شاہ چلا گیا... وہ واپس چلا گیا جہاں سے آیا تھا... ابا وہ کیوں آیا تھا؟ اگر اس نے جانا تھا؟ کیوں اس

"....نے میرے سے

اس سے آگے اس سے بولا نہیں گیا.... وہ کہنا چاہتی تھی کیوں اس نے میرے سے نکاح کیا؟ اب وہ رو دی

.... تھی

....رشید اپنی لاڈلی بیٹی کی سسکیاں سن کر پریشان ہو گیا

"میری دھی تو رونا.... سب ٹھیک ہو جائے گا... دیکھنا ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"ابا کی ٹھیک ہو گا؟ وہ جاچکاہے... وہ بھی ان شاہوں جیسا ہے... اس نے مجھے اپنا کر ثابت کیا کہ وہ کچھ بھی

کر سکتا ہے.... اور پھر جا کر دیکھا دیا کہ وہ بھی ان جیسا ہے یہ بھی تو غرور ہی ہوا نا ابا... غرور کا مطلب دھوکا، تکبر کا مطلب بڑائی، تفاخر جتانا اور دوسروں کو حقیر جاننا ہے۔ مجھے حقیر ہی تو سمجھا میرے ساتھ کچھ (کچھ) وی (بھی) کر سکتا..."

....رجو سسکیاں لے لے کر رو رہی تھی

"رجو تو چپ کر ایک دن ان شاہوں کا غرور بھی مٹی ہو جائے گا... کیوں تو پریشان ہوتی ہے۔"

" ابا میری زندگی کتنی بے یقین ہو گئی وہ آئے گا مجھے اپنائے گا یا مجھے ترک کر دے گا؟"

"پتر اس رب پر یقین رکھ جس نے اس رشتے کو جوڑا ہے... وہ راستہ بھی بناتا جائے گا۔"

....رشید اپنی بیٹی کو تسلی دے رہا تھا جبکہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے

"شومیز تو اپنے کمرے میں بھی نہیں ہے... کہاں گیا؟ اس کا نمبر بھی بند ہے۔"

...شناور شاہ علی شاہ سے مخاطب تھا

بھائی جان اس کا نمبر صبح سے بند جا رہا ہے..... عمارہ یا شاہینہ کوئی بھی واقف نہیں ہے البتہ اس کی دوست "جو آئی ہوئی تھی وہ بھی نہیں ہے۔

... علی شاہ نے ڈرتے ڈرتے اطلاع دی

"اور تم مجھے ابھی بتا رہے ہو؟"

....شناور شاہ نے غصے سے برستے ہوئے کہا

" ...بھائی جان مجھے ابھی نوکروں سے معلوم ہوا "

....شناور شاہ دوبارہ موبائل نکال کر نمبر ڈائل کرنے لگا

صبح ہوئی نیا سورج نکلا اور نئی امید برقرار ہوئی....دل کے کونے میں کہیں سے آواز آرہی تھی کہ آج جب وہ جائے گی تو سامنے وہی انگریز شاہ ملے گا.... جس نے اس کا سر کھانا....پھر وہ ایک نئی امید لیے جانے کو تیار تھی.... لیکن بعض اوقات انسان امید لگا کر تکلیف کے سوا کچھ حاصل نہیں کرتا....اور یہ اسے پتا چلنے .....والا تھا

"بے بے میں جارہی ہوں۔ "

"آج بہت جلدی نہیں اٹھ گئی؟ "

....بے بے نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا

بے بے اب ایسے تو نا دیکھ....اس لیے جلدی جارہی ہوں سارا کام جلدی کر لوں گی تا کہ وہ بینا جلدی چھٹی "

"دے دے اور میں گھر جلدی آجاؤں۔

وہ بے بے سے جھوٹ بول رہی تھی....وہ وہاں سے جلدی آنے کے لیے نہیں جارہی تھی بلکہ اس کو شومیز

....کا انتظار تھا.... اگر شاہ رات کو ہی واپس آگیا ہوا تو؟ وہ بس جلد سے جلد حویلی جا کر دیکھنا چاہتی تھی حویلی پہنچتے ساتھ وہ اوپر گئی.... دل میں امید کی ایک کرن تھی کہ وہ آگیا ہو گا لیکن ایسا نہیں تھا اس کی امید ٹوٹ چکی تھی.... کمرے کا دروازہ بند تھا... جیسے کل بند تھا.... اس کا جلد آنا بے سدھ تھا.... شومیز شاہ موجود نہیں تھا.... وہ شخص اس کی زندگی کتنی بے یقین بنا گیا تھا... کیا تھا اس کا آنے والا کل؟ کیا وہ اس بس ....اس کا انتظار کرتی رہے گی

"انا کا رشتہ کیا ہے شاہ سے؟ "

"کیوں گیا شاہ اس کے ساتھ؟ "

"بہت سے سوال تھے جو اس کے ذہن میں گردش کر رہے تھے..." کیا انا شاہ سے محبت کرتی؟ یا شاہ؟ ......وہ اس وقت الجھن کا شکار تھی

لیکن اس کی اس الجھن کا حل کسی کے پاس موجود نا تھا... وہ آج بینا سے بھی نہیں پوچھ سکتی تھی.... بینا کو شک ہو گیا تو؟

"امی کیا تایا ابا کی شومیز سے بات ہوئی؟ "

دلکش عمارہ سے سوال کر رہی تھی.... جو کپڑے طے لگا کر الماری میں رکھ رہی تھی.... دلکش حیران تھی... اس نے تو اپنے کانوں سے شومیز کو یہ کہتے سنا تھا کہ وہ نہیں جائے گا پھر کیا وہ لڑکی اس پر اس قدر حاوی ہو گئی

تھی کہ وہ اسکا کہنا مان کر یہاں سب کچھ چھوڑ کر چلا گیا؟

”شومیز کا نمبر بند جا رہا ہے... آجائے گا۔ “

عمارہ نے اس کو تسلی دی۔

“ ...ایڈ نبر اکا نمبر ملائیں نا.... ہو سکتا وہ وہاں چلا گیا ہو “

دلکش کے چہرے پر بے یقینی کے تاثرات تھے... وہ ایسے کیسے چلا گیا؟

تمہارے تایا سب کر رہے ہیں وہ اپنے روابط سے معلوم کر لیں گے تم فکر نا کرو.... اور ویسے بھی شومیز “

”کیوں بنا بتائے واپس جائے گا۔

.... عمارہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا

”وہ جا سکتا اماں وہ جا سکتا ہے۔ “

چہرے پر تلخی رقم تھی.... کوئی جانتا ہو یا نہیں دلکش جانتی تھی وہ لڑکی اس کو یہاں سے لے جانے آئے تھی... اب وہ نہیں جانتی تھی کہ آیا وہ اس کے ساتھ چلا گیا ہے یا نہیں؟

ابا کو کہیں نا تایا ابا سے بات کریں کہ اب وہ یہ کشمکش بھی ختم کریں اور شومیز سے پوچھیں کہ وہ کس سے “ شادی کرنا چاہتا ہے... آخر ہم دونوں بہنیں اس کے انتظار میں بیٹھی ہیں... اور یہ بھی نہیں جانتی کہ کیا وہ ہم ”سے شادی کرنا بھی چاہتا ہے یا نہیں؟

دلکش کی بات نے عمارہ کے چہرے پر دکھ بکھیر دیا تھا... کیا تھا اگر وہ یہ بات نا کرتی؟ دلکش اچھے سے جانتی

تھی یہ ذکر اس کی ماں کو کس قدر دکھ میں مبتلا کر دیتا ہے لیکن وہ اپنے دل کا حال کس سے بیان کرے وہ بھی

.... توماں کے سامنے ہی یہ بات کر سکتی تھی نا

تمہیں کیا لگتا ہے میں نے تمہارے ابا سے بات نہیں کی؟ میں نے بہت دفعہ کی ہے تمہارے ابا اس "

موضوع پر بات ہی نہیں کرنا چاہتے میں کیا کروں دلکش میں بہت پریشان ہوں تمہارا مستقبل.... رباب کا

"مستقبل آخر میں ماں ہوں تم دونوں کی.... کیا مجھے فکر نہیں ہو گی؟

.... عمارہ روہانسی ہو چکی تھی.... اس نے کپڑوں کو طے لگانا وہیں چھوڑ دیا تھا

" ... اماں آپ روہانسی مت ہوں.... میں نے بس بات کی "

دلکش کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ عمارہ بول پڑی۔

ہاں میں نے خود کو بیماریاں اسی لیے لگا لیں ہیں کہ مجھے تو کوئی فکر ہی نہیں تم دونوں کی.... تم نے بات کر لی "

"لیکن یہ تک نا سوچا میری ماں پر کیا گزرے گی؟

عمارہ کے لہجے میں بے بسی تھی دبا ہوا غصہ تھا.... اور کہیں۔ زہر ملی ہوئی تھی جو اس حویلی نے اس کے اندر

.... گھول دی تھی۔ عمارہ اب بیڈ پر ہارے ہوئے انداز میں بیٹھ گئی

جب رباب پیدا ہونے والی تھی میری ایک ہی دعا تھی اے خدا بیٹا ہو..... بیٹی ہوئی تو میری آدھی زندگی "

" .... عذاب میں گزر جائے گی.... لیکن اللہ نے میری زندگی میں یہ دکھ بھی لکھنا تھا

"اماں یہ عذاب نہیں یہ آزمائش ہے جو دیکھیے گا ایک دن ختم ہو جائے گی۔ "

...دلکش نے ماں کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا

ہاں جب مر جاؤں گی.... دیکھا نہیں تم نے تمہاری بہن مجھ سے بات نہیں کرتی.... اور جب کرتی تو تلخ "
لہجے میں... جیسے سارا قصور میرا ہو.... آخر میں نے کیا کیا؟ اللہ نے تمہیں خوبصورت بنایا اور اسے اس قدر
خوبصورت نہیں بنایا میرا کیا قصور ہے اس میں؟ اس معاشرے نے خوبصورتی کا میعار ہی ایسا بنا دیا ہے.... کہ
لوگ سفید رنگ کے پیچھے بھاگتے ہیں.... تیکھے نین نقوش کو خوبصورت کہتے ہیں جبکہ بنایا سب کو اس ذات
"نے ہے۔

عمارہ روتے روتے کہہ رہی تھی... وہ جانتی تھی کہ رباب کا رویہ جڑ جڑا کیوں ہے؟ اس میں قصور اس
.... معاشرے کے میعار کا تھا

"اماں آپ فکر نا کریں اللہ ہیں نا۔ "

میری بچی اللہ تو ہے لیکن انسان جب تک اپنے لیے خود نا لڑے تو اللہ بھی مدد نہیں کرتا اللہ قرآن میں کہتا "
کہ انسان کے لیے صرف وہی کچھ ہے جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے.... ہم لوگ تو اپنے حق کے لیے لڑنا
"بھول چکے ہیں۔

.... عمارہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

"اور اس کی سب سے بڑی وجہ مایوسی ہے۔ "

..... اس نے مزید اضافہ کیا

ہم لوگ پہلے ہی سوچ لیتے ہیں کہ یہ تو ہم سے ہو گا ہی نہیں... اسی لیے ہم کوشش ہی نہیں کرتے اور "

" ... الزام ہم اللہ پر لگا دیتے ہیں کہ اس نے قسمت ہی ایسی لکھی ہے

" ... تو اماں ہم کیا کوشش کریں؟ آپ تو جانتی ہیں "

.... دلکش کہتے کہتے خاموش ہو گئی

"آپ دعا کریں نا اللہ سب ٹھیک کر دیں۔ "

.... دلکش نے بوجھل دل سے کہا... اور عمارہ کے کمرے سے اٹھ آئی

اگلا ہفتہ شروع ہو چکا تھا... اور اسی جمعہ کو منگنی رکھی گئی تھی... منگنی ملتان میں ہونی تھی... اور منگنی کا فنکشن ایک ساتھ ہی منعقد کیا گیا تھا.... سجاد شاہ اور اس کے خاندان نے ملتان جانا تھا.... آہستہ آہستہ دن گزرتے گئے لیکن رجو کو شاہ کی خبر نا ملی.... کوئی اس بارے میں بات بھی نہیں کر رہا تھا... اس نے ابا سے بھی پوچھا لیکن اس کے ابا کو بھی کوئی علم نا تھا.... وہ چاہ کر بھی شاہ کا پتا نا لگا سکی... حتی کہ منگنی کا دن قریب آ گیا..... حویلی میں خوشی کا سماں تھا.... تیاریاں اپنے عروج پر تھیں.... دلہن کے گھر والوں کے لیے ایک سے بڑھ کر ایک تحفہ رکھا گیا تھا جو کل انہوں نے ساتھ لے کر جانا تھا.... نوکرانیوں میں بس بینا رجو اور زینب نے ساتھ .... جانا تھا

رجو کو چھوٹی حاجن نے کپڑے دیے تھے... وہ خاصا قیمتی جوڑا معلوم ہوتا تھا..... جمعہ کا دن بھی آ گیا تھا لیکن

شاہ کی کوئی خبر اسے نا محصول ہوئی... اس کا دل نہیں تھا جانے کو لیکن اس کو جانا پڑا... اس نے چھوٹی حاجن کا دیا ہوا سوٹ زیب تن کیا.... ٹی پنک رنگ کا شفون کا فراک جو گھٹنوں تک آتا تھا اس کے نیچے گرے رنگ کا شرارا تھا جو کہ جاماوار کا تھا... فراک پر ہلکا کام ہوا ہوا تھا.... اس کے نیچے اس نے گلابی رنگ کی ہی جوتی پہنی تھی.... بینا کو بھی عمارہ نے سوٹ دیا تھا... لیکن رجو سے کم خوبصورت تھا.... دلکش نے بھی خاصا قیمتی سوٹ پہنا ہوا تھا.... جس کا رنگ کیچے سیب کا سا تھا.... کام والا بھاری سوٹ تھا.... رباب کا بھی دلکش کے ساتھ کا سوٹ تھا لیکن رنگ سفید تھا... شاہینہ جا ہی نہیں رہی تھی باقی سب تیار تھے..... سجاد نے آف وائیٹ سوٹ پہنا تھا... جس کے نیچے تنگ پاجامہ تھا اور اوپر پرنس کوٹ تھا.... سب ہی خوش نظر آرہے تھے.... بڑی حاجن بھی تیار تھیں جانے کے لیے.... رات کا فنکشن تھا لیکن وہ صبح کے بارے بجے ہی نکل چکے تھے.... ملتان پہنچتے پہنچتے بھی انہیں وقت لگنا تھا.... رجو بینا اور زینب ڈرائیور کے ساتھ تھیں اور ساتھ ان کے ایک نوکر بھی تھا..... رجو نے آج پراندہ نہیں پہنا تھا آج اس نے اپنے سیاہ سلکی بال کھلے چھوڑے تھے... اس کے بال جو ہر وقت پراندے میں مقید رہتے تھے آج آزاد تھے.... اور بال اس نے کمر پر ڈال رکھے تھے.... وہ پراندہ ہی ڈالنا چاہتی تھی لیکن زینب نے زبردستی اسے بال کھلے چھوڑنے کو کہا.... اس کے بعد دلکش نے بھی اس سے اسرار کیا تو اس نے بال کھلی چھوڑ دیے.... آنکھوں میں کاجل بھر بھر کر ڈالا ہوا تھا.... وہ سادہ مزاج لڑکی گندمی رنگت پر ہلکے گلابی لپسٹک لگائے بلاشبہ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی.... رجو ان سب سے انجان بیٹھی وہ کوئی زیادہ بات چیت بھی نہیں کر رہی تھی.... جبکہ وقتاً فوقتاً زینب اور بینا

....اس سے بات کر رہی تھیں

شام کے پانچ بجے وہ ہال میں موجود تھے..... رجو نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ اتنا خوبصورت ہال دیکھا تھا.... وہاں مرد اور عورتیں ایک ہی ہال میں تھیں.... یہ کیا تھا؟ ویسے تو شاہ اپنی حویلی میں غیر مرد داخل نہیں ہونے دیتے اور یہاں سب ایک ساتھ ؟ مطلب یہ ڈھونگ بس گاوں کی حد تک محدود تھا.... یہاں سب بڑے لوگ تھے اور بڑے لوگوں سے کوئی پردہ نہیں تھا.... بڑے بڑے سیاسی لوگ موجود تھے.... ان کا استقبال بہت پر تکلف انداز میں کیا گیا.... سجاد شاہ سٹیج پر جا چکا تھا جبکہ شناور شاہ اور علی شاہ منسٹر رضا کے ساتھ مختلف لوگوں سے مل رہے تھے.... ان میں بہت سی عورتیں بھی شامل تھیں.... ہر کوئی بھاری سے بھاری کام والا سوٹ زیب تن کیے ہوئے عورتیں یہاں سے وہاں پھر رہی تھیں.... عالیہ کی والدہ اس کی بہنیں سب بہت اچھے طریقے سے ملی تھیں....

....عالیہ ابھی تک نہیں آئی تھی.... ابھی بھی مہمانوں کی آمد و رفت جاری تھی

بینا اب دیکھ سب مرد ہی ہیں یہ بھی.... یہاں تو کسی کو نہیں روکا جا رہا کہ شاہوں کی عورتوں کو نا دیکھو.... "

"یہ پابندیاں بس پنڈ کے لیے ہی ہیں۔

....رجو نے تلخی سے کہا.... بینا نے بس اس کو دیکھا لیکن کوئی بات نا کی

" ....ہاں رجو دیکھ دلکش بی بی جی وہاں بیٹھی ہیں اور وہ لڑکا دیکھ رہی ہے "

زینب نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا جو ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے اور دوسرے ہاتھ میں جوس کا

گلاس پکڑا ہوا تھا.... وہ ٹکٹکی باندھے دلکش کو دیکھ رہا تھا... عمر میں وہ زیادہ بڑا معلوم نہیں ہوتا تھا.... تیس سال عمر لگتی تھی....

"ہاں چھوڑ ان کو اب فرق نہیں پڑنا...."

رجو نے منہ بنایا..... گانے بھی چل رہے تھے.... زور و شور سے فنکشن جاری تھی... لڑکی کی بہنیں کافی ماڈرن معلوم ہوتی تھیں..... ایک ڈانس فلور بنایا ہوا تھا.... جہاں لگتا تھا کہ مہارت سے رقص ہو گا....

داخلی دروازے سے اب دلہن کا استقبال کیا جا رہا تھا.... ٹی پنک لمبی فراک پہنے سر پر دوپٹہ لیے وہ لڑکی اپنے والد اور بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اندر داخل ہو رہی تھی... ہال میں گہما گہمی تھی... گانے چل رہے تھے.... عالیہ اب سٹیج پر پہنچ چکی تھی..... سجاد نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو سٹیج پر اپنے ساتھ کھڑا کیا تھا....

"جانم! دیکھ لو مٹ گئی دوریاں..... میں یہاں ہوں یہاں ہوں یہاں ہوں... یہاں...."

رجو نے بے ساختہ داخلی دروازے کی طرف دیکھا... کافی دور تھا اس سے وہ دروازہ.... گانے کا ساز بج رہا تھا..... کون تھا جو آیا تھا؟ اسے صحیح سے نظر نہیں آیا... شلوار سوٹ پہنے.... رجو نے اب پھر سے غور سے دیکھا.... وہاں رش ہو چکا تھا... لوگ آ جا رہے تھے.... اسے اب وہ شخص نظر نہیں آیا.... رجو اٹھ کر کھڑی ہو گئی.... وہ شومیز شاہ تھا؟ وہ اس کا انگریز شاہ تھا؟

"تم چھپا نا سکو گی میں وہ راز ہوں تم بھلا نا سکو گی وہ انداز ہوں.... گونجتا ہوں جو دل میں تو حیراں ہو کیوں؟"

"میں تمہارے ہی دل کی تو آواز ہوں... سن تو سکو تو سنو دھڑکنوں کی زباں میں یہاں...."

رجو خوش تھی؟دُکھی تھی؟حیران تھی؟کیاہوا تھا؟وہ ایک دم ساکن ہوگئی..... آنکھ میں آنسو تھا....جو بہہ گیا تھا.... شومیز شاہ اب چل کر شناور شاہ کے پاس آگیا....جو اسے بہت خوش ہو کر مل رہے تھے

"مطلب شاہ نہیں گیا تھا؟ "

وہ اب بیٹھ چکی تھی دل کی دھڑکن جو تیز ہو چکی تھی....اب تھم چکی تھی.....وہ کرسی پر بیٹھ گئی...لمبا سانس تھا جو اس نے اپنے اندر کھینچا تھا....

شومیز شاہ کالے لباس میں...کالے بال جل سے کھڑے کیے...کتنا خوبصورت لگ رہا تھا.....

" رجو تجھے کیا ہوا یہ دیکھ کاجل بہہ گیا ہے.... "

زینب نے کہا....تو رجو کو ہوش آیا...اس نے گال پر ہاتھ لگایا تو واقعی ہی بہہ گیا تھا....میز پر ٹیشو پڑا تھا....اس نے اٹھا کر صاف کیا لیکن وہ صحیح طرح سے ہوا نہیں....

"چل آ باتھ میں جا کر صاف کر آتے ہیں۔ "

زینب نے اس سے کہا تو رجو اٹھ کر تیار ہو گئی...وہ دونوں وہاں کھڑے ایک ویٹر سے پوچھ کر واشروم کی طرف گئیں.... ظلم تو اس پر یہ تھا کہ اس نے شاہ کے سامنے سے گزرنا تھا....رجو چہرہ نیچے کر کے چل رہی تھی...کہ اس کا کاجل کوئی دیکھ نا لے....جب وہ شاہ کے سامنے سے گزری تب بھی چہرہ نیچے تھا...لیکن احساس ہوا تھا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے.... لیکن اس میں ہمت نا ہوئی چہرہ اٹھا کر اس کو دیکھ لے...شاید وہ دیکھتی تو مزید رو دیتی....

رجو جب واپس آئی تو سجاد شاہ عالیہ کو انگوٹھی پہنا رہا تھا.... شناور شاہ علی شاہ اور رضا گیلانی اوپر ان کے پاس ...ہی کھڑے تھے.... شناور شاہ اب اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا

"کیا اس کو بھی کبھی اتنی عزت ملے گی؟ "

وہ سوچتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی..... شومیز شاہ وہ بھی کھڑا تھا... لیکن ان سے دور کھڑا مسکرا رہا تھا.... ....رجو نے آنکھ اٹھا کر اسے دیکھا

"دل تو کر رہا ابھی کوئی ڈونگا لا کر منہ پر ماروں شکل بدل جائے۔ "

.....رجو نے اسے دیکھتے ہوئے غصے سے کہا.... شور برپا تھا اور ہوٹنگ ہر رہی تھی

.....اب عالیہ سجاد کو انگوٹھی پہنا رہی تھی

.... منگنی کی رسم بہت اچھے انداز میں ہوئی تھی.... منگنی کے بعد تصویروں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا دلہن کے گھر والے باری باری رقص کر رہے تھے... ان کی تو بوڑھی عورتیں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی .... تھیں

.....رجو نے بس اس پورے وقت میں جسے دیکھا وہ بس شاہ تھا.... اس کا انگریز شاہ

"تم واپس آگئی؟ اکیلی آئی ہو نہیں آیا ساتھ؟ "

.....لہجے میں طنز واضح تھا

"اس نے وعدہ کیا ہے وہ آئے گا وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ "

.... انا نے اپنی ماں کو جواب دیا.... اور اپنا بیگ دیوار کے ساتھ ٹکا دیا

"وہ نا جانے کا بھی وعدہ کر کے گیا تھا۔ "

پھر سے طنزیہ کہا گیا تھا لیکن انا خاموش رہی.... آنکھوں میں امید تھی... اس کے واپس آنے کی امید تھی ...

منگنی سے واپس آنے کے بعد رجو کا دل تھا کہ شومیز شاہ سے مل کر جاتی اور اس کو اچھی اچھی سنا کر جاتی جو اس کی آنے والی نسلوں کو بھی کبھی نا بھولتی...بقول رجو کے چاہیے تو یہ تھا کہ چولہے والا چمٹا اٹھا کر اس سر پر دے مارے اور کوئی دو ہفتے تو شاہ کو ہوش ہی نا آئے.... لیکن اس کے یہ ارمان ادھورے رہ گئے کیونکہ آتے ساتھ شاہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور اسے موقع ہی نہیں ملا۔

"چل رجو شاہ سے تو کل نبڑ (پنجابی میں کسی سے حساب کتاب کرنے کو کہتے ہیں) لیں گے۔ "

نجانے کیوں آج وہ خوش بہت تھی.... چہرے پر مسکراہٹ تھی... وہ مسکراہٹ جو کافی دن سے غائب تھی.... وہ لوگ کافی رات گئے پہنچے تھے.... تقریباً رات کا ایک بج رہا تھا.... رجو گھر بھی نہیں جا سکتی تھی .... اسے آج بھی مجبوراً حویلی میں ہی رہنا تھا.... لیکن آج وہ مجبوراً نہیں بلکہ خوشی سے ہی رہ رہی تھی

....رجو زینب کے ساتھ کمرے میں بستر ٹھیک کر رہی تھی....اور ساتھ مسکرا بھی رہی تھی

"تمہیں آج خیر تو ہے؟ کبھی خود ہی ہنسنے لگ جاتی ہو اور کبھی خود ہی رونے لگ جاتی ہو۔"

...زینب نے اس کے عجیب رویے پر سوال کیا

"ہاں تو تمہیں کیا؟ میں ہنسوروں یا ڈانس کروں۔"

رجو نے جان بوجھ کر اب گھومتے ہوئے کہا جیسے رقص کر رہی ہو اور ساتھ مسکراہٹ چہرے پر کچھ ایسی تھی

....کہ مقابل بھی خوشی کا راز جانے بغیر متجسس ہی رہے

"جو مرضی کرو پر اب سو جاؤ بہت تھک چکی ہوں۔"

زینب نے اس چھوٹے سے بیڈ پر لیٹتے ہوئے کہا جو ایک آدمی کے لیے ہی بنا ہوا تھا اور اس کے ساتھ رجو کا بیڈ

تھا...جو کہ چھوٹا سا تھا.... بلکل ویسا ہی جیسا عام طور پر ہوسٹلز میں ہوتے ہیں۔

"زینب یہ سجاد شاہ زیادہ نہیں خوش لگ رہا تھا؟"

رجو نے اب اس کی جانب منہ پھیر لیا تھا نیند تو زینب کو بھی نہیں آرہی تھی... لیکن تھکاوٹ کی وجہ سے وہ

آنکھیں موند گئی۔

"ہاں خوش تو ہونا ہی ہے اپنے جیسی امیر لڑکی مل گئی اسے... اور کیا چاہیے اسے؟"

...زینب نے بھی سرسری سا تبصرہ کیا

"زینب تجھے نہیں لگتا شومیز شاہ ان باقی سب سے مختلف ہے۔"

" .... ہو گا رجو.... پر خون انہی کا ہے ان کا خون کبھی نا کبھی رنگ دیکھائے گا "

.... رجو کو اس کی بات بری لگی.... وہ شاہ کے بارے میں کچھ برا سننا ہی نہیں چاہتی تھی

اس سارے عرصے میں اگر رجو کو کچھ احساس ہوا تھا تو وہ یہ تھا کہ وہ شاہ سے بے پناہ محبت کرتی ہے... جب ... وہ نہیں تھا تو اسے دنیا کے رنگ پھیکے پھیکے لگ رہے تھے

رجو سے صبر نا ہوا.... زینب سو چکی تھی... رجو نے آہستہ سے قدم نیچے رکھے اور ننگے پاؤں چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی تا کہ شور نا ہو.... زینب سو رہی تھی اور حویلی میں خاموشی تھی مطلب سب اپنے اپنے کمرے میں موجود تھے.... رجو کو ڈر لگ رہا تھا.... لیکن پھر بھی وہ جا کر شومیز شاہ کو دیکھنا چاہتی تھی اگر کسی نے پوچھ ... لیا تو بہانا بنا لے گی

"بس رجو ہمت نہیں ہارنی.... تو چل اللہ تیرے ساتھ ہے۔ "

رجو دل میں سوچتے ہوئے سیڑیاں چڑھ رہی تھی.... وہ بار بار ادھر ادھر دیکھ رہی تھی.... جو بھی تھا اس کو ڈر بہت لگ رہا تھا... دل کئ دھڑکن پر قابو پاتے ہوئے وہ اسکے کمرے کی جانب جا رہی تھی... سیڑیاں چڑھتے ساتھ ہی اس نے ایک مرتبہ مڑ کر دیکھا کوئی بھی نہیں تھا اس نے ایک شکر کا سانس لیا۔

شاہ کے کمرے کے باہر آئی تو اس کا دل کیا واپس مڑ جائے.... رجو نہیں جانا چاہتی تھی اسے ڈر تھا اگر کسی نے .... دیکھ لیا تو؟ وہ اپنا ارادہ ترک کرتی واپس مڑنے ہی لگی تھی کہ شاہ کے الفاظ اسے یاد آئے

"....آئندہ.... کمرے میں آنے کی اجازت کی ضرورت نہیں جب دل چاہے آجایا کرنا"

ذہن میں الفاظ دہرائے ہی تھے کہ واپس مڑ کر اس ناپ ڈور دبایا اور دروازہ کھل گیا.... بیڈ کی چادر بغیر سلوٹوں کے ویسے ہی تھی مطلب وہ ابھی کمرے میں آیا ہی نہیں تھا اس نے کمرے پر ایک نظر ڈالی وہ کہیں نہیں تھا ....

"کیا وہ واپس چلا گیا؟ وہ پھر سے چلا گیا؟ آخر کیوں؟"

رجو سوچتی سوچتی مڑی ہی تھی کہ دروازے سے کوئی اندر داخل ہوا.... اس کا سانس ہی رک گیا.... بے یقینی اس کی آنکھوں میں تھی ...

"تم؟"

شومیز نے رجو کو دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا.... انداز ایسا تھا جیسے وہ اسے دیکھ کر نا تو پریشان ہوا ہو نا ہی حیران.... وہ کہتے ساتھ دروازہ بند کر کے اپنی گھڑی اتارنے لگا.... ایک ہاتھ سے اس جمائی روکنے کی کوشش کی اور پھر سے گھڑی اتارنے میں مصروف ہو گیا اور اب کی بار اتار کر وہ اپنے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھ گیا... رجو اس کے سارے عمل کو دیکھ رہی تھی.... اس کو فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا کہ وہ بھی اس کے کمرے میں موجود ہے۔

"کہاں تھے؟"

رجو نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے اس سے پوچھا.... کپڑے وہی ٹی پنک پہنے ہوئے تھے.... بال البتہ اس

....نے پونی میں باندھ لیے تھے

شومیز نے اس کی آواز پر اس کی طرف دیکھا۔

”....انا کو چھوڑنے گیا تھا “

اس کی اردو پہلے سے کتنی صاف تھی....انگریزی لہجہ اب بھی شامل تھا لیکن اردو کے الفاظ ٹھیک طرح سے اس نے ادا کیے تھے۔

”اچھا تو چھوڑنے میں انے (اتنے) دن لگ جاتے ہیں؟ “

....شومیز اب بیڈ پر بیٹھ کر اپنے جوتے اتار رہا تھا

”ہاں نکاح بھی رجسٹرڈ کروانا تھا۔ “

....اب رجو کو اصل وجہ سمجھ آئی تھی

” ... اس دن وقت نہیں ملا تھا اس لیے “

شومیز نے شانے اچکا دیے اور اب وہ جوتے اتار کر کھڑا تھا....رجو ہنوز اسے دیکھے جا رہی تھی وہ کتنے آرام ....سے سب بیان کر رہا تھا اور اس کے دن کتنے بے چین گزرے تھے

”کل میرے لیے بریانی بنا دینا۔ “

....رجو کا منہ کھل گیا

”میں بریانی بناؤں؟ “

....اس نے دل میں کہا... جبکہ شومیز اس کو آنکھیں اٹھا کر دیکھ رہا تھا

"کیا ہوا؟ "

....شومیز نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر سوال کیا

" .... مینو بریانی نہیں بنانی آتی "

....رجو نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

" ...تو سیکھ لو "

شاہ میں یہاں صفائی کرنے آتی ہوں.... کمرہ صاف کروانا تو بتاؤ ابھی رجو صاف کر دے گی پر یہ کھانا پکانا "

" .... نہیں ہوتا مجھ سے.... ہاں سرخ مرچوں والا پلاؤ آتا بنانا... اور ایتھے وہ کوئی کھاتا نہیں

شومیز کے چہرے پر مسکراہٹ تھی.... آج وہ اس کی باتیں سننے کے لیے ترجمہ کا استعمال بھی نہیں کر رہا تھا...یقیناً وہ کافی حد تک اردو سیکھ چکا تھا۔

" ...میں کھالوں گا "

شومیز نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا... اب رجو اس کو گردن جھکا کر دیکھ رہی تھی اس کے کھڑا

....ہونے کی وجہ سے اسے اب گردن اوپر کرنی پڑی

"...پر مجھے یہاں کوئی بنانے نہیں دے گا "

....رجو نے منہ بناتے ہوئے کہا

" ....ہاں پر میں گھر سے بنالاؤں گی "

....رجو نے جیسے فوراحل نکال لیا تھا چہرے خوشی سے چمک اٹھا تھا

"اچھا لیکن مجھے تو کل ہی کھانا... یہاں ہی بنالینا۔ "

شومیز نے اب سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے کہا.... اس کے لہجے سے لگ رہا تھا کہ وہ رجو کا سر کھانے کا اچھا خاصا ارادہ رکھتا ہے۔

"نہیں نا.... یہاں وہ جو بینا ہے وہ مجھے بنانے دے گی؟ "

.....رجو نے سوال کیا اس سے... شومیز کی مسکراہٹ گہری ہو گئی

"چلو اپنے گھر میں بنا کے کھلا دینا۔ "

"آپ کھوپہ آئیں گے چاول کھانے؟ "

...رجو نے فورا سے سوال کیا... آنکھوں میں حیرت تھی.... شومیز نے کندھے اچکائے

" .... جاؤ سو جاؤ "

... شومیز نے اس سے جانے کو کہا.... لہجہ کتنا نرم تھا

"!شاہ "

رجو نے مخاطب کیا.... آنکھوں میں بے چینی تھی.... اضطراب آنکھیں شومیز کو کچھ پریشان کر گئیں تھیں۔

"شاہ آپ مجھے چھوڑیں گے تو نہیں۔ "

کتنی بے یقینی تھی اس کے لہجے میں.... آنکھوں میں معصومیت سموئے وہ شاہ سے سوال کر رہی تھی شومیز

...نے اس کا ناک پکڑ لیا

" ... کبھی نہیں دلچسپ لڑکی "

....اب اس نے اس کا ناک پکڑ کر کھنیچا

" .... لیکن "

....رجو کی بات ادھوری رہ گئی

" .... سو جاؤ جا کر "

.... شومیز نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا

"اچھا... اچھا جا رہی ہوں... پر مجھے اب ڈر لگ رہا ہے کسی نے دیکھ لیا تو؟ "

"تو کیا ہو گا؟ کہہ دینا میری بیوی ہو۔ "

.... شومیز کے انداز پر رجو حیران رہ گئی تھی

" ... اتنا آسان نہیں ہے سب "

اتنا مشکل بھی نہیں ہے... جب تک ہم کسی چیز کو مشکل سمجھتے رہیں گے تو وہ مشکل ہی لگے گی جیسے تمہیں "

"انگریزی مشکل لگتی... یقناً تم وہ بھی نہیں سیکھ سکتی۔

شومیز نے اسے ایسے کہا جیسے اس کو چیلنج دے رہا ہو۔

" ...انگریز شاہ میں انگریزی بول لیتی ہوں.... وہ الگ بات ہے میں بولتی نہیں "

رجو نے اب اسے جیتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں بھی کہتا ہوں کہ تمہیں آتی ہے پر بولنا بھی سیکھ لو تو کیا ہی بات ہے۔ "

"کیوں؟ "

رجو نے کمر پر پھر سے ہاتھ باندھ لیے تھے جیسے اس سے لڑائی کے لیے تیار ہو۔

"کیونکہ تمہارا نکاح انگریز شاہ جو ہوا ہے۔ "

شومیز اپنی بات پر خود بھی ہنس دیا تھا لیکن اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا رجو بھی مسکرائی تھی لیکن گالوں پر شرمیلی سی مسکراہٹ تھی جو اس کی گندمی رنگت کو مزید نکھار رہی تھی.... رجو وہاں سے نکل آئی... چہرے پر مسکراہٹ لیے وہ شومیز کے کمرے سے نکل آئی اب وہ دوبارہ اپنے کمرے کی جانب چل دی........

اس کو یہاں رہنے کی عادت تو اب ہو جانی چاہیے... میں نے اس کو کپڑے بھی بہت خوبصورت دیے "

"تھے۔ آج یقناً وہ خوش ہو گی۔

عمارہ کی آواز سن کر رجو ٹھٹھکی اور اس کے کمرے کے آدھ کھلے دروازے سے چھپ کر دیکھنے لگی.... عمارہ

کس سے بات کر رہی تھی اور کس کے بارے میں بات کر رہی تھی؟ کمرے میں اب خاموشی تھی..... کوئی

..... بھی نہیں بولا.... رجو ڈر گئی.... ہو سکتا ان کو شک ہو گیا ہو کہ باہر کوئی کھڑا ہے

رجو تو وہاں سے جلدی سے بھاگ آئی.... جب وہ سیڑیوں پر پہنچی تھی تو اس نے ایک بار مڑ کر دیکھا تھا...

..... کسی نے وہ آدھ کھلا دروازہ بند کیا تھا... رجو سر جھٹک کر چل دی

"کون تھا؟ "

..... عمارہ نے بینا سے سوال کیا جو اب دروازہ بند کر چکی تھی

" .... کوئی بھی نہیں بی بی جی.... ہمیں وہم ہوا تھا "

.... بینا نے عمارہ کو تسلی دی

" ... آپ فکر نا کریں شاہ جی کے کہنے پر میں اسے اب زیادہ گھر نہیں جانے دیتی "

"... ہاں اور اب سے اس کا خیال رکھنا وہ امانت ہے اس حویلی کی "

.... عمارہ نے مزید اس سمجھاتے ہوئے کہا

.... بینا اثبات میں سر ہلاتی باہر نکل آئی.... اور دروازہ بند کر دیا

" ... دل تو کر رہا شاہ کے لیے پلاؤ بناؤں پر یہاں تو کوئی نہیں کھاتا "

رجو کیچن میں کھڑی تھی... صبح اٹھ کر اس نے کپڑے بدل لیے تھے... کپڑے اس نے زینب کے پہنے تھے
.... کیونکہ وہ گھر تو گئی نہیں تھی

" .... رجو میری بات سنو "

... بینا نے اسے مخاطب کیا کیچن میں اس وقت وہ دونوں اکیلی ہی موجود تھیں

"رات کو تم کہاں تھی؟ "

... بینا کے سوال پر رجو گھبرا گئی لیکن اپنی شکل پر گھبراہٹ نا آنے دی

" .... میں... میں اپنے کمرے میں تھی "

.... رجو مجھ سے جھوٹ مت بولو.... تم اوپر آئی تھی اور تم نے میری اور چھوٹی حاجن کی بات بھی سنی تھی "

"تیرا دماغ ٹھیک ہے؟ میں اپنے کمرے میں تھی زینب سے پوچھ لو۔ "

میں اس سے پوچھ چکی ہوں وہ سو چکی تھی اس کو نہیں پتا اور اتنی رات کو حویلی میں تم ہی دندناتے ہوئے پھر "
سکتی ہو اور کسی میں اتنی ہمت نہیں میں جانتی ہوں... رجو تمیز سے رہو.... حویلی میں اگر کسی کو پتا چل گیا کہ
"تم یہاں کے اصول توڑ رہی ہو تو تمہیں نکال دیا جائے گا۔

... بینا نے دھمکی دی

توسب سے پہلے تمہیں نکالنا چاہیے تم بھی تو رات کے اس پہر عمارہ بی بی کے کمرے میں تھی.... کیا کرنے "
"گئی تھی؟ کیا راز ہے؟

...رجو کی آنکھوں میں خوف نہیں تھا بلکہ دھمکی تھی

"...میرے معاملات سے دور رہو رجو "

"...تم بھی "

......رجو اسے آنکھوں سے تنبیہ کرتی کیچن سے باہر نکل گئی

رجو شام کے وقت رمشا کے گھر آئی تھی بہت دن بعد وہ اس کی طرف آئی تھی....رجو اور رمشا کمرے میں چلی گئیں تھیں جبکہ رمشا کی والدہ چولہے پر ہانڈیا بنا رہی تھی ان کا گھر کچا نہیں تھا البتہ صحیح طرح سے پکا بھی نہیں تھا دو کمرے تھے جو سیمنٹ کے بنے ہوئے تھے صحن بھی پکی اینٹوں کا بنا ہوا تھا لیکن چار مرلے پر مشتمل یہ گھر بہت چھوٹا تھا۔

"تم اتنے دن کہاں غائب تھی؟ "

رمشا نے لکڑی کے بنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ رجو سامنے پڑی ایک لکڑی کی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"اور یہی سوال میں تجھ سے کروں تو؟ "

رجو نے آنکھیں گول کرتے ہوئے کہا۔

"تم نہیں کر سکتی کیونکہ غائب تم تھی۔ "

....رجو ہنس پڑی

"ہاں بس کام تھے کچھ۔ "

....رجو اس کو چاہ کر بھی اپنے نکاح کا نا بتا سکی

"اچھا چھوڑ یار بتا کیا کھائے گی؟ "

"کچھ نہیں چل آ باہر چلتے ہیں۔ "

.....رجو نے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

"....یار میں نہیں جا رہی...ابھی امی کو کوئی نا کوئی کام پڑ جائے گا "

رجو کا چہرہ مرجھا گیا لیکن اس نے رمشا کو مزید تنگ نہیں کیا اور اس سے گلے مل کر بوجھل دل کے ساتھ چل دی.... بعض اوقات انسان کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہوتی کہ آگے کیا ہونے والا ہے لیکن دل کہیں نا کہیں بوجھ جاتا ہے۔

"رجو تجھے اپنے ابا پر یقین ہے نا؟ "

رجو اس کے ابا اور بے بے ایک ہی چار پائی پر بیٹھے تھے.....رجو کا رخ ان کی جانب تھا اور ان دونوں کا رجو کی جانب تھا وہ ابھی ابھی آئی تھی حویلی سے واپس....بے بے نے سر پر دوپٹہ باندھا ہوا تھا۔

"....ابا تجھ پر سب سے زیادہ یقین ہے "

"پتر تو اپنے ابا کی بات کو رد تو نہیں کرے گی؟ "

ابا تو کہہ تو صحیح رجو نے کبھی تیری بات کو رد کیا؟ ایک بیٹی اپنے پیو پر یقین نہیں کرے گی تو کس پر کرے "

"گی؟ اور ہاں ابا مجھے بنا سنے تیری ہر بات منظور ہے۔

رجو نے اپنے ابا کی پریشانی دور کرتے ہوئے کہا جو اس کے لہجے اور چہرے پر رقم تھی۔

"پتر شاہ تجھے پڑھانا چاہتا ہے۔ "

رجو کو ایسے لگا جیسے کوئی خاص بات نا ہو کیونکہ شومیز اس سے یہ بات کل رات ہی کر چکا تھا.... حیران وہ اس بات پر ہوئی تھی کہ بے بے کو کیا سب پتا تھا اگر پتا تھا تو بے بے نے اس سے ذکر کیوں نہیں کیا؟

کی نا پھر شاہوں والی بھی اس شاہ نے بھی.... اس کی غیرت انا اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ایک ان "

"پڑھ اس کی بیوی ہو خیر ابا بتا کب داخلہ لینا کالج میں؟

رجو نے اماں کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اماں اس بارے میں جانتی ہیں۔

"....پتر او "

....رشید چپ ہوا

"بول ابا میں سن رہی ہوں۔ "

رجو سمجھ گئی تھی بات کچھ بڑی ہے۔

"...پتر او چاہتا تو وڈے (بڑے) شہر اچ (میں) رہ کے پڑھیں "

تلخ مسکراہٹ رجو کے چہرے پر تھی جبکہ دل کٹ رہا تھا مطلب اسے اماں ابا سے دور لے جایا جائے گا....
لیکن وہ ان کو کمزور نہیں کرنا چاہتی تھی وہ جانتی تھی یہ شاہ کے ڈر سے سب کر رہے ہیں....وہ کس قدر پاگل تھی شاہ کو باقیوں سے مختلف سمجھتی تھی جبکہ وہ بھی...ان کی طرح ہی تھا۔

"بے بے تجھے پتا تھا کہ میرا شاہ سے نکاح ہو گیا تو تو نے جتایا کیوں نہیں؟"

....اس نے بے بے سے خفا خفا سوال کیا

پتر تیری خواہش تھی نا اگے (آگے) پڑھنا ہن (اب) پوری ہو رہی میری دھی (بیٹی) خوشی خوشی جائے گی نا۔"

...بے بے اپنی آنکھوں میں اداسی لیے مسکرا کر اس کو سمجھا رہی تھی

"...بے بے تم لوگوں سے دور رہ کر نہیں پڑھنا تھا مجھے"

رجو نے بے بے کی گود میں سر رکھ لیا....بے بے اس کے سر میں ہاتھ پھیرنے لگی....اس کے ابا اس کو نم
...آنکھوں سے دیکھ رہے تھے

"تیرا سامان باندھا پڑا ہے۔"

عارفہ کا دل کٹ رہا تھا اپنی اکلوتی بیٹی کو خود سے دور کر دے گی؟ وہ دونوں کیا کریں گے؟ رجو چلی جائے گی تو ان کی زندگی ویران ہو جائے گی... آخر اس کی علاوہ ہے ہی کون ان کا؟ لیکن وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی صرف دعائیں تھیں جو وہ اپنی رجو دل بھر کر دے سکتی تھی نا تو ان کے پاس اتنے پیسے تھے کہ رجو کو

سامان دیتے جو ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے بیٹی کو دنیا کی ہر وہ چیز لے کر دیں جو اس کے فائدے کے لیے ہو... لیکن رجو کے فائدے کے لیے ان کو پاس دعاوں کے سوا کچھ نا تھا۔

"بے بے اب تو میں تجھے تنگ کرنے کے لیے یہاں نہیں رہوں گی تو مجھے معاف کر دینا بے بے۔ "

....رجو بہت مضبوط تھی لیکن ماں باپ سے جدائی اسے کمزور کر رہی تھی

" ....میری بچی شاہ نے کہا ہے فون پہ بات کراتا رہے گا تیری "

.....رجو کے ابا نے اسے حوصلہ دیا

"....ہاں اب میں شاہوں کی حویلی میں نوکرانی بھی نہیں رہوں گی "

....اس نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا

رجو نے رات کے دس بجے یہاں سے نکلنا تھا.... وہ ماں باپ کے سامنے مضبوط بیٹی کی طرح مسکراتی نظر آرہی تھی بے بے نے اسے اپنے ہاتھوں سے روٹی کھلائی۔ اس نے ابا کے سر پر پگڑی باندھی....یہی پگڑی ہی تو تھی جو اس نے بچالی تھی.... بچپن سے لے کر اب تک وہ اس پگڑی کو باندھتی آئی تھی اور آج بھی یہ وہ پگڑی باندھ رہی تھی....بوجھل دل آنسوؤں سے بھری آنکھوں اور مسکراتے لبوں کے ساتھ وہ اپنے ....ماں باپ کو الوداع کہنے کو تیار تھی

"....ابا اپنا خیال رکھنا "

" ...بے بے ابا سے لڑنا نا... میں جلدی سے واپس آجاؤں گی "

......گلے میں آنسوؤں کا ایک پھندا تھا

رات کا پہر تھا.... ہر طرف خاموشی تھی...ڈیری فارم پر اس وقت رجو کے ابا کے علاوہ کوئی نوکر موجود نہیں تھا ایک گاڑی کھڑی تھی جس کی روشنی بند کی ہوئی تھی.... البتہ اس میں کچھ سامان رکھا جا رہا تھا۔

"بے بے میں تجھے بہت یاد کروں گی۔"

رجو کی آنکھوں میں آنسو تھے... لیکن بہہ نہیں رہے تھے.... بے بے کے گلے لگی بے بے نے زور سے اپنی بچی کو گلے لگایا..... اس کے بعد ابا کے گلے لگی روئی نہیں جبکہ وہ جانتی تھی رات کے اس اندھیرے میں وہ ان کے آنسو دیکھنے سے قاصر تھی.... شومیز شاہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا..... اس کا سامان زیادہ

..... نہیں تھا اور جو تھا وہ رکھا جا چکا تھا.... ایک آخری بار مل کر وہ اب گاڑی میں بیٹھ چکی تھی

شومیز بھی ڈرائیونگ نشست کی طرف آ گیا اور بیٹھ گیا..... شومیز نے گاڑی موڑی رجو نے مڑ کر بے بے اور ابا کو دیکھا وہ محسوس کر سکتی تھی کہ بے بے کس قدر ٹوٹی ہے.... ابا کس قدر رو رہا ہے..... چند لمحوں میں گاڑی قصور روڈ پر لگ چکی تھی.... رجو کا رخ ونڈ اسکرین کی طرف تھا جبکہ شومیز کا دھیان سامنے سڑک پر

..... تھا

شومیز کو اس کی خاموشی ذرا نہیں اچھی لگ رہی تھی.... وہ جانتا تھا وہ دُکھی ہے وہ یہ بھی جانتا تھا وہ رو رہی

...ہے..... شومیز نے اس خاموشی کو توڑنا چاہا

"میں تمہیں فون دوں گا.... تم ان سے بات کرتی رہا کرنا اب دُکھی تو مت ہو۔ "

.... شومیز اس سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن وہ ہنوز خاموش رہی اور رخ نا پھیرا

"اچھا تمہیں پتا میں تمہیں کپڑے بھی لے کر دوں گا جو جو تم کہو گی۔ "

.... اب وہ کسی بچے کی طرح اسے بہلا رہا تھا رجو نے اب کی بار رخ پھیرا

"شاہ آپکو کیا لگتا آپ مجھے میرے ماں باپ سے دور کر کے خوشی دے سکتے ہیں؟ "

رجو کے لہجے میں اس سے شکایتیں ہی شکایتیں تھیں۔

" .... آپ پیسے سے ہر چیز خرید سکتے ہیں لیکن محبت نہیں "

سچ کہا تم نے ایرج.... پیسے سے ہر چیز خریدی جا سکتی ہے لیکن محبت نہیں.... سکون نہیں.... پھر بھی میں " اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں ہر بات پر اس کا مشکور ہوں.... اگر وہ مجھ سے کسی کی محبت چھین لیتا ناتو وہ مجھے کسی بڑے نقصان سے بچا لیتا ہے اس کی حکمت عملی مجھے بہت سے ایسے نقصان سے بچاتی ہے جو میرے وہم و " ... گمان میں بھی نہیں ہوتا

.... رجو نے رخ پھر سے دوسری جانب کر لیا

"تم اگر اس کی دی ہوئی چیزوں میں خوش رہنا سیکھ لو گی نا تو سکون محبت سب مل جائے گا۔ "

.... شومیز نے اس کی جانب ایک نظر ڈالی وہ اب بھی رو رہی تھی

تم جانتی ہو؟ آسٹریلیا میں خرگوش نہیں پائے جاتے تھے یہ قدرت کا فیصلہ تھا.... یہ اللہ کا فیصلہ تھا.... "

لیکن پھر انسانوں نے فیصلہ کیا کہ وہاں خر گوش لائے جائیں 1859 میں وہاں صرف 24 خر گوش لا کے چھوڑے گئے۔ جانتی ہو انسانوں کے فیصلے سے کیا ہوا؟"

..... ایرج نے اس کی جانب رخ کیا.... یقیناً وہ شومیز کی بات سے متجسس ہو گئی تھی

"کیا؟ "

.... رجو نے اس کو دیکھا اور سوال کیا جبکہ شومیز مسکرایا..... کتنی معصوم تھی نا رجو

" بظاہر بے ضرر اور معصوم دکھنے والے ان جانوروں کی پیدائش کو کنٹرول کرنے کے لیے آسٹریلیا میں ان کا کوئی دشمن جانور یا وائرس نہیں تھا اس لیے چند ہی سال میں انکی تعداد لاکھوں بلکہ کروڑوں تک پہنچ گئی اور انہوں نے وہاں کے کسانوں کی ناک میں دم کر کے رکھ دیا اور انکی ساری فصلوں کو تباہ کر دیا. پھر آسٹریلیا کو ان خر گوشوں کے خلاف جنگ لڑنا پڑی۔"

"خر گوشوں سے جنگ؟ "

..... رجو مسکرائی وہ اچھی خاصی محظوظ ہوئی تھی

" ہاں خر گوشوں سے جنگ.... لوگ سال میں 20 لاکھ خر گوش مارتے لیکن خر گوشوں کی آبادی جوں کی توں ہی رہتی. ان لوگوں نے خر گوش پروف باڑیں ایجاد کیں، زہر اور شکاری بندوقوں سے بھی کوشش کی لیکن ناکام رہے. مختلف طریقوں سے خر گوشوں کی آبادی ختم کرنے میں ناکامی کے بعد بالآخر ایک خطرناک

وائرس چھوڑا گیا جس سے 95 فیصد خرگوش تو مر گئے لیکن باقی 5 فیصد پر وائرس بے اثر رہا اور دوبارہ آبادی بڑھنا شروع ہو گئی. آج بھی آسٹریلیا میں 20 کروڑ خرگوش موجود ہیں. آسٹریلیا میں اب خرگوش پالنا منع ہے اور صرف تماشا کرنے والوں کو انہیں رکھنے کی اجازت ہے۔ "

...رجو جو متجسس ہو کر سن رہی تھی اب اس کے آنسو تھم چکے تھے

دیکھو انہوں نے قدرت کے فیصلوں پر اتفاق نا کیا اور اپنے فیصلے کیے جن کے ان کو بھاری نقصان اٹھانے پڑے..... اس لیے ہمیں چاہیے کہ اللہ کے فیصلوں پر خوش ہو جائیں تا کہ ہمیں نقصان نا اٹھانا پڑے۔"

.... شومیز کی باتیں کس قدر دل کو چھونے والی تھیں.... وہ جو کچھ لمحے پہلے رو رہی تھی اب رونا بھول چکی تھی

"....اچھا اب لے کر جا ہی رہے ہو تو گانے سنا دو "

.....رجو کی آواز رونے کی وجہ سے بدلی بدلی تھی.... شومیز کو بے اختیار ہنسی آئی

"اچھا اگر نا لگاؤں تو؟ "

اب وہ اس کو تنگ کرنا چاہتا تھا۔

"تو میں چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا دوں گی۔ "

رجو کی بات پر وہ پھر ہنسا۔

".....واقعی دلچسپ ہو "

شومیز نے گاڑی کی ٹیپ ان کر دی۔

میرے دل میں... تیری دھڑکنیں تھیں مجھ کو نا آئیں نظر.... تیرا عشق مجھ میں سانس لے رہا تھا مجھ کو"

"....ہوئی نا خبر

....رجو نے شومیز کو دیکھا.... گاڑی چلاتے ہوئے اس کی نظریں سامنے مرکوز تھیں

"مجھے بھی ڈرائیور بننے کا شوق ہے۔"

....رجو کی بات پر اس نے چونک کر اس کو دیکھا

"تم شومیز شاہ کی بیوی بن گئی ہو اور تم ڈرائیور بننا چاہتی ہو۔"

... شومیز نے اس کی عقل پر افسوس کیا.... لیکن وہ غلط تھا

مجھے اپنی گاڑی کا ڈرائیور بننے کا شوق ہے.... جیسے آپ ڈرائیور ہو.... گاڑی چلانے والے ڈرائیور ہی کہتے "

"میں نے پڑھا تھا.... اب دیکھو کون انگلش جانتا ہے؟

رجو نے اس کی کم عقلی پر افسوس کیا اور شومیز کو بھی اپنی کم عقلی پر افسوس ہوا وہ واقعی اس وقت ڈرائیور

.....تھا

"...اچھا تمہیں میں سیکھا دوں گا.... تمہارا ڈرائیور سیکھا دے گا"

....رجو ہنسی

"توسی؟ میرے ڈرائیور ہو؟"

.....رجو اپنی بات کہہ کر پھر سے ہنسی.... اس کی آنکھوں سے پھیلتی ہوئی یہ ہنسی کس قدر خوبصورت تھی

ڈیڑھ گھنٹے میں شومیز شاہ اور ایرج لاہور ائرپورٹ پر تھے.... رجو کچھ نہیں جانتی تھی آخر وہ کہاں جارہی ہے؟ ان کی فلائیٹ اسلام آباد کی تھی..... رات ایک بجے کی فلائیٹ تھی.... شومیز نے رجو کا سامان نکالا.... وہ چونکی صرف اسی کا سامان تھا.... شومیز کا سامان کہاں تھا؟ ہوسکتا شاہ پہلے ہی اپنا کا سامان رکھ آیا ہو اس نے دل میں سوچا...... پہلی دفعہ ائرپورٹ دیکھا تھا اس نے... شومیز نے اسے اپنے ساتھ مل کر سب .... سمجھایا کہ کیسے بورڈنگ کرواتے ہیں.... لیکن سمجھ اس کی کچھ نہیں آیا تھا

"شاہ ہم کہاں جارہے ہیں؟ "

"ہم اسلام آباد جارہے ہیں۔ "

.... شومیز نے اس کو بتایا

" .... اچھا........ وہ پہاڑوں والا شہر..... وہ ڈراموں والا "

...... رجو کی آنکھوں کی چمک بلکل بچوں والی تھی

" .... ہاں وہی "

وہ دونوں جہاز میں سوار ہوچکے تھے.... رجو دوسروں کی طرح ڈر نہیں رہی تھی بلکہ متجسس ہو کر ہر ایک چیز سے لطف اندوز ہو رہی تھی.... شومیز کھڑکی والی نشست پر تھا جبکہ رجو اس کے ساتھ والی نشست پر .... تھی..... جب جہاز پرواز چڑھا.... تو رجو بے ساختہ بولی

" ... آسمانی جھولا ہی ہے "

شومیز اس کو دیکھ کر مسکرایا.......اگر اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو یقیناً ڈرتی... لیکن وہ رجو نہیں ہوتی....

..... آدھے گھنٹے میں وہ لوگ اسلام آباد ائرپورٹ اتر چکے تھے

شومیز نے اسے سمجھایا کہ سامان واپس کیسے لیا جاتا ہے۔

دونوں اب باہر آچکے تھے۔

"شاہ آپکی گاڑی؟ "

"وہ میرے دوست کی تھی....وہ واپس لے جائے گا۔ "

" ...اچھا "

....رجو نے اثبات میں سر ہلایا

"اب ہم یہاں سے کس پر جائیں گے؟ "

....رجو نے سوال کیا

" ....جہاز میں "

"کیا مطلب؟ "

" ..... مطلب ہم یہاں سے لندن جائیں گے اور وہاں سے ایڈنبرا "

رجو یہ دونوں نام ہی پہلی دفعہ سن رہی تھی.....اس کو لگا یہ بھی پاکستان کا کوئی شہر ہو گا.....اس لیے خاموش

ہو گئی۔

باب نمبر ۲

انداز بدل گیا

آٹھ بجے وہ ایک نئی سرزمین پر تھی یوکے کی سرزمین پر.... اس کے ساتھ اس کا شریک حیات تھا.... لندن کی سرزمین اس کے پاؤں تلے تھی.... وہ ائیرپورٹ پر اتر چکے تھے.... یہاں انہیں شام تین بجے تک انتظار کرنا تھا کیونکہ یہاں سے ان کو ایڈنبرا کی فلائیٹ لینی تھی.... رجو کے لیے سب نیا تھا... پر کشش تھا....

شومیز اس کی آنکھوں کی خوشی میں کہیں کھو سا گیا تھا وہ کیسے گھوم گھوم کر سب دیکھ رہی تھی.... ایرج نے کالے رنگ کی قمیض جس پر شیشے لگے ہوئے تھے پہنی ہوئی تھی دوپٹہ گلے میں پھیلا کر لیا ہوا تھا.... اور ساتھ .... پراندہ پہن رکھا تھا ایک گاؤں کی دیسی سی لڑکی یوکے کے شہر لندن میں آچکی تھی

”شاہ! یہاں کتنے انگریز ہیں “

رجو ارد گرد چلتے لوگوں کو دیکھ رہی تھی.... زیادہ تر اسے انگریز ہی نظر آرہے تھے۔ شومیز ہنس پڑا۔

”اب دیکھو انگریز کیسے ہوتے ہیں.... میں انگریز نہیں ہوں “

“... آپ ہو.... آپ انگریز شاہ ہو “

....رجو نے اپنی کاجل والی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

"شاہ پاکستان میں انے (اتنے) سارے انگریز کہاں سے آئے؟ "

شومیز کو اس کے سوال پر بے ساختہ ہنسی آئی لیکن وہ زیر لب دبا گیا.... کہ کہیں وہ برا نا مان جائے۔

"لیکن مجھے تو لگتا ہم اتنے سارے انگریزوں میں دو پاکستانی ہیں۔ "

....اس نے اتنے پر زور دیتے ہوئے کہا

"مطلب؟ "

"مطلب یہ کہ ہم پاکستان نہیں ہیں۔ "

....رجو نے اس کو گھور کر دیکھا

"پھر پھر ہم کہاں ہے؟ "

ہم لندن ہیں اور سات گھنٹے تک ہم یہیں رو کیں گے اس کے بعد سوا تین بجے ہماری دوبارہ فلائٹ ہے پھر "

"ہم ایڈنبرا چلے جائیں گے۔

شومیز اب اسے انتظار گاہ میں لے آیا تھا جہاں بہت سی کرسیاں پڑی تھیں.... بہت سے لوگ بیٹھے تھے...

ان کا سامان بھی ان کے پاس ہی پڑا تھا شومیز نے بھی اپنا سامان وہاں رکھ دیا.... اور دونوں بیٹھ گئے جبکہ رجو

تو اس کی بات سن کر ہی صدمے میں چلی گئی تھی اس کو تو اردو بھی نہیں آتی تھی اور شاہ اسے انگریزوں کے

....شہر میں لے آیا تھا

"ایرج کچھ کھانا ہے؟ "

.....شومیز نے سوال کیا

"نہیں "

اس نے بس اتنا ہی کہا جبکہ شومیز جان چکا تھا کہ وہ افسردہ ہو چکی ہے۔

"اچھا لیکن مجھے تو بہت بھوک لگی ہے چلو کچھ کھاتے ہیں "

"یہاں حرام کھانا ملے گا "

رجو کا چہرہ دوسری طرف ہی تھا جبکہ شومیز اس کے منہ سے یہ بات سن کر پہلے تو خاموش ہو گیا اور اس کا چہرہ دیکھا جہاں شکایت نظر آ رہی تھی اسے.... پھر بولا۔

"نہیں ہم حرام نہیں کھائیں گے میں سنڈوچ لے آتا ہوں اس میں گوشت نہیں ہوتا۔ "

شومیز سمجھ گیا کہ جہاز میں ایرج نے اس وجہ سے کھانا کھایا تھا کہ وہ سمجھ رہی تھی کہ یہ پاکستان ہی ہے..... اور اب انہیں اتنی دیر یہاں بیٹھنا تھا اس کو بھوکا تو نہیں رکھ سکتا تھا۔

".... نہیں مجھے نہیں کھانا کچھ بھی "

رجو کے لہجے سے لگ رہا تھا کہ شاید وہ رو دے گی.... لیکن وہ روئی نہیں بس رخ دوسری طرف کر کے خفا خفا بیٹھ گئی.... شومیز نے ایک چہرہ سانس لیا اور اٹھ گیا

کتنا بے مروت ہے شاہ... ایک مجھے بغیر بتائے اٹھا کر یہاں لے آیا اب مجھ سے معافی بھی نہیں مانگی اور "

اٹھ اور پتا نہیں کہاں چلا گیا.... جہاں بھی گیا میں بھی یہاں ہی بیٹھی ہوں میری طرفوں (طرف سے) تیل "لیون (لینے) جائے۔

رجو کے ہاتھ میں ایک پیلے رنگ کا بیگ تھا جو شاید اسے شاہ نے ہی دیا تھا.... اس نے اس بیگ کو سختی سے دبوچ لیا غصہ سے بھرا چہرہ لئے وہ بیٹھی لوگوں کو دیکھ رہی تھی.... یہاں کہ لوگ اپنے آپ میں کتنے مصروف تھے.... پاکستان میں تو سب اس کو گھورتے.... اگر وہ اس طرح اکیلی جینز اور شرٹ میں بیٹھی ہوتی.... اور باقی عورتیں شلوار قمیض میں ہوتیں.... لیکن یہاں کسی کو فرق ہی نہیں پڑتا تھا کہ وہ شلوار قمیض میں بیٹھی تھی.... ان سب سے مختلف تھی کاش پاکستان کے لوگ بھی ایسے ہو جائیں تو کیا ہی بات ہو ہر ایک کی زندگی آسان ہو جائے.....

رجو ان سب کو دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی.....

کچھ ہی دیر میں کوئی اس کے ساتھ آکر بیٹھا تھا.... وہ جانتی تھی کون آیا ہے لیکن اس نے مڑ کر نہیں دیکھا....

"یہ لو یہ حلال ہے دیکھو اس کے اوپر لکھا بھی ہوا ہے"

شومیز نے اس کے سامنے لیز کا پیکٹ کیا رجو کو بھوک لگی ہوئی تھی وہ تو بس شومیز سے ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی....

آنکھیں ترچھی کر کے اس نے شومیز کے ہاتھ کی طرف دیکھا جس میں لیز کا پیکٹ تھا اور ایک جوس کا ڈبہ

تھا... لیکن بیٹھی ویسے ہی رہی ابھی بھی وہ ناراضگی ہی ظاہر کر رہی تھی... کتنا مان تھا اسے کہ وہ اس سے ناراض ہو سکتی... اس کے سامنے نخرے دیکھا سکتی....

کھالو اب پاکستان سے میں مرچی والا پلاؤ تو لا نہیں سکتا... البتہ گھر چل کر تمہارے ہاتھ کا کھا ضرور سکتا "

"ہوں۔

.... شومیز نے اس کو چھیڑتے ہوئے کہا.... ایرج مسکرا دی.... اور اس کے ہاتھ سے لیز کا پیکٹ لے لیا

"ویسے میرے پنڈ کا پانچ والا پاپڑ اس چپس سے بہت بہتر ہے۔ "

... شومیز اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنسا

"اچھا اور وہ پانچ والا پاپڑ یہاں سے نا ملے تو کیا کریں؟ "

"ان انگریزوں کو چاہیے وہ پاپڑ یہاں لا کر بیچیں میں بتا رہی ہوں اس چپس سے دو گنے بکیں گے۔ "

.... رجو نے لیز کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے کہا

" .... اور پاپڑ پر کبھی چورن ڈال کر کھانا....... ہائے "

رجو کے منہ میں جیسے چورن کے نام سے ہی پانی آ گیا تھا.... شومیز مسکراتے ہوئے اس کی باتیں سن رہا تھا.... ... ایک ہاتھ اس نے ٹھوڑی تلے رکھ لیا تھا

" ... چورن کو پانی میں ڈال کر پینا اس جوس سے زیادہ اچھا لگتا ہے "

اب وہ جوس کا گھونٹ بھر رہی تھی جبکہ شومیز ہنوز اسے تک رہا تھا... اور وہ بے تکی باتیں کرنے میں

.....مصروف تھی

"شاہ! ایک بات تو بتاؤ وہاں ہمیں اچھا کھانے کو ملے گا تو صحیح نا؟ "

رجو نے محسوس کیا وہ کہیں کھو چکا تھا.... رجو نے اس کے آگے ہاتھ ہلایا.... جیسے اسے ہوش میں لانا چاہ رہی

...ہو

"....شاہ "

....اب اس نے قدرے اونچا بولا

"..ہاں...ہاں بولو "

....شومیز جیسے ہوش میں آیا تھا

"مجھے وہاں حلال کھانے کو تو ملے گا نا؟ "

....رجو نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا

"اچھا تو تمہیں لگتا کہ میں حرام کھانے کھا کر بڑا ہوا ہوں؟ "

....شومیز نے آبرو اچکائے

"....نہیں میرا مطلب وہ "

....رجو کو شرمندگی نے گھیر لیا تھا..... اگر وہ اس کو لے جا رہا تھا تو یقیناً اس کو حلال کھانا بھی مہیا کرتا

ایرج تمہیں مجھ پر یقین رکھنا چاہیے... میں جانتا ہوں تم اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر افسردہ ہو.... چلو مجھ پر "

مت یقین کرو خدا پر یقین کرو جس نے تمہیں پیدا کیا کہ وہ تمہارے ساتھ غلط نہیں ہونے دے گا.. اللہ قرآن میں فرماتا ہے کُتِبَ عَلَيْ◌كُمُ ال◌قِتَالُ وَهُوَ كُرْ◌هٌ لَّـكُم◌◌ وَعَسٰى اَن◌ تَك◌رَهُو◌ا شَيْ◌ـًا وَّهُوَ خَيْ◌رٌ لَّـكُم◌◌ وَعَسٰى اَن◌ تُحِبُّو◌ا شَيْ◌ـًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّـكُم◌◌ وَاللّٰهُ يَع◌لَمُ وَاَن◌تُم◌ لَا تَع◌لَمُو◌نَ ﴿۲۱۶﴾ مسلمانو) تم پر لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہو گا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ (تمہارے لئے مضر ہو۔ اور ان باتوں کو) خدا ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے" (سورۃ البقرہ ۲۱۶

... شومیز خاموش ہوا ایرج کو عربی تو سمجھ میں نہیں آئی البتہ ترجمہ اسے سمجھ آیا

"اب شاہ اس آیت کا مجھ سے کیا تعلق؟ "

... اس نے پہلو بدلا

کیوں نہیں ہے تعلق..... دیکھو اللہ فرما رہے ہیں کہ تم جس چیز کو اپنے لیے بہتر سمجھ رہی ہو وہ تمہارے " لیے بہتر نا ہو.... جیسا کہ تم افسردہ ہو کہ میں تمہیں گاؤں سے لے آیا..... اور تمہیں یہاں آنا برا لگ رہا ".....ہے..... لیکن ہو سکتا یہی تمہارے لیے بہتر ہو

"... لیکن میں کون سا لڑ رہی ہوں.... یہ تو جہاد کے بارے میں ہے"

.... رجو نے اب آیت کے پہلے والے حصے پر غور کرتے ہوئے کہا

.... شومیز مسکرایا

"جہاد ہو سکتا آنے والے دنوں میں تمہیں بھی ایک جنگ لڑنا پڑے اپنے لیے اپنے حق کے لیے.... جہاد بالعلم.... یہ وہ جہاد ہے جس کے ذریعے قرآن و سنت پر مبنی احکامات کا علم پھیلایا جاتا ہے تا کہ کفر و جہالت کے اندھیرے ختم ہوں اور دنیا رشد و ہدایت کے نور سے معمور ہو جائے۔"

رجو نے اثبات میں سر ہلایا....

"بظاہر جہاد کی بھی اقسام ہوتی ہیں.... اور پانچ اقسام ہیں جہاد کی.... اس آیت میں جہاد فرض کیا گیا ہے.... دیکھا جائے تو یہ صرف کافروں سے لڑنے کے لئے کہا گیا ہے لیکن غور کیا جائے تو جہاد صرف کافروں سے لڑنا ہی نہیں ہے.... جہاد خود سے بھی لڑنا... جہاد شیطان سے بھی لڑنا ہے اور.... جہاد بالعلم بھی اسی کی ایک قسم ہے.... ہو سکتا آنے والے وقت میں تم اس کام آؤ.... "

شومیز کہہ کر خاموش ہو گیا....

"آپ یہی کہنا چاہتے نا کہ میں یہاں آکر دُکھی نا ہوں اللہ پر یقین رکھوں کہ انہوں نے میرے لیے بہت اچھا سوچ کر رکھا ہوا ہے۔"

"بالکل.... یہی کہنا چاہتا ہوں.... تم جانتی ہو... آیت کا معنی یہ ہے کہ بسا اوقات کوئی چیز تمھیں "حال" میں بھاری اور شاق معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ "مستقبل" میں بہت عالیشان فوائد کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

مثال کے طور پر کڑوی دوا پینا ایک اچھا کام ہے کیونکہ مستقبل میں اس سے صحت ملنے کی توقع ہوتی ہے، تجارتی سفر کے خطرات کو برداشت کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس سے مستقبل میں نفع ملنے کی امید ہوتی

ہے، علم حاصل کرنے کی مشقت برداشت کرنا اچھا ہے کیونکہ اس سے مستقبل میں دنیاو آخرت کی عظیم سعادتیں نصیب ہوتی ہیں۔"

"....شاہ آپ سیدھا سیدھا کہیں کہ میں پڑھوں...اور پڑھائی سے بھاگوں نا"

....رجو نے منہ بناتے ہوئے کہا....شومیز کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی

"...ہاں تو میں نے کب الٹا کہا....میں تو تمہیں کہہ کر ہی یہ لایا تھا کہ تمہیں پڑھنا ہو گا"

"...ہاں یہ نہیں کہا تھا انگریزی سیکھنی ہو گی"

....رجو نے اب لیز کا پیکٹ رکھ دیا تھا...اس نے جتنا کھانا تھا کھا لیا تھا

"...پر تمہیں تو آتی ہے تم بولتی نہیں"

....شومیز نے سنجیدگی سے کہا....رجو کو اپنی بات پر شرمندگی ہوئی

"....ہاں....تو میرا دل نہیں کرتا ورنہ بول کے دیکھائی تو تھی"

...رجو نے اس دن کی طرف اشارہ کیا جب اس نے انگریزی میں اپنا نام اسے بتایا تھا

کافی دیر دونوں میں باتیں ہوتی رہیں....رجو ساری رات کی جاگی ہوئی تھی....وہ ایک لمحہ بھی نہیں سوئی تھی...اب اسکو شدید نیند آرہی تھی....وہ باتیں کرتے کرتے باسیاں لے رہی تھی....شومیز بھی تھکا ہوا تھا لیکن اس کو نیند نہیں آرہی تھی...وہ اس کی باتیں سننے میں مگن تھا.....

"...سو جاؤ"

....اب کی بار رجو نے باسی لی تو شومیز نے اس سے کہا

"....واہ واہ... ایسے کیسے سو جاؤں.... یہاں گوری میم میرے انگریز شاہ کو لے اڑے "

.... آخری بات اس نے دل میں کہی تھی شاہ کے سامنے کہنے کی ہمت نہیں تھی

اچھا بات سنو... جب ہم ایڈنبرا پہنچے گے تو کوئی گرم سوئٹر پہن لینا یا شال کر لینا... میں نے تمہارے "

"...سامان میں سب چیزیں رکھی تھیں

شومیز نے اسے بتایا.... ایرج کے لیے اس نے خود سے ہی شاپنگ کر لی تھی.... اس کے کپڑوں والے بیگز

....سب وہی خرید کر لایا تھا.... اور اس کے گھر پہنچا چکا تھا

"....پر مجھے سردی نہیں لگتی "

....رجو فوراً سے بولی

"...اچھا.... ٹھیک ہے مرضی تمہاری.... لیکن سردی ہو گی وہاں "

خدا کا خوف کرو شاہ... جولائی کے مہینے میں کون سی سردی ہوتی؟ مذاق بنوانا چاہتے ہو نا میرا میں جب وہاں "

"....اتروں تو لوگ مجھے دیکھ کر مجھ پر ہنسے.... میں نہیں پہنو گی کچھ

ایرج وہاں ہم رات کے وقت پہنچے گے... اور اس وقت ٹھنڈ ہو جائے گی.... تمہارے گاوں میں جتنی "

"....سردی دسمبر میں پڑتی اتنی گرمی ایڈنبرا میں جون جولائی میں پڑتی

کہہ تو شومیز ٹھیک ہی رہا تھا.... ایڈنبرا کا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت بھی اٹھارہ انیس ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا

تھا.... اس وقت لندن کا درجہ حرارت پچیس ڈگری سنٹی گریڈ تھا اس لئے اسے ٹھنڈ محسوس نہیں ہو رہی تھی..... لیکن رجو کو کون سمجھائے... شومیز بھی اس کی ضد کے آگے ہار مان گیا ......

لندن سے ایڈنبرا پہنچنے میں انہیں تقریباً دو گھنٹے لگے تھے... اس سارے راستے ایرج سوتی ہوئی آئی تھی.... .... شومیز نے بھی اسے نہیں اٹھایا تھا

وہ ایڈنبرا اسکاٹ لینڈ کے دارالحکومت اور اس کے 32 کونسل علاقوں میں سے ایک علاقے جو تاریخی طور پر کاؤنٹی مڈلوتھیان کا حصہ (تبادلہ خیال سے ایڈنبرگشائر 1921 سے پہلے)، لوتھین میں فورٹ کے جنوبی ساحل کے فیرتھ پر واقع شہر میں پہنچ چکے تھے.... ایڈنبرا اسکاٹ لینڈ کا دوسرا سب سے زیادہ آبادی والا شہر اور برطانیہ کا ساتواں سب سے زیادہ آبادی والا شہر ہے.... کم از کم 15 ویں صدی سے اسکاٹ لینڈ کے دارالحکومت کے طور پر پہچانا جانے والا، ایڈنبرا اسکاٹ لینڈ کی حکومت، سکاٹش پارلیمنٹ اور اسکاٹ لینڈ کی اعلی عدالتوں کی نشست ہے..... یہ شہر طویل عرصے سے تعلیم کا مرکز رہا ہے، خاص طور پر طب، سکاٹ قانون، ادب، فلسفہ، سائنس اور انجینئرنگ کے شعبوں میں۔ لندن کے بعد، یہ برطانیہ کا دوسرا سب سے بڑا مالیاتی مرکز ہے، اور شہر کے تاریخی اور ثقافتی پرکشش مقامات نے اسے لندن کے بعد ایک بار پھر برطانیہ کا دوسرا سب سے زیادہ سیاحت کرنے والا مقام بنا دیا ہے، جس میں 4.9 ملین دورے ہوئے، جس میں بیرون ملک مقیم 2 لاکھ چالیس ہزار افراد شامل ہیں جن کا حصہ وہ دونوں بھی بن گئے تھے..... رجو تو ان عمارتوں

میں کہیں کھو سی گئی تھی.. ایڈنبرا میں سابقہ شہر اور دیہات شامل ہیں جو انیسویں اور بیسویں صدی کے وسعت پذیر شہر میں جذب ہونے سے قبل اپنے اصل کردار کو بستیوں کی حیثیت سے برقرار رکھتے ہیں۔ جیسے بہت سے علاقوں میں رہائش گاہیں ہیں جو کثیر مقصدی عمارتیں ہیں(جگہ کا نام Dalry) ڈیلری کے نام سے جانا جاتا ہے، حالانکہ شہر کے زیادہ تر جنوبی اور مغربی حصے(tenements) جنھیں خیموں روایتی طور پر کم تعداد میں تیار ہوئے ہیں اور زیادہ تعداد میں علیحدہ اور نیم علیحدہ ولا موجود ہیں۔ ایڈنبرا کے تاریخی مرکز کو پرنسز اسٹریٹ گارڈنز کے گرین سویٹ نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جنوب کی طرف، اس نظارے پر ایڈنبرگ کیسل کا غلبہ ہے، جو کیسل راک پر اونچی عمارت میں ہے، اور ہالروڈ محل کی طرف اترتے ہوئے اولڈ ٹاؤن ہے۔ شمال کی طرف پرنٹس اسٹریٹ اور نیو ٹاؤن ہے۔ ویسٹ اینڈ میں مالیاتی ضلع شامل ہے، انشورنس اور بینکاری دفاتر کے ساتھ ساتھ ایڈنبرا انٹرنیشنل کانفرنس سینٹر بھی ہے۔

رجو نے ٹی وی میں دیکھ رکھا تھا کہ چرچ کیسا ہوتا ہے لیکن اسے یہاں تقریباً ہر عمارت ہی چرچ کی شکل کی معلوم ہوتی تھی.... شومیز نے ائیر پورٹ سے اوبر کروائی تھی.... پرانی عمارتوں کی طرح تھا یہ شہر لیکن پھر بھی بہت خوبصورت تھا.... رجو کو ٹھنڈ لگ رہی تھی... لیکن وہ شاہ کے سامنے محسوس نہیں کروانا چاہتی تھی.... وہ بس ونڈ اسکرین سے باہر کی عمارتیں دیکھنے میں مصروف تھی.... کتنا خوبصورت شہر تھا.....

.....شومیز موبائل میں مصروف تھا.... جبکہ وہ ایڈنبرا کی عمارتوں کو دیکھنے میں مشغول تھی

تقریباً بیس منٹ میں وہ لوگ Lasswade road Gilmerton, Edinburgh ,EH17

کے سامنے کھڑے تھے.... یہ ان کے گھر کا مکمل پتا تھا.... ایرج گاڑی سے اتری جبکہ شومیز اتر کر 8SD سامان لے رہا تھا.... اس کے سامنے وہ گھر تھا..... کتنا خوبصورت گھر تھا..... شومیز نے ڈرائیور کو پیسے ادا ....کیے یقنا شومیز بہت تھکا تھکا لگ رہا تھا.... اتنا لمبا سفر کرنے کے بعد تو کوئی بھی تھک سکتا تھا

" .... یہ تو باکل ویسا گھر ہے جیسا ڈرائنگ کے پیپر میں بناتے تھے "

.....رجو نے حیرت زدہ ہو کر اس گھر کو دیکھتے ہوئے کہا

بالکل ویسا ہی ہے...... ویسی ہی چھت..... جس پر کلیجی رنگ کی اینٹیں لگی ہوئی ہیں.... ہائے ویسا ہی چھوٹا "

" .... سا آگے باغیچہ بنایا ہوا ہے

....رجو اس گھر کو دیکھ کر نیند بھول چکی تھی..... شومیز بس اس کی حیرت پر حیران ہو رہا تھا

.... ویسے ہی کھڑکیاں سامنے کو تھیں.... بس اس کی نیچے والی دیواریں سفید ہیں اور دروازہ بھی سفید ہے "

"

"اندر چلیں؟ "

.....شومیز نے پوچھا

"پر شاہ اس کی تو دیواریں ہی نہیں ہیں..... اگر چور وغیرہ آگیا تو؟ "

گھر کے گرد چھوٹا سا کالا لوہے کا جنگلہ تھا.... اس کے گرد باغیچہ تھا.... گھر کے بالکل ساتھ ہی گیراج کی جگہ بنی ہوئی تھی وہ بھی ایک اوپن ایریا ہی تھا لیکن اس کے گرد لکڑی کی دیوار تھی جو جنگلے سے تھوڑی بڑی

تھی .....

" نہیں آتا کوئی بھی چور فکر مت کرو... تم ہو نا حفاظت کرنے کے لیے۔۔۔ "

شومیز نے اس کی تنگ کرتے ہوئے کہا جبکہ رجو کے کندھے فخر سے بلند ہوئے۔

" ....وہ تو خیر میں ہوں "

گیراج میں سفید رنگ کی ایک کار کھڑی تھی.... شومیز نے جنگلہ کھولا تو وہ دونوں ایک پکی سڑک پر چلنے لگے... جس کے گرد باغیچہ تھا.... گھر بہت بڑا نہیں پر بہت خوبصورت تھا.... سفید رنگ کا لکڑی کی کھڑکی تھی.... شیشے لگے ہوئے تھے لیکن آگے سکن رنگ کے پردے تھے.... شومیز نے جابیاں جیب سے نکالیں... اور سفید دروازہ کھولا.... وہ ایک لمبی سی راہداری تھی.... جس کے چند قدم پر دائیں جانب لونگ روم کو دروازہ کھولتا تھا.... گھر میں سارے دروازے ہی سفید رنگ کے تھے.... اس کے فوراً بعد ہی دائیں جانب ہی کیچن کا دروازہ تھا.... شومیز سامان لے کر سیدھا اوپر نظر آنے والی سیڑیوں پر چڑھ گیا.... جبکہ رجو تو گھر کو دیکھتی رہ گئی.... شاہوں کی حویلی بلاشبہ خوبصورت اور بہت بڑی تھی..... لیکن یہ گھر اس سے چھوٹا پر کئی گنا خوبصورت تھا..... وہ لونگ روم میں داخل ہو چکی تھی... نیچے ملائم سا کریمی رنگ کا کارپیٹ تھا.... سامنے بڑی سی ایل ای ڈی دیوار میں آویزاں تھی.... جس کے دائیں جانب دو پینٹنگز لگی ہوئی تھیں.... اور بائیں جانب ایک لگی ہوئی تھی.... دیواروں کا رنگ بھی کریمی ہی تھا... کھڑکی پر پردے بھی کریمی رنگ کے تھے.... کھڑکی کے آگے صوفہ پڑا تھا جو دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا اور دوسری دیوار کے ساتھ بھی لگا ہوا تھا

جو کہ لونگ روم کے داخلی دروازے تک تھا... درمیان میں ایک میز تھا جو صوفوں کے ساتھ کا ہی معلوم ہوتا تھا اسی رنگ نرم سا ٹیبل بنا ہوا تھا..... ایل ای ڈی کے نیچے بھی ایک لکڑی کا میز پڑا تھا جس کی ایک جانب گلدان تھا جس میں سورج مکھی کی طرح کا پھول تھا... چھت پر فانوس تھا.... جو ابھی بوجھا ہوا تھا.... .... رجو مڑی تو اس کو لگا ایک دم سے کمرہ بڑا ہو گیا ہو

" یہ کیا؟ اتنا بڑا کمرہ... اور میری ہمشکل بھی "

ابھی وہ یہ کہہ کر آگے بڑھی ہی تھی کہ شیشے میں لگی.... وہ کمرہ بڑا نہیں تھا..... بلکہ دیوار پر آئینہ آویزاں ..... جس میں پوری کمرے کا عکس نظر آتا تھا

رجو وہاں سے نکلی تو کیچن میں داخل ہوئی.... داخل ہوتے ساتھ گرے کلر کی صوفہ نما کرسیاں تھیں جو چار تھیں.... اور ان کے درمیان شیشے کا میز پڑا تھا...... جس پر نیلے رنگ کی پلیٹیں تھیں.... اور نیلے ہی رنگ .... کے گلاس تھے....... اس کے ساتھ ہی شیشے کا دروازہ تھا.... جو گھر کے پچھلے باغیچے میں کھلتا تھا

شراب والے گلاس.... " اس کو تو دیکھ کر ہی الٹی محسوس ہونے لگی.... لیکن پھر وہ آگے آئی.... ڈائینگ " میز کے ساتھ سبزیاں کاٹنے کا کاؤنٹر بنا ہوا تھا... جس کے آگے دو کالی اونچے سٹول پڑے تھے... حویلی کے کیچن کا کاؤنٹر درمیان میں تھا جبکہ یہ دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا.... سامنے دیوار میں اون لگا ہوا تھا... یہ سب وہی چیزیں تھیں جو وہ حویلی میں دیکھ چکی تھی.... دائیں جانب ایک فریج پڑا تھا.... جہاں اون لگا ہوا تھا اسی .... دیوار میں کریمی رنگ کے کیبن بنے ہوئے تھے جہاں برتن پڑے تھے

....رجو سکن رنگ کی ٹائیل پر چلتی ہوئی باہر نکل آئی

راہداری میں چلتے ہوئے بائیں جانب اس نے ایک دروازہ کھولا.... وہ سٹور بنا ہوا تھا.... واشنگ میشن بھی پڑی تھی.... یہ کپڑے دھونے کے لیے سٹور بنا ہوا تھا..... رجو نے وہ دروازہ بند کیا اور اگلے کمرے میں داخل ہوا.... وہاں ایک رائیکنگ چیئر پڑی تھی.... اور ایک طرف بک شلف بنا ہوا تھا جہاں چند کتابیں .... تھیں... اور سامنے ایک بڑا سا لکڑی کا ٹائم پیس لگا ہوا تھا.... جو تین بجا رہا تھا.... رجو تو حیران ہو گئی لے ادھر تو شاہ نے کہا تھا ہم تین بجے نکلیں گے اور یہاں آنے کے بعد بھی تین ہی بجے... یہ چکر کیا "ہے؟"

وہ دروازہ بند کرتی اوپر آ گئی.... اوپر بھی ایسے راہداری بنی ہوئی تھی جس کی دونوں جانب دو دو کمرے تھے... اوپر چار دروازے تھے... دائیں جانب دو دروازے تھے اور بائیں جانب دو دروازے تھے... رجو نے پہلے ایک دروازہ کھولا.... وہاں شاہ نہیں تھا کمرہ خالی تھی.... لیکن وہاں اس کا سامان پڑا تھا.... رجو نے آ کر ... اس کے مقابل والا دروازہ کھولا.... سامنے بیڈ پر وہ نیم دراز پڑا تھا

"...شاہ.... شاہ"

رجو اونچا اونچا بولتی اس تک پہنچی.... شومیز نے سر اٹھایا.... نیند سے بھری ہوئی آنکھیں.... لال ہو رہی ... تھیں

"کیا ہوا ایرج کوئی مسلۂ ہے؟"

شومیز جلدی سے اٹھا.... لیکن ایرج کو اب دکھ ہو رہا تھا شاید شومیز ابھی آکر سویا ہی تھا.... اور اس نے اٹھا دیا....

"وہ نیچے والا ٹیم (ٹائم) پیس خراب ہے او ابھی تین بجا رہا ہے۔ "

....رجو کے چہرے پر شرمندگی واضح تھی

"کیوں ٹھیک تو تھا؟ "

...شومیز نے اپنی گھڑی دیکھی.... اور سر پر ہاتھ مارا

رجو یہاں کا وقت پاکستان کے وقت سے چار گھنٹے پیچھے ہے... اور میں نے اس وقت تمہیں پاکستانی وقت " کے مطابق بتا دیا تھا معافی دے دو۔"

...شومیز نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا

" ...لے بھلا میں کیا کہا ہے.... اچھا اب سو جاؤ سارے راستے میرا سر کھایا آپ نے "

....رجو منہ چڑاتی ہوئی باہر نکل آئی

میری بے بے اور ابا سے بات بھی نہیں کروائی میرا وہ ڈبے والا فون بھی نہیں لا کر دیا..... میں اس میں گیم" کھیلتی.... "

....رجو کو سوچ کر اتنی خوشی ہو رہی تھی

وہ اسی کمرے میں واپس جہاں اس کا سامان تھا.... کمرہ بہت بڑا نہیں تھا... بس ایک بیڈ تھا جو کہ بہت ہی

...خوبصورت تھااور ساتھ ایک صوفہ نما کرسی تھی

وہ خود بھی بہت زیادہ تھک چکی تھی.....بس سونا چاہتی تھی.... کتنا خوبصورت تھا اس کا گھر....رمشا یا زینب ......دیکھ لیتیں تو یقنا بے ہوش ہو جاتیں....وہ انہی سوچوں میں گم سو گئی

رجو جب اٹھی تو نیچے آئی وہ سیدھا کیچن میں گئی اس کو بھوک لگی تھی....اس نے فریج کھولا تو کچھ بھی نہیں پڑا تھا.....اس کو شدید قسم کی بھوک لگی تھی....وہ اب شومیز کو اٹھانا بھی نہیں چاہتی تھی...پہلے ہی ایک دفعہ وہ اسے بے آرام کر چکی تھی....وہ لونگ روم میں آ کر بیٹھ گئی....پردے اس نے ایک طرف کر دیے تھے ....کتنی رات ہو گئی تھی

"....کی (کیا) کروں؟ کچھ بھی کھانے کا نہیں پڑا....بھوک بھی شدید لگی ہوئی ہے"

....اس نے باہر دیکھتے ہوئے سوچا

"...انگریزوں کا شہر ہے میر اپنڈ بھی نہیں کہ کسی کے گھر سے سالن مانگ لاؤں"

"اس نے دل میں سوچا....اتنے خوبصورت گھر کا فائدہ؟ کھانے کے لیے ٹائیلیں چاٹوں؟

اس نے تلخی سے سوچا.... تھوڑی ہی دیر گزری تھی کوئی گھر میں داخل ہوا.....دروازہ کھولنے کی آواز سے ....رجو ڈر گئی

"....کہا تھا شاہ کو....اتنی چھوٹی دیوار اے کوئی وی آسکدا (سکتا) اے.....بس آ گیا کوئی انگریز چور"

وہ لونگ روم کا دروازہ بند کرنے ہی لگی تھی.... کہ کیچن میں اسے جاتے ہوئے شومیز دیکھائی دیا.... اس کی سانس میں سانس آیا اور شومیز کے پیچھے گئی.... اس کے ہاتھ میں کچھ ڈبے تھے.... جو اس نے کاؤنٹر پر رکھے....

"کھانا لے کر آئے ہو؟ "

رجو نے پوچھا....

" ہاں کیونکہ میں نے سوچا ایرج نے تو مرچی والا پلاؤ پکانا نہیں میں باہر سے ہی لے آؤں.... "

کتنی دفعہ وہ اس کے پلاؤ کا طعنہ دے چکا تھا.....

" ہاں تو گھر کوئی چیز پڑی ہوتی تو بنا ہی دیتی... "

" اچھا فلحال تو یہ کھاؤ پھر وہ بھی بنا کہ کھلا دینا.... "

شومیز ایک کانچ کے باول میں آلو مٹر اور قیمہ نکال رہا تھا....

"ارے یہاں سے یہ بھی مل جاتا ہے؟ "

رجو نے قیمے کو دیکھتے ہوئے کہا....

"ہاں رستم ہوٹل سے لایا ہوں خالص پاکستانی کھانا ملتا ہے.... اور حلال بھی ہوتا ہے۔ "

شومیز اب ایک اور باول نکال کر لے آیا تھا اس میں دہی بھلے ڈال چکا تھا.....

"میں مدد کرواں؟ "

"نہیں میڈم آپ بس دیکھیں.... آپ کے ہاتھوں پر ابھی مہندی لگی ہوئی ہے۔ "

.....شومیز نے ایک اور طعنے کا تیر اس پر چلایا تھا

" .... اب شاہ ایسی بھی بات نہیں آپ چیزیں لا دیتے میں گھر میں بنا دیتی اتنا تو مجھے بنانا آتا ہے "

" ....ہاں جیسے مجھے آج صبح لیز اور جوس کی صلح ماری تھی "

رجواب واقعی بہت شرمندہ ہوئی تھی.... بھوک تو شاہ کو بھی لگی تھی لیکن اس نے ایک بار بھی شاہ سے نہیں ....پوچھا کہ آیا وہ بھی کھانا چاہتے یا نہیں.... شومیز ایک ڈِش میں باربی کیو نکال رہا تھا

"اتنا سب کچھ ؟کوئی مہمان آرہے ہیں کیا؟ "

....رجو کا اشارہ انا کی طرف تھا

" .... نہیں ہمارے لیے...مجھے بہت بھوک لگی ہے "

اب شومیز ایک ہوٹ پوٹ میں روٹیاں رکھ رہا تھا اور باقی تمام کین کے ڈبے وہ نیچے ڈسٹبن میں پھینک چکا تھا....رجواب خود ہی آگے کو آکر سارا کھانا میز پر لگا رہی تھی.....ایک کرسی پر وہ خود بیٹھ گیا اور ایک پر ....ایرج.... شومیز اپنا کھانا نکال چکا تھا.... لیکن ایرج بیٹھی رہی

"کیا سوچ رہی ہو؟ "

" ....میں نے اس گلاس میں پانی نہیں پینا اس میں انگریز شراب پیتے "

شومیز کا دل کیا ایک دفعہ اس کی سوچ پر اچھی طرح ماتم کرلے.... لیکن اس نے اٹھ کر سامنے کیبن سے دو

.... دوسرے گلاس نکال لیے

" .... اب یہ مت کہنا کہ نیلی پلیٹ میں نہیں کھانا "

.... شومیز نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا

" ... نہیں جی ... پلیٹ سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے "

اچھا کل میں تمہیں بسم للہ سٹور پر لے چلوں گا وہاں سے تمام پاکستانی مصالحے اور کھانے کی اشیا مل جائیں "
گی۔"

.... شومیز نے اسے بتایا... اس کے بعد دونوں نے خاموشی سے کھانا کھایا

..... اور سونے چلے گئے

"کیسا چل رہا وہاں کا بزنس ؟ "

.... شناور شاہ فون پر بات کر رہے تھے

جی اللہ کا شکر ہے بابا.... میری فیکٹری سے جینز اور شرٹس اب بیرون ملک بھی جانے لگی ہیں.... کل ہی "
"ایک بڑا آرڈر موصول ہوا ہے۔

شومیز میں نے تو تمہیں کہا تھا وائنڈ آپ کر دو وہاں کا بزنس.... تم وہی فیکٹری یہاں بھی لگا سکتے ہو کم ٹیکس "
" .... پر

" ... لیکن آپ جانتے ہیں اس کو بنانے میں میری کتنی محنت لگی ہے..... میں ایسے تو نہیں چھوڑ سکتا نا "

... شومیز نے شناور شاہ کو جواب دیا.... صبح کے چھ بج رہے تھے جب وہ شناور شاہ سے بات کر رہا تھا

"مرضی ہے تمہاری برخوردار.... سجاد کی شادی کی تاریخ طے ہو گئی ہے... اگلے مہینے کی دس تاریخ ہے۔ "

....شناور شاہ نے شومیز کو خبر دی

" .... یہ تو خوشی کی خبر ہے... میں ضرور تشریف لاؤں گا "

شومیز نے فون رکھ دیا.... اپنے کمرے میں ہی ابھی تک موجود تھا.... کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر وہ فون .... سن رہا تھا.... نیچے باغیچے میں بیٹھی لڑکی اسے نظر آ رہی تھی.... جو خود سے باتیں کر رہی تھی

" .... میں سچ ہی کہتا ہوں تم بہت دلچسپ ہو "

......شومیز مسکرایا

پتا نہیں کب اٹھے گا؟ سردی بھی لگ رہی ہے.... سارا سامان نکال کر رکھ دیا اس چادر کے علاوہ اور تو کوئی "
" ... چیز نہیں ملی

رجو خود سے باتیں کر رہی تھی.... وہ تقریباً صبح سے اٹھ کر باہر لان میں آ گئی تھی.... اس نے بہت سے .... لوگوں کو بھاگتے ہوئے بھی دیکھا تھا کچھ کے ہاتھ میں کتا بھی تھا

"چائے؟ "

.... شومیز اس کے پاس آ کر بیٹھا.... وہی لان میں نیچے ہی اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا

"کیا چائے؟"

.... رجو نے اس کو دیکھتے ہوئے سوال کیا

"بنا دو گی یا وہ بھی باہر سے لاؤں؟"

دیکھو شاہ یہ طعنہ نا دیا کرو.... سیدھی طرح جیسے ابھی کہا کرو کہ یہ کر دو... ایک تو میرے ابا سے بات بھی "

"نہیں کروائی الٹا کل سے مجھے سنائی جا رہے ہو... شرم حیا نام کی تو چیز ہی نہیں ہے۔

"تم واقعی دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ بدزبان بھی اچھی خاصی ہو"

.... اس نے افسوس سے نفعی میں سر ہلایا

"اور گھر میں دودھ پڑا جو میں چائے بنا کر دوں؟"

رجو نے اس وقت بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے جو ہوا کی وجہ سے آنکھوں میں آ رہے تھے وہ بار بار انہیں .... پیچھے کر رہی تھی

بس بس.... میں نے تو تمہیں چھیڑنے کے لیے کہہ دیا تھا میں چائے اتنی پیتا ہی نہیں اور جو پیتا تھا وہ بھی "

".... میری توبہ کہ اب پیوں

..... شومیز نے اس کے غصے سے توبہ کرتے ہوئے کہا

.... رجو غصے سے اٹھ آئی.... اس کو بس اسی بات کا غصہ تھا کہ اس کے ابا سے اس کی بات نہیں ہوئی تھی

".... آج ہم پرنسز اسٹریٹ جائیں گے "

شومیز نے اسے لونگ روم میں بیٹھے ہوئے بتایا خود وہ ٹی وی دیکھ رہا تھا جبکہ وہ باہر دیکھ رہی تھی.... پردے ابھی بھی ایک طرف ہی تھے جس طرح اس نے رات کو کیے تھے.... شومیز ریموٹ سے چینل بدل رہا .... تھا

"وہ کیا ہے ؟ "

ایرج نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا.... وہ بہت دیر سے بیزار سی بیٹھی تھی.... صبح کا ناشتہ بھی نہیں کیا .... تھا دونوں نے

ایڈنبرا کی پرنسز اسٹریٹ اپنے دلکش پرکشش مقامات اور اس کی بہت سی دلچسپ اور غیر معمولی دکانوں " کی وجہ سے مشہور ہے جو کی پوری لمبائی کے ساتھ چلتی ہیں.... پرنسز اسٹریٹ واٹر لو پلیس سے شروع ہوتی "ہے، جو ایسٹ اینڈ میں واقع ہے اور سینڈوکس پلیس تک جاتا ہے، جو مغربی کنارے پر پایا جاتا ہے۔

... شومیز اسے وہ نام بتا رہا تھا جو اس نے اپنی زندگی میں نہیں سنے تھے

"شاہ سیدھی طرح بتاؤ یہ چیز کیا ہے ؟ "

.... رجو چڑ کر بولی

"پرنسز اسٹریٹ ایک گلی ہے جہاں مختلف دوکانیں واقعی ہیں جہاں سے تم شاپنگ کر سکتی ہو۔ "

" ....ہاں تو سیدھی طرح کہو بازار جانا....پتا نہیں پرنسز اسٹریٹ کیا لگا یا ہوا ہے "

رجو کو بہت غصہ آرہا تھا اس کو سمجھ کیوں نہیں آرہی تھی؟ وہ اس سے ناراض ہے اس کی بات کروادے

....وہ.... لیکن نہیں....اس کے کان پر توجو تک نارینگی

" ....ہاں بازار ہی جانا "

.....شومیز نے خود کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا

"مجھے پراندے بھی لینے اپنے لیے۔ "

....ایرج نے اسے بتایا

" ....وہ تو نہیں ملیں گے یہاں سے "

"کیوں پاکستانی کھانا مل سکتا ہے تو وہ کیوں نہیں؟ "

" ...کیونکہ وہ یہاں کوئی پہنتا نہیں "

.....شومیز نے اب ریموٹ رکھ دیا تھا.....اور اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا

ہاں اسی لیے ذری ذری (تھوڑے) بال ہیں....پراندے پہنا کریں تو بال بھی لمبے ہوں میری طرح....وہ "

" ....انا کے بال دیکھے ہیں کتنے تھوڑے سے ہیں...ہیں بھی گولڈن سے

رجو نے منہ بناتے ہوئے کہا.... جبکہ شومیز پھر سے باتونی لڑکی کی باتیں سننے میں مگن تھا.... تھوڑی تلے ہاتھ رکھے...ہوں ہاں میں جواب دیتے ہوئے خاموشی سے سن رہا تھا..... کیا تھی یہ لڑکی؟ چہرے پر مسکان لیے

.....وہ اسے سن رہا تھا

بات اتنی ہے انگریزنیوں کو بھی پراندہ پہننا چاہیے انڈہ لگانا چاہیے مکھن لگانا چاہیے.... اور دہی لگانی "

"چاہیے۔

"ہاں غرض ہر کھانے والی چیز سر پر لگا لینی چاہیے۔ "

... شومیز نے سنجیدگی سے کہا... جبکہ وہ جانتی تھی اس کا مذاق اڑا رہا ہے

" ..... نہیں جی میں نے ایسا نہیں کہا... میں نے بس یہ کہا ان کے بال دیکھو "

"ہاں اسی لیے تو ہم ایرج کو لائیں ہیں یہاں کہ وہ سب کو وہ سیکھائے جو ان بیچاری انگریزنیوں کو نہیں آتا۔ "

" ...میں نے ان کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا.... اپنی انا کو خود سمجھا دینا.... گولڈن کیڑی"

.....رجو کہتے ساتھ اٹھ گئی وہاں سے

پرنسز اسٹریٹ 18 ویں صدی کے آخر میں کنگ جارج تھری کے دور میں تعمیر ہوئی تھی۔ پرنسز اسٹریٹ ایڈنبرا کے نئے حصے کا حصہ تھی اور اس کا اصل نام مسترد ہونے کے بعد کنگ جارج کے بیٹوں کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔ بہت سارے مقامی رہائشی اور سیاح سارا دن پرنسز اسٹریٹ کے ایک طرف ملنے والی یادگاروں، مجسموں، نشانیوں اور دکانوں سے لطف اندوز ہوتے گذرتے ہیں۔ ابھی بھی معمول کے مطابق رش تھا.... پرنسز اسٹریٹ کے ایک طرف سڑک ہے اور دوسری طرف دوکانیں ہیں اس کی لمبائی کے ساتھ ساتھ تمام

دوکانیں واقع ہیں لوگوں کا ایک ہجوم وہاں چلتا ہوا نظر آرہا تھا.... وہاں کی عمارتوں میں خاص بات یہ ہے کہ دیکھنے میں وہ بہت پرانی لگتی ہیں اور بہت پر کشش منظر پیش کرتی ہیں... وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے.... کبھی کبھی سڑک پر ایک بس آکر روکتی تھی... جیسے لاہور میں سپیڈو کے اسٹیشن بنے ہوئے ہیں .... ویسے ہی بس وہاں آکر چند لمحوں کے لیے روکتی جس نے بیٹھنا ہوتا وہ اس پر سوار ہو جاتا

وہ دونوں شام کے وقت آئے تھے.... تیز ہوا چل رہی تھی... ایرج نے چادر اوپر کی ہوئی تھی.... ہرے رنگ کی شلوار قمیض پہنے ہوئے وہ شومیز کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی اس نے کریمی رنگ کی ٹی شرٹ کے .... نیچے نیلی جینز پہنی ہوئی تھی

"سب سے پہلے تمہارا موبائل خرید لیتے ہیں۔"

..... شومیز جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چل رہا تھا

رجو اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی.... شومیز ایرج کی وجہ سے اپنے قدم آہستہ آہستہ اٹھا رہا تھا جبکہ وہ بھول چکا تھا وہ تیز تیز چلنے کی عادی لڑکی اس کی وجہ سے آہستہ چل رہی تھی.... یا پھر وہ دونوں ہی ہمیشہ ایک ساتھ آہستہ چلنے کے عادی ہو چکے تھے.... وہ لوگ ایک اور گلی کی طرف مڑے.... اور ایک دوکان میں داخل ہوئے.... اس کے اوپر تھری سٹور لکھا ہوا تھا.... ایرج شومیز کے ساتھ ہی تھی.... شومیز نے چند .... لمحوں میں اس کے لیے موبائل خرید لیا

"یہ میرا ڈبہ ہے نا؟"

...ایرج فورا بولی

"ڈبہ؟ "

.....شومیز حیران رہ گیا

" ....ہاں فون والا ڈبہ.....جو آپ کے پاس ہے "

....ایرج نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیتے ہوئے کہا

" ...اس سے میں رمشا سے بھی بات کروں گی؟ہائے میں اس کو یہاں کی ہر چیز دیکھاوں گی "

....رجو موبائل کا پیک کھولنے میں مصروف تھی

"تم وہاں کسی سے بات نہیں کرو گی۔ "

....شومیز کے چہرے پر سختی تھی.... لیکن کیوں؟ایرج ایک دم ڈر گئی

"کیوں آپ نے کہا تھا میں بات کروں گی۔ "

ایرج اب میں ہی کہہ رہا ہوں تم گاوں کسی کو فون نہیں کرو گی.... کسی کو بھی نہیں....اور مجھے یقین ہے تم "

"میری بات مانو گی۔

....شومیز نے اس کے ہاتھ سے موبائل فون کا ڈبہ پکڑ لیا.... جبکہ ایرج اسے خفا خفا نظروں سے دیکھنے لگی

" ...اب خفا مت ہو... تم جو کہو گی وہی لے کر دوں گا لیکن صبر کر جاؤ "

شومیز اور وہ ایک ساتھ چلنے لگے وہ پھر سے مین اسٹریٹ کی طرف آ گئے....ایرج نے فون اپنے پیلے پرس

....میں رکھ لیا یہ وہی پرس تھا جو شومیز اس کے لیے لے کر آیا تھا

"اچھا اب منہ کیوں بن گیا ہے کیا لینا ہے؟ "

یہاں سے میں کیا لوں؟ چوڑیاں تک نہیں ملنی یہاں سے.... اور میں اب یہاں سے آپکی انا کی طرح "

"پنٹئیں (جینز) لے جاؤں؟ جو میں ڈال وی (بھی) نا سکوں

"ایرج جینز پہنتے ہیں ڈالتے نہیں ہیں۔ "

شومیز نے اس کی اردو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

" ...ہاں ہاں وہی... اللہ کرے ایسے تنگ پاجامہ بنانے والوں کو جہنم میں بھی جگہ نا ملے "

شومیز کے چہرے کے تاثرات بدلے.... کوئی اس پاگل لڑکی کو بتائے اس کا میاں بھی یہی کام کرتا.....وہ

...بس سوچ ہی سکا کہہ نا سکا

"اچھا اور کیا لینا ہے؟ "

....شومیز نے سوال کیا

" ... نہیں کچھ نہیں لینا "

...ایرج اس سے ناراضگی ظاہر کر رہی تھی لیکن اس نے شانے اچکا دیے

"ٹھیک ہے پھر بسم اللہ سٹور پر چلتے ہیں وہاں سے تمہیں گروسری کا جو جو سامان چاہیے ہو لے لینا۔ "

رجو نے رخ پھیر کر اسے دیکھا کیا واقعی اسے نہیں پتا چلا تھا کہ وہ ناراض ہے یا وہ ڈرامہ کر رہا تھا؟

.... ایرج بھی اس کے پیچھے چلنے لگی

”نہیں تے نا صحیح میں کیڑا(کونسا)مر رہی ہوں “

ایرج پیر پٹک کر اس کے پیچھے چلتی گئی اور اس کے بعد وہ سٹور پر آئے یہ ایک پاکستانی کا سٹور تھا یہ نیکولسن

.... سٹریٹ میں واقع ہے

”یہاں سے تمہیں حلال ہی ملے گا سب “

.... اس کی بات سن کر وہ خوش ہو گئی.... اس کے بعد انہوں نے ضرورت کی تمام اشیا وہاں سے خرید لی

”شومیز یہاں سے چلا گیا..... دیکھا میں نے کہا تھا وہ چلا جائے گا۔ “

.... علی شاہ سجاد شاہ سے مخاطب تھے.... اس وقت وہ اپنے کمرے میں موجود تھا

نہیں بابا وہ اتنی جلدی اس حویلی سے نکلنے والا نہیں ہے... مجھے شک پڑ تا وہ کچھ بڑا کرنے کا سوچ رہا ہے جو “

”ہماری سوچ سے بھی باہر ہے۔

.... سجاد نے اپنے باپ سے کہا... دونوں کہیں جانے کی تیاری میں لگتے تھے

“ ... ہو سکتا تم ٹھیک کہہ رہے ہو... لیکن مجھے لگتا وہ اپنا وہیں بزنس سنبھالنا چاہتا ہے “

بابا اس کو کم سمجھ کر ہم غلطی کر رہے ہیں.... وہ دیکھنے میں لگتا ہے کہ بہت معصوم ہے لیکن مجھے لگتا نہیں “

”ہے

.... سجاد نے حقارت سے کہا

.... دروازے پر دستک ہوئی.... سامنے بینا کھڑی تھی... آنکھ پر زخم تھا معلوم ہوتا تھا کہ کہیں گری ہے

"بڑے شاہ صاحب آپکو بلا رہے ہیں۔ "

" .... ٹھیک ہے جاؤ تم "

.... بینا چلی گئی

" ... اپنے بیٹے پر حکم چلتا نہیں ہمیں غلام سمجھا ہوا "

سجاد نے غصے سے کہا..... تو علی شاہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور تحمل سے رہنے کا اشارہ کیا.... اور

... اس نے آنکھیں بند کر کے غصے کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی

____

" .... یہ لیں چائے.... آج میں خود ہی بنا کر لائی ہوں "

رجو نے اس کے آگے چائے کا مگ کرتے ہوئے کہا.... اپنے ہاتھ میں بھی چائے کا کپ تھا..... شومیز نے

... ایک ستائشی نظر اس پر ڈالی.... اور اس سے مگ پکڑ لیا

رجو بھی وہاں بیٹھ گئی.... شومیز ٹی وی پر کچھ دیکھنے میں مصروف تھا.... جبکہ ایرج باہر ہونے والی بارش کو دیکھ

رہی تھی... کھڑکی کے پردے ایک طرف تھے.... بادل خوب برس رہے تھے.... ایرج سارا سامان رکھ

.... چکی تھی.... رات کا وقت تھا گہری رات تھی

"شاہ کبھی زندگی کالی رات لگی ہے؟"

ایرج نے باہر دیکھتے ہوئے شومیز سے سوال کیا.... اس نے ابھی تک وہی شال اوپر اوڑھی ہوئی تھی جو بارش کی وجہ سے ٹھنڈ بڑھ گئی تھی...

"زندگی روشن کب ہوتی ہے؟"

شومیز نے جواب کے بدلے سوال کیا....

"مطلب؟زندگی روشن ہی ہوتی ہے پر کبھی کبھی کالی رات لگنے لگتی...."

ایرج نے اس کی طرف دیکھا.....

"زندگی تو سفر، آزمائش اور خوشی کی لہروں میں بہتا ہوا یقین اور مایوسی کے لمحوں سے گزارتا ہوا، زندگی کی طاقتوں اور دل کی بے چینی سے لڑتا ہوا اپنے رب کی ذات کو دل میں سما لینے اور اسی کی خاطر اپنی راہوں کو بدل لینے کا نام ہے لیکن..."

اس نے ریموٹ کنٹرول اٹھا کر ایل ای ڈی بند کر دی تھی۔

"ہم لوگ چند لمحوں کی ناکامی کو زندگی کی ہار سمجھ کر زندگی کو کالی گہری رات سمجھ لیتے ہیں.... کتنے آئے اور کتنے گئے؟لیکن جنھوں نے اپنے عمل درست رکھے اور اپنے رب کی رضا کی خاطر عاجزی اختیار کی اور رب کے فیصلوں پر یقین کیا اور اس کی حدوں میں رہے انہوں نے گہری کالی رات کو روشن کر لیا اور اپنے رب کو پالیا.."

" ...شاہ مجھے زندگی کو روشن کرنا نہیں آرہا "

" ... آجائے گا... وقت لگے گا.... ایرج "

.... شومیز ایک دم مسکرایا

" .... تم نے ابھی کچھ نہیں کھویا "

"میں نے اپنے ماں باپ کھوئے ہیں "

.... ایرج فورا بولی

"کس نے کہا ہے یہ تم سے ؟ وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں "

لیکن میری ان سے بات نہیں ہو رہی... آپ نہیں سمجھ سکتے میرا اس وقت دل کر رہا ایک لمحہ بھی نا لگے "

"اور وہ میرے سامنے ہوں

..... ایرج روہانسی ہوئی

بس ؟ اتنے میں پریشان ہو گئی ؟ انسان تو ازل سے خواہشات کا غلام رہا ہے... ایک مسلمان لڑکی کو تو بہادر " ہونا چاہیے.... سوچو اگر تم کسی مقام پر کھڑی ہوتی تم کوئی آفیسر ہوتی یا تم بھی پیسے کی طاقت رکھتی تو کیا میں تم سے نکاح کر پاتا ؟ نہیں کبھی نہیں کر سکتا تھا.... میں تمہیں تمہارے ماں باپ سے بات کرنے سے بھی نہیں روک سکتا تھا... کیونکہ تم طاقت رکھتی... تم زندگی کی ایک مشکل کو اندھیرا سمجھ کر بیٹھی ہو تو جب "مشکلات کے پہاڑ آجائیں گے اس دن تم کیا کرو گی لڑکی ؟

....ایرج خاموش تھی....شاہ اس سے کیا کہنا چاہ رہا تھا؟ کیا بات تھی جو وہ اسے سمجھانا چاہ رہا تھا

"ہو سکتا اس مشکل میں روشنی تلاش کرو....ہو سکتا تمہاری زندگی میں چھایا باقی اندھیرا ابھی ختم ہو جائے؟

تم کچھ ایسا کر جاؤ جو آتی دنیا تک یاد رکھا جائے۔"

"وہ شاہ میں کیا کر سکتی ہوں؟ میں ایک ان پڑھ جاہل لڑکی ہوں.....جس نے مر مر کر میٹرک پاس کی....

کیا دنیا میں نام بنائے گی۔"

"کیوں تم کیا انسان نہیں ہو؟ یا وہ انسان نہیں ہیں جو کچھ کر کے دیکھاتی ہیں؟"

"ان کے پاس بہت سے وسائل ہوتے ہیں...ان کے ماں باپ ان کے ساتھ ہوتے ہیں.....میں اکیلی ہو گئ

ہوں..."

....بارش کی بوندیں کم ہو چکی تھیں

"اس گہری کالی رات میں ہم اپنے خالق کو بھول جاتے ہیں جس نے ہمیں سب دیا....کیسے ہوا اکیلی کیا وہ

ساتھ نہیں؟ یا تمہارا ایمان نہیں؟"

"اللہ تے ہی ایمان ہے شاہ....ورنہ اس دنیا میں انسانیت تو ختم ہو گئی ہے....ہر طرف مطلبی دنیا ہے.. آپ

نے مجھ سے نکاح کیوں کیا؟"

نجانے کیوں وہ یہ سوال کر بیٹھی تھی....وہ خود بھی نہیں جانتی تھی لیکن وہ بہت دنوں سے اس کا جواب

چاہتی تھی آج باقائدہ ان کی گفتگو ہو رہی تھی تو اس نے سوال کر ڈالا....شومیز خاموش رہا.....

بتائیں؟ "

" .... میں نے آپکی آنکھوں میں انا کے لیے محبت دیکھی ہے "

.... ایرج نے آہستہ آہستہ کہا.... شومیز مسکرایا

. محبت کیسے دیکھی تم نے محبت.... وہ یہ کہہ کر ہنسا "

"اور تم محبت کو کیا سمجھتی ہو؟"

" ... آپ اس کی پرواہ کرتے ہیں.... اس کی خاطر اپنی دادی سے لڑائی مول لی.... اور "

"اور؟ "

... رجو چپ ہوئی تو شومیز نے سوال کیا

"اور مجھے لگتا ہے آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ "

.... شومیز ہنسا.... مسکراہٹ میں کتنی چبھن تھی

اس کی جگہ کوئی اور بھی ہوتی تو میں یہی کرتا.... مجھے غلط کو غلط کہنا آتا ہے.... اور میں چاہتا ہوں تم بھی "

" .... غلط کو غلط کہو

"شومیز شاہ آج کل غلط کو غلط کہنے والوں کی زبانیں کاٹ دی جاتی ہیں "

"لیکن اگر وہی انسان کسی مقام پر کھڑا ہو تو وہ غلط کی جڑیں بھی کاٹ سکتا ہے۔ "

.... شومیز کے جواب پر وہ حیران تو نہیں ہوئی البتہ چپ ہو گئی

"یار یہ زندگی ہے.... اس کا مقصد ہے.... بے مقصد زندگی تو جانور بھی گزار رہے ہیں.... پھر ہمیں اللہ نے عقل کیوں دی؟ تاکہ ہم اسے استعمال کریں.... نا کہ بس یہی کہتے رہیں کہ غلط کو غلط کہنے سے ہم دنیا سے الگ ہو جائیں گے۔"

...بارش تھم چکی تھی لیکن باہر ہوا بہت تیز چل رہی تھی

"....میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے میں اپنے والدین کے پاس واپس چلی جاؤں"

ایرج نے آنکھوں میں نمی لیے کہا تھا... کیا تھا اس شخص میں جو وہ اس سے نفرت بھی نہیں کر پا رہی تھی....

"میں تمہیں اتنا کچھ بتا چکا ہوں سمجھ دار کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے۔"

شومیز کہہ کر چپ ہو گیا دونوں کے چائے کے کپ ٹھنڈے ہو چکے تھے.... شومیز نے چائے دیکھی.... جو میز پر پڑی تھی... جبکہ ایرج کا کپ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

"..بہت شکریہ میڈم چائے بنا کر دینے کے بعد ٹھنڈی کر کے دینے کا"

....شومیز نے مسکراہٹ کے ساتھ اس پر طنز کیا تھا

"...ہاں میں نے تو نہیں کہا تھا نا پیو... خود ہی رکھ دیا تھا"

"...جی میڈم آپ کبھی کچھ کہتی ہی کب ہیں؟ آپ تو عمل کر کے دیکھاتی ہیں"

....ایرج بے ساختہ مسکرائی

" اب آپ بات کریں بھائی صاحب سے.... ہماری دو بچیاں اس انتظار میں بیٹھی ہیں کہ شومیز کس کو پسند

کرے گا؟ آخر بھائی صاحب بات کیوں نہیں کرتے؟ "

.... عمارہ علی شاہ سے بات کر رہی تھی.... علی شاہ تقریباً آدھی رات کو کمرے میں آیا تھا

" ... تم چاہتی کیا ہو؟ ہو جائے گی بات جب میں نے کرنی ہوئی "

.... علی شاہ نے پہلے آہستہ پھر غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا.... عمارہ سہم گئی

" .... مجھے تم سے زیادہ اپنی بچیوں کا اچھا برا پتا ہے شاہینہ مر نہیں گئی اور وہ مر نہیں جائیں گی.... سنا تم نے "

... علی شاہ غصے سے الماری میں سے تولیہ نکالتے ہوئے واشروم میں چلا گیا

" ... ہاں بس ایک مری ہی تو نہیں ہے شاہینہ "

.... عمارہ نے دکھ سے بھرے لہجے میں آہستہ آواز میں کہا

" .... ایرج مجھے آج آفس جانا ہے..... آج بہت سے کام ہیں میں گھر شاید لیٹ آؤں.... اپنا خیال رکھنا

وہ ایک نوٹ لکھ کر اس کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ چکا تھا... ایک ہاتھ میں کوٹ تھا اور دوسرے میں کافی کا

مگ.... ایرج سو رہی تھی.... کتنی معصوم سی تھی یہ لڑکی.... شومیز کو اس سے محبت نہیں تھی... پھر بھی

دل اس کی طرف کھینچا چلا جا رہا تھا..... جب بھی وہ باتیں کرتی تھی وہ اس کی باتوں میں کھو جاتا تھا.... دل ہی نہیں کرتا تھا اب کوئی اور بولے.... شومیز اس کو دیکھ کر دل سے مسکرانے لگا تھا..... جو وہ بھول چکا تھا....

.... شومیز بظاہر ہر وقت ہنستا مسکراتا چہرہ لیے دل میں خود کے جذبات کو دفنا چکا تھا

.... وہ گاڑی میں آ کر بیٹھ چکا تھا.... اس نے اپنی زندگی کے بارے میں سوچا

پانچ سال کا وہ بچہ.... جو اپنی ماں کو دیکھ چکا تھا اس کا پیار حاصل کر چکا تھا.... اچانک اس کی موت کے بعد ایڈنبرا کی انجان گلیوں میں بھیج دیا جاتا.... بلاشبہ اس کا خیال رکھنے کے لیے دو لوگ موجود تھے.... ایک آیا اور ایک آدمی.... جس کا نام صفدر علی تھا.... ماں کی وفات کے بعد وہ بچہ باپ کا شفقت کا سایہ چاہتا تھا لیکن

.... اس کو یہاں سکاٹ لینڈ اپنے گھر اپنے گاوں اپنی ماں کی یادوں سے دور بھیج دیا گیا تھا

ہاں اس کو یہاں سے دور رہنا چاہیے بچہ ہے... دل چھوڑ دے گا.... ماں کی یادوں کے ساتھ ہی رہا تو ایک "

" ... مضبوط مرد نہیں بن سکے گا

.... شومیز نے بچپن میں داداجان کے یہ الفاظ سنے تھے

.... اس دن سے اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ایک مضبوط مرد بن کر دیکھائے گا

وہ ایک معصوم سا بچہ... اپنی آبائی زبان جانتا تھا.... اس کو اردو آتی تھی... ایسا نہیں تھا کہ وہ اردو بولنا نہیں جانتا تھا.... لیکن صفدر علی اور ثنا دونوں ہی سکاٹ لینڈ کے رہنے والے تھے.... وہ دونوں آپس میں انگلش بولتے تھے... شومیز پاکستان دو سال بیکن ہاؤس میں پڑھتا رہا تھا اس کو بنیادی انگریزی وہاں ہی سیکھا دی گئی

تھی.... دوسال وہ لاہور رہا تھا اپنی والدہ کے ساتھ.... اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ ایڈنبرا کے سکول میں اس کا داخلہ ہوا تھا..... کارگیل فیلڈ اسکاٹ لینڈ کا سب سے پرانا Cargilfield School بورڈنگ اور ڈے پری اسکول ہے، 3 سے 13 سال کی عمر کے بچے یہاں پڑھتے ہیں۔ ہر بچے کے پاس برطانیہ کے معروف سینئر اسکولوں میں شامل ہونے کے لئے کارگل فیلڈ چھوڑنے سے پہلے سیکھنے اور دریافت کرنے کے وسیع مواقع ملتے ہیں۔ بچے پر اعتماد، متحرک ذہنوں، محفوظ اقدار اور شناخت اور معاشرتی جذبے کے ساتھ اس سکول سے جاتے ہیں جو ان کو آئندہ آنے والی زندگی میں مدد دیتا ہے۔

پہلی دفعہ اس گولڈن بالوں والی اور بلی آنکھوں والی کو ریڈ سکرٹ میں اس نے وہاں دیکھا تھا.... جب پریئر ہال سے سب بچے باہر جا رہے تھے تو اس نے اس لڑکی کو دیکھا.... بہت سی لڑکیوں کے بال گولڈن ہی تھے .... وہاں... لیکن وہ دودھیا رنگت کی مالک لڑکی.... اتفاق سے وہ دونوں ایک سٹینڈرڈ میں تھے

"?what is your name"

"my name is Anna and yours?"

اس نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا عمر میں وہ بچی بالکل شومیز جیتنی تھی پانچ سال کی.... اور ان دونوں کی .... سالگرہ کا دن بھی ایک ہی تھا دس دسمبر

"my name is shomaiz"

شومیز نے انگریزی میں اپنا تعارف کروایا... انا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی اور اس کے چہرے پر بھی

مسکراہٹ تھی.... شومیز گھر میں بہت کم بولتا تھا.... لیکن سکول آکر انا سے ساری دل کی باتیں کرتا تھا .... آہستہ آہستہ وہ اپنی مادری زبان بھول رہا تھا... یا شاید ذہن سے سب باتیں نکال چکا تھا اس کے خرچے کے لیے بہت سے پیسے آتے تھے لیکن وہ زیادہ خرچ نہیں کرتا تھا.... صفدر اور ثنا کو اللہ نے اولاد سے نوازا.... ان کے ہاں ایک بیٹا ہوا.... جس کا نام انہوں نے محمد رکھا تھا.... محمد شومیز سے چھ سال چھوٹا تھا.... لیکن شومیز جو گھر میں بہت کم بولتا تھا اب سکول سے واپس آنے کے بعد محمد سے کھیلنے لگا تھا.... اس کو ایسے ہی معلوم ہوتا تھا جیسے اس کا چھوٹا بھائی پیدا ہو گیا ہو.... اپنوں کے پیار کو ترسنے والا لڑکا اس پر ائی جان سے محبت کرنے لگا تھا.... وقت گزرتا چلا جارہا تھا.... شومیز تیرہ سال کا ہو گیا تھا اور محمد سات سال کا ہو گیا تھا.... ثنا اور صفدر کو واپس پاکستان جانا پڑا.... وہ دن شومیز کے لیے قیامت سے کم نہیں تھا.... بے شک وہ اس کے ملازم تھے.... وہ ان سے زیادہ بات بھی نہیں کرتا تھا البتہ محمد کو اپنا چھوٹا بھائی تسلیم کرتا تھا.... محمد سے ہی تو اسے پیار تھا۔۔۔ اس کے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا تھا جس سے وہ پیار کرتا تھا وہ اس سے دور ہو جاتے تھے..... شومیز کو بورڈنگ سکول میں داخل کروا دیا گیا Merchiston castle... میں اس نے اپنی سکول کی تعلیم مکمل کی..... اس کو ماہانہ ایک بھاری رقم بھیجی جاتی تھی.... جس school میں سے وہ چند پاؤنڈ ہی خرچ کرتا تھا...... باقی وہ جمع کر رہا تھا بورڈرنگ میں آنے کے بعد انا سے بھی اس کی ملاقات نہیں ہوتی تھی.. اس کو اس سارے عرصے میں انا اور اور محمد کی بہت یاد آئی تھی.... ان دنوں ہیری پوٹر کی فلم بہت مشہور ہوئی تھی... بچے بس

اسی پر تبصرہ کرتے رہتے... حتی کہ یہ باتیں بھی ہونے لگی کہ ان کے سکول میں بھی جادو ہے.... آہستہ آہستہ یہ وقت بھی گزر رہا تھا.... شومیز دن گن گن کر گزارتا تھا سکول میں اس کے کوئی خاص دوست نہیں بنے تھے البتہ کچھ دشمن بن گئے تھے... لوکس اور جیک نامی دو لڑکے جن کا بہت بڑا گروپ تھا وہ پڑھائی میں دلچسپی نہیں لیتے تھے... اور شومیز پڑھائی میں بہت قابل تھا.... بس اسی کے پیش نظر وہ اس کی حقارت کی نظروں سے دیکھتے تھے.... شومیز کبھی ان کو خاطر میں نہیں لاتا تھا.... لیکن وہ اکثر اس کو تنگ کرتے رہتے.... ایک دن تو شومیز کا یونیفارم جلا دیا..... اس نے کچھ نہیں کہا.... تو جیک نے کہا

"..... تم ایک کمزور لڑکے ہو جو ہم سے کبھی مقابلہ نہیں کر سکتا"

شومیز اس دن اپنے روم میں آکر بہت رویا تھا.... وہ تو ایک مضبوط مرد بننا چاہتا تھا پھر وہ کمزور کیسے؟

اس کے دوست کم بنتے تھے یا وہ خود ہی سب سے الگ رہتا تھا یہ پتا کرنا مشکل تھا..... محمد اور انا سے دور ہونے کے بعد وہ کسی سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا.... جب بھی کوئی اس سے بات کرتا وہ بس جواب دے کر خاموش ہو جاتا.... بچے بھی اس کو پڑھائی کی حد تک استعمال کرنے لگ گئے تھے جو نہیں سمجھ آتا تھا اس سے پوچھ لیتے تھے اس علاوہ وہ بھی اس سے بات کرنا پسند نہیں کرتے تھے.... لیکن ہمیشہ کے لیے تو نہیں .... رہتا وقت گزرتا گیا.... اور وہ سکول سے بھی فارغ ہو گیا تھا..... اور بورڈرنگ سے نکل چکا تھا

شومیز آفس پہنچ چکا تھا.... یہ ایڈنبرا شہر کے درمیان میں واقع ایک شیشے کی بلڈنگ تھی جو اپنی شان و

syed) شوکت کے ساتھ کھڑی تھی... جس کے اوپر بڑے بڑے ہجوں میں انگریزی میں سید کمپنی company ltd(لکھا ہوا تھا.... اس نے گاڑی پارکنگ اریا میں کھڑی کر دی تھی.... یہ پرنسز اسٹریٹ کے پاس ہی واقع ایک بڑی عمارت تھی.... شومیز جب داخلی دروازہ پر پہنچا تو وہ خو بخو د ہی کھل گئے تھے... وہ .... اندر داخل ہوا.... سامنے ریسپشن پر دو انگریزی عورتیں کھڑی تھی

"گڈ مارننگ سر (صبح بخیر سر) "

.... انہوں نے چہرے پر پیشہ وارانہ مسکراہٹ سجائے ہوئے کہا

ریسپشن کے دائیں جانب لفٹ تھی لیکن شومیز نے سیڑیوں سے چڑھنا مناسب سمجھا اور وہ سیڑیوں پر چڑھنے لگا.... جس کی ریلنگ شیشے کی تھی.... اس آفس کو بہت خوبصورت انداز میں مزین کیا گیا تھا... چند ایک فاصلے پر بہت قیمتی قیمتی پینٹگز آویزاں تھیں.... اوپر چڑھتے ساتھ اس کا بائیں جانب آفس تھا.... اس سے اوپر والی منزل پر تمام ورکرز کے کام کرنے کے کیبنز بنے ہوئے تھے.... جس فلور پر اس کا آفس تھا وہاں کانفرنس روم تھا جو کافی بڑا تھا اس کا آفس کافی بڑا تھا.... اندر داخل ہوتے ساتھ سفید صوفے پڑے تھے... اور چند فاصلے پر سفید میز کے آگے دو سفید کرسیاں تھیں... اس کے آفس کا تھیم ہی سفید تھا.... خوبصورت طرز کا آفس... شومیز اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ چکا تھا..... فائلز کے انبار لگے ہوئے تھے جو آج اس کو دیکھنے تھے......

..... شومیز ایرج کے موبائل میں سم کارڈ بھی ڈال کر دے آیا تھا اور نمبر صرف اپنا ہی موبائل میں سیو کیا تھا

....ایرج جب اٹھی تو کافی دیر ہو چکی تھی

" ...ہائے اللہ پتا نہیں کنی (کتنی) دیر میں سوئی رہی "

.....اس نے بیڈ پر سے اٹھتے ہوئے کہا اور آنکھیں ملیں

"پتا نہیں یہ کیا ہے اب؟ "

....اس نے سائیڈ ٹیبل سے وہ کاغذ اٹھایا

"یہ کیا انگریزی میں کیا لکھا ہوا ہے؟ "

....ایرج نے ایک چھوٹا سا کاغذ اٹھایا جس پر انگریزی میں کچھ لکھا ہوا تھا پر وہ سمجھ نا سکی

شاہ کو تو پڑھ لے گا اسی سے پوچھتی ہوں اور گھر میں ہم دونوں کے سوا کوئی ہوتا بھی نہیں تو اسی نے لکھا " ....ہو گا

وہ کاغذ ہاتھ میں پکڑے شومیز کے کمرے کی طرف گئی...بالکل اس کی کمرے کے سامنے اس کا کمرہ تھا....

....لیکن وہاں تو کوئی نہیں تھا....بستر بالکل سلوٹ کے بغیر تھا

"!انگریز شاہ "

ایرج نے آواز دی لیکن کوئی جواب نا آیا....وہ کمرے سے نکل کر نیچے آگئی کیچن، لونگ روم سب جگہ دیکھ

....لیاشو میز کہیں نہیں تھا

"اب پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے شاہ؟ "

اس نے شانے بے نیازی سے اچکائے اور کیچن میں آکر اپنے لیے ناشتہ بنایا کیچن استعمال کرنے میں اسے مشکل پیش نہیں آئی کیونکہ حویلی میں بھی تقریباً ایسا ہی سامان تھا آٹو میٹک چولہے تھے... اون بھی... اس نے وہ کیچن استعمال تو نہیں کیا تھا لیکن استعمال ہوتے ہوئے دیکھتی رہتی تھی....

اپنے لیے انڈہ اور پراٹھا بنا کر اس نے ناشتہ کیا.... اوپر آکر نہا دھو کر کپڑے بدلے... اس کے پاس کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا... سوائے شاہ کا انتظار کرنے کے....

کچھ وقت ہی گزرا تھا وہ بے چین ہونے لگی..... شاہ اتنی دیر تک تو کہیں نہیں جاتا... پھر اب کیا ہوا؟ کیا وہ یہ پرچی لکھ کر مجھے چھوڑ کر تو نہیں چلا گیا؟ وہ انا بھی تو یہاں رہتی ہے اس کے پاس؟؟؟

اس کے دل میں وسوسوں نے جگہ بنانا شروع کر دی تھی.... اور گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی.... اپنے کمرے میں وہ صوفے پر بیٹھی تھی جب سائیڈ ٹیبل پر پڑے اپنے موبائل پر اس کی نظر گئی.... اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا... وہ اٹھی اور اپنا فون اٹھایا ....

"....شاہ جدوں وی (جب بھی) اس کو چلاتا تو انگلیوں سے چلاتا ہے "

اس نے اوپر ہاتھ مارنا شروع کر دیا لیکن وہ نہیں چلا.... اس کو حیرت ہوئی کہ شومیز شاہ تو ایسے ہی چلاتا ہے.... ایک بار پھر اس نے موبائل چلانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی.... ایرج بیڈ پر بیٹھ گئی تھی... اس نے زور سے موبائل بیڈ پر مارا.... غصہ بے بسی اس کی آنکھوں میں تھی....

موبائل کی سکرین روشن ہو گئی.... اس نے فوراً سے موبائل اٹھایا اور موبائل کو الٹا سیدھا کر کے دیکھنے لگی۔

"اچھا...... تو یہ بٹن ہے۔"

ایرج نے سائیڈ پر ایک بٹن کو دیکھا.... اس کے ابا پاس بھی موبائل تھا.... لیکن بٹنوں والا تھا.... کاش اس کو ابا کا نمبر یاد ہوتا... وہ سب سے پہلے ابا کو فون کرتی۔ ایرج نے پرچی سامنے کی جس پر انگریزی میں لکھا ہوا تھا...

" Eraj I have to go to the office today ..... I have a lot of work to do today, I may come home late .... take care of yourself .... "

اب وہ موبائل پر کیسے ترجمہ کرے؟ شاہ تو جب وہ بولتی تھی تب ہر انگریزی میں پڑھ لیتا تھا اب وہ انگریزی کو اردو میں کیسے کرے؟

ایرج نے اوپر لکھے گئے الفاظ پڑھنے کی کوشش کی۔

اپنا نام تو اس نے با آسانی پڑھ لیا جس کا مطلب تھا اسی کے لیے لکھا گیا ہے۔

"..... آئی..... یعنی میں"

ایرج نے سوچا.... اس انگریزی کچھ کچھ سمجھ تو آتی تھی۔ ایرج کمرے سے اٹھی اور نیچے آگئی.... وہ ادھر آئی جہاں کتابیں پڑی تھیں... اس نے لکڑی کے بنے شلف کے نیچے والے دراز کھولنا شروع کیے.... اس کو ....ایک پنسل مل گئی

....اور ایک کاپی مل گئی

...رجو نے شومیز کے لکھے ہوئے لفظ الگ الگ کر کے لکھنا شروع کیے

"مطلب "میں I "

مطلب یہ تو میڈم سیرت نے کہا تھا ہلپنگ ورب ہوتا ہے مطلب اینڈ (اس کا) کوئی خاص مطلب have " نہیں اے (یہ) "ہے " کے معنی میں ہو جائے گا۔" ایرج نے اگلا لفظ لکھا۔

" ....مطلب جانا to go "

" ... آفس... اچھا مطلب وہ جو ڈراموں میں ہیرو آفس جاتے وہ والا آفس اچھا اچھا o.. ffice "

....ایرج کو اپنی ذہانت پر ناز محسوس ہو رہا تھا

" ....تھا today ....ہوتا ہے tomorrow مطلب کل.... نہیں نہیں کل تو ...today "

....اس نے اپنے ذہن پر زور دینے کی کوشش کی.... میٹرک کیے اس کو اتنے سال ہو چکے تھے

" ... مطلب آج...ہاں آج... شاہ نے لکھا ہے میں....ہے....جانا.... آفس.... آج today "

...اب اس نے ایک ایک لفظ کو جوڑا اور پھر مکمل پڑھا

"اچھاتو شاہ آج آفس گیا ہے ..... ایرج میں ہے جانا آفس آج.... مطلب ایرج میں نے آج آفس جانا ہے
"

ایرج کو اب سب سمجھ آرہا تھا..... اب اس نے اگلا لفظ پڑھا-----

"مطلب؟ I ... میں have ... ہے .... a lot.... "

؟؟؟ کیا تھا اس کا a lot .... ایرج جو ساتھ ساتھ بول رہی تھی اب خاموش ہوئی اور ذہن پر زور ڈالا

.... مطلب ؟ وہ آنکھیں میچیں ہوئے سوچنے میں مشغول تھی

" a lot اور ... اس نے بھی انگریزی میں جملے بنائے تھے ... اس کو یاد آیا ..." مطلب زیادہ .... a lot of

" .... والا تو کافی دفعہ بنایا تھا.... مطلب زیادہ کام ہے.... اچھا شاہ کو آج آفس میں زیادہ کام ہے work

.... اس نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

" I میں may.... ہو سکتا ہے ... come آنا ہوتا ہے ... late آج گھر ... اچھا شاہ نے آج گھر .... مطلب دیر سے

دیر سے آنا ہے.... اللہ معاف کرے اتنی سی بات لکھنی تھی اردو میں لکھ جاتے شاہ... میرا آدھا ناشتہ کیا ہوا

" ... تو ادھر ہی ضائع ہو گیا اے

ایرج کو اب شومیز پر غصہ آرہا تھا... اس نے آگے پڑھنے کی کوشش ہی نہیں کی... بس اس کو اتنا سمجھ آگیا

.... تھا کہ شومیز آج دیر سے آئے گا

"میرے پاس کرنے کے لیے کوئی کام ہی نہیں ہے۔ "

.... ایرج نے دل میں سوچا

ہائے آج شاہ کے لیے مرچی والا پلاؤ بناتی ہوں... لیکن رجو ابھی تو شاہ کے واپس آنے میں بڑی دیر پڑی "

" .... ہے.... تب تک ٹی وی دیکھ لے ڈرامے لگے ہونگے

وہ اٹھ کر ڈرامے دیکھنے کی غرض سے اٹھ کر ٹی وی دیکھنے آگئی.... وہ لونگ روم میں آکر بیٹھی.... ایل ای ڈی اس نے شومیز کو چلاتے دیکھا تھا اس نے اسی طرح سے چلادی.... اور سامنے صوفے پر آکر بیٹھ گئی... بہت دیر وہ چینل بدلتی رہی... اسے کچھ کام کا نہیں مل رہا تھا.. وہ شومیز کو دیکھتی رہی تھی کہ وہ کیسے ریمورٹ .... کنٹرول استعمال کرتا ہے

کچھ دیر بعد ہی اسے ہم ٹی وی مل گیا تھا.... دل ہی دل میں اس نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا.... ہم کے نیچے یورپ انگریزی میں لکھا ہوا آرہا تھا.... رجو اب ڈرامے دیکھنے میں مشغول ہوگئی... آج سارا دن اس کو اکیلے .... گزارنا تھا

" دلکش ہم سجاد بھائی کی شادی پر ایک جیسے کپڑے پہنے ؟ "

... رباب نے دلکش سے سوال کیا.... دونوں دلکش کے کمرے میں موجود تھیں

" ...ہاں تاکہ ایسے لگے جیسے یونیفارم ہوتا ہے.... ہم دونوں الگ الگ کپڑے پہنے گی "

...دلکش فوراً بولی.... وہ اپنے ناخنوں پر نیل پالش لگا رہی تھی

لیکن دلہے کی بہنوں کو ایک جیسی ڈریسنگ کرنی چاہیے تم نے دیکھا نہیں بھابی کی بہنیں منگنی پر بھی ایک "

".... طرح کے سوٹ پہن کر آئیں تھیں

...رباب نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا

"ہاں تو اب کیا ہم ان کی نقل کریں؟"

دلکش نے نیل پالش بند کرتے ہوئے کہا.... رباب جو اس کے اور اپنے درمیان قائم ایک دیوار کو ختم کرنا چاہ رہی تھی وہ نا کر سکی... اور مایوسی کے ساتھ اس کے کمرے سے اٹھ آئی... قصور دونوں بہنوں کا نہیں تھا... قصور حالات کا تھا.... قصور ان رسم و رواج کا تھا جو اس حویلی میں قائم تھے.... ان رسم و رواجوں نے دو بہنوں کو ایک دوسرے سے کتنا دور کر دیا تھا.... ایک ایسا رشتہ جو ایک دوسرے کا سہارا ہوتا ہے.... اس رشتے کو ایک دوسرے کے لیے ناگزیر بنا دیا گیا تھا... ایک بہن کو دوسری بہن بس ایسے ہی نظر آتی تھی کہ ..... ہو سکتا آئندہ آنے والے دنوں میں یہ میری خوشیوں کی قاتل بن جائے

رباب اپنے کمرے میں آچکی تھی.... جب وہ منگنی پر گئی تھی تو دولہن کی بہنوں کو دیکھ کر اس کا بھی دل کیا تھا وہ بھی ایسی بہنیں بن جائیں لیکن.... ان دونوں کے درمیان اس حویلی کی رسومات کھڑی تھیں... پھر بھی رباب اس کی طرف گئی تھی آنے والے وقتوں میں جو بھی فیصلہ ہونا تھا اس میں قصور ان دونوں کا تو نہیں تھا .... لیکن... وہ اپنی طرف سے کو کر سکتی تھی اس نے کیا

ایرج نے چاول پکا لیے تھے... اس کو لگا تھا شومیز شام تک آجائے گا... لیکن ایسا نہیں ہوا شام سے رات کے گیارہ بج گئے وہ نہیں آیا... ایرج کا پارہ بہت بڑھ چکا تھا.... بس شاہ کے آنے کی دیر تھی وہ اس کا سر پھاڑ دیتی..... تقریباً بارہ بجے شومیز گھر میں داخل ہوا تھا.... ایرج لونگ روم میں ہی موجود تھی.... شومیز سیدھا .... کیچن میں گیا.... ایرج بالکل نیند میں تھی.... لیکن کیچن میں شور کی آواز سن کر وہ فوراً کیچن میں گئی .... شومیز پانی کا گلاس منہ سے لگا رہا تھا

"کچھ دیر اور نا آتے "

رجو نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جیسے وہ لڑائی کے لیے تیار ہو.... شومیز نے جواب نہیں دیا..... خاموشی .... سے گلاس ٹیبل پر رکھا.... ہاتھ میں کوٹ پکڑے ہوئے تھا.... اس کی خاموشی ایرج کو مزید غصہ دلایا

" ... اب جواب کس خوشی میں نہیں دے رہے؟ میں کہہ رہی ہوں کچھ "

.... شومیز چپ چاپ وہاں سے نکل آیا.... ایرج اس کا رویہ دیکھ کر ہی حیران رہ گئی

" .... عجیب حرکت ہے.... اس شخص کے انتظار میں میں نے کھانا نہیں کھایا "

.... شومیز لائبریری میں جا چکا تھا... اپنا کوٹ اس نے رائیکنگ کرسی پر رکھ دیا اور کوئی کتاب ڈھونڈنے لگا

..... ایرج اس کو دیکھ کر حیران تھی.... غصہ بھی آرہا تھا لیکن کتنا عجیب رویہ تھا اس کا

" .... کھانا نہیں کھانا "

.... ایرج نے اکھڑے اکھڑے انداز میں پوچھا

"... نہیں "

.... مختصر جواب آیا... شومیز ایک فائل سے کاغذات نکال کر دیکھ رہا تھا

" .... پر میں نے آپ کے انتظار میں کھانا نہیں کھایا "

"تو میں کیا کروں ؟ جاؤ جا کر کھالو.... مجھے کام ہے... اور ہاں میں کھا کر آیا ہوں "

شومیز چہرے پر سنجیدگی لیے اسے منع کر چکا تھا.... اس نے کتنے مان سے اس کے لیے کھانا بنایا تھا... اور شومیز شاہ؟ ایرج نے بھی کھانا نہیں کھایا اور سیدھا اپنے کمرے میں آ گئی .....

وہ پہلے ہی بے بے اور ابا کی وجہ سے اداس تھی... اور اب اسے رونے کا بہانا مل گیا تھا.... اپنے بستر پر اس نے اپنے روکے ہوئے آنسوؤں کا سیلاب بہایا تھا.... اور کب اس کی آنکھ لگی اسے محسوس نا ہوا ......

حویلی میں سجاد شاہ کی شادی کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھیں..... ہر کسی کو نئے کپڑے لے کر دیے جا رہے تھے.... ہر کوئی وہاں خوش تھا.... بڑی حاجن.... عمارہ.... شاہینہ... سب بے حد خوش تھیں.... سب بڑھ چڑھ کر شادی کی تیاریوں میں حصہ لے رہی تھیں.... کپڑے خریدنے کے لیے وہ شہر نہیں جا رہی تھیں بلکہ ان کے لیے شہر سے مختلف دوکانوں والے سامان بھیجوا رہے تھے... جس کو جو پسند آ رہا تھا وہ خرید رہی

.... تھی.... شادی کے دن قریب تھے

.... سجاد شاہ شاور شاہ کے کمرے میں موجود تھا علی شاہ بھی تشریف فرما تھا

"تایا جان میں بھی بزنس شروع کرنا چاہتا ہوں "

.... شاور شاہ کے ہاتھ میں سگار تھا جس کے وہ کش لگا رہا تھا

"تو ہمارا جو بزنس ہے اس کو کون سنبھالے گا؟ "

.... شاور شاہ نے اس کو دیکھتے ہوئے جانچتی نظروں سے دیکھا

یہاں گاوں کی زمینیں؟ تم پہلے ہی میڈیا چینل کو بھی دیکھ رہے ہو.... اب مزید بزنس کونسا شروع کرنا "

"چاہتے ہو؟

.... شاور شاہ نے اسے دیکھا

تایا جان یہ سب بزنس ہم سب کا ہے.... اس میں شومیز کا بھی حصہ ہے... میں یہ نہیں کہتا کہ میں اپنی ذمہ "

".. داری سے دستبردار ہو جاوں گا... بلکہ میں

.... سجاد کے لہجے میں ہچکچاہٹ تھی

"کیا تم؟ "

... شاور شاہ نے سگار بجھا دیا

میں اپنا الگ اپنے نام پر ایک بزنس شروع کرنا چاہتا ہوں.... جیسے شومیز کا ہے... ایڈنبرا میں اس کا اپنا "

" ... ایک بزنس ہے... میں بھی ایسے ہی اپنا ایک بزنس شروع کرنا چاہتا ہوں

... شناور شاہ نے علی شاہ کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہے ہوں اپنے بیٹے کو سمجھاؤ

"تم شومیز کا مقابلہ کر رہے ہو؟ "

... شناور نے سوال کیا.... اس کو سجاد سے یہ امید نہیں تھی

نہیں نہیں تایا جان.... لیکن دیکھیں میرے پاس بزنس کے بہت اچھے اچھے آئیڈیاز ہیں... میں بس ان کو " عمل میں لانا چاہتا ہوں شومیز تو میرے لیے مثال ہے.... وہ میرا بڑا بھائی ہے..... میں اس کے نقشے قدم پر "چلنا چاہتا ہوں

سجاد نے تایا جان کو سمجھانے کی کوشش کی.... یا پھر ان کو ورغلانے کی.... اور شناور شاہ کے چہرے کے

.... تاثرات بیان کر رہے تھے کہ وہ اس کی باتوں میں آ گئے ہیں

" .... ٹھیک ہے شومیز کچھ دنوں میں آنے والا ہے... تم اپنے بھائی سے ہی ڈسکس کرنا "

شناور شاہ نے اپنے کرسی پر سے اٹھتے ہوئے کہا... سجاد ان کے سامنے کھڑا تھا جبکہ علی شاہ شناور شاہ کے ساتھ

... والی کرسی پر بیٹھا تھا

جی بھائی صاحب آپ درست کہہ رہے ہیں شومیز کو بزنس کا بہت علم ہے.... سجاد کو اس سے ہی مشورہ کرنا " "چاہیے۔

.... علی شاہ نے بھائی کی بات میں ہامی بھری

"ہاں ٹھیک ہے میں اس سے بات کر لوں گا... وہ تمہیں گائیڈ کر دے گا.... اب تم جا سکتے ہو۔"

....شناور شاہ اپنی الماری سے کچھ نکالنے میں مصروف تھے

"ہاں بس ایک وہی رہ گیا جو مجھے بتائے گا مجھے کیا کرنا ہے۔"

.... سجاد نے دل میں سوچا اور نکل گیا اس کے ساتھ ہی علی شاہ بھی نکل آیا تھا

تین دن ایرج نے شومیز سے بات نہیں کی نا ہی شومیز نے ایرج سے بات کی... وہ کھانے کا سامان لا دیتا وہ بنا دیتی.... ان کا معمول بن گیا... ایرج صبح جلدی اٹھنے لگ گئی تھی... شومیز کی چائے بنا کر ٹیبل پر رکھ دیتی تھی اور خود یا تو کمرے میں آ جاتی یا کچھ اور کام کرنے لگ جاتی.... آج بھی شام کا وقت تھا... ایرج نے گھر میں ہی کھانا تیار کیا تھا... اور پہلے تین دنوں کی طرح اب بھی اس کا کھانا ٹیبل پر رکھ کر اپنے کمرے میں .... جانے لگی تھی... شومیز کیچن میں ہی کھڑا پانی والی بوتل منہ سے لگا رہا تھا

"ناراض ہو؟"

اس نے پانی والی بوتل نیچے کرتے ہوئے کہا... ایرج جو کیچن سے باہر قدم رکھنے ہی والی تھی رک کر اسے مڑ .... کر دیکھا

"نہیں "

"پھر اس طرح کیوں؟ تین دن سے تم میرے سے بات نہیں کر رہی؟ آخر کیوں؟ "

ایرج واپس جانے لگی وہ اس کے سوالوں کے جواب نہیں دینا چاہتی تھی.... شومیز نے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ .... کر روکا.... ایرج نے پہلے اپنا ہاتھ دیکھا پھر اس کا چہرہ دیکھا جہاں سنجید گی تھی

" .... تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی؟ کھانا بنا کر دے رہی ہو.... لیکن ساتھ بیٹھ کر کھا نہیں رہی "

.... شومیز نے اب اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا

.... ایرج خاموش رہی... کوئی جواب نہیں دینا چاہتی تھی وہ.... اس نے منہ دوسری طرف کر لیا

" .... ایرج یار مجھے منانا نہیں آتا "

شومیز نے اب اپنی خامی کا اعتراف کر لیا.... اور شرمندگی سے سر جھکا لیا.... ایرج نے ایک افسوس بھری ... نظر اس پر ڈالی تو اس کا سر جھکا ہوا تھا

" ... میں تین دن سے دیکھ رہا ہوں تم ناراض ہو پر مجھے منانا نہیں آتا "

"شاہ! منایا بھی من پسند شخص کو جاتا ہے۔ "

... ایرج کے لہجے میں دکھ اور طنز دونوں تھا.... شومیز خاموش ہو گیا

".... کل ہفتہ ہے میں تمہیں ایڈنبرا کاسل لے جاؤں گا سارا دن تمہارے ساتھ گزاروں گا "

" ... مجھے نہیں چاہیے آپکا وقت.... میں گھر میں اکیلی ہی خوش ہوں "

...ایرج نے اکھڑے ہوئے انداز میں کہا

"یار...اچھاسوری... معاف کر دو "

....شومیز نے اس سے معافی مانگی

....ایرج کا چہرہ ابھی بھی دوسری طرف تھااور وہ شیشے کے دروازے سے باہر باغیچے کو دیکھ رہی تھی

"اچھاٹھیک ہے... کل میں تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا...اور کھانا بھی مجھے نہیں کھانا اگر تم نے نا کھایاتو۔ "

...شومیز چپ کر کے چلا گیا...جب کے رجو اسے منہ پھاڑے دیکھ رہی تھی

"اٹھا کر لے جائے گا... غنڈہ ہے کیا؟ غنڈے سے گھٹ (کم) بھی نہیں ہیں۔ "

ایرج نے سر جھٹکااور اوپر کمرے میں آگئی وہ تو اس کے آنے سے پہلے کھانا کھا چکی تھی...وہ اب اس کا انتظار کرنے والی حماقت نہیں کر سکتی تھی...اس لئے تین دن سے وہ پہلے ہی کھانا کھانے لگ گئی تھی....گھر کی ....صفائی کر لینا یا کپڑے دھو لینا یہی اس کی مصروفیات تھیں

شاہینہ صبح صبح لان میں چہل قدمی کر رہی تھی...جب اس کے پاس سے سجاد گزرا.... سجاد کبھی اس کے ساتھ کھل کر بات نہیں کرتا تھا.... شومیز اور سجاد میں اسے زمین آسمان کا فرق نظر آتا تھا.... سجاد اسے ....دیکھے بغیر ہی باہر نکل گیا

اے اللہ! ایک ہی گھر کے دو مختلف بچے ہیں.... مجھے ڈر لگتا ہے آئندہ آنے والے دنوں کے بارے میں " "... سوچ کر

شاہینہ نے اوپر آسمان کی طرف دیکھا جہاں چڑیاں ایک غول میں اڑ کر صبح صبح اپنا دانہ پانی اکھٹا کرنے جا رہی تھیں.... شاہینہ ان کو دیکھ کر بے ساختہ مسکرائی

"ارے پھو پھو آپ یہاں مجھے لگا سکول جا چکی ہو نگی۔ "

رباب کی آواز پر شاہینہ نے اسے چونک کر دیکھا اور مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔

"...ہاں ابھی وقت ہے نماز پڑھنے کے بعد یہاں آگئی تھی "

....شاہینہ نے صبح کی خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ اسے جواب دیا... رباب کا چہرہ تر و تازہ تھا

"تم بہت خوش نظر آرہی ہو خیریت؟ "

...شاہینہ نے رباب سے سوال کیا

" ....ہاں جی بس میں بھی نماز پڑھ کر آئی اور قرآن پاک پڑھا... دل کو بہت سکون ملا پھو پھو "

قرآن تو ہے ہی ایسی کتاب جیسے پڑھ کر دل کو سکون حاصل ہو...یقیناً تمہیں تمہارے مسلوں کا حل ملا "

"...ہو گا

نہیں پھو پھو میں نے آج جو آیات پڑھی تو مجھے محسوس ہوا مسلۂ تو کوئی ہوتا ہی نہیں ہے... ہم ہی بس گھبرا "

" .... جاتے ہیں اللہ تو قرآن میں جگہ جگہ فرما رہا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں

" .... بالکل وہ تو اس وقت بھی ساتھ ہے اور دیکھ رہا ہے "

...شاہینہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا.. وہ دونوں اب ساتھ ساتھ چل رہی تھیں

پھو پھو آپ جانتی ہیں آج نا نماز کے بعد اچانک ہی میرا دل کیا قرآن کھولنے کو... اور میں نے قرآن پاک " کو پڑھا۔"

"ایک آیت کو کتنی بار پڑھا؟ "

شاہینہ کا سوال اس کو عجیب لگا۔

"مطلب؟ "

"ایک آیت کو کتنی بار پڑھا اور سمجھا؟ "

"پھو پھو ایک ہی بار اور کتنی بار پڑھتی؟ "

رباب کو لگا پھو پھو مذاق کر رہی ہیں۔

دنیا میں بے شمار کتابیں ہیں اور ہر کتاب کے کئی فائدے ہیں لیکن قرآن مجید کائنات کی سب سے بہترین " کتاب ہے۔ قرآن پاک تمام کتابوں پر اسی طرح فضلیت رکھتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی فضلیت تمام مخلوقات پر ہے۔ قرآن حکیم پڑھنا بہت ضروری ہے لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری ہے اسے سمجھنا اور اس پر عمل کرنا۔"

" .... پھو پھو میں نے سمجھا ہے... اسی لیے تو خوش ہوں "

... رباب نے اپنی بات کہی... شاہینہ ہنسی

"تم نے میڈیکل پڑھا نا؟ "

... شاہینہ نے سوال کیا

"جی پھوپھو آپ تو جانتی ہی ہیں۔ "

"تم بائیو کی کلاس میں سب ایک ہی بار میں سمجھ جاتی تھی یا اپنی ٹیچر سے بار بار پوچھتی تھی؟ "

پھوپھو آپکو نہیں پتا بائیو کتنی مشکل تھی.... بار بار پوچھنا پڑتا تھا... ایک ہی سوال کو بار بار پوچھا میں نے... "

"اور ہر بار ایک نئے طریقے سے سمجھ آئی مجھے

...رباب اب اسے اپنی داستان سنا رہی تھی.... شاہینہ مسکرائی

ہم ہر جملہ بڑی توجہ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اگر کسی بات کی سمجھ نہ آئے تو دوبارہ پڑھتے ہیں تا کہ جان "
سکیں کے مصنف کیا کہنا چاہ رہا ہے۔ دوبارہ پڑھنے پر بھی تسلی نہ ہو تو ٹیچر یا عالم سے رابطہ کرتے ہیں تا کہ بات مکمل طور پر دل و دماغ میں اتر جائے۔ لیکن جب قرآن کریم پڑھنے کی باری آتی ہے تو جلدی جلدی صحیح یا " غلط پڑھ کر جان چھڑوالیتے ہیں۔ کبھی اس بات پر غور کیا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

"لیکن پھوپھو قرآن پاک تو ترجمہ پڑھیں تو سمجھ آجاتا ہے لیکن بائیو یا باقی کتابیں ایسی نہیں ہوتی نا "

....رباب کو اختلاف تھا شاہینہ کی بات سے

کس نے کہا میری بچی؟ تم قرآن کی جو آیت پڑھ کر آئی ہو اس کو دوبارہ جا کر پڑھو تمہیں ایک نئے سرے "
" ...سے سمجھ آئے گی جس طرح تم بائیو کی بات کر رہی ہو

...وہ دونوں اب بارہ دری کے نیچے سیمنٹ کے بنے بنچ پر بیٹھ گئیں تھیں

"... پھوپھو میں نے بہت غور سے پڑھا قرآن.... اور پھر قرآن پڑھ کر دل کو سکون بھی تو ملا ہے میرے "

....رباب اب بھی اپنی بات پر قائم تھی

" ہم لوگ روزانہ قرآن کریم سنتے اور پڑھتے ہیں۔ سال میں کم از کم ایک دفعہ تو مکمل قرآن پاک پڑھتے ہیں لیکن کوئی خوش قسمت ہی قرآن حکیم سے کوئی نصیحت لے کر اٹھتا ہو گا۔ ہم نے قرآن کریم پڑھتے ساری عمر گزار دی لیکن آج تک یہ نہیں جان سکے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا کہہ رہا ہے۔"

" پھوپھو آپ نے بالکل بجا فرمایا... میں تو بس نماز پڑھ لیتی تھی قرآن پاک تو پڑھتی ہی نہیں تھی آج نجانے کیوں دل کیا تو پڑھ لیا... اور آج ہی سکون بھی ملا۔"

" ارے میری بچی وہ تو لکھا ہی ہمیں سکون پہنچانے اور سیدھی راہ دیکھانے کے لیے گیا ہے... اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ میں نے یہ کتاب اس لیے نازل فرمائی ہے تا کہ تم لوگ غورو فکر کرو اور سمجھ سکو۔ دیکھو اگر تم سارا سال سکول جاؤ... وہاں سارے لیکچرز لو... اور اپنی کتاب کا مطالعہ بھی کرو... رٹے لگاتی جاؤ لیکن سمجھو نا... تو کیا تم امتحانات میں کامیابی حاصل کر لو گی؟"

....شاہینہ سوال کر کے خاموش ہو گئی

" نہیں.."

....رباب نے فورا نفعی میں جواب دیا

" ٹھیک اسی طرح دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے ہمیں قرآن پاک کو سمجھنا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا کہہ رہے ہیں۔ تم ہر آیت کو سمجھا کرو.... "

" پھوپھو قرآن کو سمجھوں کیسے؟"

" یہ تو طلب، جستجو، شوق اور ترجیحات پر منحصر ہے. ثواب کے لیے قرآن تو اکثر لوگ پڑھتے ہیں. سمجھ کر

اسی صورت میں پڑھا جائے گا جب حق کی کھوج ہو تم نے آج قرآن ثواب کے لیے پڑھا یقیناً تمہیں ملا بھی

"...اور تم سکون میں بھی ہو... لیکن قرآن کو حق کی کھوج کے لیے پڑھو... تم سب سمجھنے لگو گی

....رباب گہری سوچ میں پڑ گئی

"...اچھا میں چلتی ہوں سکول جانے کے لیے تیاری کرنی ہے"

"...ٹھیک ہے"

.....رباب نے اثبات میں سر ہلایا

صبح صبح تیز ہوا چل رہی تھی.... ایرج ابھی ہی اٹھی تھی اور باغیچے میں آ گئی تھی.... بال اس کے کھلے تھے... شاید نہا کر نکلی تھی... لمبے گیلے بال اس کی کمر پر تھے... باہر لوگوں چلتا پھرتا وہ دیکھ رہی تھی... سامنے والے گھر میں ایک عورت اپنی بالکونی میں کھڑی تھی... ایک دو دفعہ ایرج کی اس پر نظر گئی.... اس نے ایرج کی طرف نہیں دیکھا تھا... لیکن ایرج اسے دیکھ رہی وہ سامنے بالکونی میں کھڑی تھی... دیکھنے میں وہ عورت ...پاکستانی معلوم ہو رہی تھی

"کیا یہ پاکستانی ہے؟"

اس نے دل میں سوچا اس لڑکی کی عمر دیکھنے پچیس سال معلوم ہوتی تھی... شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی.... وہ بالکونی میں کھڑی اپنے موبائل پر لگی ہوئی تھی.... ایرج نے ایک مرتبہ پھر اوپر دیکھا کہ شاید اب کی بار

ہمسائی عورت اسے دیکھ لیکن اب بھی اس نے نہیں دیکھا.... ایرج مایوس ہو کر باغیچے کے پچھلے حصے میں .... آگئی

"اب چلنا پسند کرو گی ساتھ یا پھر اٹھا کر لے جاؤں "

.... کسی نے ایک سے اس کے کان کے بالکل پاس آکر کہا تھا ایرج تو ایک دم ڈر گئی... لیکن پھر جلد ہی سنبھلی

" .... نہیں جانا مجھے "

... ایرج تنک کر بولی

"تو پھر میں اٹھا کر لے جاؤں اور میں یہ حق رکھتا ہوں۔ "

.... شومیز کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں

"... شومیز شاہ! آپ ایسا کوئی حق نہیں رکھتے.... یہ رشتہ میرے سے زبردستی جوڑا ہے "

... ایرج کی آنکھوں میں آنسو آچکے تھے لیکن بہے نہیں تھے

تو میں نے گن پوائنٹ پر تو نہیں کیا تھا نکاح آپ میڈم نے خود قبول کیا... اور جہاں تک میرا خیال ہے " آپ مجھے اپنا شوہر مانتی ہیں تو نکاح جیسے بھی ہوا تھا آپکی قبولیت دل سے تھی.... ورنہ روز میرے لیے کھانا " .. نہیں بنتا

شومیز اپنی مسکراہٹ زیر لب دبا کر اسے تنگ کرنے میں مصرف تھا۔

ایرج کا دل کر رہا تھا اس کا سر پھاڑ دے... ٹھیک ہے وہ اس کو شوہر مانتی ہے... لیکن وہ منہ سے قبول کبھی نہیں کرے گی۔

"... نہیں مانتی میں آپکو شوہر "

.... ایرج نے منہ دوسری طرف کر لیا

"... ٹھیک ہے... اٹھا کر لے جاتا ہوں "

... ایرج ایک دم پیچھے مڑی... شومیز واقعی ہی اسے اٹھانے آ رہا تھا... اس کی آنکھوں کے پتلے کھل گئے

"نہیں نہیں... میں چل رہی ہوں۔ "

... ایرج نے چلنے کی ہامی بھری

"تو پھر آپ تیار ہی ہیں... ایسے ہی نکل چلتے ہیں... یا تیار ہونا؟ "

"نہیں جی میں آپکی گولڈن کیڑی انا کی طرح میک آپ نہیں لگاتی۔ "

... ایرج کہہ کر آگے کو چل دی.... شومیز نے سر جھٹکا اور اس کے پیچھے آ گیا

گاڑی میں ایرج اس کے ساتھ آگے والے نشست پر بیٹھی تھی.... گل مرٹن ایڈ نبر اسے چھ کلو میٹر دور

.... واقعہ ایک مضافاتی علاقہ ہے

گھوم لیں گے؟ ٹھیک (royal mile) کا سل تو ساڑھے نو بجے کھلے گا تب تک ہم ایڈ نبر اکا رویل مائل "

ہے؟"

.... شومیز نے اس کی طرف دیکھا جو سامنے دیکھ رہی تھی

"اب مجھے کیا پتا یہ سب کیا ہوتا ہے۔ "

....ایرج نے بیزار ہو کر کہا

"...تو اسی لئے تو لے جا رہا ہوں کہ پتا چل جائے یہ سب کیا ہوتا "

....شومیز نے مسکرا کر جواب دیا

"شاہ آپ مسکراتے ہوئے بہت خوبصورت لگتے ہیں "

وہ اپنی ناراضگی بھول گئی تھی یا اس کی مسکراہٹ میں کھو گئی تھی؟ وہ نہیں جانتی تھی....شومیز نے ایک

....خاموش نظر اس پر ڈالی جواب نظریں چرا گئی تھی

یہ چہرے کی مسکراہٹیں دل کی اداسیاں یہ موسموں کے بدلنے کی گھبراہٹ یہ آنکھوں کی نمی کے پیچھے "

" .... آرزوں کی وادیاں یہ ہنسی کے پیچھے کی کہانیاں ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا

"شاہ پہلے تو آپ کو اردو نہیں آتی تھی اب آ گئی تو اتنی اوکھی (مشکل) بول کر میرا جینا حرام کریں۔ "

....ایرج نے چڑ کر کہا تو شومیز قہقہہ لگا کر ہنسا

\-----------------

رائل مائل اسکاٹ لینڈ کی شاہی تاریخ کے دو اہم مقامات کے درمیان چلتا ہے ایڈنبرا کاسل اور ہولیرو وڈ محل۔ محل اور کاسل کے درمیان سڑک کی کل لمبائی بالکل ٹھیک ایک میل (1.6 کلومیٹر) ہے، اس لئے یہ نام ہے۔ سڑکیں جو رائل مائل بناتی ہیں (مغرب سے مشرق میں) کیسل ہیل، لانمارکٹ، ہائی اسٹریٹ، کینونگ اور ایبی اسٹرینڈ۔ رائل مائل اولڈ ٹاؤن کی ایک مصروف ترین سیاحتی گلی ہے، جو نیو ٹاؤن میں صرف

پرنسز اسٹریٹ کے ساتھ ملحق ہے۔
وہ دونوں اس سڑک پر چل رہے تھے.... ارد گرد کی عمارتیں دیکھتے ہوئے وہ صبح صبح وہاں کی ٹھنڈی ہوا میں چل رہے تھے... ایرج کے بال ابھی بھی کھلے تھے... اس نے سفید شیشوں والی قمیض کے نیچے سفید شلوار اور اوپر لال رنگ کا دوپٹہ کیا ہوا تھا.... شیفون کا دوپٹہ سر پر ٹک نہیں رہا تھا بار بار نیچے آرہا تھا.... جس کی وجہ سے بال اس کی آنکھوں میں آرہے تھے....

شومیز جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چل رہا تھا... ایرج اس سے بات نہیں کر رہی تھی اور وہ بھی خاموشی سے اس کے آگے چل رہا تھا ان دونوں کی رفتار بہت آہستہ تھی....
"ہم لوگ ایسے چلتے چلتے ہی کاسل کی طرف جائیں گے نو بج رہے ہیں تب تک وہ بھی کھل جائے گا۔"
شومیز نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے اسے بتایا....
"شاہ رائل کا مطلب تو شاہی ہو تا نا؟"
ایرج نے اپنی خاموشی توڑی....
"ہاں..."
شومیز نے اسے ستائشی نظر سے دیکھا... لیکن ایرج اپنی سوچوں میں گم نظر آئی۔
"تو اس سڑک کا نام یہ کیوں ہے؟ میں تو تب سے سوچتی آرہی تھی ہم کسی محل جیسی جگہ جا رہے ہیں۔"
شومیز نے اس کا چہرہ دیکھا جہاں حیرانی تھی... اور مایوسی بھی...

یہ سڑک کاسل اور ہولیر ورڈ محل کے درمیان ایک میل کی لمبائی پر ہے اس لیے اس کا نام ہے رائل "
" .... میل

.... شومیز نے سمجھایا

"اچھا تو یہاں محل بھی ہے نا؟ "

.... رجو چہک کر بولی

" ... ہاں اور ہم جس کاسل جا رہے ہیں وہاں بھی بادشاہ اور ملکہ ہی رہا کرتے تھے "

"تو میں نے کب کہا وہاں ادھر کے چپر اسی رہتے تھے۔ "

ایرج ایک دم خوش ہو گئی تھی اور پہلے کی طرح چہک چہک کر باتیں کر رہی تھی اس سے.... وہ دونوں تاریخی عمارتوں کو دیکھتے ہوئے چل رہے تھے.... ان دونوں کی رفتار اتنی آہستہ تھی کہ لگ رہا تھا اس ایک .... میل کو وہ دونوں دو گھنٹوں میں عبور کریں گے

"شاہ مجھے وہ محل بھی دیکھنا ہے۔ "

"واپسی پر ادھر ہی جائیں گے۔ "

... اب دونوں کاسل کی ڈھلوان پر چڑھ رہے تھے

"یہ تو بالکل شاہی قلعے جیسا ہے.... وہ جو لاہور میں ہے وہاں بھی ایسے چڑھ کر ہی اوپر جاتے ہیں۔ "

ایرج نے چہک کر کہا تھا.... اس کا دوپٹہ ٹک نہیں رہا تھا اس لیے اس نے پھیلا کر شانوں کے گرد لپیٹ لیا تھا۔

"تم نے لاہور دیکھا ہوا ہے؟ "

ارے ہاں بہت دفعہ... ہم لوگ سکول کے ٹرپ کے ساتھ جاتے تھے.... بس فرق یہ ہے کہ اس کی "

"اینٹیں سرخ ہوتی تھیں اور اس کی تھوڑی کالی ہیں۔

.... ایرج نے ناک چڑا کر کہا

"ہاں تو خوبصورت لگ رہی ہیں۔ "

..... شومیز نے اس کی دیواروں کو دیکھتے ہوئے کہا

"نہیں جی اتنی نہیں.... جیتنی لاہور کی عمارتیں خوبصورت ہیں.... وہاں میرے ساتھ رمشا بھی ہوتی تھی۔ "

"اچھا رمشا تمہاری دوست تھی؟ "

شومیز نے ایک لمحے کے لیے کھڑے ہو کر اس کو بغور دیکھا۔

"....ہاں میری سب سے اچھی دوست "

.... ایرج خاموش ہو گئی

"شاہ! میں بہت اداس ہو گئی ہوں آپ مجھے پاکستان کب واپس لے کر جائیں گے ؟ "

"تو تمہیں میں نہیں اچھا لگتا؟ "

.... شومیز نے اس کے سوال کے بدلے سوال کیا

" ... نہیں.... ایسی بات "

" .... اچھا رو کو میں ٹکٹ لے کر آتا ہوں "

شومیز نے اس کو روکنے کو کہا اور خود ٹکٹ لینے چلا گیا..... کچھ ہی دیر کے بعد وہ واپس آ گیا... زیادہ وقت

نہیں لگا تھا لوگوں کا رش بھی کم تھا شاید صبح صبح کی وجہ سے.... ایڈنبرا کاسل کی اس عمارت میں وہ بہت دیر تک پھرتے رہے وہ ہر وقت تیز تیز چلنے والی لڑکی آج اس کے قدم کے ساتھ قدم نہیں ملا پا رہی تھی... کتنا عجیب تھا وہ؟ لوگ بیوی کو منانے کے لیے کیا کچھ نہیں کرتے؟ اور یہ بس اسے گھمانے لے آیا تھا اور وہ بھی منت کر کے نہیں بلکہ اٹھا کر لانے کی دھمکی دے کر.... ایرج سوچ سوچ کر مسکرا رہی تھی....

شاہ سچ کہتا اس نے زبردستی نکاح نہیں کیا میں تو دل سے راضی تھی.... مجھے شاہ سے محبت تھی.... مجھے شاہ سے پہلی نظر میں محبت نہیں ہوئی تھی.... مجھے تو اس کے انداز اس کی ہر بات سے محبت ہوئی....

ان دونوں نے تقریباً دو گھنٹے لگا کر ایڈنبرا کاسل دیکھا تھا اور اب وہ اس جگہ کھڑے تھے جہاں سے سارے شہر کا خوبصورت منظر اسے اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا آنکھوں میں سمو رہی تھی..... شاہ اس کے بالکل ساتھ کھڑا اس شہر کو دیکھ رہا تھا اور بتا رہا تھا کہ یہ وہ جگہ جہاں سے سارا ایڈنبرا ایک ساتھ نظر آتا ہے.... نئی اور پرانی عمارتوں کو دیکھتے ہوئے وہ قدرت کے حسن میں کھو گئی تھی.....

"شاہ! محبت کیا ہوتی ہے؟"

ایرج سامنے دیکھتے ہوئے اس سے پوچھ بیٹھی.....

"ایٹریکشن اور عشق کے درمیان کا جو وقت ہوتا ہے اسے محبت کہتے ہیں۔"

شومیز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ایرج نے اس کی جانب دیکھا....

"مطلب؟ ایٹریکشن کیا؟"

وہ حیران ہوئی.....

"....کسی کی طرف مائل ہونا"

"تو وہ تو انسان کسی خوبصورت شخص کی طرف ہی مائل ہوتا ہے نا؟"

ایرج نے اب اس کو دیکھا تھا وہ اس کی آنکھوں میں کچھ دیکھنا چاہ رہی تھی۔

ہاں کبھی وہ شخص خوبصورت ہوتا تو کبھی اس کی باتیں.... کبھی اس کا اخلاق ہمیں اپنی طرف مائل کرتا تو "

"کبھی ہم خدا کی رضا سے اس کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

ایرج اب بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی کچھ تو تھا جو وہ اس سے چھپا رہا تھا... پر کیا تھا ایسا؟

کبھی سنا کسی سفید لڑکے کو کالی لڑکی سے محبت ہو گئی ہو؟ یہ سب باتیں صرف افسانوں میں اچھی لگتی ہیں "

حقیقت میں ان کا وجود نہیں ہوتا.... آجکل لوگ ایٹریکشن کو محبت سمجھ لیتے ہیں.... میرے نزدیک محبت بہت مختلف ہے.... محبت وہ ہے جس میں ہم ایک دوسرے کو سمجھنے لگ جاتے ہیں.... ایک دوسرے کی قدر کرتے ہیں... ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں... سب سے بڑھ کر ایک دوسرے پر یقین کرتے ہیں.... تم

".... نے سنا ہو گا محبت کی شادیاں کامیاب نہیں رہتی

اس مسکراہٹ میں کیا تھا؟ چبھن تھی؟ کیا تھا..؟ .... شومیز مسکرایا

ایرج لوگ ایٹریکشن کو محبت سمجھ کر شادی کر تو لیتے ہیں لیکن جب وہ ایک دوسرے کو سمجھنے لگتے تو انہیں "

".... معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تو محبت کی ہی نہیں

"شاہ! ہمیں کیسے پتا چلتا ہے ہمیں محبت ہے یا عشق؟"

میرے نزدیک محبت میں کہیں نا کہیں خود غرضی آ ہی جاتی ہے.... ہم اپنے بارے میں سوچ ہی لیتے ہیں "

" .... لیکن عشق

.... وہ خاموش ہو گیا تھا

"چپ کیوں ہو گئے ؟ "

..... شومیز نے اس کی طرف دیکھا

" .... ایرج عشق "

.... اس نے لمبا سانس لیا

عشق میں میں خود غرضی نہیں ہوتی ہم اپنے بارے میں نہیں سوچتے... ہم صرف اپنے محبوب کے بارے میں سوچتے.... محبت میں ہم سمجھوتہ کر لیتے ہیں لیکن عشق میں.... عشق میں سمجھوتہ نہیں ہوتا... عشق میں ہمیں وہی شخص چاہیے ہوتا.... اور اگر وہ نہیں تو کوئی نہیں... اور عشق میں محبوب کسی اور کا ہو تو وہ " اذیت.... وہ اذیت

.... شومیز کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی.... ایرج سمجھ گئی... اور پھیکا سا مسکرائی

" ... شاہ بس کریں.... چھوڑیں یہ سب "

وہ سمجھ گئی تھی انا نے شاہ کو دھوکا دیا.... سچ کہہ رہا تھا شاہ عشق میں محبوب کسی اور کا ہو تو اس اذیت کا کوئی مقابلہ نہیں اور شاہ کی آنکھوں میں کسی اور کا عشق تھا.... اس سے بڑھ کر اس کے لیے اذیت کیا ہو سکتی تھی

.... تھی.... ایرج اس بات کو بدلنا چاہتی تھی

" ... شاہ آپ مجھے انگریزی سیکھائیں "

....ایرج نے بات بدلنے کے لیے جان بوجھ کر یہ بات کر دی تھی

" ...لیکن تمہیں تو انگریزی آتی بس تم بولتی نہیں "

....شومیز بالکل پہلے جیسا ہو گیا تھا ہنستا مسکراتا شومیز....پہلے والی اذیت آنکھوں میں نہیں تھی

" ...ہاں...تو بس آپ مجھے بولنا سیکھا دیں "

....ایرج نے ایڈنبرا کے شہر کو دیکھتے ہوئے کہا

"تو میں نے تمہیں موبائل دیکھنے کے لیے دیا ہے؟ تم وہاں سے کلاسسز لو۔ "

....ہوا تیز چلنے کے باعث دونوں قدرے اونچا بول رہے تھے....ایرج بار بار اپنے بالوں کو پیچھے کر رہی تھی

انگریز شاہ مانا میں ایک انگریز شاہ کی بیوی ہوں پر خود انگریزنی ہوں تو نہیں... مینو موبائل چلانا آتا ہوتا تو "

"آپ کے ہی محتاج ہونا تھا۔

....ایرج نے مصنوعی غصہ دیکھاتے ہوئے کہا....شومیز نے سر پر ہاتھ مارا

اویار....سوری میں بھول ہی گیا چلو آج چل کر تمہیں یہی سیکھاتا ہوں...ویسے بھی مجھے ایک ہفتے کے "

"لیے پاکستان جانا تو تمہیں موبائل کا استعمال تو آنا چاہیے۔

"کیا کہا؟ ہم پاکستان جا رہے ہیں؟ "

....ایرج نے خوش ہوتے ہوئے کہا

"ہم نہیں میں....اور ایک ہفتے تک آجاؤں گا....سجاد کی شادی ہے۔ "

...ایرج کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں

"انی (اتنی) جلدی؟"

"...ہاں کافی دن پہلے بابا کا فون آیا تھا"

....شومیز نے اسے اطلاع دی

"میرے ابا کا فون نہیں آیا؟"

....ایرج نے سوال کیا.....چہرے پر اداسی کی لہر چھا گئی

ایرج اب اگر تم اداس ہوئی نا تو میں نے ناراض ہو جانا اور تم تو مجھے منانے کے لیے بھی نہیں لے جا سکتی "کہیں۔"

....ایرج اس کی بات پر ہنس پڑی

"شاہ اس کو منانا نہیں کہتے....اس کو زبردستی کا گھمانا کہتے۔"

"...چلو جو بھی....میں نے تمہیں منا لیا"

....شومیز نے اس کی ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے کہا

"...اچھا جانتی ہو یہاں ایک بجے توپ چلتی ہے"

....ایرج بہت دلچسپی سے اس قلعے کی کہانی سن رہی تھی

ایڈنبرا کیسل یورپ میں قدیم ترین قلعہ بند مقامات میں سے ایک ہے۔ شاہی رہائش گاہ، فوجی دستہ، قید" خانہ اور قلعہ کی حیثیت سے طویل تاریخ کے ساتھ، یہ بہت سارے دلچسپ کہانیوں کے ساتھ زندہ ہے۔ "جب ہم کیسل ہل پر چڑھتے ہیں تو، آپ سپاہیوں، بادشاہوں اور ملکھوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

وہ دونوں دوبارہ اب قلعے کے دوسرے مقامات کو دیکھنے جا رہے تھے... لوگوں کا رش بڑھ گیا تھا.... ہاتھوں میں کیمرے لیے بہت سے لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے.... اب وہ دونوں ایک آدمی کے پاس کھڑے ہو گئے جس نے لال رنگ کا قدیم لباس پہنا ہوا تھا.... اور ہاتھ میں سیکسفون تھا یہ ایک قسم کا باجا نما موسیقی کا آلا تھا.... وہ باجا بجانے میں محو تھا.... اس کے بعد ایک بجے انہوں نے گن فائر سرمنی دیکھی جس سے ایرج بہت محظوظ ہوئی....

"...اب ہم اس کے بعد ایڈنبرا کی مسجد چلتے ہیں "

"... لیکن شاہ آپ نے تو کہا تھا محل دیکھائیں گے "

ایرج نے منہ بنایا....

"مسجد سے ہو لیں میں نماز پڑھ لوں پھر جہاں کہو گی وہاں چلیں گے۔ "

شومیز نے مسکراتے ہوئے کہا وہ دونوں کاسل ہل اتر رہے تھے.... اور اب فرسٹ روڈ کی جانب آ گئے تھے....

"تم جانتی ہو میری یونیورسٹی مسجد کے بالکل ساتھ ہے.... یہ گلیاں یہ میں نے بہت پھیری ہیں۔ "

شومیز کی آنکھوں میں کتنی خوشی تھی.... وہ ایرج کو کتنا پرجوش ہو کر بتا رہا تھا..... ایرج اس کو خوش دیکھ کر خوش تھی....

اب وہ پیٹر و روڈ (potterrow road) وہ دونوں تیز تیز چل رہے تھے.... پر تھے...

"ابھی میوزیم کے سامنے سے گزر کر آئے ہیں۔ "

شومیز اسے اپنے ایڈنبرا کے بارے میں بتارہا تھا لیکن وہ شومیز کو بس دیکھ رہی تھی.... اب وہ دونوں مسجد ...کے بلکل سامنے کھڑے تھے

ایڈنبرگ سنٹرل مسجد، جو سکاٹش کے دارالحکومت شہر کے بالکل درمیان میں واقع ہے، ایڈنبرا کی رہائشی مسلم کمیونٹی کے لئے مرکزی مسجد اور ثقافتی مرکز ہے۔

یہ باضابطہ طور پر 1998 میں بنایا گیا تھا، اور ایڈنبرا کے اطراف اور اس کے آس پاس کی کمیونٹی کی خدمت جاری رکھے ہوئے ہے، اس کے ساتھ ساتھ اسکاٹش برادری کے ساتھ باہمی مفاہمت اور انضمام کے پُرجوش تعلقات استوار ہیں۔

چلو نماز کا وقت ہو گیا ہے.... شومیز نے اس مسجد کو دیکھتے ہوئے کہا جس کا ایک مینار اتنا اونچا نظر آتا تھا جیسے آسمان کو چھو رہا ہو اور ایک چھوٹا تھا.... ان دونوں نے وہاں نماز ادا کی.... اور اس کے بعد وہاں ہی نزدیک ......ایک پاکستانی ہوٹل سے ناشتہ کیا

"ایرج میں سجاد کی شادی کا اسے کیا گفٹ دوں؟ "

شومیز نے ایرج سے سوال کیا.... وہ دونوں پرنسز اسٹریٹ میں آچکے تھے.... شومیز کو گھر والوں کے لیے کچھ خریداری کرنی تھی۔

"... آپ کو پتا... ویسے بھی اس شاہ کی ناک پر کوئی چیز آنی بھی ہے۔ میرے سامنے تو نام بھی نا لیں "

... ایرج نے چڑ کر کہا.... جبکہ شومیز ہنسا

"اچھا یار لینا تو ہے نا کچھ.... خالی ہاتھ تو نہیں جانا... اچھا تم اپنے لیے کچھ لینا چاہتی ہو؟ "

...شومیز نے اس سے پوچھا

" ...نہیں...مجھے اب گھر جانا میں بہت تھک گئی ہوں.... چلا چلا کر مار دیا "

...ایرج کے چہرے پر واقعی تھکاوٹ تھی

"اور کوئی حکم؟ "

....شومیز نے ایرج کا ہاتھ پکڑا اور اس جانب چل دیا جہاں ان کی گاڑی کھڑی تھی

"شاہ! مجھے بھی لے جائیں نا۔ "

ایرج شومیز کے کمرے میں کھڑی تھی.... شومیز کچھ ضروری سامان رکھ رہا تھا ان میں کچھ تحائف تھے جو اس نے گھر والوں کے لیے خریدے تھے.. اپنا سامان اس نے نہیں رکھا تھا۔ کیونکہ اس کا سامان وغیرہ سب ....وہاں موجود تھا... اس لیے اسے لے جانے کی ضرورت نہیں تھی

"تم اب تب ہی جاؤ گی جب تم خود جانے کے قابل ہو جاو گی۔ "

"مطلب؟ "

....ایرج اب آگے آکر اس کے کمرے میں پڑے صوفے پر بیٹھ گئی

" ...مطلب یہ کہ جب تم اپنی ٹکٹ اور جانے کا خرچہ خود اٹھانے کے قابل ہو گئی "

.... شومیز نے وضاحت کی

" ...ہاں تو اسلام تو کہندا (کہتا) اے کہ شوہر کے پیسے بیوی کے ہوتے... تو آپ والے میرے ہوئے "

ایرج روانی میں بولتی چلی گئی جبکہ شومیز جو بیگ کی زپ بند کر رہا تھا رک کر اسے دیکھنے لگا..... وہ اتنا حیران کیوں ہوا تھا؟ یا غصہ ہو گیا تھا؟ ایرج سمجھ نا سکی یقینا اس نے غلط بات کر دی تھی.... شومیز اس پر نظر ڈال کر .... دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا.... ایرج مایوس ہو کر بیٹھ گئی

"ایرج تمہیں پتا چل گیا نا فون کال کیسے کرتے ہیں.... اور یوٹیوب پر کلاسسز کیسے لینی ہیں؟ "

جی شاہ اب پتا چل گیا... فون کال تو بالکل ویسے ہی کرنا جیسے ابا کے موبائل تے (پر) کر دی سی (تھی) بس "

" .... اس پر بٹن تھے اس پر انگلی لگانی.... او کلاسسز کا بھی پتا لگ گیا

"شاہ! میں انگریزی سیکھ جاؤں گی تو مینو (مجھے) جانے دو گے ؟ "

" .... ہاں "

..... شومیز نے ہلکا سا اثبات میں سر ہلایا

"آپ کب واپس آؤ گے ؟ "

" .... ایک ہفتہ.... ایک ہفتہ لگے گا وہاں "

..... شومیز اب اس کے سامنے بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا تھا

"... شاہ! مجھے انگریزنی نہیں بننا کوئی ایسا حل نہیں کہ میں "

... شومیز نے ایرج کی بات کاٹی

ایرج دنیا آگے بڑھ رہی ہے.... اور ہم اگر یہ کہیں گے کہ ہمیں دنیا کا مقابلہ نہیں کرنا اور ہم اپنی پرانی "
روایات میں خوش ہیں تو یہ جو انگریز ہیں نا یہ ہم مسلمانوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیں گے.... دنیا ترقی کر رہی
" ....ہے

"تو شاہ ہم اردو زبان کے ساتھ بھی ترقی کر سکتے ہیں۔ "

ایرج کر سکتے ہیں ترقی... لیکن ہمیں بہت سی زبانوں پر مہارت ہونی چاہیے.... میں یہ نہیں کہتا کہ تم "
انگلش سیکھ کر اردو بولنا چھوڑ دینا... جب کل کو پروفیشنل لائف میں جاؤ گی تو انگلش کے ترجمے کے لیے
" ... تمہیں کسی کی ضرورت نا پڑے بلکہ اردو ترجمے کے لوگوں کو ضرورت پڑے

"پرفیشنل.....لائف؟ "

ہاں پروفیشنل لائف.... تمہیں ترقی کرنی ہے... اور تم دیکھنا ایک دن تم مجھ سے بھی اچھا بزنس کھڑا "
" ... کرو گی

"بزنس؟ "

.... ایرج سارے نام پہلی دفعہ سن رہی تھی..... شومیز نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا

ابھی ایک گھنٹہ ہے میری فلائیٹ میں.... میں یہاں سے اوبر کروا کر ایئر پورٹ جاؤں گا.... میں نے "
" ..... تمہیں ایک نمبر دیا نا اگر میں پاکستان والا نمبر نا اٹھاؤں تو تم اس نمبر پر کال کر لینا

شومیز اس کو ساری ہدایت دے رہا تھا..... ایرج کا دل بوجھل ہو رہا تھا.... وہ اکیلی کیا کرے گی؟ اتنے دن؟
... وہ اکیلے کیسے گزارے گی

تمہارے لیے سارے فروٹس (پھل) فریج میں رکھ دیے.... چکن بیف اور مٹن سب کا گوشت بھی رکھ "
" ....دیا ہے.... سبزیاں بھی تقریباً میں سب ہی لے آیا تھا
" ....شاہ! پاکستان سے جلدی آ جانا "
.....ایرج جیسے اس کی بات سن ہی نہیں ہی رہی تھی
"اچھا اگر نا آیا تو؟ "
....اب شومیز نے جان بوجھ کر اس کو تنگ کرتے ہوئے کہا
" ...تو...تو میں...ایڈ نبرا نہیں...وہ جس پتھر پر وہ قلعہ پڑا ناوہ اٹھا کر آپ کے سر پر ماروں گی "
....شومیز ہنسنے لگا
" ....دیکھو ہنسو نہیں...میں سچی کر دینا جے.... فر (پھر) نا کہنا رجو غنڈی نکلی "
ایرج کی آنکھیں نم تھیں-----
"تم پاکستان اسے لاؤ گی کیسے ؟ "
میں...پنڈ (گاوں) کی کڑی ہوں میں مکھن اور دیسی مرغیاں کھا کر وڈی (بڑی) ہوئیں...میرے میں "
".....بڑی طاقت ہے
....شومیز پھر ہنسنے لگا
" ...سچ میں بہت دلچسپ ہو.... جیتنی دیر تمہاری باتیں سنو اتنی دیر بنا رکے ہنس سکتا ہوں "
....اب کی بات ایرج بھی ہنس پڑی تھی

" !شاہ "

....ایرج نے اب اس کو مخاطب کیا

" ....ہاں بولو ایرج "

.....ایرج نے مٹھی کھول کر اس کے آگے کی.... جس پر ایک انگوٹھی رکھی تھی

شاہ یہ میری انگوٹھی ہے..... سونے کی نہیں ہے.... چاندی کی ہے.... رمشا کا بڑی پسند تھی.... میں سوچا "
سی (تھا) اس کی شادی ہو گی اس کو دے دوں گی.... پر ہن (اب) میں اس کی شادی پر ہونا نہیں۔۔۔۔ آپ
"میری طرفوں (طرف سے) دے دیں گے۔

....ایرج اپنے آنسو چھپانا چاہتی تھی.... لیکن وہ ناکام ہو گئی

" ...نہیں "

....شومیز نے نفعی میں سر ہلایا.... ایرج نے پہلے اس کا چہرہ دیکھا جہاں سنجید گی تھی.... اور پھر مٹھی بند کر لی

" ....اگر تم اس طرح رو گی تو کبھی نہیں "

" ...مطلب "

...ایرج نے اس کو نا سمجھی سے دیکھا پھر بات سمجھ آنے پر خود ہی ہنس دی

" ...مطلب آپ دیں....گے "

....اس نے بے ساختہ بہتے آنسو صاف کیے

" ....ہاں....اگر "

" ....ہاں ہاں... دیکھو نہیں رو رہی "

جبکہ آنسو اب بھی بہہ رہے تھے.... ایرج نے دوپٹے کے پلو سے سب صاف کیے..... اور مٹھی دوبارہ شاہ کے آگے کی.... شومیز نے وہ انگوٹھی اٹھالی... جس میں ایک موتی تھا مہرون رنگ کا موتی....

" .... عقیق ہے شاہ یہ "

..... ایرج نے شومیز کو بتایا جو اس انگوٹھی کے پتھر کو دیکھ رہا تھا

" ....اچھا "

".... سنبھال کر رکھ لیں...بہت قیمتی ہے "

..... شومیز مسکرا دیا

"مسکرائے کیوں؟ "

....رجو نے فورا سوال کیا

" ......بس ویسے ہی "

..... شومیز نے وہ انگوٹھی اپنی جیب میں ڈال لی

" ... آج شومیز شاہ آنے والے ہیں... ان کے کمرے کی صفائی کر دو "

.... بینا زینب سے کہہ رہی تھی... جو کیچن میں کام کر رہی تھی

"...پر وہ تو رج "

....زینب بولتے بولتے خاموش ہو گئی.....بینا اس کو گھورتی ہوئی باہر نکل گئی

"رجو کہاں چلی گئی ہے تو؟ یہاں تو تیرا نام بھی لینا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ "

....زینب کے چہرے پر پریشانی تھی

"..تو اس کا نام بار بار نا لیا کر تجھے بھی حویلی سے نکال دیا جائے گا "

....پاس کھڑی ایک نوکرانی نے کہا

تو کیا کروں؟ اتنی اچھی تھی رجو....پتا نہیں... یہاں سب کو ہو کیا گیا ہے؟ نہیں وہ یہاں کام کرنا چاہتی تھی "

" ...اس کی مرضی

زینب سخت لہجے میں بولتی ہوئی کیچن سے باہر نکل آئی اور اوپر شومیز کے کمرے میں آ گئی....بینا کی ہدایات

....کے مطابق اسے صفائی کرنی تھی

حویلی اپنی شان و شوکت کے ساتھ کھڑی تھی.... حویلی کی مکین بھی یقنا سب اندر موجود تھی.... شومیز وہاں آچکا تھا.... اس کو ائرپورٹ سے حویلی کا ڈرائیور لینے گیا تھا..... شومیز کے پاس زیادہ سامان نہیں تھا

....بس ایک بیگ تھا جس میں وہ بس گفٹس لایا تھا

"صاحب جی آپ چلیں میں آپکا سامان پہنچا دیتا ہوں۔ "

ڈرائیور نے شومیز کو اندر جانے کو کہا.... شومیز سر ہلا کر اندر کو چل دیا....ڈیرے میں سب کچھ ویسا ہی تھا.... جیسا وہ چھوڑ کر گیا تھا.... شومیز سب سے پہلے دادی جان کے کمرے میں گیا.....جب کمرے میں

... داخل ہوا تو دادی جان بیڈ پر لیٹی ہوئی تھیں

"اسلام علیکم! دادی جان.... کیسی ہیں آپ؟ "

.... شومیز نے اندر داخل ہوتے ساتھ دادی جان کو سلام کیا

" .... ہاں اب آگئی دادی کی یاد؟ جانے سے پہلے تو مل کر بھی نہیں گئے "

.... دادی جان اسے خفا خفا نظر آرہی تھیں.... شومیز چل کر ان کے پاس آکر بیٹھا

"میری دادی جان مجھ سے ناراض ہیں مجھ سے؟ "

.... شومیز نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا

نہیں... میں بوڑھی ہوگئی ہوں مجھے اس گھر میں اتنی اہمیت اب کہاں دی جاتی ہے؟ کہ تم نے آنا ہے یا "

"... نہیں مجھے بتایا جاتا

"اوہ..... تو میری پیاری سی ڈول اس لیے ناراض ہے کہ اس کو پتا نہیں تھا کہ میں آنے والا ہوں۔ "

..... شومیز اب دادی جان کو بہلانے کی کوشش کر رہا تھا

..... دادی جان نے چہرہ دوسری طرف کرلیا

" ..... لیکن دیکھیں نا میں سب سے پہلے آپ سے ملنے آیا "

شومیز نے اب کان پکڑ لیے تھے.... فاخرہ بیگم نے مڑ کر اپنے پوتے کو دیکھا..... جو کانوں کو ہاتھ لگا رہا تھا.... فاخرہ بیگم اٹھنے لگی تو شومیز نے اس کی مدد کی.... اب وہ بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھیں اور ساتھ ..... مسکرا بھی رہی تھیں

" ... تم جانتے ہو تمہاری یہی ادا سب سے الگ ہے میرا بچہ کسی کو بھی ناراض رہنے نہیں دیتا "

" ... لیکن دادی جان مجھ سے منایا نہیں جاتا "

" .... کس نے کہا؟ تم سے اچھا کوئی منا بھی نہیں سکتا "

..... دادی جان بے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا

" ... اچھا اب جاؤ آرام کر لو.... تمہارے بابا جان میرے خیال سے کسی کام سے لاہور ہیں "

دادی جان نے اس کو آگاہ کیا.... شومیز سر ہلاتے ہوئے اٹھا آیا..... جس وقت وہ پہنچا تھا صبح کے گیارہ بج رہے تھے..... اور اپنے کمرے میں جا کر اس نے آرام کرنے کو ترجیح دی تھی.... شام کے وقت وہ اٹھا .... تھا.... اس کو اطلاع دی جا چکی تھی... شومیز نہا دھو کر فرش ہوا اور باہر ڈیرے آ گیا

سب لوگ موجود تھے شاید کوئی پنچایت لگی تھی.... شومیز ان بڑے بڑے موڑوں میں سے ایک پر بیٹھ ..... گیا.... سامنے کرسیاں لگی تھیں.... غالباً وہاں کوئی مسلۂ چل رہا تھا

تمہارے بیٹے نے بھاگ کر شادی کی..... اس کی سزا اس کو ضرور ملے گی... ہمارے ہوتے ہوئے اس "

" .... گاوں میں یہ رسم کبھی قائم نہیں ہونے دیں گے

.... شناور شاہ کی گرج دار آواز گونج رہی تھی

شاہ صاحب معاف کر دو... آپ تو سید بادشاہ ہو... میرے بیٹے سے غلطی ہو گئی.... ہم ان کی بیٹی کو چھوڑ "

" ... دیں گے

شومیز نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا جس کے سر پر پگڑی تھی.... ہاتھ شاہوں کے آگے باندھے ہوئے

تھے... سر جھکا ہوا تھا... اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا اور معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے مارا گیا ہو..... سر پر چوٹ لگی تھی.... آنکھوں پر مار کے نشان تھے

"....... نہیں چھوڑوں گا میں اسے..... میری بیوی ہے وہ "

..... اس کے انداز میں جنونیت تھی.... شومیز دیکھ کر مسکرایا.... لیکن بولا کچھ نہیں

"اپنے بیٹے کو سنبھالو..... اگر اس نے جٹوں کی بیٹی کو طلاق نا دی تو جانتے ہو اس کا کیا حال ہو گا؟ "

"... شاہ جی... شاہ جی... یہ طلاق دے گا... آپ بس معاف کر دیں "

" .... نہیں دوں گا طلاق.... مجھے مرنا قبول ہے "

..... وہ لڑکا غصے سے بول رہا تھا..... لگ رہا تھا اس کے دماغ کی نس پھٹ جائے گی

" .... شاہ صاحب آپ بس تھوڑا وقت دیں... اس کی عقل میں درست کروں گا "

..... وہ بوڑھا باپ بیٹے کے لئے بھیک مانگ رہا تھا

" .... نہیں شاہ صاحب ہمیں ابھی انصاف چاہیے "

.... ان کے مقابل بیٹھا شخص سفید مایا والا سوٹ پہنے ہوئے تھا

" .... اس کی جرات کیسے ہوئی ہماری بیٹی کو بھگا کر لے گیا "

"آپ کے بیٹی راضی تھی؟ "

..... شومیز پہلی دفعہ گفتگو میں داخل ہوا تھا

" .... ہاں شاہ.... وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے.... اس نے اپنی رضامندی سے مجھ سے شادی کی ہے "

...وہ لڑکا فوراً سے بولا

"عمر تو چپ کر.... شاہ جی! مجھے وقت دے دیں میں اس کو سمجھا کر لے آؤں گا۔ "

ٹھیک ہے وقت دیا.... لیکن یہ یہاں سے کہیں نہیں جائے گا.... تمہارے پاس دو دن کا وقت ہے... اپنے "
" ....بیٹے کو سمجھالو

.....شناور شاہ بولے تھے

وہاں سب لوگ خاموش ہو گئے... اس لڑکے کو شاہوں کے نوکر اٹھا کر ڈیرے کے اندر لے گئے.... اس کا باپ بھی ساتھ گیا تھا.... وہاں علی شاہ اور شناور شاہ دونوں موجود تھے.... سجاد وہاں موجود نہیں تھا..... شناور شاہ اور علی شاہ اٹھ کر چلے گئے... جبکہ شومیز بیٹھا رہا.... بہت سے لوگ جا چکے تھے... لیکن شومیز اس ... درخت کی گھنی چھاؤں میں بیٹھا رہا..... آنکھیں بند کیے وہ سوچنے میں محو ہو گیا

"جلدی نہیں آ گئے تم؟ "

.... کھانے کی میز پر شناور شاہ نے شومیز سے سوال کیا... سب لوگ وہاں موجود تھے سجاد بھی موجود تھا

"جی کام نہیں تھا زیادہ اس لیے سوچا ایک چند دن پہلے چلا جاؤں بھائی کی شادی ہے۔ "

.... شومیز نے چاولوں کا چمچ منہ میں ڈالا

" ... اچھا... چلو آ ہی گئے ہو تو شادی کے معاملات بھی دیکھو.... کچھ دن ہی رہ گئے ہیں "

...شناور شاہ نے سر سری سا کہا جبکہ شومیز نے اثبات میں سر ہلایا

" ...ہاں یاد آیا... سجاد تم بزنس کی بات کر رہے تھے اب کر لو ڈسکس شومیز سے "

شناور نے سجاد کو یاد کروایا.... وہاں بیٹھے سب لوگ خاموش تھے سوائے شناور شاہ شومیز اور سجاد کے... سب

.... لوگ ان کی گفتگو سن رہے تھے

"کیا بزنس کرنا چاہتے ہو تم ؟ "

.... شومیز نے سجاد سے سوال کیا

" .... میں اپنے ہوٹلز بنانا چاہتا ہوں "

... سجاد نے بادل ناخواستہ اسے اپنے بزنس کے بارے میں بتایا

ہمم اچھا ہے.... لیکن اگر تم اس کی بجائے آنلائن بزنس کی طرف جاؤ تو تمہیں زیادہ فائدہ ہو گا.... تم "

ہوٹلز کی جگہ ڈیلیوری کا بزنس شروع کرو...یقناً تمہیں کافی فائدہ ہو گا... میرا تجربہ کہتا ہے پہلے چھوٹے بزنس

سے شروعات کرنی چاہیے تاکہ نقصان ہو بھی تو کم ہو.... اس کے بعد آہستہ آہستہ بڑے بزنس کی طرف

" ... قدم رکھنا چاہیے

.... شومیز کی بات سب غور سے سن رہے تھے.... جبکہ سجاد ناگواری سے سن رہا تھا

"مجھے اندازہ ہے کہ نقصان کو کیسے منافع میں بدلتے ہیں۔ "

... سجاد نے دوٹوک کہا.... شناور شاہ کو عجیب تو لگا البتہ ان کی باتوں میں بولا نہیں

ہاں مجھے امید ہے تم زیادہ جانتے ہو گے... لیکن آنلائن ڈیلیوری مجھے لگتا ہے آئندہ آنے والے وقتوں میں "

"...پاکستان میں بہت زیادہ پائی جائے گی

....شومیز نے تبصرہ کیا

"....لیکن میں اس طرح کا چھوٹا بزنس نہیں کرنا چاہتا"

"...وہ تو تمہاری مرضی"

...شومیز خاموش ہو گیا.....اس کی بحث بنتی ہی نہیں تھی....کیونکہ مقابل اس کی رائے لینا ہی نہیں چاہتا تھا

"شاہ! پنڈ میں سب کیسے ہیں؟"

....ایرج نے سوال کیا وہ موبائل پر شومیز سے بات کر رہی تھی اور ساتھ اپنے لئے چائے بنا رہی تھی

"ٹھیک ہیں سب... تم سناؤ اکیلے دل لگ گیا؟"

....شومیز نے بات بدلی

"...کہاں لگنا؟ ابھی بھی دو کپ چائے بنا دیے....عادت جو ہو گئی آپ کے ساتھ چاہ (چائے) پینے کی"

....شومیز مسکرایا....وہ اس وقت اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا

"...چلو میرے حصے کی رکھ دو آکر پی لوں گا"

واہ واہ....تاکہ خراب ہو جائے...جب آؤ گے تو نئی بنا کر پلاؤں گی....ہائے شاہ آتے ہوئے پنڈ سے"

"...خالص دودھ ہی لیتے آنا

...ایرج کی فرمائش سن کر شومیز کا دل کیا اپنا سر دیوار میں دے مارے

" ....ایرج میں پاکستان آیاہوں.... ایڈنبرا کے گاوں نہیں آیا.. کہ آتے وقت دودھ لیتا آؤں "

.... شومیز چڑ کر بولا

ہاں تو میں کب کہا؟ میں تو بس بات کی... مت لانا.... میں جب جاؤں گی تو وہاں سے بھر بھر کر بوتلیں "

"لے آؤں گی۔

..... شومیز قہقہہ لگا کر ہنسا

"!آپ کو پتا شاہ "

..... ایرج اب کپ میں چائے ڈال رہی تھی.... جبکہ شومیز کی آواز نا آئی

"شاہ؟ "

..... ایرج نے دوبارہ مخاطب کیا

" .... نہیں مجھے کافی نہیں پینی... تم جاؤ "

" ... ہاں ٹھیک ہے شاہ جی! میں نے آپکا تولیہ وہاں باتھ روم میں ٹانگ دیا تھا "

" .... ٹھیک ہے"

... شومیز نے دروازہ بند کر دیا... اور دوبارہ بیڈ پر آ کر فون کان سے لگایا

"یہ... یہ زینب تھی نا؟ "

.... ایرج فورا بولی

"...ہاں "

....شومیز نے جواب دیا

انگریز شاہ اس سے بچ کر رہنا.... یہ ویسے ہی آپ پہ (پر) بے ایمان ہوئی ہوئی... اور میں نہیں چاہتی کہ "

"... آپ ایک اور شادی کسی نوکرانی سے کریں

"....شے... تم نوکرانی نہیں ہو... تم اب شومیز شاہ کی بیوی ہو "

....شومیز اس کی بات کاٹ کر بولا

"اور تمہیں کیا میں ایسا لگتا ہوں؟ جو ہر کسی سے شادی کرتا پھروں؟ "

... ایرج نے زبان دانت تلے دبائی.... اب وہ لونگ روم میں آچکی تھی... اور صوفے پر بیٹھی تھی

"....لگتے تو آپ بہت معصوم ہیں... پر ہیں نہیں.... میسنے ہیں میسنے "

"کیا ہوں؟ "

....شومیز نے سوال کیا..یقناوہ اس کی بات نہیں سمجھا تھا

"....میرا مطلب.... آپ "

....ایرج نے جان بوجھ کر کال کاٹ دی... اور فون دیکھ کر ہنسنے لگی

شومیز نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا اور فون رکھ دیا.... کافی رات ہو گئی تھی اور وہ سونا چاہتا تھا.... لیکن اس

....کو بھی ایرج کے ہاتھ کی چائے کے بغیر نیند نہیں آرہی تھی

اچھا خاصہ کافی پیتا تھا.... عادت بگاڑ دی ہے... اب یہاں چائے کا کہوں گا تو سب کو عجیب لگے گا کہ میں تو "

"... چائے پیتا نہیں تھا

.....اس نے آنکھوں پر تکیہ رکھا اور سونے کی ناکام کوشش کی

"....ہائے اللہ اب تو اکیلے چائے پینے کا دل نہیں کر رہا.... عادتیں خراب کر دیں ہیں شاہ نے"

.....اس نے اپنا چائے سے بھرا ہوا کپ وہیں چھوڑا اور اوپر کمرے میں آگئی

ایرج جب صبح اٹھی تو سب سے پہلے باغیچے میں آئی.... پودوں کو پانی دیا... یہ اس کا روز کا معمول تھا.... پودوں کو پانی دینا اور پھر کچھ دیر وہیں بیٹھے رہنا.... آج بھی صبح کی ٹھنڈی اور تیز ہوا میں وہ وہاں بیٹھی تھی.... سامنے گھر سے وہی لڑکی نکل رہی تھی ساتھ اس کے ایک بوڑھی عورت تھی... جس کو پکڑ کر وہ چل رہی تھی ....

"....اماں جی... آہستہ آہستہ چلیں"

....اس کے ساتھ والی بوڑھی عورت کافی بھاری جسامت والی خاتون تھی....وہ دونوں اب روڈ پر آچکی تھیں

"بیٹا ہن (اب) تے (تو) بس ہو گئی اے.... نہیں ٹریا (چلا) جاندا (جاتا) ہن"

ایرج اس عورت کی آواز سن رہی تھی.... دل میں ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی تھی.... پرائے دیس میں... اس کو ہم وطن مل گئی تھی... اور نا صرف ہم وطن بلکہ ایک پنجابی خاتون

ایرج فوراً سے اٹھی.... اور لوہے کا دروازہ عبور کر کے باہر سڑک پر آگئی....وہ لڑکی اس عورت کا ہاتھ پکڑ کر

....چل رہی تھی....اور اس عورت نے کپڑے بھی شلوار قمیض اور نیچے جوگرز پہنے ہوئے تھے

"آپ پاکستانی ہیں؟ "

....ایرج ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگی....اس عورت اور لڑکی نے اس پر نظر ڈالی

"!نہیں "

لڑکی نے ناگواری سے جواب دیا.....ایرج نے مایوسی سے اس عورت کو دیکھا....جو ایرج کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی....اس عورت کے بال سفید تھے.... آنکھوں پر چشمہ تھا....بال کھلے تھے اور چھوٹے بھی تھے ....

" ....پر یہ ابھی پنجابی بولیں نا "

ایرج نے اس بوڑھی عورت کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں تو پنجابی کیا صرف پاکستان والے ہی بول سکتے ہیں؟ "

وہ لڑکی اب بھی ایرج کو ناگواری سے دیکھ رہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ چاہتی ہی نہیں تھی کہ ایرج ان سے بات کرے...اس نے جینز اور شرٹ پہن رکھی تھی ....

"...میں پاکستان کی ہی ہوں بیٹا "

وہ عورت اپنی خوبصورت آواز میں بولی... کتنی تاثیر تھی ان کے لہجے میں....ایرج ایک دم خوش ہو گئی..... لیکن حیران ہوئی کہ اب کی بار اس عورت نے اردو کیسے بولی؟

"توسی (آپ) پنجابی بھی بولتے ہونا۔ "

ایرج نے اب جان بوجھ کر پنجابیوں والا لہجہ استعمال کیا کیونکہ وہ چاہتی تھی اس کے ساتھ کوئی ویسے بولے....

"امی چلیں آپ ہمیں دیر ہو رہی ہے۔ "

....اس لڑکی نے اپنی والدہ کو ٹوکا جو ایرج سے بات کرنے لگی تھیں

....ایرج وہیں کھڑی رہی اس لڑکی کا رویہ بہت عجیب سا تھا....ایرج خود ہی رک گئی

امی جی یہ سید گروپ کے مالک جو ہیں شومیز شاہ جو پہلے ہی ایک لڑکی کے ساتھ سکینڈل بنا چکے ہیں اور اس "
" ....سے ان کی بیٹی بھی ہے ان کی بیوی ہے

"وہی شومیز شاہ جو تمہارا بوس ہے نمرہ؟ "

.....اس عورت نے اپنی بیٹی کا نام لیا

جی امی...مجھے وہاں اچھی پے مل رہی ہے نہیں تو ایسے شخص کے ہاں میں کبھی کام نا کروں....اور یہ اس کی "
بیوی ہے آپ اس سے دور ہی رہیں...ہو سکتا اس نے اپنی بیوی کو اپنی پہلی بیوی کے بارے میں نا بتایا ہو اور
" ....میں اپنی نوکری خطرے میں نہیں ڈال سکتی

" ....پر ابھی تو تم نے کہا سکینڈل بنا "

" ....امی اس لڑکی سے شادی بعد میں کی تھی....اور بیٹی ان کی پہلے تھی ان کا سکینڈل بنا تھا "

" ....اچھا "

اس عورت نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا....رجو کو بہت دکھ ہوا تھا آخر اپنے وطن کا کوئی ملا بھی اور وہ

.... بھی اتنے بے رخے لوگ.... ایرج بوجھل دل کے ساتھ واپس گھر آ گئی

" .... اذان وہ جس لڑکے کو فیصلے کے لیئے رکھا گیا ہے مجھے اس کے پاس لے کر چلو "

شومیز اس وقت ڈیرے میں موجود تھا.... دوپہر کا وقت تھا اور کوئی بھی موجود نہیں تھا سوائے چند نوکروں کے.....

"جی شاہ صاحب آپ عمر کی بات کر رہے ہیں؟ "

" ....ہاں وہی.... مجھے اس کے پاس کے چلو "

.... شومیز نے اثبات میں سر ہلایا

جی ٹھیک ہے شاہ صاحب آپ آئیں میرے ساتھ.... وہ کمرے میں ہے لیکن کمرے کو تالا لگا ہوا ہے میں " "کھول دیتا ہوں۔

شومیز اذان نامی لڑکے کے پیچھے چل دیا.... وہ دونوں ڈیرے کے ایک کمرے سامنے آئے وہ لڑکا چابیاں لے کر آیا اور دروازہ شومیز کو کھول کر دیا.... شومیز اندر داخل ہوا.... وہ لڑکا کمرے میں پڑے صوفے کے ساتھ لگ کر نیچے بیٹھا ہوا تھا..... اچھا خاصہ نوجوان لگتا تھا لیکن حالت اس نے اپنی بگاڑ لی تھی.... شومیز اس کے سامنے والے صوفے پر آ کر بیٹھ گیا.... اس لڑکے نے شومیز کو دیکھا......

"!اسلام علیکم "

.... شومیز نے اس کو سلام کیا... چہرے پر ہمیشہ کی طرح نرمی تھی

وعلیکم اسلام! شاہ صاحب اگر آپ بھی مجھے یہ کہنے آئے ہیں کہ میں اس لڑکی کو طلاق دے دوں تو میں "
آپ کو بتا دیتا ہوں میرا باپ بھی صبح کے دس چکر لگا چکا ہے اور زور دے رہا ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق
دے دوں.... لیکن میں ہرگز اس کو طلاق نہیں دوں گا بے شک آپ شاہ مجھے مار کر مٹی میں دفن ہی کیوں نا
" .... کر دیں

شومیز پہلے تو خاموشی سے اس کی بات سنتا رہا.... وہ کس قدر جذباتی ہو رہا تھا.... جب وہ خاموش ہوا تو شومیز
.... بولا

" .... مگر وہ تو تمہاری بیوی ہے ہی نہیں "

... شومیز کے الفاظ تھے یا اس شخص کے وجود پر کسی نے ضرب لگائی تھی

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں شاہ صاحب؟ وہ میری بیوی ہے... اور اس بات کا میرے پاس ثبوت ہے.... ہمارا "
" ... نکاح نامہ آپکے والد دیکھ چکے ہیں

ہاں میں نے بھی دیکھا.... قانون کے لحاظ سے وہ تمہاری بیوی ہے... لیکن وہ تمہاری بیوی نہیں ہے میں "
"اب بھی اس بات پر قائم ہوں۔

" ... آپ ایسے کیسے کہہ سکتے ہیں "

عمر غصے سے چلایا.... اس کے چلانے کی آواز سن کر اذان اندر آیا اور اس پر لپکنے ہی والا تھا کہ شومیز نے
.... روکا

" ... نہیں.... اذان روکو "

شومیز اب بھی تحمل مزاج تھا.... چہرے پر سنجیدگی کے باوجود بلا کی نرمی تھی۔

اسلام کہتا ہے وہ تمہاری بیوی نہیں ہے.... کیونکہ نکاح کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ لڑکی کا "
"ولی راضی ہو کیا تم نے اس کے باپ کو منایا؟

لیکن مجھ میں کوئی شرعی عذر نہیں ہے.... پھر بھی انہوں نے نکاح سے منع کر دیا..... تو ہم دونوں نے "
" ....بھاگ کر شادی کر لی

.....وہ لڑکا رو رہا تھا

" ....جہاں تک میں نے سنا ہے تم دونوں کا ذات کا مسلۂ تھا "

نہیں شاہ صاحب ذات کو تو وہ بیچ میں ایسے ہی لا رہے ہیں.... ورنہ جس سے شازیہ کا نکاح وہ کر رہے تھے "
" ....وہ بھی ان کی برادری کا نہیں... لیکن وہ مجھ سے اچھے پیسے کماتا ہے بس

صحیح تو تم اس سے زیادہ پیسے کمانے کی بجائے اس سے غلط طریقے سے نکاح کرنے چلے گئے.... دیکھو عمر "
میں نہیں مانتا تمہیں اس سے محبت تھی.... محبت ہوتی تو اس کی عزت سب سے زیادہ عزیز ہوتی.... اور نا ہی اس لڑکی کو تم سے محبت تھی.... اگر اس کو محبت ہوتی تو وہ گھر والوں کے سامنے ڈٹ جاتی اور نکاح سے انکار
" .... کر دیتی.... اور تمہارا انتظار کرتی

" ...شاہ جی ہم نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہمارا طریقہ غلط تھا لیکن ارادہ تو نہیں "

.... شومیز دھیما سا مسکرایا

دیکھو اگر یہ دلیل صحیح ہوتی تو اللہ قرآن میں کبھی سیدھے راستے پر چلنے کا نا فرماتے..... تم سیدھے راستے پر "

" .... چل کر منزل کی فکر خدا کو کرنے دیتے... تو آج تم اس ذلت رسوائی سے بچ جاتے

"تو شاہ جی اب کیا میں اس کو طلاق دے دوں ؟ "

" .... میں نے ایسا بھی نہیں کہا.... تم اب صرف اللہ پر یقین رکھو وہ کچھ بہتر راستہ نکالیں گے "

" تو آپ میرا ساتھ دیں گے ؟ میری محبت کو حاصل کرنے میں ؟ "

" ... کہانا اللہ پر یقین رکھو.... جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں تمہارا ساتھ دوں گا "

.... شومیز اس کو کہہ کر باہر نکل گیا.... اذان نے کمرے کو تالا لگا دیا

"....اگر شاہ کی بات ٹھیک ہے تو میں تو اس کا شوہر ہوا ہی نہیں "

... عمر نے من ہی من میں شومیز کی بات یاد کرتے ہوئے سوچا

"!بابا جان "

.... شومیز شاور شاہ کے کمرے میں داخل ہوا... وہ اپنا فون بند کر رہے تھے جب اس نے مخاطب کیا

"ہاں بولو شومیز... جلدی بولو ذرا مجھے جلدی ہے۔ "

.... شومیز شاہ کہیں جانے کے لئے تیار لگ رہے تھے

" ...بابا وہ عمر ہے نا "

"ہاں "

" ...اس کا فیصلہ میں کرنا چاہتا ہوں... پرسوں پنچایت میں "

اوہ... بیٹا یہ تو میری مشکل ہی حل کر دی... میں تین دن کے لیے اسلام آباد جا رہا تھا ضروری کام کے سلسلے "

میں... اگر تم فیصلہ کرو گے تو مجھے خوشی ہو گی.... آخر کو تم نے ہی یہ جگہ سنبھالنی... لیکن خیال رہے روایات کی پاسداری ہو..."

شاور شاہ تو جیسے بہت خوش ہوئے تھے.... اس کی بات سن کر.... وہ اس کے کندھے پر تھپکی مارتے ہوئے باہر نکل گئے.....

"دیکھا بابا آپ نے.... دیکھا... آپ موجود تھے میں موجود تھا.... لیکن فیصلے کی ڈوری.... فیصلے کی ڈوری وہ اپنے بیٹے کے ہاتھ میں پکڑا گئے....."

سجاد شاہ ڈیرے کے کمرے میں موجود تھا... اور پاس ہی علی شاہ بھی بیٹا تھا.... ان دونوں کو یہ خبر کہ اس کا فیصلہ پنچایت میں شومیز کا کرے گا اذان نے دی تھی... اس کو شومیز نے ہی اطلاع دی تھی ....

"آج وہ اپنے باپ کی کرسی پر آکر بیٹھے گا کل کو یہ نمبرداری اس کو مل جائے گی.... ہم کہاں کھڑے ہیں؟"

"دیکھو سجاد.... پہلی بات ہے کہ شومیز اس لڑکے عمر کو طلاق دینے کا نہیں کہے گا.... اور اگر کہے گا بھی تو عمر اتنا جنونی ہے کہ وہ طلاق نہیں دے گا...... اور روایات یہ کہتی ہیں کہ جو پنچایت کے فیصلے کو نامانے اس کا قتل کر دیا جائے...... اور وہ لڑکا قرآن سے باتیں سمجھانے والا ....

علی شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی .....

وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا بس.. صبر کرو... میرے بچے... یہی تو موقع ہے جب شومیز غلطی کرے گا اور ہمیں فائدہ ہو گا..... یقناوہ آزاد خیال لڑکا اس عمر لڑکے کے حق میں فیصلہ دے گا.... اور اسی کی خاطر اس

نے یہ فیصلہ اپنے ہاتھ میں لیاہے.... اور اس فیصلے کے بعد بھائی جان کو یقین ہو جائے گا کہ وہ اس قابل ہے

" ....ہی نہیں

" .... چلیں یہی امید کرتا ہوں کہ ایسا ہی ہو "

رات کے وقت شومیز شاہینہ سے ملا.... وہ دونوں لان میں آ گئے تھے.... موسم گرم تھا... اور ایک دم سے

.... سرد موسم سے گرم موسم میں آ کر اسے بخار ہو گیا تھا

"کیسا چل رہا تمہارا بزنس؟ "

....شاہینہ نے اس سے اس کے بزنس کے مطلق پوچھا

اچھا جارہاہے... جب یہاں سے گیا تو بہت سا کام رکا ہوا تھا جو میرے بغیر نہیں ممکن تھا... تو وہ سب کیا... "

"...باقی حالات آپ کے سامنے ہیں.... آتے ساتھ بخار ہو گیا

" ....تو میرے بچے کوئی دوا لینی تھی نا "

پھوپھو بعض اوقات ادویات ہم پر اثر نہیں کرتیں.... ہمیں ہمارا من پسند شخص چاہیے ہوتا ہے.... جو "

ہمارا خیال رکھے... جو ہم سے پوچھے کہ کھانا کھایا ہے یا نہیں... کوئی مسلۂ ہے تو مل کر حل کرتے ہیں... کوئی

"..ایسا... جو اس مطلبی دنیا میں ملنا بہت مشکل ہو گیا ہے

.... شومیز اور شاہینہ لان میں بارہ دری کے سامنے والی کرسیوں پر آسمان کی چھت تلے بیٹھے تھے

"کسی سے محبت کرتے ہو نا؟ "

....شاہینہ کے سوال پر شومیز کو ایسے معلوم ہوا کہ جیسے اس کی چوری پکڑلی ہو کسی نے

"... نہیں... نہیں کرتا... وہ تو بس بابا سے بات تو کر لی فیصلے کی پر کیسے کروں گا صحیح فیصلہ سمجھ نہیں آرہی "

" ... آنکھیں کچھ اور کہہ رہی ہیں "

....شاہینہ نے مسکراتے ہوئے کہا

"کیا کہہ رہی ہیں ؟ "

شومیز نے دلچسپی سے پھوپھو کو دیکھا.... جیسے وہ چاہتا ہو کہ کوئی اس کی آنکھوں سے اس کے دل کا حال جان

... کر اس سے ساری باتیں بانٹ لے

"تم کسی سے محبت کرتے ہو اور بے پناہ کرتے ہو۔ "

" .... پھوپھو میں محبت نہیں "

شومیز بول ہی رہا تھا کہ اس کے نمبر پر کال آنے لگی.... موبائل کی سکرین پر ایم ایس لکھا آرہا تھا.... شومیز

.....شاہینہ سے معذرت کرتا ہوا وہاں سے اٹھا اور باہر ڈیرے کی جانب نکل گیا

جانتی ہوں شومیز.... تمہیں محبت نہیں ہے... تمہاری آنکھیں تو عشق کی گہرائی کو بیان کرتی ہیں.... ایم "

"ایس کون ہے یہ بھی جانتی ہوں۔

....شاہینہ مسکرا رہی تھی.... لیکن مسکراہٹ میں بھی ڈر تھا

"ایرج خیر تو ہے رات کے اس پہر فون ؟ "

شومیز شاہ! یہاں تو چھ بج رہے اور ادھر تو رات کوئی نہیں ہوئی... اور آپ ہی... نے تو کہیا (کہا) سی کہ چار "

"گھنٹے پیچھے یہاں کا ٹیم (ٹائم)

.... شومیز نے بے ساختہ سر پر ہاتھ مارا

" ...اوہ... سوری بھول جاتا ہوں "

سوری سوری چھڈو... (چھوڑو) مینو (مجھے) یہ بتاؤ سارا دن گزر گیا میری یاد بھی نہیں آئی.... میں تو سارا "

" ...دن آپکو یاد کیا... شاہ نے کیا کھایا ہو گا کب اٹھے ہونگے

.... ایرج بولتی چلی جارہی تھی جبکہ شومیز مسکرا رہا تھا

"اب بولو گے بھی کچھ ؟ "

... ایرج جھنجلا کر بولی

" .... ہاں ہاں بول رہا ہوں "

" ... شاہ! آپکی آواز بدلی بدلی... زکام ہوا نا؟ جوشاندہ پی لو... منٹ میں غائب "

" .... اچھا پی لوں گا "

.... شومیز نے ہامی بھری

" ... پی پو نہیں لوں گا... ابھی جاؤ اور اس چمگادڑ بینا سے کہو جوشاندہ بنا دے "

" ....چمگادڑ "

....شومیز اس کی بات دوہرا. کر ہنسنے لگا

ہاں...چمگادڑ ہی تو ہے... آپ کو نہیں پتا میرا جینا حرام کیا ہوا تھا اس نے....میرا بس چلتا تو اس کو ایسی "

" ...موت دیتی جس سے بینا چڑیل بھی مر جاتی اور لاٹھی بھی ناٹوٹتی

....شومیز اس کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا

"اچھا تو ایسی موت کیسے دیتے ہیں؟ "

....شومیز نے سوال کیا

"...دیکھیں شاہ مطلب میں اس کو ایسے مارتی نا جس سے میرا کام بھی ہو جاتا اور الزام بھی میرے پر نا آتا "

...شومیز کے دماغ نے جیسے فوراہی اس کی بات کو ذہن نشین کیا

" ... تھینکس ایرج تھینک یو سو مچ "

.....ایرج تو ہکا بکا ہو گئی....اس نے کیا کر دیا تھا شاہ اس کا شکریہ ادا کر رہا تھا

"کیا ہوا شاہ جی میں نے کیا کیا؟ "

" ...کچھ نہیں میرا اتنا خیال رکھنے کے لیے "

...ایرج ہنسنے لگی

" ...شاہ! آپ کو پتا سامنے والے گھر میں پاکستانی رہتے ہیں...میری آج ان سے بات بھی ہوئی "

کوئی ضرورت نہیں گھر سے باہر نکلنے کی اور کسی سے بات کرنے کی...میں نے تمہیں ایک نمبر دیا نا اگر "

" ... ضرورت ہو تو اسی پر رابطہ کر لینا... آئندہ تم گھر سے باہر نا نکلو

شومیز ایک دم غصے میں آ گیا... ایرج کو تو سمجھ ہی نہیں آیا تھا کہ آخر ہوا کیا ہے شاہ کی.... شومیز نے فون رکھ دیا....

بھاڑ میں جائیں.... میں تو جاؤں گی مجھے تو وہ اماں اتنی اچھی لگی.. " ایرج نے فون کو دیکھتے ہوئے کہا.... اور " پھر ٹی وی دیکھنے لگی....

فیصلے کا دن تھا... پنچایت کے لیے کرسیاں لگائی گئی تھیں... دونوں فریقین کی باتیں سنی جا چکی تھیں... گاوں کے اصولوں کے مطابق جو بھی فیصلہ مانا جاتا تھا وہ گاوں کے نمبر دار کا ہوتا تھا... اور چونکہ شناور شاہ نے شومیز شاہ کو اپنی جگہ بٹھایا تھا تو اب شومیز شاہ کا فیصلہ مانا جانا تھا.....

شاہ صاحب آپ اس لڑکے عمر سے کہیں کہ میری بیٹی کو طلاق دے دے... بس یہی حل ہے... یا پھر اس " کو کوئی اور سزا سنائی جائے... "

" ... دیکھنا اب قرآن و حدیث پر چلنے والا لڑکا قانون کو مانتے ہوئے اس لڑکے کے حق میں فیصلہ کرے گا "
.... علی شاہ نے اپنے بیٹے کے کان میں سرگوشی کی... دونوں بہت خوش نظر آرہے تھے

"شمشاد علی آپ لوگ جٹ قوم سے تعلق رکھتے ہیں نا؟ "

شومیز نے اب لڑکی کے باپ سے سوال کیا.... سب حیران ہو گئے تھے کہ پہلے سے کیے ہوئے سوال شومیز دوبارہ کیوں پوچھ رہا ہے۔

" .....جی شاہ! اور یہ لڑکا موہل ہے... اور ہم اپنی برادری کے باہر شادی نہیں کرتے "

شمشاد علی نے پھر سے ایک بار تفصیل بتائی۔

"اچھا ٹھیک ہے..... تو پھر رحمت علی کون ہے؟ "

.... شومیز کا نام لینا تھا کہ شمشاد علی کے ہاتھ پاؤں سے نکل گئی

"! کِک کون؟ مجھے نہیں پتا شاہ جی "

شمشاد علی کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی.... سجاد اور علی شاہ بھی حیران ہوئے تھے کہ شومیز آخر کرنے کیا والا ہے۔ شومیز نے اپنا موبائل نکالا اور اونچی آواز میں ایک ریکارڈنگ لگادی ....

"اسلام علیکم! رحمت علی "

.... شومیز کی آواز ڈیرے کی اس خاموشی میں گونجی

"وعلیکم اسلام! جی کون؟ "

" ... میں شناور شاہ کا بیٹا سید شومیز گیلانی بات کررہا ہوں "

"جی جی سر..... بتائیں مجھ سے کوئی کام؟ "

..... رحمت علی کی آواز میں خوشی تھی... اور بات کرنے کے لہجے سے پڑھا لکھا انسان لگ رہا تھا

" .... نہیں کام تو نہیں بس یہ پتا کرنا تھا کہ ہمارے گاوں میں شمشاد علی کی بیٹی کا رشتہ لینا چاہتے ہو تم "

"جی سر لینا تو چاہتا تھا لیکن اس لڑکی نے بھاگ کر شادی کرلی۔ "

"اچھا.... کیا شمشاد علی بھی کرنا چاہتا تھا؟ "

سب حیران پریشان ان آوازوں کو سن رہے تھے۔

"جی وہ کرنا چاہتے تھے.... وہ ہمارے گھر خود رشتہ لے کر آئے تھے۔ "

"اچھا لیکن تم لوگ تو جٹ نہیں ہو.... اور یہ تو برادری کے باہر رشتہ ہی نہیں کرتے۔ "

سر....!وہ طنزیہ مسکرایا تھا.... پیسہ ذات پات کے نظام کو ختم کر دیتا ہے... مہینے کا لاکھ کماتا ہوں... ان کو "

"اپنی بیٹی کے لیے ایسا ہی رشتہ تو چاہیے تھا۔

.....سب لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

...شومیز نے فون کی ریکارڈنگ بند کر دی.... اور موبائل ہاتھ میں پکڑ لیا

"اب آپ کیا کہنا چاہیں گے ؟ شمشاد علی ؟ "

.... شومیز مسکرایا.... شمشاد کے چہرے پر پسینہ تھا

"آپ... آپ ایسے میری بیٹی کو اس کنگال کے حوالے نہیں کر سکتے۔ "

....بوکھلاہٹ میں اس کی زبان پر جو آیا وہ کہتا چلا گیا

"ایک منٹ ایک منٹ... صبر رکھیں میں نے یہ کب کہا میں عمر کے حق میں فیصلہ سنانے لگا ہوں۔ "

"پھر ؟ "

.... علی شاہ اب بولے تھے

" .... شومیز تم روایات کی پاسداری ٹھیک سے نہیں کر سکتے "

چچا جان کی آواز پر شومیز نے ان کو دیکھا.... اس کو احساس ہوا کہ اس کی غلطی کا انتظار نا صرف سجاد بلکہ اس کا باپ بھی کر رہا ہے۔

"چچا جان میں نے ابھی کچھ کہا ہی نہیں ہے۔"

دیکھیں آپ سب لوگ جو یہاں موجود ہیں.... مجھے یہ بتائیں کہ اس ریکارڈنگ کو سننے کے بعد آپ کو کیا "

"لگتا ہے ؟مسلۂ ذات کا ہے یا پیسوں کا؟

سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

"....پیسوں کا"

اور میں مانتا ہوں یہ ایک باپ کا بنیادی فرض ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے لیے ایک اچھا رشتہ ڈھونڈیں... جو اس "

" .... کی بیٹی کو اچھا کھانے کو مہیا کرے اچھا پہننے کو دے..... اور ایسا ہی کچھ شمشاد علی بھی چاہتے ہیں

..... سب نے شومیز کی ہاں میں ہاں ملائی

اب دیکھا جائے تو اسلام کہتا ہے کہ بیٹی کی رضامندی شادی کے لیے ضروری ہوتی ہے..... اب اگر شمشاد "

علی عمر سے طلاق دلوا کر اس کی شادی کسی اور سے کروا دیتے تو ان کی بیٹی راضی نہیں ہو گی.... جس سے نکاح

" .... باطل ہی ہو گا

.... سب نے پھر سے شومیز کی ہاں میں ہاں ملائی.... جبکہ علی شاہ نے اختلاف کیا

"ہمارے ہاں بیٹیوں سے ان کی مرضیاں نہیں پوچھی جاتیں.... یہاں کے فیصلے ان کے بڑے کرتے ہیں۔"

"کیوں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی نہیں ہیں یا ان کے پیروکار بننے سے آپکو شرم آتی ہے۔"

شومیز نے بہت ہی عام سے انداز میں بات کی تھی..... لیکن اس سے سجاد شاہ اور علی شاہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی ....

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ ہم نہیں بیٹھیں گے اس پنچایت میں جہاں ہماری توہین ہو رہی ہو .... "

"اور میرا ...علی شاہ! شومیز شاہ اس وقت شناور شاہ کی جگہ پر بیٹھے ہیں اور ہمارے لیے قابل احترام ہیں.... نہیں خیال انہوں نے کوئی غلط بات کی... اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو آپ جاسکتے ہیں لیکن میں آپ کو یہی کہوں گا کہ آپ ان کے فیصلے کا انتظار تو کریں۔"

پنچایت میں سے بیٹھے ایک معتبر آدمی نے علی شاہ کو سمجھانا چاہا.... لیکن وہ جو غصے میں پاگل ہو رہے تھے... کسی کی ایک نا سنی اور اٹھ کر چل دیے.... ان کے پیچھے سجاد بھی اٹھ کر چل دیا ....

"میرے خیال سے یہ فیصلہ شناور شاہ کے آنے پر ہے ہونا چاہیے ..."

شمشاد نے موقع غنیمت جانا اور جان بوجھ کر یہ کہہ دیا تا کہ فیصلہ اس کے حق میں ہو ....

"نہیں شناور شاہ شومیز شاہ کو منتخب کر کے گئے ہیں تو فیصلہ بھی آج ہی ہو گا... ہمیں ان کے فیصلے پر پورا یقین ہے.... کل کو بھی یہ مسلے شومیز شاہ نے ہی حل کرنے تو آج کیوں نہیں؟"

عمر کا باپ جلد ہی بولا تھا..... باقی سب نے بھی اس کی حمایت کی ...

"جی شومیز شاہ آپ جیسا کہیں گے ہمیں وہ فیصلہ منظور ہو گا ..."

مجبوراً شمشاد علی کو چپ رہنا پڑا ....

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے نزدیک دونوں فریقین گناہگار ہیں... جب عمر شمشاد کے گھر رشتہ لے کر

گیا تھا اس نے بغیر کسی شرعی عذر کے صرف پیسے کی بنیاد پر اسے رد کر دیا.... اور اب ذات کا مسلۂ بنا رہا ہے جبکہ یہ ایک غیر ذات کے لڑکے کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنے کو تیار ہے.... اور دوسری طرف عمر... اس کی غلطی بھی قابل معافی نہیں... اس نے غلط طریقے سے شازیہ خاتون کو اپنی بیوی بنانا چاہا... جو کہ جائز نہیں ہے.... اس لیے سزا کے حق دار دونوں فریقین ہیں.... شمشاد پنچایت سے جھوٹ بولنے اور اپنی بیٹی پر زبردستی کرنے کا گناہ گار ہے... جبکہ عمر کسی کی عزت نیلام کرنے کا....''

سب لوگ بغور شومیز کو سن رہے تھے... کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ شومیز کس کے حق میں فیصلہ دے گا....

''چونکہ دونوں گناہگار ہیں اس لیے میں نے دونوں کے لیے سزا سوچی ہے۔''

ہلکی ہلکی سرگوشی ہونے لگ گئی تھی....

''عمر کی سزا یہ ہے کہ شازیہ کی رخصتی اس کے ساتھ تب تک نہیں کروائی جائے گی جب تک وہ اس قابل نا ہو جائے کہ اچھا کما سکے.... لیکن اگر ایک سال میں وہ ایسا نا کر سکا تو وہ شازیہ کو طلاق دینے کا پابند ہو گا اور شمشاد کی سزا یہ ہے کہ وہ شازیہ کا نکاح کہیں اور نہیں کر سکتا تب تک جب تک عمر کو دی ہوئی مدت ختم نہیں ہو جاتی... اور اگر عمر اتنا کمانے کے لائک ہو جاتا ہے کہ شازیہ کو اچھا کھانے کو اور پہننے کو مہیا کر سکے تو شمشاد علی کو باعزت اپنی رضا کے ساتھ اپنی بیٹی کو خوشی خوشی رخصت کرنا ہو گا۔''

سب لوگ حیران تھے... کتنا عجیب فیصلہ تھا.... لیکن لوگ شومیز کے فیصلے سے مطمئن نظر آ رہے تھے... عمر کے چہرے پر خوشی تھی.... شمشاد علی کو بھی شرط منظور تھی کیونکہ اس کو یقین تھا عمر کبھی اچھا کمانے

....کے لائک نہیں ہو سکے گا

اور پوری پنچایت کو یہ فیصلہ بے حد انصاف پر مبنی معلوم ہوا تھا اس لیے سب نے اس کو داد دی تھی..... عمر نے شکریہ کی نظر شومیز پر ڈالی جس کے بدلے میں شومیز نے اس مسکرا کر دیکھا.... اور اٹھ گیا.... آہستہ آہستہ .... باقی لوگ بھی اٹھنے لگے

" .... آپ کا بہت بہت شکریہ شومیز شاہ! آپ نے انصاف پر مبنی فیصلہ سنایا ہے اللہ راضی ہو آپ سے "

.... عمر کے والد شومیز کو دعائیں دینے آئے تھے.... شام کا وقت تھا... شومیز ڈیرے میں موجود تھا

"میں نے کچھ نہیں کیا... سب اللہ نے کیا... اگر اللہ میرے سامنے سچ نالاتے تو یہ سب ممکن نہیں تھا۔ "

"لیکن شاہ صاحب ایک بات سمجھ میں نہیں آئی آپ کو سب پتا کیسے چلا؟ "

.... عمر بھی اپنے باپ کے ساتھ موجود تھا... عمر نے سوال کیا

جب میں تمہارے پاس سے ہو کر گیا تھا تو میں بہت پریشان تھا تمہیں میں اللہ پر یقین رکھنے کا کہہ آیا تھا اور "

"اگر تمہارے ساتھ ناانصافی ہوتی اور تمہیں قتل کیا جاتا تو میں گناہگار بن جاتا... بس اللہ نے میری مدد کی۔

شومیز جب عمر سے ملاقات کے بعد حویلی آیا تھا تو اس کے ذہن میں ایک ہی بات گردش کر رہی تھی کہ ذات پات کی بنیاد جھوٹی بنیاد ہے اصل وجہ تو پیسے ہیں لیکن ایک صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ عمر نے فرطِ جذبات میں آ کر جھوٹ بول دیا ہو.... شومیز سارا دن بخار اور پریشانی میں مبتلا رہا.... شام کو شاہینہ پھوپھو

سے ملاقات ہوئی تو بہت دل کیا کہ پھوپھو سے پوچھ لے کہ اسے کیا کرنا چاہیے.... لیکن اسی دوران ایرج کا فون آگیا اور ایرج نے باتوں باتوں میں سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نا ٹوٹے.... اس نے تو غلط مثال استعمال کر دی تھی... لیکن شومیز کو راستہ مل گیا تھا.... اب اس کو شمشاد شاہ کی غلطیاں تلاش کرنی تھیں... سب سے پہلے تو اسے یہ پتا لگانا تھا کہ عمر نے پیسوں والی بات صحیح کی یا نہیں ....

اس سب کے لیے مجھے پہلے اس لڑکے تک رسائی حاصل کرنی چاہیے جس سے شمشاد علی اپنی بیٹی کا رشتہ کروانا چاہتا ہے۔"

شومیز نے لائحہ عمل ترتیب دیا.... صبح جب اٹھا تو سب سے پہلے وہ اذان کے پاس گیا وہ لڑکا سا تھا جو ان کے ڈیرے میں کام کرتا تھا... اور گاوں میں پلا بڑا تھا جس کا یہ مطلب تھا کہ اس کو کافی لوگوں کا علم ہو گا.... اور شمشاد کی بیٹی کا رشتہ کہاں ہو رہا تھا یہ بھی علم ہو گا... شومیز جب ڈیرے گیا تو ڈیرے میں نوکروں کے سوا کوئی بھی موجود نا تھا.... البتہ اذان اسے نا ملے وہاں کھڑے ایک نوکر سے اس نے اذان کو بلانے کا کہا.... اور خود ڈیرے کے لان میں پڑی کرسیوں پر بیٹھ گیا ....

کچھ ہی دیر تک اذان اس کے سامنے تھا ...

"بیٹھ جاؤ"

وہ جو ہاتھ باندھے شومیز کے آگے کھڑا تھا شومیز نے اس کو اپنے برابر بیٹھنے کو کہا ....

"نہیں شاہ جی میں آپ کے برابر ..."

"میں ہی کہہ رہا ہوں نا بیٹھ جاؤ۔"

.... شومیز نے پیار سے کہا تو وہ بیٹھ گیا.... البتہ سر جھکائے رکھا

"یہ شمشاد کی بیٹی کا رشتہ کہاں ہو رہا تھا؟ "

.... شومیز کے سوال پر وہ چونکا

" ...وہ جی... شاہ جی "

... اذان اٹک رہا تھا

" ... دیکھو میں یہاں پوچھ کسی سے بھی سکتا تھا لیکن تم مجھے با اعتماد لگے... اس لیے تم سے پوچھ رہا ہوں "

شاہ جی وہ لاہور رہتا ہے لڑکا.... خاندانی امیر تو نہیں پر اس کی نوکری اچھی لگ گئی ہے.... کوئی او کانٹنٹ " منیجر ہے.... ویسے تو میرے دوست کا کزن ہے... بڑے غریب ہیں جی بس او پڑھ گیا اور نوکری لگ گیا.... "عمر اچ (میں) بڑا ہے۔

.... اذان نے اپنی بات مکمل کی

.... مطلب عمر نے جو بھی کہا تھا سچ کہا تھا.... شومیز کو اب یقین آ گیا تھا

" .... اچھا کیا تم اس کا نمبر لا کر دے سکتے ہو اپنے دوست سے.... اور ہاں یہ بات کسی اور کو پتا نا چلے "

... شومیز نے اسے تاکید کی

آپ فکر نا کرو جی.... آپ نے مجھ پر اعتبار کیا میں آپ کے اعتبار پر پورا اتروں گا اور شام کو آپ کو نمبر لا "

" .... دوں گا بے فکر رہیں

اور ایسا ہی ہوا اذان نے شام کو شومیز کو نمبر لا دیا اور شومیز نے رحمت علی سے بات کی.... اور سب ریکارڈ کر

.....لیا

"....اور اس طرح میں سچ کا پتا لگا پایا "

....شومیز نے ان دونوں کو ساری حقیت بتائی

"اللہ نے آپ کو بہت اجر دینا آپ دیکھنا ایک دن آپ کے دشمن بھی آپ کے عاجز ہو جائیں گے۔ "

....شومیز عمر کے والد سے ملنے والی دعاوں پر مسکرا رہا تھا

عمر تمہارا اصل امتحان اب شروع ہوا ہے.... تمہیں اب خود کو ثابت کرنا ہو گا.... ایک سال... ایک سال " پلک جھپکے گزر جائے گا میں جانتا ہوں تم پڑھے لکھے نہیں ہو اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ جا کر تعلیم حاصل کرنے لگ جاؤ.... جاؤ جا کچھ پیسے کماو.... اور ایمانداری اور لگن اور اللہ پر یقین رکھ کر کامیابی کی طرف قدم بڑھاتے جاؤ..... رشتوں اور محبتوں کی بندیشوں کو صرف اور صرف سٹیٹس ہی کھول سکتا ہے۔ جانتا ہوں لوگ اختلاف کریں گے... کہ محبت میں ایسا نہیں ہوتا لیکن... حقیقت سے منہ نہیں موڑا جا سکتا.... ہمارے

" ....معاشرے کی حقیقت ہے یہ

....شومیز عمر نے کندھے کو تھپتھپایا اور لان میں پڑی ان کرسیوں سے اٹھ آیا

"اللہ اس شاہ کا اجر دے۔ "

.....عمر کے والد اب بھی شومیز کو دعائیں دے رہے تھے

ایرج کی اس شام کے بعد شومیز سے کوئی بات نہیں ہوئی.... وہ سارا دن گھر میں ٹی وی دیکھنے میں گزار

دیتی... رات کو یوٹیوب پر شومیز جس پروفیسر کی کلاسسز لینے کے لیے اسے کہہ گیا تھا وہ ایک ہی مشکل سے سنتی... اور اسے نیند آجاتی.... ابھی تک وہ جو کلاسسز لے رہی تھی اس میں بنیادی باتیں ہی تھیں... جو اس نے پڑھی ہوئیں تھیں....

آج صبح سے وہ ٹی وی پر بیٹھی ہم ٹی وی کے ڈرامے دیکھ رہی تھی اور اب اس سے بھی اکتا گئی تھی.... ایرج شام کے وقت باہر آئی.... اس کی نظر سامنے والے گھر پر گئی.....

" شاہ نے منع کیا جاؤں یا نہیں؟ "

ایرج نے اس گھر کا دروازہ کھلا دیکھتے ہوئے دل میں سوچا....

ہاں تو مینو (مجھے؛ کل بھی سارا دن فون نہیں کیتا.... (کیا) آج بھی شام ہو گئی... ہر بار میں ہی فون کروں؟ "

" میں تو جاؤں گی.... بولتے رہیں شاہ.....

ایرج خود سے ہی باتیں کرتی گھر سے باہر نکل آئی... اور شومیز کو کوستے ہوئے اس نے سڑک عبور کی.... دروازہ کھولا تھا....

ایرج نے پہلے ادھر ادھر دیکھا کوئی بھی نہیں تھا وہ شا نے اچکاتے ہوئے اندر داخل ہوئی... سامنے ہی چھوٹا سا لاونج تھا.... جہاں صوفے پڑے تھے.... ایرج وہاں آئی.... کوئی بھی موجود نہیں تھا.... صوفے کے ساتھ دائیں جانب اوپن کیچن بنا ہوا تھا.....

"نمرہ پتر آ گئی؟ "

کسی نے اندر سے آواز دی تھی... ایرج چونکی آواز تو کل والی خاتوں کی تھی.... ایرج اس آواز کی سمت

بڑھی.... بائیں جانب ایک کمرہ تھا... یہ گھر ان کے گھر کی نسبت چھوٹا تھا... لیکن پیارا تھا.... وہ بوڑھی عورت بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی....

"ارے بیٹا تم ہو؟ آؤ مجھے لگا نمرہ آئی...."

وہ خوبخود ہی اردو بولنے لگ گئی تھیں... ایرج جو پہلے گھبرائی ہوئی تھی ان کی نرمی دیکھ کر ایک منٹ میں گھبراہٹ غائب ہو گئی....

"توسی (آپ) پنجابی بولا کرونا.... بہت پیاری لگدی (لگتی)"

ایرج جان بوجھ کر ان سے پنجابی بول رہی تھی.... وہ عورت مسکرادی....

ایرج کا حوصلہ بڑھا اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی....

"آپ پاکستان سے کہاں سے ہیں؟"

"لاہور سے ہوں... لیکن مجھے پاکستان گئے ہوئے عرصہ ہو گیا...."

"ارے کیوں؟ میں تو پاکستان جانے کے لیے انگریزی سیکھ رہی ہوں شاہ نے کہا پھر وہ مجھے جانے دے گا...."

ایرج تیز تیز بولنے لگی....

"بیٹا تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام؟ میرا نام ایرج ہے.... مائے نیم از ایرج...."

ایرج اب انگریزی بول کر سنا رہی تھی....

" .... تم کتنی پیاری باتیں کرتی ہو "

"آپ کا نام کیا ہے ؟ "

.... ایرج نے ان سے نام پوچھا

" .... میرا نام رباب ہے "

ہائے کینا پیارا نام اے... اگر توسی (آپ) پاکستان میں ہوتی تو آپ کو رابو کہتے سب۔ وہاں سب کے نام "

"... الٹے رکھ دیتے نا

.... ایرج اپنی ہی بات پر ہنسنے لگے

"..اچھا تو تمہارے بھی کوئی الٹا نام ہے "

" ...ہاں نا میرا نام رجو ہے... بس میرے شاہ مجھے ایرج کہتے "

"آپ یہ ایڈ نبرا کیسے آئیں ؟ اور آپکے کتنے بچے ؟ "

ایرج اب خاصی بے تکلف ہو گئی تھی... وہ رباب بھی اس سے بہت بے تکلف ہو گئی تھی... رباب نے اس کو بتایا کہ اس کی ایک بیٹی ہے نمرہ اور نمرہ کے والد صاحب انتقال کر چکے ہیں... اور وہ دونوں ماں بیٹی یہی رہتی ہیں.... اور یہ کہ نمرہ جاب کرتی اس نے یہ نہیں بتایا کہ نمرہ ان کی کمپنی میں جاب کرتی.... ابھی وہ دونوں باتیں کر ہی رہی تھیں کہ نمرہ آگئی.... اس نے جس نظر سے اپنی ماں کو دیکھا تھا ایرج تو وہاں سے ... پہلی فرصت میں چلتی بنی

" .... امی... آپکو منع کیا تھا "

" ... بیٹا اگر وہ آگئی تو کیا ہو گیا؟ میں اب اس کو یہ تو نہیں کہہ سکتی تھی کہ نکل جائے "

پر امی آپ سمجھ نہیں رہی ہیں.... وہ میرے باس کی بیوی ہے.... اور اگر اس تک کوئی بات پہنچی جو باس "

" ... نے اسے نا بتائی ہوئی تو؟ کسی کا کچھ نہیں جائے گا میری نوکری خطرے میں چلی جانی

.... نمرہ اب اپنا بیگ رکھتی پریشان حال سی بیٹھ گئی

" ... میں نے اس کو کچھ نہیں بتایا... لیکن یہ بچی بہت پیاری ہے... اللہ اس کے نصیب اچھے کرے "

" .... ہاں مہربانی ہو گی بتایئے گا بھی نہیں "

... ایرج گھر آئی تو شومیز کی اتنی کالز آئی ہوئیں تھیں... اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو سر پر ہاتھ مارا

".. رجو آج تو نہیں بچتی.... شاہ نے پاکستان سے جوتے بھیجنے تمہیں مارنے کے لیے "

.... رجو گھبرائی ہوئی لونگ روم میں بیٹھ گئی... وہ اپنا موبائل وہیں چھوڑ کر گئی تھی

نہیں میں بھی فون نہیں کرتی... دوبارہ کریں گے تو کہوں گی ناراض تھی... ہاں اب کیا میرا اتنا حق بھی "

".. نہیں پہنچتا کہ ناراض ہو جاوں

...... ایرج نے زور سے فون پٹک کر صوفے پر رکھ دیا

حویلی میں بہت کشیدہ ماحول تھا.. گھر کی عورتوں کو بھی بات پتا لگ چکی تھی کہ پنچایت میں کیا ہوا ہے... اوپر سے سجاد شاہ کی شادی سر پر تھی.... ڈھولک کا فنکشن کل منعقد کیا گیا تھا.... شناور شاہ بھی آگئے تھے.... ان

....کا کام جلد ختم ہو گیا تھا اور وہ آج شام کو ہی واپس تشریف لائے تھے

پنچایت میں کیا ہوا تھا اس کی خبر شناور شاہ تک پہنچ چکی تھی.... شومیز اور علی شاہ کو انہوں نے اپنے کمرے میں بلایا....

"....شومیز چچا جان سے معافی مانگو"

.....شناور شاہ نے گرج دار آواز میں حکم صادر کیا

"....بابا لیکن"

...شومیز ابھی کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ شناور شاہ نے بات کاٹی

".....میں نے تم سے کہا چچا جان سے معافی مانگو"

....اب کی بار حکم مزید غصے میں دیا گیا تھا

"مجھے معاف کر دیں چچا جان"

....شومیز نے بے قصور ہوتے ہوئے بھی معافی مانگ لی تھی

علی تم بھی اس کو معاف کر دو.... اور اس بارے میں تفصیلا بات شادی کے بعد ہو گی میں شادی کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا کل سب مہمان تشریف لا رہے ہیں چھوٹی بہو کے سب گھر والے کل آجائیں گے...."

...شناور شاہ نے عمارہ کا نام لیا

بھائی جان میں تو اس سے ناراض ہی نہیں ہوں... میرے تو بڑے بھائی کا بیٹا ہے... مجھے تو جوتے بھی مارے"

”گا تو میں اٹھا کر دوں گا۔

شومیز ہکا بکا اپنے چچا کی اداکاری دیکھ رہا تھا... کیسے دو چہروں والے لوگ ہیں.... اس کے باپ کے سامنے کیسے پیش آ رہے ہیں.... شومیز کو اس وقت شدید غصہ آیا ہوا تھا... لیکن وہ اپنے غصے کو اپنے اندر ہی اتارنا چاہتا تھا....

شومیز خاموشی سے باہر نکل آیا..... شومیز اپنے کمرے میں جارہا تھا جب راستے میں اس کو سجاد نے روک لیا..... شومیز کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں....

“ ... تم بہت خسارے میں ہو “

.... سجاد کی بات پر وہ مسکرایا

”.... مجھے خسارے کے سودے کرنے نہیں آتے سجاد شاہ “

.... میں سب جانتا ہوں اس کو یہاں سے لے جانے والے تم ہو.... اور جلد یا بدیر میں یہ ثابت کر دوں گا “
“

”... مجھے انتظار رہے گا اس وقت کا.... جس دن تم یہ ثابت کرو گے “

.... شومیز نے ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے ایک طنزیہ مسکراہٹ اس پر اچھالتے ہوئے کہا

“ .... وہ دن تم اپنا حویلی میں آخری دن سمجھنا “

..... سجاد کو اس کی مسکراہٹ زہر لگ رہی تھی

میں ہر رزو اپنا آخری دن سمجھ کر چلتا ہوں... کب کس لمحے مجھے موت آجائے میں نہیں جانتا.... لیکن تم "

" ....اس تک رسائی کبھی نہیں حاصل کر سکو گے

شومیز نے اس کا موبائل پکڑ لیا جو اس کے ہاتھ میں تھا.... اور یہ عمل اتنا جلدی ہوا تھا کہ سجاد بھی خود کو

.... سنبھال نا سکا.... اور اگلے ہی لمحے وہ موبائل زمین پر تھا

"...اوہ سوری کزن... یہ تو ٹوٹ گیا.... میں تمہارے لیے نیا لا دوں گا "

.... شومیز نے زمین سے موبائل اٹھایا وہ واقعی ہی ٹوٹ چکا تھا

" .... یہ سب تمہیں بہت بھاری پڑے گا.... تم نے سجاد شاہ کے حق پر نظر ڈالی "

افسوس سجاد شاہ اپنے حق کی حفاظت نا کر سکا البتہ شومیز شاہ کو اپنے حق اور اپنی عزت کی حفاظت کرنا با "

" .... خوب آتی ہے

.... شومیز وہ موبائل ہاتھ میں پکڑ کر وہاں سے چل دیا

"کوئی جانتا ہے معصوم اور بھولے پن کا ناٹک کرنے والا شومیز شاہ ایک شیطانی شخصیت رکھتا ہے "

سجاد نے شومیز کو جاتے ہوئے دیکھا اور مٹھیاں بھینچ لیں... جس سے اس کے ہاتھوں کی نسیں نظر آنے

..... لگیں۔۔۔۔ماتھے پر بل اس کا غصہ واضح کر رہے تھے

____

.... شومیز کمرے میں آیا اور ایرج کو فون کیا.... دوسری طرف سے فون اٹھا کیا گیا تھا

"اسلام علیکم !انگریز شاہ "

ایرج کے خمار آلود آواز سن کر اور اپنا انوکھا نام سن کر وہ بے ساختہ مسکرایا.... کتنا بدل گیا تھا وہ.... پہلے ...جب اس طرح غصہ آتا تو خود سے باتیں کرتا تھا اور اب... اب وہ ایرج سے باتیں کرنے لگ گیا تھا

" ....وعلیکم اسلام! کہاں تھی تم؟ میں نے اتنے فون کیے "

" ...ہاں تو کیا میں آپ سے ناراض بھی نا ہوتی... پورا ایک دن مجھے فون نہیں کیا "

" ....ایرج یار "

..... شومیز اسے بتانا چاہتا تھا لیکن وہ پریشان نا ہو اس خیال سے رک گیا

"کیا؟ "

... ایرج اپنے بستر میں ہی لیٹی لیٹی بات کر رہی تھی

"کچھ نہیں... سوچا میڈم کا فری ٹائم دیا جائے اچھا بتاؤ کتنی کلاسسز لیں؟ "

" ....وہ میں "

"ایرج تم کلاسسز لے رہی ہو نا؟ "

.... شومیز اب سنجیدگی سے بولا

" ....جی شاہ میں لے رہی ہوں.... بس وہ ابھی تک تین ہی لیں "

" ...؟ کیوں؟ تین کیوں؟ اور ابھی تم... اس کا مطلب ابھی تم پہلی کلاسسز ہی لے رہی ہو what "

..... شومیز کے لہجے میں دکھ تھا

"اچھا نا سوری... پکا کل سے دن میں تین پکا.... اللہ دی سوں...(اللہ کی قسم) "

" .... ایرج چالیس منٹ کی ایک کلاس ہوتی اور تم وہ بھی ایک لے رہی ہو "

.... شومیز کو واقعی ہی بہت افسوس ہو رہا تھا.... اور ایرج کو شرمندگی

"اچھا یہ چھڈو... یہ بتاؤ شادی کیسی جا رہی ؟ ڈھولکی... کوٹی ؟ "

"کیا؟ "

.... شومیز کو سمجھ نا آیا

" .... اففف مطلب ڈھولک بجائی "

" .... نہیں کل ہے "

"اچھا دلکش بی بی جی کا کیا حال ہے ؟ اور بے بے اور ابا کا ؟ "

..... اب ایرج روہانسی ہو رہی تھی

" .... سب ٹھیک ہیں "

.... شومیز نے جھوٹ بولا... وہ نہیں چاہتا تھا وہ ابھی اس وقت وہاں اکیلی بیٹھی روئے

" .... اچھا... بے بے مجھے یاد تو کرتی ہو گی ؟ ان کو تنگ کرنے کے لیے جو نہیں ہوں وہاں "

.... شومیز کے نا چاہتے ہوئے بھی وہ رو پڑی تھی

" ... ایرج تم رو رہی ہو ؟ ایرج دیکھو اگر تم روئی تو میں ابھی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر صبح ایڈنبرا پہنچ جاؤں گا "

شومیز نے اسے دھمکی دی.... ایرج حیران ہو گئی... کیا اس کا روناشاہ کے لیے اتنا اہم تھا؟ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی ....

"آپ واقعی آجاؤں گے؟"

.... ایرج رونا بھول کر حیرانی سے پوچھ رہی تھی

"اب... ہاں... آجاؤں گا... تم روتی ہوئی چڑیل لگتی ہونا اور مجھے چڑیل دیکھنے کا بہت شوق ہے۔"

"..... بھاڑ میں جاؤ آپ... اور آپ کی چڑیل میں سونے لگی"

.... فون کاٹ دیا گیا تھا

"..... یہ حویلی بھاڑ سے کم تھوڑی ہے"

...... شومیز نے مسکراتے ہوئے موبائل کو دیکھا

صبح کا وقت تھا حویلی میں چہل پہل تھی.... شومیز اور سجاد دونوں کے ننھیال والے آچکے تھے... شومیز نے ان سب سے پہلی دفعہ ملنا تھا... داداجان کی وفات پر اس کی ملاقات زیادہ لوگوں سے نہیں ہو پائی تھی... شومیز کے دو ماموں تھے.... اور دونوں کے ہی تین تین بچے تھے.... ایک کے تینوں بیٹے تھے اور ایک کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا... بڑے ماموں کے بیٹوں کا نام سید کونین حسن، سید شاذر حسن اور سید سبطین حسن تھا.... اور چھوٹے ماموں کی دو بیٹیاں بڑی کا نام مریم تھا اور چھوٹی کا نام علینا تھا... بیٹے کا نام رضا حسین تھا.... سجاد کے ننھیال میں اس کے ایک ماموں تھے سید گلزار حسین اور ان کا ایک ہی اکلوتا بیٹا تھا سید بلال حسین.... اور دو خالہ تھیں عین خالہ کے پاس اولاد نہیں تھی اور نور کے پاس ایک بیٹی تھی ردا تھی.. آج صبح ہی سب تشریف لائے تھے.... شومیز جاگنگ کر کے واپس آیا تو سجاد کے ننھیال والے تشریف لا چکے تھے

...اور اس کے کچھ ہی لمحے کے بعد اس کے اپنے ماموں آئے تھے

سب لوگ اس سے بہت خوشی سے ملے تھے... اس کا تعارف ہوا تھا سب سے... لیکن وہ کچھ ہی دیر ان میں ....بیٹھا تھا اور پھر اپنے کمرے میں چلا گیا.... ان سب کو ناشتہ اور دیگر لوازمات پیش کیے گئے تھے

"...یار یہ تمہارا کزن سب کے ساتھ بیٹھا کیوں نہیں؟ اپنے کمرے میں چلا گیا"

ردا نے رباب سے پوچھا.... اس کی رباب سے ہی بنتی تھی... وہ دونوں ایک طرف کھڑی پلیٹ میں پھل لیے ...کھڑی تھیں

"ویسے ہی شومیز کو کوئی کام ہو گا... ورنہ وہ بہت اچھے اخلاق کا مالک لڑکا ہے۔"

...رباب نے اس کی غلط فہمی دور کرنا چاہی

"...ہاں ہو سکتا ہے"

...اس نے شانے اچکائے اور کانٹے کی مدد سے اسٹابری کا ٹکڑا منہ میں ڈالا

"...باباسب آگئے ہیں... مجھے لگتا ہے ہمیں تایا جان سے اب شومیز کے رشتے کی بات کرنی چاہیے"

...سجاد نے سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے کہا

تم پاگل ہو گئے ہو.... میں شومیز سے رشتہ داری کبھی نہیں کروں گا.... اور اگر اس سے رشتہ داری کر لی تو"

"...ہم کمزور ہو جائیں گے تم جانتے ہو

علی شاہ جو پہلے بیٹھے تھے... اب ادھر ادھر ٹہل کر کمرے کے چکر لگانے لگے... اضطرابی ان کی طبعیت میں

...واضح تھی

"...وہ خود ہی نہیں کرے گا یہ رشتہ "

.... سجاد اطمینان سے کش پر کش لگا رہا تھا

"کیا مطلب ہے تمہارا کیوں نہیں کرے گا وہ یہ رشتہ ؟ "

.... علی شاہ اس کی بات پر حیران ہوئے تھے

"... آپ بس دیکھتے جائیں.... وہ نہیں کرے گا.. وہ انکار کر دے گا "

"... تم پاگل ہو وہ اپنے باپ کی بات نہیں ٹالتا.... وہ کبھی بھی نہیں "

"... اب ٹالے گا... اور اب ہی تو اس کی سب سے بڑی غلطی ہو گی "

سجاد کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی.... چاندی کی انگوٹھی.... عقیق والا پتھر.... وہ اس کو گھوما گھوما کر دیکھ رہا تھا.... اور چہرے پر مسکراہٹ چھائی تھی

"یہ کیا ہے ؟ "

"..... شومیز شاہ کی کمزوری ہے بابا "

.... اس نے اب وہ انگوٹھی اپنی مٹھی میں بند کر لی تھی

آپ بس اپنے بیٹے پر یقین رکھیں..... اس دفعہ اس کی بہت بڑی کمزوری میرے ہاتھ لگی ہے.... آپ بس " تایا جان سے سب کے سامنے شومیز کے رشتے کی بات کریں.... اور سب کے سامنے شومیز کا انکار... وہ کبھی

"....برداشت نہیں کر سکیں گے

سجاد ہنسا تھا..... جبکہ علی شاہ اس کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا جس کی مسکراہٹ میں زہر تھا... نفرت تھی.... بدلے کا، انتقام کا جنون تھا .....

"سجاد تم کیا کرنے والے ہو؟ "

" آپ مجھ پر یقین رکھیں .... "

سجاد نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ....

" ٹھیک ہے تمہاری مہندی والے دن.... میں سب کے سامنے بات کروں گا.... سب کے سامنے .... "

ہمارا سب سے پہلا مقصد شومیز کو اس گھر سے نکالنا ہے.... اس کے بعد آہستہ آہستہ شناور شاہ کو بھی اس کے انجام تک پہنچا دینا ...."

" بہت حکومت کر لی اس نے ....

کتنی خباثت سے کہہ رہا تھا وہ.... جس کی زبان تایا جان تایا جان کہتے کہتے نہیں تھکتی تھی ....

" اوہ میرے خدایا.... ایرج کی رنگ .... "

شومیز اپنا سارا کمرہ ڈھونڈ چکا تھا.... ہر چیز ادھر ادھر کر کے دیکھ چکا تھا اسے انگوٹھی نہیں ملی تھی.... شومیز کی حالت خراب ہو رہی تھی.... بے ساختہ وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بیڈ پر بیٹھ گیا ....

" مطلب وہ رنگ.... شٹ .... "

اس نے وہ انگوٹھی اپنی جیب میں ڈالی تھی.... اور یہاں آ کر اس نے جیب سے وہ نکالی ہی نہیں تھی ....

"....وہ انگوٹھی.... سجاد کے ہاتھ لگی "

آج جب وہ جاگنگ کر کے واپس آرہا تھا تو وہ ایرج کے سہیلی رمشا کے گھر کے پاس سے گزرا تھا اور اسکو ایرج کی بات یاد آئی تھی.... لیکن تب ہی اس کو شک لاحق ہو گیا تھا کہ انگوٹھی سجاد کے ہاتھ لگ گئی ہے..... اور اب اس کو یقین ہو چکا تھا..... وہ پورا کمرہ دیکھ چکا تھا.... چھان بین کر چکا تھا.... سامان جو وہ ایڈ نبرا سے لایا .... تھا.... اس میں گھر والوں کے لیے تحائف تھے جو اس نے ابھی تک نہیں دیے تھے

"رنگ یقین شرٹ سے کسی نے نکالی ہے..... لیکن کس نے؟ "

.... شومیز ذہن پر زور دے رہا تھا

مطلب سجاد کے علاوہ کوئی اور بھی جانتا کہ ایرج میرے ساتھ ہے.....یقنا اب وہ خاموشی سے نہیں بیٹھے "

"گا.... چچا جان اور سجاد کا رویہ... صاف پتا دیتا ہے کہ وہ مخلص نہیں ہیں۔

.... شومیز پریشانی کی حالت میں مبتلا تھا.... اسے سمجھ نہیں آرہی تھی

شام کے وقت ڈھولک کی تقریب کا انتظام ہو چکا تھا... یہ عورتوں کی تقریب تھی... لیکن گھر کے مرد اور خاندان کے مرد یہاں بھی شامل تھے.... شومیز نے سفید شلوار قمیض پہنی تھی.... ہاتھ میں اپنی سلور گھڑی بال جل سے سیٹ کیے ہوئے وہ بلاشبہ لڑکیوں کے دل لوٹنے والا تھا.... دودھ جیسی رنگت.... پر کالے سیاہ بال.... لیکن چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی.... وہ مسکرا نہیں رہا تھا.... کیوں؟ کیوں اس کو دنیا کی رنگینی دل کو بھاہ نہیں رہی تھی.... لان میں کھلی چھت تلے انتظام ہوا تھا.... لان کے پودوں میں بھی لائٹنگ لگائی گئی

تھی.... اور گھر اور ڈیرے کو تو خوبصورت روشنیوں سے سجایا گیا تھا.... ڈانس فلور بنوایا گیا تھا.... گھر میں کسی غیر سید مرد کو اندر آنے کی اجازت نہیں تھی.... ڈانس فلور سجاد کے ننھیال والے کزنز کی خواہش پر بنا تھا .....

" .... تم بھی آگے آؤ تم کیوں اتنے اداس کھڑے ہو "

اس کے ساتھ آکر کوئی کھڑا ہوا تھا.... معمولی صورت کی لڑکی.... اس کی کزن رباب.... شومیز نے اس کی طرف رخ کیا.... ماتھے پر بندیا تھی... کانوں میں بڑے بڑے جھمکے تھے... دوپٹہ ایک طرف کندھے پر .... تھا.... مہرون رنگ کا لباس ڈالے وہ اس کے ساتھ آکر کھڑی ہوئی تھی

شومیز اس پر ایک سرسری سی نظر ڈال کر سیدھا کھڑا ہو گیا اور سامنے ہونے والے تماشے کو دیکھنے لگاہاں ..... اس کے لیے یہ سب تماشا ہی تو تھا اور وہ تماشائی تھا

" .... مجھے دلچسپی نہیں ان سب میں "

.... شومیز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"کیوں تم بوڑھے ہو گئے ہو؟ "

... شومیز مسکرایا... اب کی بار اس نے دیکھا رباب کو دیکھا نہیں

کبھی کبھی انسان اپنے دل کی اداسیوں میں اس قدر کھو جاتا ہے کہ ارد گرد کی رونقیں بھی اس کے چہرے " پر خوشی کا سبب نہیں بنتی... ایک الگ سی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے... اور کچھ ذہنی آزمائشیں اور پریشانیاں "اسے اندر ہی اندر بوڑھا کر دیتی ہیں۔

....رباب نے آبرو اچکائے

مجھے نہیں پتا تھا میرا تایا کا بیٹا اتنی گہری باتیں کرنا جانتا ہے.... خیر "

اداسیاں جو بھی ہوں... چہرے سے ان کو عیاں کروگے تو دشمن کمزوری پہچان لیں گے.... اور کمزور شخص کو ہرانا بہت آسان ہوتا.... اندر سے جتنے بھی کمزور ہو چہرے پر خوشیاں رکھو... لوگ جل جل کر ہی مر جائیں "....گے.... دوست اور دشمن کی پہچان کرنا سیکھو

رباب کہہ کر چلی گئی تھی.... جبکہ شومیز... شومیز اب اس کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا.... مہرون رنگ کی ... کرتی کے نیچے سفید رنگ کا لہنگا تھا جس پر شیشے لگے تھے.... اور کمر پر پراندہ اسے کسی کی یاد دلا گیا

____

"کیسا گزرا دن؟ "

.... ایرج فون کان سے لگائے اپنے لیے حلوہ بنا رہی تھی

"اچھا گزرا تم سناؤ کیا کر رہی ہو؟ "

.... شومیز اپنے کمرے میں بیٹا تھا

"... حلوہ بنا رہی ہوں "

"... اس وقت.... ؟ وہاں نو تو بج رہے ہونگے "

... شومیز نے گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا

ہاں تو میرا میٹھا کھانے کو دل کر رہا تھا... بنالیا... اب میں وقت دیکھتی رہوں کہ کب شب مہورت ہو گا اور "
" ... میں میٹھا کھاؤں گی

"شب مہورت ؟ "

.... شومیز کو سمجھ نہیں آئی تھی... اس نے دوبارہ پوچھا

" .... یہ پاکستان نا رہنے کا نتیجہ ہے "

..... ایرج چاشنی بنا رہی تھی

" .... مطلب ؟ میں تو اردو میں یہ لفظ سنا نہیں "

... ایرج نے سر پر ہاتھ مارا

"میرا مطلب ہے پاکستان میں رہتے... انڈین ڈرامے دیکھتے تو پتا ہوتا نا... یہ ہندی کا لفظ ہے۔ "

" .... پاکستان میں رہ کر ہندی سیکھتا strange "

.... شومیز مسکرایا

یار تم کیا چیز ہو ؟ تم سے بات کرتا ہوں تو ایک دم ساری پریشانیاں غائب ہو جاتی ہیں... ایسا لگتا سب بہت "
" ... جلد ٹھیک ہو جائے گا

شومیز نے دل میں سوچا... ایرج کے سامنے یہ سب کہنے کی اس کے پاس ہمت نہیں تھی..... اور نجانے کب .... تک وہ ایرج کی بے تکی باتیں سنتے سنتے سو گیا اس معلوم ہی نہیں ہوا

" .... سو بھی گئے ؟ شاہ ! ابھی تو آپکو حلوہ بنانا سیکھانا تھا "

ایرج جانتی تھی وہ اس کو بہت تنگ کر چکی ہے.... لیکن وہ اس طرح اس کی باتیں سنتے سنتے سو جائے اسے علم نہیں تھا.... ایرج نے فون بند کر دیا.... اور حلوے کی پلیٹ لے کر ٹی وی کے آگے بیٹھ گئی

" ایسے ہی لوگ کہتے ڈراموں سے بندہ کچھ نہیں سیکھتا اب پرامس... تھینک یو.... اور ایسے کتنے الفاظ میں نے ڈراموں سے ہی تو سیکھے تھے.... "

" آج مہندی ہے اور شومیز کو اصل جھٹکا تو آج لگنا ہے.... "

سجاد اپنے کمرے میں تیار ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا.... وہ شیشے کے آگے کھڑا تھا.... اس نے جامنی رنگ کا پرنس کوٹ پہنا ہوا تھا اور سفید کرتا پاجامہ تھا....

" تم نے مجھ سے میری جگہ چھینی تمہیں تو یہاں سے نکالنا ہی ہو گا..."

عجیب سے مسکراہٹ تھی اس کے چہرے پر.... جیتنے کی خوشی جیسے جنگ لڑنے سے پہلے ہی جیت گیا ہو....

" بس آج ایک دفعہ تم نا کرو.... اور تم کرو گے.... ارے میں تو تمہاری آنکھوں میں میلے والے دن ہی اس لڑکی کا عشق دیکھ چکا تھا..... تم نے ہر وہ چیز مجھ سے چھین لی جو میری تھی.... ہر وہ چیز.... اور اب میں تم سے تمہارے باپ کو چھین لوں گا.... "

سجاد جب سے پیدا ہوا تھا اسے گھر میں اکلوتے بیٹے والی اہمیت ملی تھی... تایا جان ہوں یا اس بابا سب نے اس کو اہمیت دی... سر آنکھوں پر بیٹھا کر رکھا... بچپن سے لے کر بڑے ہوتے تک اس کو ہر بات میں آگے رکھا گیا اس کی رائے اہم ہوتی تھی... جب وہ تھوڑا بڑا ہوا تو تایا جان تو ہر کام اس سے پوچھ کر کرتے... گھر

میں کیا بنے گا سے لے کر باہر کے فیصلوں تک.... دادی جان کی آنکھوں کا تارا تھا... جب شومیز واپس آیا تو سجاد بہت خوش تھا کہ اس کا بھائی واپس آ گیا ہے.... لیکن.... پھر رجو کا گھڑا ٹوٹا تو شومیز نے سجاد کو اس کے دوستوں کے سامنے باتیں سنائی تھیں.... اس کے بعد ہر معاملات میں وہ آگے آنے لگ گیا... دادی جان بھی شومیز کو اہمیت دینے لگی ....

تایا جان تو جیسے سجاد کو اب کچھ سمجھتے ہی نہیں تھے.... اور شومیز وہ ہر وقت اسے نیچا دیکھانے میں لگا رہتا تھا.... بس یہی وجہ تھی اس کو شومیز سے نفرت ہوتی جا رہی تھی لیکن اب.... اب تو... شومیز نے حد پار کر دی تھی اس کا حق چھین لیا تھا .....

" .... نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں "

اب سجاد کی آنکھوں میں غصے کی آگ تھی.... ایسے جیسے ان آنکھوں کی تپش سے وہ کسی کو جلا کر راکھ کر دے گا.... لیکن بعض اوقات انسان خود ہی اس تپش کی آگ میں جل جاتا ہے ....

\-------------

"وہ آپکی بیٹی نہیں گھر پہ ؟ "

ایرج ادھر ادھر نظریں دوڑا رہی تھی.... اس کے ہاتھ میں پلیٹ تھی اور اس وقت وہ رباب کے گھر کھڑی تھی... لاونج میں ہی اسے رباب نظر آگئی ....

"نہیں نمرہ ابھی آفس سے نہیں آئی.... کچھ لائی ہو بیٹا؟ "

رباب نے اس کے ہاتھ میں پلیٹیں دیکھی تو سوال کیا ...

”.... آہ...جی وہ میں نے بریانی بنائی تھی سوچا آپ کو بھی دے آؤں “

....رباب کے چہرے پر خوشی چھاہ گئی

“ ....ارے بیٹا پھر اس کو وہاں کیچن میں رکھ دو “

...ایرج نے کیچن کی طرف دیکھا جو اوپن ہی تھا اور وہاں جا کر کاؤنٹر پر رکھ دی بریانی

تم نے تو پاکستان کی یاد کروادی...وہاں ایسے ہمسایوں کا خیال رکھا جاتا تھوڑی سے تھوڑی چیز بھی بنائی “

“ ...جائے تو ایک دوسرے کو دیتے ہیں...کھڑی کیوں بیٹھو میرے پاس

رباب نے ایرج کو بیٹھنا کا کہا اور وہ تو جیسے اسی انتظار میں کھڑی تھی کہ کب رباب اسے بیٹھنے کا بولے....

...ایرج فوراً بیٹھ گئی

“ ....تو ایرج بیٹا بتاؤ اپنے بارے میں کچھ “

میں...میں تو بس آج کل انگریزی سیکھ رہی ہوں...شاہ جب واپس آئیں گے تو ان کو دیکھانا بھی تو ہے “

”میں بھی انگریزنی بنتی جارہی ہوں۔

....ایرج اپنی بات پر ہنس پڑی....جبکہ رباب اسے دیکھ کر پیار سے مسکرا رہی تھی

آپ کو بتا بے بے کہتی تھی کہ رجو تو کچھ بھی کر سکدی...پر پڑھ نہیں سکدی...اور اب دیکھیں ان کو ملنے “

”..کی خاطر میں پڑھ رہی ہوں

....ایرج کی آنکھ بے ساختہ نم ہوئی تھی لیکن اگلے ہی پل وہ مسکرانے لگی تھی

”تم اپنی امی کو یاد کرتی ہو؟ “

....رباب کی آنکھوں میں ایرج کے لیے ہمدردی تھی

"جی بہت یاد کرتی ہوں.... اور آپ جانتی ہیں آپ کے لہجے میں مجھے ان کا تاثر محسوس ہوتا۔ "

...رباب مسکرائی

تو بیٹا جب بھی امی کی یاد آیا کرے میرے پاس آجایا کرو... اور تک انگریزی سیکھ رہی ہو تو جو کچھ سمجھ نا "

".. آئے مجھ سے آکر پوچھ لیا کرو

"کیا آپ مجھے انگلش سیکھائیں گی؟ "

ہاں کیوں نہیں؟ یہاں آکر میں نے بھی سیکھی تھی.... اور میں جانتی ہوں یہاں رہنے کے انگلیش سیکھنا کتنا "

"ضروری ہے۔

....رباب نے اب ایرج کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

چلیں ٹھیک ہے پھر میں رات کو وہ جو شاہ لیکچر کا کہہ گئے ہیں وہ لیا کروں گی صبح آپ مجھے بتایا کرنا اور پھر "

" ....اس طرح میں جلدی سیکھ جاؤں گی

...ایرج خوشی سے کہہ رہی تھی رباب اس کے چہرے پر خوشی دیکھ کر خوش ہو رہی تھی

کتنی پیاری بچی ہے.... اس کے شوہر نے کیوں کیا اس کے ساتھ ایسے؟ پہلے سے شادی شدہ ہونے کے "

باوجود اس سے شادی کر لی.. اور جتنی باتونی یہ ہے.... اگر اس کو معلوم ہوتا تو یہ اپنے شوہر کی شادی کا بھی بتا

"دیتی۔

.... رباب دل ہی دل میں ایرج کے لیے پریشان ہو رہی تھی... جبکہ بظاہر اس کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی

مہندی کی تقریب باہر ڈیرے کے لان میں کی گئی تھی.... لیکن عورتوں کا انتظام اندر حویلی کے لان میں تھا..... گانے اونچی آواز میں لگے ہوئے تھے.... کوئی آرہا تھا تو کوئی جا رہا تھا.... شومیز بارہ دری میں پڑے بینچوں پر بیٹھا تھا.... اس کے پاس اس کے ماموں کے بچے بیٹھے تھے اور اس سے ایڈنبرا کے بارے میں پوچھ رہے تھے... اس کے بزنس کے بارے میں پوچھ رہے تھے.... ہر طرف گہما گہمی برپا تھی.... شومیز ان کو مسکراتے ہوئے جواب دے رہا تھا.... ابھی تقریب شروع ہونے میں بہت وقت پڑا تھا... معلوم ہوتا تھا کہ عورتیں تو ابھی تک تیار ہی نہیں ہوئیں... جبکہ مرد تیار ہو کر پھر رہے تھے... شومیز نے سفید رنگ کا شلوار سوٹ پہنا ہوا تھا... اور آج بال جل سے کھڑے نہیں کیے ہوئے تھے بلکہ اس کے سیاہ سلکی بال ماتھے پر آکر .... پف بنا رہے تھے جو اس کو مزید پرکشش بناتے تھے

اچھا شومیز بھائی وہاں آپ کے جانے کے بعد آپکا بزنس کون سنبھالتا ہے؟ اس طرح آپ اتنے اتنے دن "
"یہاں رہ جاتے ہیں۔

.... رضا حسین نے سوال کیا تھا... عمر میں وہ شومیز سے کافی چھوٹا معلوم ہوتا تھا

"!میرا بھائی "

شومیز کی بات پر سب حیران رہ گئے.... شومیز کا کون سا بھائی تھا.... سب کی سوالیہ نگاہوں کے تعاقب میں شومیز نے تفصیل بتائی۔

"محمد سنبھالتا ہے... اور وہ میرے چھوٹے بھائی جیسا ہے۔ "

..... اور تب ہی سب کے چہرے کے تاثرات بدلے

"اچھا تو آپ کی جینز اور شرٹس کہاں کہاں تک جاتی ہیں؟ آپ کی کمپنی کا بہت نام سنا ہے۔ "

.... اب اس کے دوسرے کزن نے پوچھا.... شومیز کے چہرے پر ہمیشہ والی دھیمی مسکراہٹ تھی

"پاکستان میں بھی آتے ہیں.... اور بھی بہت سے مسلم ممالک میں جاتے ہیں۔ "

"لیکن آپ یہ بزنس پاکستان میں کیوں نہیں شروع کرتے؟ "

.... سبطین نے سوال کیا

پاکستان میں بھی ارادہ رکھتا ہوں لیکن کسی اور بزنس کا.... ایک دفعہ میں اپنے بزنس سے بھاری انوسیٹمنٹ "

" .... نہیں نکال سکتا

تو آپ شاور انکل سے لیں.... آخر کو یہ سب بھی تو آپکا ہے... اور اب تو سجاد بھی بزنس شروع کرنے والا "

".....ہے.... اور وہ تو یہی سے انوسیٹ کرے گا

اس کے کزن نے مزاحیہ انداز میں کہا... جیسے اپنے کزن شومیز پر اسے فخر ہو رہا ہو جبکہ سجاد کا مذاق اڑا رہا ہو۔

میرا ماننا ہے کہ بزنس اپنے نام پر کھڑا کرنا ہے تو اپنے پیسوں سے کھڑا کرنا چاہیے.... تاکہ آپ کو ایک "
ایک روپے کے نقصان کا اندازہ ہو کس قدر تکلیف دیتا ہے اگر ماں باپ کے ہی پیسے پر بزنس کھڑا کیا تو وہ
... محنت اور مشقت جو ہمیں ایک اچھا اور قابل انسان بنانے کے لیے لگتی ہے ہم اس سے محروم ہو جاتے ہیں

"

" ...ہاں تو آپ نے بھی تو شناور انکل سے پیسے لیے تھے "
بلال کو اپنے کزن کی طرفداری کرنی تھی۔
" .... میں انکا قرض اتار چکا ہوں "
.... شومیز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا
بہت دیر وہاں بیٹھے رہنے کے بعد شومیز وہاں سے اٹھ آیا..... باہر آیا تو ایک پنڈال سجایا ہوا اسے نظر آیا.... شومیز ڈیرے سے باہر نکل آیا... اسے ایرج سے فون پر بات کرنی تھی اور اتنے شور میں وہ بالکل نہیں کر سکتا تھا.... اس لیے وہ ڈیرے سے باہر نکل آیا تھا.... رات کے وقت وہ کھیتوں میں نکل آیا تھا.... شومیز ..نے فون نکال کر ایرج کو کال کی... جو پہلی ہی بیل پر اٹھالی گئی جیسے وہ اس کا انتظار کر رہی تھی
" .... آپ کی ہی فون کال کا انتظار کر رہی تھی "
.... ایرج فوراً سے بولی.... شومیز بے ساختہ مسکرایا
"اچھا اور اگر میں نا کرتا تو؟ "
" .... تو میں خود کر لیتی "
... ایرج نے دل میں سوچا لیکن جواب کچھ اور ہی دیا
" .... تے نا کرتے میں کون سا مر رہی تھی "
ایرج اب صوفے پر التی پالتی مار کر بیٹھی تھی.... سامنے ٹی وی چل رہا تھا.... جس کی آواز اب میوٹ پر

.... تھی

آپ کیا کر رہے ہیں؟ آج تو مہندی ہے نا؟ حویلی میں تو خوب چھل پہل ہو گی... اور بینا نے سب بیچاریوں "
" .... کو کاموں میں لگایا ہو گا۔۔۔۔ ذلیل کر رہی ہو گی

.... ایرج منہ چڑاتے ہوئے بنیا کو یاد کر رہی تھی

میں اس وقت ڈیرے کے پاس والے کھیت میں آیا ہوں.... تم سے بات کرنے کے لیے وہاں واقعی بہت "
" ... شور تھا

" ... دھیان سے شاہ.... یہاں گیدڑ بہت ہوتے ہیں "

..... شومیز قہقہ لگا کر ہنسا

اچھا تمہیں کوئی چیز تو نہیں چاہیے... اگر گھر میں سامان ختم ہو گیا ہو تو میں نے جو نمبر دیا تھا اس پر رابطہ کر "
" .... لینا... جو جو کہو گی وہ لا دے گا

" .... نہیں شاہ.... ابھی تو اتنا کچھ پڑا ہے میں اکیلی کیسے اتنا سب کھا سکتی ہوں "

"... ہاں ایرج میڈم تو بس میرا سر کھا سکتی ہیں اور وہ بھی بغیر تھکے "

" any .... doubt؟"

..... ایرج کے منہ سے انگریزی کے الفاظ سن کر شومیز تو ہکا بکا رہ گیا

" .... بڑی بات ہے..... اب تو مجھے کہنا چاہیے انگریزنی رجو "

..... ایرج چڑ گئی.... شومیز اسے پورے نام سے بلاتا تھا اور آج رجو کہا اور کہا بھی انگریزنی رجو

" .... نہیں دنیا میں بس ایک ہی پاکستانی انگریزی ہے اور ہم وہ ہے انگریز شاہ ہے "

.... شومیز ہنسنے لگا

"چلو تو مس انگریزن یہ تو کہہ سکتا ہوں نا؟ "

دیکھو شاہ! میں نے آئندہ کبھی انگلش نہیں بولنی ....سنا..... آپ ہو انگریز شاہ بس آپ ہو ہو ہو ہو........ "

"...بس... میں نہیں ہوں... میں رجو ہوں.. یا آپکی ایرج

.....رجو روانی میں کتنی بڑی بات کر گئی تھی

" .... میرا مطلب آپ مجھے ایرج کہتے نا تو وہ "

... اب اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کہہ کر اپنی صفائی دے

" .... ٹھیک ہے شاہ... میرا ڈرامہ لگ گیا اللہ حافظ اور گڈ نائٹ "

.... ایرج نے فون جلدی سے بند کر دیا

سب مہمان تشریف فرما تھے.... سب لڑکے بھی باہر آدمیوں کی طرف آ چُکے تھے.... شومیز بھی یہاں آکر اپنے والد صاحب کے پاس بیٹھ گیا تھا.... شناور شاہ کے پاس سیاست دان آرہے تھے مبارک باد دیتے ..... اور اٹھ جاتے.... کبھی کوئی بزنس پارٹنر آجاتا تو کبھی کوئی اور

"بھائی جان مجھے آپ سے بات کرنی ہے "

سٹیج پر بیٹھے سجاد کے اشارے نے علی شاہ کو بولنے پر مجبور کیا.... بہت سے لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے....
.... ان میں سیاست دان زیادہ تھے

"ہاں بولو کیا بات کرنا چاہتے ہو تم؟ "

.... شومیز کو کھٹک چکی تھی بات.... شومیز سجاد کا اشارہ دیکھ چکا تھا

بھائی صاحب.... میں جو بات کرنے جا رہا ہوں... مجھے اس کے لیے یہ موقع بہت مناسب لگتا ہے.... سجاد "
"شومیز سے چھوٹا ہے اور اس کی شادی ہو رہی ہے۔

شومیز نے نا سمجھی سے اپنی چچا کو دیکھا جانتا تو وہ تھا ہی کہ کچھ ایسا ہی ہونے والا ہے لیکن وہ کہنے کیا چاہ رہے تھے....

"اور شومیز اس سے بڑا ہے... جبکہ شومیز کی شادی پہلے ہونی چاہیے تھی۔ "

" .... پر علی تم تو جانتے ہو... سجاد کا رشتہ آ گیا تھا اور اتنا اچھا رشتہ تھا منع کرنا مجھے مناسب نہیں لگا "

جی لیکن آج میں بھی کسی مقصد کے لیے آپ سے بات کر رہا ہوں..." ان کے آس پاس جتنے بھی لوگ "
بیٹھے تھے اب ان کی جانب متوجہ تھے۔

میں اپنی بیٹی دلکش کے لیے شومیز کا رشتہ مانگتا ہوں اور مجھے یقین ہے آپ کو خوشی ہوگی کیونکہ ایسا ہی تو "
" ... ہونا تھا

..... شومیز کے چہرے کا رنگ ایک دم پھیکا پڑ گیا

رشتہ! اس نے تو کبھی یہ سوچا تک نہیں تھا.... سجاد اس حد تک گر گیا.... اب وہ کیا کرے گا؟ بابا جان کیا

....جواب دیں گے ؟شناور شاہ یقیناً خوش ہوئے تھے
لیکن تم بھول رہے ہو.... ہمارے گھر میں دو بیٹیاں ہیں.... دلکش کے علاوہ رباب بھی ہے.... اور تم بھول "
"رہے ہو یہ فیصلہ شومیز کرے گا کہ اس کو کس بہن سے شادی کرنی ؟
پہلے والی بات تو ایک طرف رہ گئی تھی اب والی بات نے شومیز کا دماغ ہلا کر رکھ دیا تھا..... اس بات کا کیا مطلب ؟

سب لوگ خاموشی سے ان دونوں کی باتوں کو سن رہے تھے.... ڈی جے کو اشارہ کر کے گانے بھی بند کروا دیے گئے تھے....

"...بھائی جان... آپ تو جانتے ہیں... رباب دلکش جتنی خوبصورت "
" .... یہ فیصلہ تم شومیز کو کرنے دو تو بہتر ہے "
شومیز کی تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا سجاد شاہ اپنی دو بیٹیوں کا مقابلہ کر رہا تھا اس طرح سب کے سامنے ....
.... جبکہ لوگوں میں سرگوشیوں کی آوازیں آنا شروع ہو چکی تھیں
" ....بھائی جان آپ شومیز سے تو پوچھیں "
شومیز نے سجاد کے چہرے کی طرف دیکھا جو سٹیج پر اپنے دوستوں کے درمیان گھرا بیٹھا تھا لیکن نظریں ان کی طرف تھیں... جبکہ اس کے دوست بھی ادھر ہی متوجہ تھے ....
" .... علی ہم بیٹھ کے اس معاملے پر بات کریں گے "
شناور شاہ نے ہنستے ہوئے اس بات کو بدلنا چاہا.... وہ جانتے تھے شومیز حویلی کے رسم و رواج سے ہرگز واقف

.... نہیں ہے..... اور اس کے سامنے بلکہ سب کے سامنے اس طرح کی باتیں

"نہیں بھائی جان... آج آپ شومیز سے پوچھ ہی لیں.... وہ کس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ "

شومیز تو چچا جان کی باتیں سن کر ہی حیران تھا..... کیا ان کی بیٹیاں کوئی کھلونا تھیں کہ وہ پوچھ رہے تھے شومیز بتاؤ کس کھلونے سے کھیلنا پسند کرو گے ؟ نہیں ایسا ہر گز نہیں تھا..... وہ دونوں تو انسان تھیں.... شومیز کی یہ سمجھ تو بات تو آگئی تھی کہ سجاد یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ایرج میرے پاس ہے اپنی بہن کا رشتہ سب کے سامنے پیش کر رہا تھا لیکن یہ کیا تھا کہ میں ان دونوں میں سے کسی ایک کو؟ یہ کیا سازش تھی؟ کیا تھا یہ سب؟

".... لیکن علی تم جانتے ہو "

شناور شاہ اپنے چھوٹے بھائی کو تحمل سے کچھ کہنا چاہ رہے تھے... اس کو سمجھانا چاہ رہے تھے کہ اس طرح سب کے سامنے یہ سب نا کرے.... شومیز منع بھی کر سکتا ہے.... ابھی تک اس کے باپ نے اس کو حویلی .... کی اس رسم کے بارے میں تو بتایا ہی نہیں تھا

بھائی جان... شومیز آپکا فرمانبر دار بیٹا ہے.... آپ سب کے سامنے پوچھیں.... وہ آپکو مایوس نہیں کرے " .... گا"

علی شاہ نے اب اپنا تیر چلایا تھا یہ کہہ کر کہ شومیز ایک فرمانبر دار لڑکا بننے کی کوشش کر تا تو دیکھتے کہ تمہارا بیٹا ..... تمہاری بات کی کتنی پاس رکھتا ہے۔ شناور شاہ نا چاہتے ہوئے بھی شومیز سے مخاطب ہوئے

وہی کالا لباس گندمی رنگت..... گھبرایا ہوا چہرہ.... بڑی بڑی آنکھوں میں سرما..... کالا پراندہ.... اس کا چہرہ

.... تھا.... کیوں آیا تھا اس کا چہرہ اس کے سامنے

(What is your name?)

.... رجو کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی

(my name is Eraj)

(My father name is rasheed)

وہ رٹا رٹایا سبق اسے جوں کا توں سنانے لگی جبکہ شومیز تو اس کا نام جان کر ہی بہت خوش تھا اور یہ کہ اسے
..... انگریزی آتی ہے جبکہ وہ تو اسے رٹا سنا رہی تھی
.... ایرج سے اس کی پہلی گفتگو اس کو یاد آئی تھی
"بیٹا شومیز تمہارے چچا جان اپنی کسی ایک بیٹی کا نکاح تم سے کرنا چاہتے ہیں تم کس سے کرنا چاہتے ہو؟ "
شومیز تو جیسے شناور شاہ کی آواز سن ہی نہیں رہا تھا..... سجاد شاہ مسکرا رہا تھا.... علی شاہ بھی دل ہی دل میں
.... خوش تھا

" ..... انگریز شاہ

...... رجو نے پکارا

اس کے کمرے میں باہر سے آتی ہوئی روشنی کے ساتھ پیلے سوٹ پر لگے شیشے چمک رہے تھے اور چمک کی

روشنی اب اس کی آنکھوں میں پڑ رہی تھی..... اس نے اٹھ کر اپنا سائیڈ ٹیبل پر پڑا لیمپ ان کیا.... کمرہ چمک اٹھا تھا..... کمر پر ہاتھ باندھے وہ اس کے سامنے کھڑی تھی.....

"دیکھو انگریز شاہ.... یہ چوڑیاں دے کر مجھے پریشان مت کرو..... نا میں نے آپکی بھیجی ہوئی چوڑیاں پہننی نا مجھے ضرورت.... آپ نا یہ چوڑیاں... اپنی محبوبہ کے لیے رکھیں.... اووووو نہیں نہیں بلکہ انگریز شاہ کہاں مکار شاہ....... آپ کو اردو آتی آپ بس لوگوں کو دیکھاتے ہیں کہ آپ کو اردو نہیں آتی.... بڑے تیز بنتے ہو نار جو نے آپکی چوری پکڑ لی ہے....."

وہ اس کے سامنے ویسے ہی چوڑیاں لہرا رہی تھی..... شومیز کی آنکھیں نم ہو گئیں.... کیوں وہ بار بار اس کے سامنے آ رہی تھی.... کیوں اس کا معصوم سا چہرہ اس کی آنکھوں میں گردش کر رہا تھا.....

شناور شاہ اب ایک بار پھر پوچھ رہے تھے.... چہرے پر پریشانی واضح تھی..... شومیز کوئی جواب نہیں دے رہا تھا جبکہ اس کا چہرہ اس کے چہرے پر رقم تکلیف..... کیوں تھی؟ کیوں ہو رہی تھی اس کو تکلیف؟

"بیٹا تمہیں رباب پسند ہے یا دلکش؟ مجھے امید ہے تم اپنے باپ کی فیصلے کی پاس داری کرو گے... بتا دو یہ فیصلہ ایک دن ہونا ہی تھا اب ہی کیوں نہیں...."

سجاد خوش نظر آ رہا تھا.... آخر کو اب وہ یہ ثابت کر دے گا کہ ایرج اس کے قبضے میں ہے.... شومیز اٹھا..... وہ وہاں سے جانے لگا تھا..... اس نے اپنی قمیض ٹھیک کی.... اور نجانے کیوں اس کی نظر سجاد شاہ پر اٹھی تھی..... جو بہت خوش نظر آ رہا تھا....

"رباب۔ "

"........دوست اور دشمن کی پہچان کرنا سیکھو "

شومیز نے ایک کاٹ دار مسکراہٹ اس پر اچھالی..... جس کی مسکراہٹ ایک دم پھیکی پڑ گئی.... شناور شاہ تو سن کر فخر سے مسکرائے اور علی شاہ کو دیکھا کہ دیکھو میرا بیٹا سچ میں میرا فرمانبردار ہے..... شومیز وہاں سے ....ایک لمحے میں چلا گیا.... لیکن علی شاہ اور سجاد شاہ پر تو جیسے آسمان آ گرا تھا

...شومیز سیدھا اپنے کمرے میں گیا تھا

اتنی بڑی چال چلی تھی سجاد نے.... اس نے یہ سوچ کر رباب کا نام لے تو دیا کہ رباب اس کا ساتھ دے گی لیکن کیا واقعی وہ اس کا ساتھ دے گی یا پھر.... اس کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا..... سر درد سے پھٹ رہا تھا..... پہلے دل کیا کہ ایرج کو فون کرے لیکن اس سے کیا کہے گا؟ اس لیے اس نے یہ ارادہ بھی ترک کر دیا اور بیڈ پر بیٹھ گیا.... سر اس نے اپنا دونوں ہاتھوں سے تھام لیا... سر میں درد اس قدر شدید تھا..... آج سے پہلے .....اس کو یہ درد کبھی نہیں ہوا تھا.... کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب اس کے دروازے پر دستک ہوئی

"... آجائیں اندر "

....شومیز نے ناچاہتے ہوئے بھی اجازت دی

....اندر داخل ہونے والا شخص اور کوئی نہیں.... سجاد شاہ تھا

خیر اداسیاں جو بھی ہوں... چہرے سے ان کو عیاں کروگے تو دشمن کمزوری پہچان لیں گے.... اور کمزور"

شخص کو ہرانا بہت آسان ہوتا.... اندر سے جتنے بھی کمزور ہو چہرے پر خوشیاں رکھو... لوگ جل جل کر ہی

"....مر جائیں گے.... دوست اور دشمن کی پہچان کرنا سیکھو

....شومیز مسکراتے ہوئے اٹھا.... سجاد کو تو مانو آگ ہی لگ گئی تھی جیسے

"...تم جیسا ذلیل انسان میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا "

"...کیوں؟ لگتا آج بھی آئینہ دیکھے بغیر ہی تیار ہو گئے "

...شومیز نے اس کے قریب جا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا جو اس نے زور سے جھٹک دیا

"میری بہن سے تم نے شادی کے لیے ہاں کیوں کی؟ "

...سجاد نے آنکھیں پھیرتے ہوئے کہا.... اس کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی شومیز کا قتل کر دے گا

"کیوں نہیں کرنی تھی؟ "

.....شومیز نے اطمینان سے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے کہا

بکواس نہیں کرو تم بھی جانتے ہو سچ کیا ہے اور میں بھی جانتا ہوں... میرے سامنے یہ ناٹک کرنے کی "

"ضرورت نہیں ہے۔

....سجاد نے اس کو انگلی سے انتباہ کرتے ہوئے کہا

کزن تم جانتے ہو؟ مجھ سے کسی نے کہا تھا شاہ! یہاں گیڈر بہت رہتے ہیں ذرا سنبھل کر.... میں پہلے تو اس "

"....کی بات نہیں سمجھا تھا اب سمجھ گیا

شومیز کے چہرے پر کمال مسکراہٹ تھی..... سجاد غصے سے واپس مڑا تھا اور دروازہ زور سے بند کر کے باہر

.....نکل گیا تھا

صبح تک حویلی میں شومیز کے فیصلے کی خبر سب تک پھیل چکی تھی.... جہاں رباب خوش تھی وہاں دلکش کا دل ٹوٹا تھا..... آج بارات کا دن تھا... سب لوگ خوش تھے... حویلی میں خوشی کا سماں تھا.... ہر طرف گہما گہمی تھی.... بارات صبح کے وقت ہی نکلنی تھی.... اس وقت جب سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی تب اسی گھر کے ایک کمرے میں کونے میں بیٹھی ایک لڑکی زارو قطار رو رہی تھی....

"تم نہیں جاؤ گی؟"

عمارہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا... وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھی اپنا سر گھٹنوں میں دیے رو رہی تھی.... عمارہ کا دل کٹ کر رہ گیا... وہ جانتی تھی کہ اس کی ایک بچی کی زندگی میں یہ دن تو آنا ہی تھا..... اور وہ سمجھتی تھی کہ شاید وہ اس سب کے لیے تیار ہے..... لیکن ایسا ہرگز نہیں تھا آج اپنی پیاری بچی کو اس حالت میں دیکھ کر اس پر انکشاف ہوا تھا کہ وہ اس لمحے کے لئے بالکل تیار نا تھی.... عمارہ کی آنکھ میں فوراً آنسو آیا جو بہہ بھی گیا... وہ ہمت کر کے آگے آئی.......

"دلکش.... بچے اٹھو....."

عمارہ نے اس کو جھنجھوڑا ہی تھا... یہ کیا؟ اس معصوم جوان بچی؟ اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہوا تھا اور جسم؟ جسم اکڑ چکا تھا..... ایک چیخ تھی جو اس کے حلق سے نکلی تھی..... ایک ماں کی چیخ جو شاید عرش تک پہنچی تھی....

”آج تو ہفتہ ہے نا؟ آپ کی بیٹی آج بھی کام پر گئی ہوئی ہے ؟ “

.... ایرج رباب کے پاس آکر بیٹھی تھی... اور بہت دیر سے اس سے باتیں کر رہی تھی

“ ..... نمرہ شہر تک گئی ہے کچھ سامان منگوانا ہو تو بتا دینا وہ لا دے گی “

”نہیں نہیں... میرے شوہر بہت سا سامان گھر رکھ کر گئے ہیں اور ان کے آنے تک مکے گا وی نہیں۔ “

..... رباب اسے مسکرا کر دیکھنے لگی

”ٹھیک ہے بیٹا... جیسے تمہاری مرضی۔ “

چلیں میں چلتی ہوں.... انگریز شاہ کا فون آنے والا ہو گا میرے سے بات کیے بغیر ان کا دن ہی کہاں گزرتا “

“ .... ہے؟ آپ کو پتا روز رات کو سونے سے پہلے اور صبح اٹھ کر مجھے فون کرتے ہیں

“ اچھا تو اس کا مطلب ہے کہ بہت محبت کرتا وہ تم سے ؟ “

ایرج کا رنگ ایک دم پھیکا پڑ گیا..... محبت محبت تو شاہ نے اس سے کبھی کی ہی نہیں.... وہ تو بس اس کا خیال رکھتے تھے....

“ .... نہیں.... وہ مجھ سے محبت نہیں کرتے “

ایرج نے اسے مرجھائے ہوئے لہجے کے ساتھ جواب دیا.... رباب کے چہرے پر جیسے شرمندگی طاری

.... ہو گئی کہ اس نے یہ سوال پوچھ کر غلطی کر دی ہو.... لیکن ایرج کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر فورا بولی

بہت جلد اسے تم سے محبت ہو جائے گی اتنی پیاری باتیں تو کرتی ہو اور پنجابی تو مجھ سے بھی زیادہ پیاری بولتی

“ .... ہو

.....پنجابی کا نام سن کر رجو فوراً سے مسکرا دی

لے.... ہالے تاں توسی بولدے نہیں ہو میرے نال پنجابی اپاں مل کے اس انگریزوں دے شہر وچ پنجابی "
دی دھوم نا مچا دیتی تے فیر کہنا۔"

(لو ابھی تو آپ میرے ساتھ مل کر پنجابی نہیں بولتی ہم مل کر اس شہر میں پنجابی کی دھوم مچا دیں گی۔)

.....رجو نے اپنا پراندہ گھماتے ہوئے کہا.... اب وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی... اور جانے لگی تھی

" .... اچھا میری پنجابی کڑی وہ برتن لیتی جاؤ "

رباب نے اسے شلف پر پڑے برتنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" ....جی جی لے جاتی ہوں "

رجو فوراً سے ان برتنوں کی طرف آئی اور اٹھا لئے جن میں دو پلیٹیں تھیں یقنا ایرج ان میں رباب کے لیے
.....کچھ لائی ہو گی

گھر آ کر اس نے اپنا موبائل دیکھا.... کوئی فون کال نہیں آئی ہوئی تھی.... ایرج کا دل کیا زور سے فون دیوار میں دے مارے.... لیکن ایسا بھی نا کر سکی.... پھر وہ شاہ سے بات کیسے کرتی؟ یہی سوچتے ہوئے اس نے منہ
......بناتے ہوئے اپنا موبائل گود میں رکھا اور لونگ روم کے صوفے پر بیٹھ گئی

کتنے یقین کے ساتھ کہہ کر آئی ہوں کہ شاہ میرے سے بات کیے بغیر نہیں رہ سکتا.... ڈوب مر رجو.... "
دیکھ شاہ رہ سکتا ہے۔"

.......خود کو کوستے ہوئے اس نے شیشے کی میز سے ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور ٹی وی چلا لیا

ایرج جب کیچن میں گئی تو اس نے دیکھا کہ آئل تو ختم ہوا پڑا تھا..... اس کو شومیز کا دیا ہوا وہ نمبر یاد آیا......
ایرج کیچن سے نکلی اور لونگ روم میں آئی جہاں اس کا موبائل چارجنگ پر لگا ہوا تھا.... موبائل میں وہ نمبر
.... دیکھنے لگی جو شاہ نے اس کو محفوظ کر کے دیا تھا..... لیکن اسے نا ملا..... اس نے سر پر ہاتھ مارا
او تیری..... کہیں میں نے کچھ پنگے تو نہیں دیے ہائے اللہ اب کیا ہو گا؟ شاہ کی کسی ڈائری میں ہونگے "
"نمبر..... جیسے ابا کی ڈائری میں ہوتے تھے۔
ایرج نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا اور لائبریری میں آگئی.... جہاں ایک رائیکنگ چیر پڑی تھی.... اور ایک
... طرف چھوٹی میز پڑی تھی.... اور اس کے آگے لکڑی کی کرسی.... ایرج اس میز اور کرسی کی طرف آئی
".... ضرور شاہ یہاں ہی رکھتے ہونگے اپنی ڈائیریاں"
اس نے میز پر پڑی کچھ فائلوں کو کھول کر دیکھنا شروع کیا.... میز کے آگے دو دراز تھے.... ایرج نے پہلے
دائیں والے کو کھولا تو اس میں پین وغیرہ پڑے تھے اور پھر بائیں والے کو کھولا.... ایک لال رنگ کی ڈائیری
اسے ملی..... ایرج نے اس کو اندر سے نکالا.... ڈائری کا پہلا صفحہ دیکھا...... انگریزی میں بڑا بڑا لکھا ہوا
.... تھا

"Shomiz Gillani mystery"

"یہ کوئی نمبروں والی ڈائیری تو نہیں ہے.... یہ کیا ہے؟ "
..... ایرج اس لال رنگ کی ڈائری کو لے کر رائیکنگ چیر پر آ کر بیٹھ گئی

....اس نے اگلا صفحہ پلٹا

"ہائے میرے اللہ اتنے لمبے لمبے انگریزی میں مضمون لکھتے تھے شاہ؟ یہ شاہ کی سکول کی کاپی ہے۔"

.....اس نے انگریزی کے لفظوں سے گھبرا کر اس کو بند کر دیا

"..... نمرہ شہر تک گئی ہے کچھ سامان منگوانا ہو تو بتا دینا وہ لا دے گی"

اس کو رباب کے جملے یاد آئے

".... نمبر ڈھونڈنے سے بہتر اس کو ہی کہہ دوں گی"

...... ایرج خود کو کہتی ہوئی اٹھی اور وہ لال رنگ کی ڈائیری وہیں لکڑی کی میز پر رکھ دی

ایرج سیدھا رباب کے گھر گئی... شام کا وقت ہو رہا تھا.... جب وہ ان کی دہلیز تک آئی... دروازہ بند تھا... اس نے بیل بجائی..... کچھ ہی دیر میں کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی.... دروازہ کھول دیا گیا تھا... اور سامنے اسے نمرہ نظر آئی تھی.... جواب اسے سر سے پاؤں تک بغور دیکھ کر چہرے پر ناپسندیدگی کی تاثرات دے کر ایک طرف ہو چکی تھی جیسے اسے اندر آنے کی دعوت دی رہی ہو.... اس کا منہ دوسری طرف .... تھا... جب ایرج نے بھی اس کو منہ چڑا کر دیکھا تھا

"پتا نہیں خود کو ایڈنبرا کاسل کی کون سی توپ سمجھتی ہے؟"

ایرج دل میں سوچتی ہوئی اندر داخل ہوئی.... سیدھا وہ رباب کے کمرے میں آئی تھی اس کے پیچھے ہی نمرہ بھی آئی تھی۔

"امی نہار ہی ہیں تم بیٹھ جاؤ آ جاتی ابھی۔ "

..... نمرہ کمرے کی بتی جلاتی ہوئی باہر چلی گئی

"ہے کہ نہیں منحوس سی.... بیٹھ جاتی پاس تو کیا تھا؟ "

.... ایرج وہیں بیڈ پر بیٹھ گئی اور اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگ گئی.... کچھ ہی دیر میں رباب واشروم سے باہر نکلی

"ارے ایرج بیٹا تم آئی ہو؟ کوئی کام تھا؟ "

.... رباب نے نکلتے ہوئے ہی ایرج سے پوچھا

" ...جی وہ... آئل ختم ہو گیا تھا سوچا آپ سے کہہ دوں کہ مجھے منگوا دیں "

..... اس کو خاصی خجالت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا.... آج صبح ہی تو وہ کہہ کر گئی تھی کہ اس کو کچھ نہیں چاہیے

" .... امی میری دوست آرہی ہے ہم جا رہی ہیں "

نمرہ اپنا پرس اٹھائے کہیں جانے کے لیے تیار کھڑی تھی جینز شرٹ پہنے ہاتھوں میں پہنی گھڑی پر وقت

.... دیکھتی ہوئی وہ اپنی امی کو مطلع کر رہی تھی

"اچھا بیٹا ایرج کو بھی ساتھ لے جاؤ.... اس کو بھی کوئی سامان لینا۔ "

ایرج نے بے یقینی سے رباب کو دیکھا.... یہ کہاں پھنسا دیا اسے.... اس نے تو بس چیزیں منگوانے کے لیے

.... کہا تھا اب اس کو نمرہ کے ساتھ جانا پڑے گا..... لے ہی نا جائے مجھے یہ ساتھ

.... امم ٹھیک ہے امی ان سے کہہ دو تیار ہو جائیں۔۔۔" نمرہ نے ناگواری سے کہا "

" ... لو میں تو تیار ہی ہوں "

رجو تو جیسے اس کی رضامندی پر فوراخوش ہو گئی تھی.... وہ کافی دن سے اس طرح گھر میں رہ رہ کر بھی خاصی اکتا گئی تھی....

سوگ تھا جو اس حویلی میں منایا جارہا تھا..... لیکن کس چیز کا سوگ؟ کیا اس حویلی کو حق تھا اس معصوم کا سوگ منانے کا؟ آج صبح جہاں اس حویلی سے بارات کے لیے کسی نے سہرا باندھنا تھا.... گھوڑی چڑھ کر اپنی نئی زندگی کی طرف قدم بڑھانا تھا.... ایک نئی نویلی دلہن نے اس گھر میں قدم رکھنے تھے جہاں اس حویلی میں خوشیاں ہونی تھیں... وہاں؟ وہاں صبح ایک جوان لاش اٹھائی گئی تھی.... کسی کے ارمانوں کا قتل ہو چکا تھا..... دلکش کی موت ہوئی تھی.... اس حویلی کی رسموں نے ایک اور بے گناہ معصوم جان سے اس کی خوشیاں چھین لیں تھیں... سب اپنے اپنے کمرے میں موجود تھے.... وہ لوگ جو شادی میں شرکت کے لیے آئے تھے وہ ایک دلکش کا جنازہ ادا کر چکے تھے.... گہری رات تھی.... بالکل گہری رات..... ہاں یہ رات ہی تو تھی..... گہری کالی رات......

"دلکش ہم سجاد بھائی کی شادی پر ایک جیسے کپڑے پہنے؟"
رباب نے دلکش سے سوال کیا.... دونوں دلکش کے کمرے میں موجود تھیں...
"ہاں تا کہ ایسے لگے جیسے یونیفارم ہوتا ہے.... ہم دونوں الگ الگ کپڑے پہنے گی..."
دلکش فورا بولی.... وہ اپنے ناخنوں پر نیل پالش لگا رہی تھی...

لیکن دلہے کی بہنوں کو ایک جیسی ڈریسنگ کرنی چاہیے تم نے دیکھا نہیں بھابی کی بہنیں منگنی پر بھی ایک "
" .... طرح کے سوٹ پہن کر آئیں تھیں

... رباب نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا

"ہاں تو اب کیا ہم ان کی نقل کریں؟ "

.... دلکش نے نیل پالش بند کرتے ہوئے کہا

اس کی بہن... جو کبھی اس کی بہن رہی ہی نہیں تھی... ہاں ایسا ہی تو تھا بہنوں کے رشتوں میں تو انسان ایک دوسرے کے دکھ درد خوشی میں شریک ہوتا ہے.... لیکن یہ کیسا رشتہ تھا؟ جس میں ایک کی خوشیاں دوسری ..... کی جان لے چکی تھیں

رباب جس کو اپنی بہن سے کبھی محبت نہیں ہوئی تھی آج وہ اس کے لیے اس کالی رات میں بیٹھے رو رہی تھی.... زارو قطار رو رہی تھی... کسی کی آہٹ پر رباب نے اپنے آنسو صاف کیے.... لان میں ایک کونے .... میں کیاریوں کی طرف منہ کر کے بیٹھی رباب کے پاس کوئی آکر بیٹھا تھا.... رباب نے مڑ کر اسے دیکھا

" .... کیا کرنے آئے ہو یہاں؟ میری بہن کے قاتل ہو تم.... تم ایک دن خدا کے دینے دار ہو گے "

چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کرتی وہ وہاں سے اٹھ آئی.... شومیز تو حیران ہی رہ گیا آخر وہ کیسے دلکش کا قاتل ہوا؟ دلکش کو تو نروس بریک ڈاون ہوا تھا.... وہ تو رباب کو روتا دیکھ کر اس کی دل جوئی کرنے آیا ... تھا.......... لیکن وہ تو اسے ہی اس کا قاتل ٹھہرا رہی تھی

”.... اللہ معاف کرے یہ تو وہی گولڈن کیڑی ہے “

...... رجو کے سامنے جب گاڑی آ کر کھڑی ہوئی تو اس میں بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے

”.... اناتم نے آنے میں بہت دیر نہیں کر دی “

.... نمرہ نے اگلی نشت پر بیٹھتے ہوئے انگریزی میں کہا

”اللہ معاف کرے اب ان دونوں کی انگریزی برداشت کرنی ہو گی ؟ “

.... رجو نے دل ہی دل میں کہا اور گاڑی کی پیچھے والی نشست پر بیٹھ گئی

“ ... ایرج یہ انا ہے میری دوست “

.... اس نے رجو کو اردو میں بتایا اور پھر انگریزی میں انا کو ایرج کا بتایا

“ ... جانتی ہوں میں ان کو..... شاہ کی سہیلی ہیں.... میرا مطلب ہے میرے شوہر کی “

ایرج نے نمرہ کو جتاتے ہوئے کہا.... کہ جو تمہاری دوست ہے نا وہ میرے شوہر کی بھی دوست ہے... انا نے مسکرا کر ایرج کو دیکھا..... جیسے وہ بھی اس بات کا اظہار کر رہی ہو۔

”اس کو کچھ سامان لینا گھر کے لیے.... تو پہلے کسی سٹور پر چلتے ہیں۔ “

”او کے۔ “

.... انا نے او کے کہہ کر گاڑی سٹارٹ کر دی

وہ لوگ نمرہ کے بتائے ہوئے سٹور پر ہی آئے تھے اور یہ کسی مسلمان کا ہی سٹور تھا.... ایرج نے جو جو سامان لینا تھا وہ خرید لیا.... کچھ چیزیں تو اس نے وہ بھی خرید لیں جو گھر پڑی تھیں ....

یار تم کیسے اتنا سویٹلی اس سے بات کر رہی ہو؟ میرے شوہر نے ایسا کیا ہوتا تو میں اس کو جان سے مار "
" ... دیتی.... اور اس کی بیوی کو بھی

نمرہ انا سے کہہ رہی تھی جو ایرج کے آنے پر ذرا بھی غصہ نہیں تھی.... نمرہ نے انا سے فون کر کے پوچھا تھا کہ ایرج ان کے ساتھ جائے گی.... یقینا انا کو پتا چل گیا تھا کہ ایرج شومیز کی بیوی ہے اور نمرہ کے ذریعے ہی ...پتا چلا تھا.... لیکن اس نے منع نہیں کیا تھا

یار اس کا کیا قصور ہے؟ وہ تو شاید یہ بھی نہیں جانتی کہ شومیز نے اس کے ساتھ.... میرے ساتھ دھوکا "
" ... کیا

.... انا نے نمرہ کو سمجھاتے ہوئے کہا

اس سب میں جتنا مجھے دھوکا ملا ہے اس سے کہیں زیادہ اس لڑکی کو دھوکا ملا ہے.... مجھے اس سے ہمدردی "
"ہوتی ہے۔

..... انا نے ایرج کو دیکھتے ہوئے کہا جو بل ادا کر رہی تھی

.... اس کے بعد وہ تینوں پرنسز اسٹریٹ گئیں انا اور نمرہ کو اپنے لیے خریداری کرنی تھی

انا کی بات نے نمرہ نے دل پر اثر کیا تھا وہ جو اپنی دوست کا گناہگار اس لڑکی کو سمجھ رہی تھی اب اس کو اس .... سے بھی ہمدردی ہونے لگ گئی تھی

"تم نے اپنے لیے کچھ نہیں لینا؟ "

.... نمرہ کے لہجے میں اب اس کے لیے ہمدردی تھی.... اور اس کا بدلہ ہوا انداز ایرج نے بھی محسوس کیا تھا

"نہیں... یہاں میرے مطلب کی کوئی چیز نہیں ہے۔"

شام کے سائے اب رات میں بدل چکے تھے.... لیکن وہ اب بھی پرنسز اسٹریٹ میں پھر رہی تھیں....

... ایڈنبرا کی یہی خاص بات تھی آپ وہاں رات گئے تک اکیلے پھر سکتے تھے کوئی آپ کو کچھ کہنا والا نہیں تھا

"... ایرج تم بھی ہماری جیسی جینز اور شرٹ لو نا"

اب نمرہ اس سے خاصی گھل مل ہو چکی تھی.... اور انا اور اس کے درمیان رابطہ کا ذریعہ بھی بن چکی تھی....

.... کوئی کوئی بات ایرج کو خود بھی سمجھ آ جاتی

"... نہیں نہیں... مجھے یہ کپڑے بالکل نہیں پسند..... اللہ معاف کرے"

ایرج بے جینز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا... اور اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ دونوں اچھی خاصی

.... محظوظ ہوئیں تھیں

"... اچھا چلو جوتے تو لو گی نا ہمارے جیسے"

.... اب انا نے کہا تھا جب وہ لوگ جوتوں والی دوکان میں داخل ہو رہی تھیں

"ہاں وہ لے لوں گی۔"

اب ایرج کو منع کرنا اچھا نہیں لگا.... ان تینوں نے ہلکے گلابی رنگ کے ہیل والے جوتے لیے... ایرج کے

پاس شومیز کا کارڈ تھا.. جس کا پن اور استعمال وہ اس کو بتا چکا تھا.... لیکن وہ کہہ کر گیا تھا کہ ضرورت کے

..... علاوہ باہر نہیں نکلنا... اور وہ یہاں اپنے شوہر کے کارڈ پر شاپنگ کرتی پھر رہی تھی

رات کا کھانا انہوں نے the mosque kitchen رستورانت سے کھایا.... اور ایرج ان دونوں سے اتنی

پر تکلف ہو گئی تھی کہ کھانے کے بل کی ادائیگی بھی اس نے شومیز کے کارڈ سے کی...... آج وہ بہت خوش تھی... وہ جو انا کے بارے میں غلط گمان رکھتی تھی وہ بھی دور ہو گیا تھا بلکہ ان کے درمیان ایک دوستی کا رشتہ ..... قائم ہو گیا تھا..... رات گئے وہ گھر آئی تھی

.... ابھی سامان نکال کر اس نے کیچن میں رکھنا تھا کہ شومیز کی کال آ گئی

"کس کے ساتھ گئی تھی ؟ "

.... لہجے میں سختی تھی

"کِک کہاں ؟ "

.... ایرج کے تو اوسان ہی خطا ہو گئے تھے شومیز کے سوال پر... اتنے غیر متوقع سوال کی اسے امید نا تھی

"... ایرج جھوٹ مت بولنا.... میں جانتا ہوں تم آج گھر نہیں تھی "

" .... ہاں تو گھر میں آئل ختم ہو گیا تھا... وہ لینا تھا... سامنے والی پاکستانی لڑکی کے ساتھ گئی تھی "

"ایرج میں نے تمہیں نمبر دیا تھا نا تو کیا حماقت ہے ؟ "

..... شومیز اب بھی سختی سے بول رہا تھا

" .... وہ میرے سے ڈیلیٹ ہو گیا "

" .... تو مجھے فون کر دیتی "

" ... ہاں آپ تو صبح سے پتا نہیں کہاں غائب ہیں نا کوئی فون کیا.... نا کچھ "

..... ایرج کے لہجے میں ناراضگی تھی

....ہاں وہ "

.....شومیز دھیما پڑا

"وہ کیا؟"

.....ایرج بولی

" ....وہ دلکش کی ڈیتھ ہو گئ"

"کیا؟ دل... دلکش بی بی جی کی؟ میری سہیلی کی؟"

.....رجو نے بے یقینی سے کہا..... وہ بھول چکی تھی کہ اس کو شاہ کا فون بھی آیا ہوا

بی بی جی ایک تو آپ کے گھر میں پتا نہیں کیا چیزیں پکتی رہتی ہیں اب آپ اور عجیب و غریب چیزیں اٹھا ---

" ....رہی ہیں.... مینو لگتا آپ کا گھر ایک دن انگریزوں کا اڈا بن جانا

....رجو کی بات پر دلکش نے ایک بے ساختہ قہقہ لگایا

"رجو یہ اٹلین فوڈ کا سامان ہے.... تم نہیں سمجھو گی۔ "

....اس نے ہنستے ہوئے چیز کا ڈبہ اٹھا کر اندر ٹرالی میں رکھا

"....بی بی جی تو توسی ایسی چیزیں کیوں کھاتے ہو جو انگریز کھاتے ہیں "

"....رجو یہ سب حلال چیزیں ہوتی ہیں "

رجو نے اثبات میں سر ہلا یا۔

"اچھا.... تم نے انگریزوں کا اڈا کیوں کہا؟ "

....اس نے اب جانچتی نظروں سے رجو کو دیکھا

"....نہیں بی بی جی وہ بس منہ سے نکل گیا "

....رجو اب ڈر گئی تھی

" ....اچھا بتاؤ میں کچھ نہیں کہتی "

....اس نے ہنستے ہوئے کہا

وہ نا جی بس وہ شومیز شاہ مجھے انگریز شاہ لگتے ہیں اور پھر آپ کے گھر کھانے بھی ویسے پکتے اب شومیز شاہ "

" ....کے جو بچے ہونگے وہ بھی انگریز ہونگے تو ہوا نا انگریزوں کا اڈا

رجو نے پہلے ڈرتے ہوئے لیکن پھر دلکش کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر روانی میں سب کہہ دیا جبکہ دلکش اس کی بات

...ان کر ہنسی سے دوہری ہو رہی تھی

"...اچھا مجھے لگتا ہم نے سارا سامان لے لیا.... چلو آؤ اب بل کروا لیتے ہیں "

وہ دونوں اب کاؤنٹر پر آچکی تھیں.... انہوں نے بل کروایا اور باہر نکل آئیں... سامنے ہی گاڑی کھڑی تھی

....ڈرائیور اب سامان اٹھا کر گاڑی میں رکھ رہا تھا

" .... آؤ تمہیں زنگر برگر کھلاتی ہوں... انگریزی کھانا "

دلکش نے رجو کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا.... اس طرح شاہوں کی بیٹی نے اس پنچ ذات کا ہاتھ پکڑا تھا بڑے شاہ .... کھڑے ہوتے تو اپنی بھتیجی کی عقل ٹھکانے لگا دیتے.... رجو یہی سوچ رہی تھی لیکن اس کو اچھا بھی لگا تھا ..... وہ دونوں گاڑی میں بیٹھی تھیں جب ڈرائیور نے انہیں برگر اور کوک کے کین لا کر دیے

دلکش کو دوکان میں بیٹھ کر کھانے کی اجازت نہیں تھی... گاڑی کے کالے شیشوں میں بیٹھ کر وہ کھا سکتی ..... تھی

"بی بی جی اے کیڑا (کون سا) برگر اے؟ "

.رجو نے ڈبہ کھولتے ہی حیرانی سے پوچھا.... اور برگر کو اٹھا کر گول گول گھما کر دیکھنے لگی

" ....رجو یہ زنگر برگر ہے اور یہ ایسا ہی ہوتا "

.....رجو نے اب برگر رکھ دیا تھا

بی بی جی پہلے ہی بتا دیتیں مینو لگا سی کہ انڈے والے برگر دا کوئی انگریزی نا اے پر یہ تو انگریزی برگر " ....ہے "

..... دلکش کا تو ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا

" ....رجو کھا کر تو دیکھو بہت اچھا ہے "

اس نے اسے کھانے کو کہا.... رجو نے زبردستی ایک لقمہ میں منہ ڈالا تو مایونیز کا ذائقہ اسے اس قدر برا لگا کہ اسے لگا وہ ابھی الٹی کر دے گی.... لیکن زبردستی اسے وہ کھانا ہی پڑا لیکن اس کی بننے والی شکلوں سے دلکش

....ضرور محظوظ ہو رہی تھی

بی بی جی اس سے اچھا چاچا شیرے کا انڈے والا برگر ہے.. کیا سواد (مزہ) آتا ہے..... آپ نے پھر کبھی "
" ....اس کا برگر کھا کے نہیں دیکھا یقین کریں آپ بھول جائیں گیں یہ زنگر شنگر

رجو اپنی روانی میں کہتی جا رہی تھی لیکن دلکش کو ایک سکون سا مل رہا تھا پہلی دفعہ کوئی اس کو اس طرح ہنسا رہا

....تھا

"رجو تم میری سہیلی بنو گی؟"

دلکش ایک دم دینے والی پیشکش پر رجو کی تو زبان ہی بند ہو گئی.... دلکش بہت دیر سے اسے تکے جا رہی

تھی.... لیکن وہ سر جھکا چکی تھی۔

" ....جواب دو ایرج "

ایرج چولہے پر چائے رکھ کر بھول چکی تھی.... وہ دلکش کی یادوں میں اس قدر کھو چکی تھی کوئی کام اسے یاد نہیں رہتا تھا.... ابھی چائے برتن سے باہر آ گئی تھی لیکن اس کو ہوش نہیں آیا تھا.... آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے.... کل رات کو اس کو دلکش کے اس دنیا سے جانے کی اطلاع ملی تھی.... شومیز سے تو وہ بات بھی نہیں کر سکی تھی......... ساری رات ایک لمحہ اس کو نیند نہیں آئی.... بس سب آنکھوں

.....کے سامنے گردش کر رہا تھا

کہیں بی بی جی کو یہ تو نہیں پتا چل گیا کہ شاہ نے مجھ سے شادی کر لی؟ میں بہت شرمندہ ہوں آپ "

سے....... آپ نے مجھے سہیلی مانا تھا اور میں نے آپ کی خوشیوں پر ڈاکہ ڈال لیا... لیکن اللہ جی آپ تو سب جانتے میں شاہ سے شادی نہیں کرنا چاہندی (چاہتی) تھی..."

ایرج کل رات سے کبھی خود کو دلکش کا قصوروار سمجھ لیتی کبھی خود ہی دل کو تسلیاں دینے لگ جاتی...... رجو نے چائے کو وہیں چھوڑا الیکٹرک چولہا بند کیا اور سیدھا اپنے کمرے میں آئی..... الماری کھولی.... سارے کپڑے اس نے ادھر ادھر کیے......

"دیکھ لے... تمہیں کیا کوئی وبائی بیماری ہے جو میں تمہارا ہاتھ نہیں پکڑ سکتی.... اور تم بھول گئی ابھی ہم کل ہی تو دوستیں بنی تھیں۔"

دلکش نے اسے یاد دلانا چاہا جبکہ اسے یاد تو تھا ہی.... رجو تھوڑا سا بہتر ہوئی اب دلکش نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

رجو نے اس کے بیڈ پر پھیلے کپڑے دیکھے۔

"بی بی جی یہ سمیٹنا تھا آپ کسی کو آواز دے کر کہہ دیتیں آپ خود کیوں گئیں؟ میں ابھی سمیٹ دیتی ہوں۔"

رجو ابھی آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ دلکش نے روکا۔

"ارے سمیٹنا نہیں ہے..... اس میں سے جو جو تمہیں پسند ہے لے لو.... میلے کا تحفہ سمجھ کے رکھ لو......"

پہلے تو رجو کو اپنی سماعت پر یقین نہ آیا لیکن پھر اس نے دوبارہ دلکش سے تصدیق کی۔

”کیا کہا بی بی جی؟ “

”میں نے کہا جو جو پسند ہے لے لو۔ “

.... اس نے دوبارہ مسکراتے ہوئے کہا اور خود بیڈ پر بیٹھ گئی

”بی بی جی میں کیسے؟ آپ کے اتنے مہنگے کپڑے.... میری اتنی اوقات نہیں۔ “

رجو نے ان کپڑوں کو دیکھتے ہوئے کہا جو تقریباً سب ہی نئے معلوم ہوتے تھے۔

کیوں تم کیوں نہیں لے سکتی؟ کل تم نے خود ہی کہا تھا دوستی برابری کا نام ہے اور تم میری دوست ہو تو تم یہ “

“ .... کہنا چاہتی ہو کہ میری بھی یہ اوقات نہیں ہے پہننے کی

دلکش جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہی تھی اور ایسے کہہ رہی تھی کہ رجو اس کے تحفے قبول کر لے۔

نہیں نہیں بی بی جی اللہ معاف کرے.... میرا یہ مطلب نہیں تھا.... آپ غلط سمجھ رہی ہیں آپ مجھے دے “

”دیں تحفہ پر اپنا کوئی اترا ہوا سوٹ دے دیں... نیا نا دیں۔

رجو اتنے سارے پڑے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

“ ... اچھا تو تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں بھی اترن پہنا کروں “

“ .... ارے نہیں بی بی جی اب اس نے سر پر ہاتھ مارا “

تو بس پھر تم میری خوشی کی خاطر لے لو.... اور بس کر و رجو مجھے بھی پتا ہے دل تمہارا بھی کر رہا ہے اب اٹھا “

"....لو

"....جی دل تو کر رہا ہے....پر وہ... چلیں میں بس دو سوٹ لے لوں گی"

.....رجو نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا....تو دلکش بھی مسکرا اٹھی

بس یہی مسکراہٹ چاہیے مجھے اپنی دوست کے چہرے پر.... تم پسند کر لو پھر جب شام کو جانے لگو تو یہاں "

"...سے آ کر لے جانا

رجو خوشی سے نیچے بیٹھ گئی تھی بیڈ کے پاس....اور کپڑے کو ادھر ادھر کر کے دیکھنے لگی....ایک اس نے اٹھا کر ایک طرف کر دیا۔

"ادھر اوپر بیٹھو تم نیچے بیٹھو گی تو میں بھی تمہارے ساتھ نیچے بیٹھ جاؤں گی۔"

"ارے نہیں نہیں بی بی جی۔"

رجو نے دلکش کو نیچے بیٹھتے دیکھا تو فوراً اوپر بیٹھ گئی۔

"مجھے یہ پسند ہے بی بی جی۔"

....اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ ایک طرف کیا لان کا سوٹ تھا.... جس پر سفید پھول بنے ہوئے تھے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ اب اس کے ہاتھ میں تھا.... آنسو آنکھوں سے گرتے چلے جا رہے تھے....رجو ...اس سوٹ کو ہنوز تکے گئی

کیا اوقات ہے انسان کی؟ صرف یہ کہ اس کی دی ہوئی چیزیں... اس دنیا وچ رہ سکتی ہیں پر انسان کی کوئی "

"....مدت نہیں

رجو وہیں کھلی الماری چھوڑے نیچے بیٹھتی چلی گئی اور اس سوٹ کو گلے سے لگا کر رونے لگی....سچ ہی تو کہہ رہی تھی وہ....انسان کی چیزیں اس دنیا میں رہ جاتی ہیں لیکن اس کا اخلاق نہیں مرتا....اگر دلکش کی جگہ کوئی اور مرا ہوتا حویلی میں تو شاید ہی رجو کو اس طرح یاد آتا....رجو کا اس سے کوئی خونی رشتہ نہیں تھا....

.....لیکن احساس کا رشتہ ان دونوں میں قائم تھا...جو وہ رشتہ چھوڑے اس دنیا سے جا چکی تھی

سوچا تھا کب انگریزی سیکھ لوں گی تب پاکستان واپس جاؤں گی.....سب سے ملوں گی جن کو میں چھوڑ کر"

"....آئی ہوں....لیکن آپ اس سے پہلے ہی چھوڑ کر چلی گئیں

اس گہرے نیلے سوٹ کو وہ گلے سے لگائے ہوئے رو رہی تھی اس کے پاس کوئی اس دکھ بانٹنے کے لیے نہیں تھا.....کوئی اس کو کہنا والا نہیں تھا کہ ایرج تمہاری دوست کا بہت افسوس ہوا....وہ اکیلی تھی یا اس کے

.....ساتھ رب کی ذات تھی

....ایرج نے اپنے آنسو صاف کیے

".....میں جلد سے جلد یہاں سے جانا چاہتی ہوں "

کچھ تھا اس کے اندر...جو اس سے کہہ رہا تھا کہ چیخ چیخ کر رو دے...لیکن اگر وہ آج چیخ کر رو دیتی تو شاید اس کے اندر جلنے والی آگ کو صبر مل جاتا....لیکن وہ اس آگ کو ختم نہیں کرنا چاہتی تھی....وہ اپنے اندر کے الاو کو دہکنے دینا چاہتی تھی....اس لمبے عرصے میں اسے جو احساس ہوا تھا وہ یہ تھا کہ شاہ اس کی واپس جانے

میں مدد نہیں کرے گا... مطلب اس کو جو کرنا خود کرنا.... نہیں وہ اب کسی اور اپنے کے چلے جانے کی خبر اس طرح پردیس میں نہیں سننا چاہتی تھی.....یا وہ خود ایک بے نام موت نہیں مرنا چاہتی تھی.....ایرج نے سارے دکھ کو اپنے اندر اتارا....ایک گہرا سانس لیا....اس سوٹ کو ایک حسرت بھری نگاہ سے دیکھا ......اور اٹھ کر اس کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا

گہرے نیلے رنگ پر سفید پھولوں نے اسے گہری رات میں چمکنے والے تاروں کی طرح امید دی تھی.... کہ جیسے رات کے گہرائی میں یہ سفید موتیوں کی مانند چمکنے والے ستارے زمین پر روشنی کی ہلکی ہلکی لہر سے زمین کو روشن کرتے ہیں ویسے ہی ان سفید پھولوں نے اسے اس کی زندگی جو آسمان کی طرح گہرے نیلی پڑ گئی تھی .....کو روشنی فراہم کرنے کی امید دی

"...میں جانتی ہوں مجھے کیا کرنا ہے "

.....ایرج نے الماری بند کرتے ہوئے کہا

صبح سے حویلی میں سوگ کا ماحول تھا..... ہر کوئی خاموش تھا.... دلکش کی موت پر اس کی اولاد نہیں بیٹھی تھی جو بین کر کے روتی...ماں وہ تھی جو اگر دلکش زندہ بھی رہتی تو اس کی حالت دیکھ کر تڑپتی رہتی.... وہاں کسی کا کوئی خاص نقصان نہیں ہوا تھا.... ایک لڑکی ہی تو مری تھی....جو زندہ بھی رہتی تھی تو شاید مری ہوئی ....ہی تصور ہوتی

....شاہینہ نے رباب کے کمرے کے دروازہ پر دستک دی

" ..... آجائیں پھوپھو "

....رباب نے اندر آنے کی اجازت دی

" .... تم نے ناشتہ نہیں کیا "

" .... بھوک نہیں ہے پھوپھو "

"کب تک نہیں کھاؤ گی ؟ "

...شاہینہ اس کے بیڈ کے پاس کھڑی تھی

" .... پھوپھو بیٹھیں نا "

رباب شاید اپنا ضبط کھو رہی تھی شاہینہ ہی تو تھی جو شاید دلکش کے اندر کیا چل رہا تھا اس کا اندازہ کر سکتی....

....شاہینہ بیٹھ گئی اس کے پاس.....رباب نے شاہینہ کا ہاتھ پکڑ لیا

" .... پھوپھو دیکھیں نا میری بہن کو کھا گئی یہ حویلی "

چہرے پر مسکراہٹ تھی.... مطلب وہ اس حویلی پر طنز کر رہی تھی... آنکھوں میں آنسو تھے جو اس کے دکھ کو بیان کر رہے تھے۔۔۔

" ... اتنا نا سوچو میرے بچی "

...شاہینہ نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

اب کہیں گی میں مضبوط بنوں.... پھوپھو دیکھیں میں کتنی مضبوط ہوں.... اور دلکش کو دیکھیں کتنی کمزور نکلی.... مجھے بچپن سے اس جگہ پر رکھا گیا جہاں وہ کچھ دیر کے لیے آئی تھی اور پھر.. اور پھر چل بسی ... "

رباب نے ایک دم شاہینہ کو گلے لگا لیا..... اب بس رونے کی سسکیاں ہی تھیں جو اس کمرے میں گونج رہی تھیں ....

"ایم سوری.... میں جذبات میں آ کر کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی "

رباب شومیز کے کمرے میں آئی تھی.... شومیز غالباً واشروم میں جانے لگا تھا..... لیکن اس کے آنے پر اپنا تولیہ ایک طرف صوفے پر رکھ دیا تھا ....

"نہیں کوئی بات نہیں... عادت ہے مجھے "

شومیز مسکرایا.... کتنا اطمینان تھا اس کی مسکراہٹ میں..... تحمل تھا اس کے لہجے میں.... نرم لہجا ....

"کس چیز کی عادت؟ "

"لوگوں کے رویے دیکھنے کی عادت .... "

شومیز نے شانے اچکائے ....

"آؤ بیٹھو ..."

شومیز نے اس کو بیٹھنے کی دعوت دی جو رباب نے قبول کرلی.... رباب صوفے پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی

.... جبکہ شومیز بیڈ پر اس کے سامنے بیٹھ گیا

"کوئی کام تھا؟ "

.... شومیز نے اس کی الجھی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے کہا

" .... نہیں بس معافی مانگنی تھی اپنے کل والے رویے پر "

کوئی بات نہیں میں نے برا نہیں منایا تھا میں جانتا ہوں وہ نیچرل تھا.... تمہیں اپنی بہن کا دکھ تھا.... ہاں "

لیکن ایک بات سمجھ نہیں سکا میں نے اس کا قتل کیسے کیا؟ لیکن خیر مجھے اس بات کا بھی دکھ نہیں نا ہی گلا ہے

" ... تم سے

میں معافی چاہتی ہوں.... بس رشتوں کی کچھ تلخیوں نے مجھے ایسا تلخ بنا دیا ہے.... زندگی نے مجھ پر کبھی "

"... رحم نہیں کیا

.... رباب جیسے شرمندہ تھی

"زندگی اتنی بھی بے رحم نہیں ہوتی۔ "

.... شومیز کو جیسے اس سے اختلاف تھا

جب اپنوں کے درمیان بیٹھ کر آنکھیں پانی سے بھر جائیں اور منہ چھپا کر آنسو صاف کرنے پڑیں اور "

"زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجانی پڑے تو زندگی سے زیادہ بے رحم کوئی نہیں لگتا۔

....رباب نے اپنے بہتے آنسو کو صاف کرنے کی ناکام کوشش کی

" and after all these things I .... تم نے تو صرف رشتوں کی تلخی دیکھی ہے میں نے پوری دنیا کی

realise

....وہ خاموش ہوا اور لمبا سانس لیا

زندگی کو جینا سیکھو.... آپ بدل جاؤ گے....زندگی بے رحم نہیں ہوتی... ہم ہی اپنی سوچوں میں اتنا کھو

"جاتے ہیں کہ زندگی کے رنگ ہمیں نظر ہی نہیں آتے.... جانتی ہو زندگی کے رنگ کیا ہیں؟

.....شومیز نے اس کے خشک پڑتے آنسو کو دیکھا تو مسکرایا.....رباب نے نفعی میں سر ہلایا

دوسروں کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنا... اپنے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر تو ہر کوئی خوش ہو جاتا "

ہے.... لیکن اصل خوشی تو وہ ہے جو ہم دوسروں کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر محسوس کرتے ہیں....

کبھی محسوس کرنا آپ کی وجہ سے کسی کا مسلۂ حل ہو جائے تو کتنی خوشی ملتی... دل مطمئن ہوتا... جبکہ

دوسروں کو دکھ پہنچا کر وقتی خوشی تو ملتی ہے لیکن انسان اندر ہی اندر سے مر جاتا ہے.... اس کو بے چینی ہر

"...وقت لاحق رہتی ہے وہ کبھی سکون میں نہیں رہتا

رباب کے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے... رونا وہ بھول چکی تھی.... جبکہ کسی گہری سوچ میں

.... معلوم ہوتی تھی

"...زندگی کا مطلب اپنے لیے بدل لو.... زندگی حسین لگنے لگی گی "

"میرا ساتھ دو گے؟"

.....یہی الفاظ تھے جو رباب نے ادا کیے تھے

ایرج کی نمرہ سے بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی.... دو دن بعد وہ ان کے گھر آئی تھی... نمرہ بھی گھر میں ہی موجود تھی... نمرہ نے اس کو بہت اچھے طریقے سے بلایا ہی نہیں بلکہ اس کے لیے... اپنے لیے... اور اپنی والدہ کے لیے چائے لے کر آ گئی...

"جی بس اللہ کی چیز تھی انہوں نے لے لی۔"

ایرج رباب کو بتا رہی تھی.... جو اس سے اظہار افسوس کر رہی تھیں...

"کیا ہوا ہے؟"

نمرہ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا چائے کے کپ وہ میز پر رکھ چکی تھی....

"ایرج کی پاکستان میں دوست تھی اس کی ڈیتھ ہو گئی۔"

رباب نے مختصر سا اسے بتایا...

"...اوہو.....بہت دکھ ہوا"

نمرہ نے چائے کا ایک کپ رباب کو پکڑاتے ہوئے کہا.....کچھ دیر تک خاموشی چھائی رہی... پھر ایرج

...بولی

" .... نمرہ مجھے کوئی نوکری ڈھونڈ دو "

.... ایرج کی بات پر ان دونوں نے بے ساختہ اسے دیکھا

"... تمہیں کیا ضرورت پڑ گئی؟ اتنے امیر آدمی کی بیوی ہو "

.... نمرہ نے جیسے اس امیر آدمی کا نام لینا گوارا نہیں کیا

"ہاں امیر آدمی جس کے پاس بیوی کی ٹکٹ کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ "

...رجو نے تلخی سے سوچا لیکن کہا کچھ نہیں

"یار میں گھر رہ رہ کر تنگ آگئی ہوں۔ "

"تمہیں انگلش بھی نہیں آتی.... کوئی ڈپلوما وغیرہ کیا ہوا؟ فائیننس وغیرہ میں؟ "

"ہیں؟ "

..... ایرج کے چہرے کے تاثرات ہی بتا رہے تھے کہ اس نے یہ نام پہلی دفعہ سنا ہے

" ... نہیں اچھا چھوڑو "

"یار انگلش کی فکر نا کرو... وہ میں سیکھ ہی لوں گی.... اور آنٹی بھی تو میری مدد کر رہی ہیں نا۔ "

" .... ہاں ایرج انگلش بہت جلد بولنا سیکھ جائے گی کیونکہ آتی تو اسے ہے ہی "

رباب نے ہنسی کو کپ کے پیچھے چھپاتے ہوئے کہا.... کیونکہ ایرج اسے بہت بار کہہ چکی تھی کہ اسے انگلش

...آتی ہے بس بولنا نہیں آتی

"دیکھا...بس تم کچھ کرونا۔ "

....التجا تھی اس کے لہجے میں

" ....اچھا میں کچھ سوچ کر بتاتی ہوں تمہیں "

....نمرہ نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے کہا....اور گہری سوچ میں پڑ گئی

"میں شومیز سے شادی نہیں کروں گی۔

وہ اعلان کر رہی تھی....سب کے سامنے...کیا اس میں اتنی جرات پیدا ہو گئی تھی کہ وہ ایسا اعلان سب کے سامنے کر رہی تھی اس حویلی کی دیواروں کو اپنی آواز سنا رہی تھی جہاں یہ گناہ سمجھا جاتا تھا....

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا اپنے ہوش میں تو ہو؟ "

....سجاد اسے جھنجھوڑ رہا تھا

"کیوں میں اپنی زندگی کا خود فیصلہ نہیں کر سکتی؟ مجھے حق حاصل ہے۔ "

.....وہ سجاد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہی تھی

"رباب بھائی سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے؟ "

....عمارہ اب اس کے پاس آگئی تھی....اور ایک بازو سے پکڑ اپنی طرف کیا تھا

"کیوں امی؟ گناہ ہے؟ "

"وہ جاتے جاتے تمہارے دماغ میں کیا خناس بھر کر گیا ہے؟ "

سجاد نے اب اس کو اپنی طرف کھینچا..... تایا جان توہال میں پڑے صوفوں پر بیٹھے سب خاموشی سے سن رہے تھے.... جبکہ علی شاہ ہاتھ پیچھے کو باندھے اپنے ضبط پر قابو پا کر کھڑے تھے..... پہلی دفعہ ان کے گھر میں ایک عورت ان کے سامنے آواز اٹھا رہی تھی.....

"تایا جان دیکھیں اپنے بیٹے کی تربیت.... وہ ایک عورت کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلا رہا ہے۔ "

سجاد شناور شاہ کی طرف آیا.... اور پھر سے رباب کی طرف آیا ....

"تمہیں اسی نے ورغلایا ہے نا؟ "

اب وہ پھر سے رباب سے کہہ رہا تھا ....

" بس یہی دن دیکھنا رہ گیا تھا.... "

دادی جان بھی رباب کو حقارت سے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی ....

شاہینہ کو تو ایک دم جھٹکا لگا تھا جیسے.... وہ دب کے رہنے والی رباب آج سب کے سامنے ڈٹ کے کھڑی تھی.... ضرور اس کے پیچھے بھی وجہ ہو گی ....

"بس اب مزید کوئی بحث نہیں ہو گی.... میں سب جانتا ہوں مجھے شومیز سب بتا کر گیا ہے۔ "

شناور شاہ ایک دم سے صوفے سے اٹھے تھے.... اور سب لوگ حیرانی سے دیکھ رہے تھے ....

”اچھاتو آپ کیا چاہتے ہیں؟میری ایک بچی مر گئی ہے؟اور دوسری بھی اسے ہی رہے؟ “

علی شاہ کی آواز دبی دبی تھی....بھائی صاحب کے آگے سے وہ کبھی نہیں بولا تھااور آج بولا لیکن اس کو آخر بیٹی کی اتنی فکر لاحق ہو گئی تھی؟

تم آج میرے آگے سے سوال کر رہے ہو؟کیامیں نے کبھی تمہارے بچوں کو اپنے بچے سے کم پیار دیا “ ہے؟کیا کبھی ایسے ہوا ہے؟اور شومیز اور رباب کا دونوں کا یہی فیصلہ ہے کہ وہ ابھی شادی کے لیے تیار نہیں ہیں... شومیز مجھے جانے سے پہلے ساری صورتحال سے آگاہ کر کے گیا ہے.....اور اگر ان دونوں کا یکجا فیصلہ ہے کہ وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے تو ایسا ہی ہو گا.....رباب منع نہیں کر رہی وہ ابھی شادی کرنے سے منع کر رہی ہے.... لیکن علی تم....مجھے تم پر بہت افسوس ہے تم میرے بارے میں ایسا سوچتے ہو.......“

“..... نہیں وہ بھائی “

.... علی کچھ بولتا اس سے پہلے ہی شناور شاہ وہاں سے چلے گئے

“....بہت افسوس ہوا “

فاخرہ بیگم بھی اپنی چھڑی کے سہارے کھڑے ہوتے ہوئے علی شاہ کو دیکھتے ہوئے کہہ گئی...... جبکہ وہ سر .....جھکائے کھڑا تھا.....اور فاخرہ بیگم کے جانے کے بعد علی شاہ بھی وہاں سے غصے میں چل دیے

”تم سے تو میں بعد میں پوچھتا ہوں۔ “

.... سجاد بھی اپنے باپ کے پیچھے گیا

رباب سیدھا اپنے کمرے میں آئی تھی....... اس نے ایک فون نکالا..... چھوٹا سا فون تھا..... ایک پرچی

..... نکالی اور نمبر ملانے لگی

...... دوسری بیل پر ہی فون اٹھا لیا گیا

" ..... کام ہو گیا ہے باس "

..... رباب نے جیسے فاتحانہ مسکراہٹ چہرے پر لائی تھی

"ابھی تو بہت سے کام باقی ہیں۔ "

... شومیز کی آواز میں بھی جیسے مسکراہٹ تھی

"تم کہاں پہنچ گئے؟"

"ابھی لاہور ائرپورٹ ہوں.... سات بجے کی فلائیٹ ہے۔"

..... شومیز نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

" ..... چلو خیریت سے جاؤ "

.... رباب نے فون بند کر دیا

یہ دلکش کی مرگ کے تیسرے دن کی بات تھی.... سب لوگ جا چکے تھے... قل خوانی کے بعد حویلی میں

..... کوئی بھی نہیں بچا تھا

میں اس قرآن سے شادی کی رسم کو ختم کر کے ہی دم لوں گی.... پھر چاہے مجھے جس کا بھی ساتھ دینا "
...پڑے "
.....رباب نے فون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

" ...باباسب آگئے ہیں... مجھے لگتا ہے ہمیں تایا جان سے اب شومیز کے رشتے کی بات کرنی چاہیے "
اس آواز پر رباب رکی تھی.... وہ تو وہاں سے گزر رہی تھی لیکن اس آواز نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا..... رباب کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی تھی.... اس کو عادت نہیں تھی اس طرح کسی کے کمرے کے ....باہر کھڑے ہونے کی لیکن شومیز کی شادی کے موضوع نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا

تم پاگل ہو گئے ہو.... میں شومیز سے رشتہ داری کبھی نہیں کروں گا.... اور اگر اس سے رشتہ داری کر لی تو "
" ... ہم کمزور ہو جائیں گے تم جانتے ہو
یہ کیا تھا اس کا اپنا باپ.... اس کو ان دونوں میں سے کسی کی فکر نہیں تھی.... وہ جو آج تک سوچتی آئی تھی کہ دلکش ان کی لاڈلی ہے تو ایسا بھی نہیں تھا..... وہ دونوں ایک ہی دہانے پر کھڑی تھیں.... رباب اب سہم کر دیوار کے ساتھ لگ گئی.... ان کو یہ فکر نہیں کہ ہو سکے تو ان کی ایک ہی بچی کا گھر بس جائے بلکہ ان کو یہ .... فکر تھی کہ اس رشتے سے وہ کمزور پڑ جائیں گے

....اس کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا

.....رباب اب آدھ کھلی کھڑکی سے ان دونوں کو دیکھنے لگی

... علی شاہ ادھر ادھر ٹہل کر کمرے کے چکر لگا رہے تھے.... اضطرابی ان کی طبعیت میں واضح تھی

"...وہ خود ہی نہیں کرے گا یہ رشتہ "

.... سجاد اطمینان سے کش پر کش لگا رہا تھا

"کیا مطلب ہے تمہارا کیوں نہیں کرے گا وہ یہ رشتہ ؟ "

.... علی شاہ اس کی بات پر حیران ہوئے تھے

"... آپ بس دیکھتے جائیں.... وہ نہیں کرے گا.. وہ انکار کر دے گا "

" ... تم پاگل ہو وہ اپنے باپ کی بات نہیں ٹالتا.... وہ کبھی بھی نہیں "

"...اب ٹالے گا... اور اب ہی تو اس کی سب سے بڑی غلطی ہو گی "

سجاد کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی.... چاندی کی انگوٹھی.... عقیق والا پتھر.... وہ اس کو گھوما گھوما کر دیکھ رہا

تھا.... اور چہرے پر مسکراہٹ چھائی تھی.... کیا تھا اس انگوٹھی میں؟ کس کی انگوٹھی تھی؟ رباب حیرانی کے عالم میں سب تکے جارہی تھی ....

"یہ کیا ہے؟ "

"شومیز شاہ کی کمزوری ہے بابا ..... "

اس نے اب وہ انگوٹھی اپنی مٹھی میں بند کرلی تھی.... کیا ہے ایسا جو شومیز کی کمزوری ہے؟ رباب کے ذہن میں ایسے کئی سوال جنم لی رہے تھے جن کے جواب اس کو خود ڈھونڈنے تھے ...

آپ بس اپنے بیٹے پر یقین رکھیں..... اس دفعہ اس کی بہت بڑی کمزوری میرے ہاتھ لگی ہے.... آپ بس " تایاجان سے سب کے سامنے شومیز کے رشتے کی بات کریں.... اور سب کے سامنے شومیز کا انکار...وہ کبھی برداشت نہیں کرسکیں گے .... "

سجاد ہنسا تھا..... جبکہ علی شاہ اس کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا جس کی مسکراہٹ میں زہر تھا... نفرت تھی.... بدلے کا، انتقام کا جنون تھا .....

"سجاد تم کیا کرنے والے ہو؟ "

"آپ مجھ پر یقین رکھیں .... "

سجاد نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ....

"ٹھیک ہے تمہاری مہندی والے دن.... میں سب کے سامنے بات کروں گا.... سب کے سامنے .... "

ہمارا سب سے پہلا مقصد شومیز کو اس گھر سے نکالنا ہے.... اس کے بعد آہستہ آہستہ شناور شاہ کو بھی اس"

....کے انجام تک پہنچا دینا

"....بہت حکومت کرلی اس نے

رباب جلدی سے وہاں سے اپنے کمرے تک آئی تھی.... قدم وہ جتنے جلدی اٹھا رہی تھی دل اتنا ہی بوجھل

....ہو رہا تھا

بھری محفل میں ان کی بیٹیوں کے رشتے کو رد کیا جائے گا اور ان کو خوشی ہو گی صرف اس لیے کہ شومیز کو "

"...یہاں سے نکالنا چاہتے ہیں

رباب کچھ نہیں جانتی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے؟ وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ انگوٹھی کس کی ہے؟ آیا اسے شومیز سے بات کرنی چاہیے یا نہیں؟ لیکن اگر اس نے شومیز سے بات کی اور شومیز نے گھر میں ہی ہنگامہ کھڑا کر دیا تو؟ نہیں پہلے کسی طرح اسے یہ دیکھنا تھا کہ شومیز اس پر اعتبار بھی کرتا یا نہیں؟ اگر انگوٹھی والی کوئی بات تھی ہی تو وہ یقیناً کل اس سوال پر بہت بڑی مشکل میں ہو گا..... اس کو شومیز سے کوئی ہمدردی نہیں تھی... نا ہی محبت تھی.... شاید وہ کبھی شومیز کی مدد کرنے کا نا سوچتی اگر اسے یہ اندازہ نا ہوتا کہ حویلی کے بہت سے رسم و رواج کو اگر کوئی ختم کر سکتا تو وہ شومیز گیلانی ہے.... اسی چلتے رات کو ڈھولک پر بھی رباب

......شومیز کے بازو میں کھڑی ہوئی جان بوجھ کر اس کو مخاطب کیا..... اور پھر وہ سب باتیں کہیں

وہ چاہتی تھی کل شومیز اس کا نام لے..... اور وہ شومیز کو پھر سب بتا دے دی گی... حویلی کی اس رسم کے

بارے میں..... اور ایسا ہی ہوا شومیز نے اس کا نام لیا.... لیکن اس کا نتیجہ.... وہ تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا.... دلکش کیا اتنے کمزور دل کی مالک تھی؟ نا چاہتے ہوئے بھی اس کو شومیز کا وہ فیصلہ زہر لگنے لگ گیا جو اتنی دعائیں کر کے اس نے کروایا تھا.... اور اس رات شومیز کا وہاں آنا اور پھر اس کی تلخ کلامی ہونا.... اس کو احساس تو اسی لمحے ہو گیا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی دلکش کی موت کی ذمہ دار یہ حویلی تھی.... یہاں کے لوگ تھے.... وہ نہیں تھا جو اس بارے میں جانتا بھی نہیں تھا.... رباب اس سے معافی مانگنے ہی گئی تھی.... لیکن وہ اسے سب کچھ بتانا چاہتی تھی...... اور ایسا ہی ہوا.........

"کیا آپ میرا ساتھ دیں گے؟"

"کیسا ساتھ؟"

شومیز حیران ہوا.... ایک دم سے رباب نے یہ سوال کیا تھا... رباب اٹھی اور اس نے شومیز کے کمرے کا دروازہ بند کیا.... اس کے بعد ایک ایک کر کے سارے کھڑکیاں بند دیکھیں شومیز اس کے اس عمل پر حیران رہ گیا...

"کیا کر رہی ہو؟"

وہ بے چینی سے اٹھ کھڑا ہوا....

"بتاتی ہوں... اس حویلی میں کچھ پتا نہیں کوئی کب آپکی بات سن لے....."

شومیز نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا..... رباب اب سب دیکھ کر دوبارہ صوفے پر آ کر بیٹھ گئی....

....شومیز بھی بیڈ پر واپس بیٹھا

" ....آپ میرا ساتھ دیں گے اس حویلی کی اس رسم کو ختم کرنے میں جس نے میری بہن کو ختم کر دیا "

"کیا مطلب؟ کون سے رسم؟ "

....شومیز نے نا سمجھی سے اسے دیکھا....جو اپنے دوپٹے کو بار بار مڑوڑ رہی تھی

" .....قرآن سے شادی کی رسم "

"کیا؟"

......شومیز کو تو جیسے حیرت کا ایک جھٹکا لگا تھا

سچ کہہ رہی ہوں.... یہ رسم برسوں سے اس خاندان کا حصہ ہے.....جو آج تک چلتی آرہی ہے....شاہینہ "

"....پھوپھو کی بھی قرآن سے شادی ہوئی ہوئی

......شومیز کو تو ایک سے بڑھ کر ایک حیرت کے جھٹکے دے رہی تھی وہ

"قرآن سے شادی.... تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟ "

.....شومیز کو اس کی دماغی حالت پر شک ہوا

" ...میں بالکل سچ بتا رہی ہوں "

....اس کے آواز دبی دبی تھی

"اچھا اور اس رسم میں کیا ہوتا؟ "

.....شومیز جیسے اب بھی اس کی بات کو سنجیدہ نہیں لے رہا تھا

اسلام سے پہلے آسمانِ دنیا نے یہ دردناک مَناظِر بھی دیکھے کہ عورت کو بُری طرح ذلیل ورُسوا کیا جاتا "

،اسے مارا پیٹا جاتا اور اس کے حُقُوق پر غاصِبانہ قبضہ جمالینے کو جرأت مندی وبہادری سمجھا جاتا۔ماں اور بیٹی کی طرح ""بہن" کے ساتھ بھی کوئی اچھا سُلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ماں باپ کی وِراثت سے تو اسے یوں بے دَخَل کر دیتے جیسے دودھ سے مکّھی کو نکال کر پھینک دیا جاتا تھا....اب ایسا نہیں ہوتا.....بہت سے علاقوں میں ایسا نہیں ہوتا.....ماں کے قدموں تلے جنت سمجھی جاتی لیکن ماں کی عزت نہیں ہوتی.....بہن تو ہوتی ہے... لیکن وہ حقدار نہیں ہوتی.....میں نے بچپن سے یہ سنا ہے کہ میں قرآنی دلہن بنادی جاؤں گی.....مجھے پاک سمجھا جائے گا....درحقیقت مجھے زندہ دفن کیا جائے گا لیکن انداز بدل جائے گا.....یہاں آج بھی بیٹیاں زندہ دفن ہوتی ہیں لیکن انداز بدل گیا ہے....میں اس حقیقت کے ساتھ بڑی ہوئی کہ میں قرآنی دلہن بنوں گی جبکہ دلکش تایا جان کے بیٹے شومیز کی دلہن بنے گی.....کیونکہ وہ خاندان کا لڑکا ہے.....اور زمین کہیں نہیں جائے گی.... "

"کیا کہہ رہی ہو یار؟ یہ کیسا مذاق ہے؟ "

تمھیں میری باتیں یقینا مذاق لگ رہی ہونگی....ٹھیک ہے یہ مذاق ہی صحیح لیکن تم یہ شادی نہیں کرنا چاہتے "

اس انگوٹھی والی کی وجہ سے.... "

....شومیز کو لگا اس کے سر پر کسی نے ضرب لگائی ہو...ایک دم دماغ سن ہو گیا

"کیا مطلب؟ "

میں جانتی ہوں.... تم یہ شادی نہیں کرنا چاہتے.... میں نے ابا اور سجاد کی باتیں سنی ہیں.... کہ تم انکار کر "

"...دو گے..... اور وہ بھی اس انگوٹھی کی وجہ سے..... میرا مطلب ہے انگوٹھی والی کی وجہ سے

رباب سب باتیں اپنی جگہ لیکن یہ رسم.... میں نہیں مانتا اس رسم کو.... اور ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ یہ "

"سب ہو..... اسلام اجازت نہیں تھا۔

....شومیز کی بات پر رباب طنزیہ مسکرائی

اس حویلی میں اب تک تم نے کتنی رسمیں اسلام کے مطابق دیکھیں؟ کیا ایک نان مسلم کے ساتھ بیٹھ کر "

کھانا کھانا؟ عورت پر ہاتھ اٹھانا؟ عورت کو بات کرنے کی اجازت نا دینا؟ پھو پھو کا یوں گھر بیٹھے ہونا؟ یا یہ

"ڈھولک؟ کیا تھا اسلام کے مطابق؟

.....رباب کے ایک ایک سوال نے اسے لاجواب کر دیا تھا

شومیز پر یہ انکشاف کسی قیامت سے کم نہیں تھا.... ایک لڑکی نروس بریک ڈاؤن کی وجہ سے مر جاتی ہے اور

اس کی اصل وجہ یہ لعنت جیسی ایک رسم ہوتی ہے؟ اس کا سوچ سوچ کر دماغ گھوم رہا تھا تو جس پر یہ بیتی

ہو گی؟ رباب؟ جس نے بچپن سے اسی حقیقت میں زندگی گزاری؟

"میں ابھی بابا کے پاس جاتا ہوں۔ "

شومیز اٹھنا ہی لگا تھا کہ رباب نے اسے روکا۔

"رکو.... تمہیں کیا لگتا تم جا کر ان کے سامنے اسلام کے چند ایک حوالے رکھو گے اور برسوں پرانی رسومات ختم ہو جائیں گی؟ ایسا نہیں ہو گا شومیز۔"

"تو پھر... پھر کیا کرنا چاہیے؟"

"اگر میں جانتی ہوتی تو تمہارے پاس آتی؟ دیکھو اپنی سمارٹنس جیسے اب تک مسلے حل کرتے آئے ہو اور بہت سے مسلوں میں پڑ بھی چکے ہو۔"

رباب کا اشارہ وہ سمجھ گیا تھا..... اس کا اشارہ ایرج کی طرف تھا.... رباب اس کے کمرے میں اس کے بعد ..... ایک لمحہ بھی نہیں رکی تھی.... اور دروازہ کھول کر باہر آ گئی

امید کے مطابق شومیز نے صبح اسے بلاوا بھیجا تھا.... رباب آ بھی گئی تھی آج دلکش کی قل خوانی تھی.... سب وہاں مصروف تھے۔

"میں بابا جان سے بات کر کے جاؤں گا... آج شام میں نے یہاں سے نکل جانا ہے.... تم نے بس سب کے جانے کے بعد یہ اعلان کرنا ہے باقی بابا جان خود سنبھال لیں گے۔"

..... رباب نے آنکھیں کھولیں

".... اگر یہ جنگ ہے تو پھر یہ جنگ مجھ پر واجب ہے"

.... موبائل ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا...... رباب نے اسے چھپا دیا

"ہاں ایرج تمہارا کام ہو گیا ہے۔"

.... نمرہ اسے فون پر اطلاع دے رہی تھی

".... بہت بہت شکریہ نمرہ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی"

.... ایرج نے چہکتے ہوئے کہا

"... میں چاہتی بھی نہیں کہ تم مجھے زندگی بھر بھولو"

بہت بے تکلفی سے جواب آیا تھا.... رجو مسکرا کر رہ گئی.... فون بند کیا اور ٹی وی کی جانب دیکھنے لگی جبکہ دھیان وہاں نہیں تھا۔۔۔۔

"اب میں کچھ کر کے ہی دیکھاوں گی انگریز شاہ۔"

... ایرج نے سوچتے ہوئے آنکھیں موند لیں

....

صبح صبح کی ہوا ٹھنڈی تھی.... ایڈنبرا میں بادلوں کا راج تھا.... اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بارش ہونے والی ہو.... موسم کافی ٹھنڈا معلوم ہوتا تھا... کالے سیاہ بادل آسمان پر چھائے ہوئے تھے... ایرج نماز پڑھ کر اٹھی تھی اور باہر باغیچہ میں آگئی تھی..... کالے رنگ کا شیشوں والا لباس زیب تن کیے وہ لوہے کے دروازے کے پاس کھڑی تھی.... آج اس نے نمرہ کے ساتھ جانا تھا آج اس نے اپنی منزل کا آغاز کرنا تھا دل میں عجیب سی کیفیت تھی.... کیا وہ صحیح کرنے جا رہی ہے؟ اس نے شومیز سے بات بھی نہیں کی تھی اور

ناہی اس کو شومیز کے آنے کی خبر تھی..... دوپٹہ گلے میں ڈالے وہ ہاتھ سینے پہ باندھے وہ آسمان پر کالے بادلوں کو دیکھنے میں مگن تھی جو لگتا تھا آج خوب برسیں گے۔ ابھی اسے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ گھر کے سامنے ایک گاڑی رکی..... سفید رنگ کی گاڑی..... اس میں سے اترنے والے شخص نے ایرج کے ہوش اڑا دیے..... سفید شلوار کے اوپر کالے رنگ کا کرتا..... دودھیا رنگت..... قمیض کی آستینیں آدھی اوپر کیے ہوئے وہ باہر نکلا.... بڑھی ہوئی شیف ایرج کو سمجھ نہیں آئی کے اندر جائے یا باہر؟ اس کو شومیز سے ڈر نہیں لگ رہا تھا.... بلکہ وہ آج جو کرنے جا رہی تھی اس سے ڈر لگ رہا تھا اس نے تو شومیز کو کچھ بتایا ہی نہیں تھا... اور اب کیا بتائے گی؟

....ہاتھ میں ایک بیگ پکڑے وہ اندر کی جانب آ رہا تھا.... ایرج پر اس نے نظر نہیں ڈالی تھی

" .....رجو اندر بھج (بھاگ) جا اس سے پہلے شاہ گھوری ڈالے "

ایرج اندر کی جانب مڑنے لگی لیکن پھر پر اعتماد دوبارہ مڑی۔

"ایویں کچھ کہے گا... اپنے گھر کی حدود میں کھڑی ہوں.... اور ویسے بھی اب مجھے ڈرنا نہیں ہے۔ "

وہ پھر سے ہاتھ باندھے وہاں باغیچے میں ہی کھڑی ہو گئی بوندا باندی شروع ہو چکی تھی.... شومیز اندر داخل

" ...ہوا اور سیدھا اندر چلا گیا.... ایرج تو اس کی شانِ بے نیازی دیکھ کر ہی حیران رہ گئی تھی

" ... لگتا گاوں سے ہو کر آنے کے بعد سر پر اثر ہو گیا انگریز شاہ کے.... ابھی پوچھتی ہوں

ایرج نے اب کمر پر ہاتھ باندھ لیے تھے جیسے لڑنے کے لیے تیار کھڑی ہو.... اور اندر آ گئی.... شومیز سیدھا

....اپنے کمرے میں گیا تھا اور ایرج بھی وہاں پہنچی

....لیکن وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا

"....ہائے میرے اللہ میں انگریز شاہ دا بھوت تے نہیں ویکھ لیا"

ایرج کی آنکھوں کے پتلے ڈر سے بڑے ہو گئے لیکن وہ کر تو ڈرامہ ہی رہی تھی ڈرتی تو ایرج کی جوتی بھی نہیں تھی۔

ایرج واپس مڑنے لگی تو سامنے سے کمرے میں داخل ہوتے شومیز سے ٹکر ہوئی....ایرج بے ساختہ پیچھے کو ....ہوئی

شومیز نے ایک نظر اس پر ڈالی....اور بیگ دائیں جانب پڑی شیشے کی میز پر رکھا....خود بیڈ پر تھکے تھکے انداز ....میں بیٹھ گیا....ایرج نے سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا

"واہ بھئی بڑی بات ہے....پورے پورے گاؤں کے گورے بن کے آئے ہو۔"

ایرج نے ستائشی انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہا جس نے پاؤں میں کالے رنگ کی چپل پہنی ہوئی تھی اور ....شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی ہاتھ میں کالی بیلٹ والی گھڑی جو اب وہ اتار رہا تھا

شومیز اس کی بات پر دھیما سا مسکرایا....ایرج خود ہی صوفے پر بیٹھ گئی.....شومیز کی خاموشی رجو کو زہر لگ رہی تھی۔

"گاؤں سے آتے آتے کوئی حادثاتی طور پر زبان چلی گئی اے یا راستے میں کسی کو کرائے پر دے آئے ہو؟"

.... ایرج نے چہرے کے شکلیں بگاڑتے ہوئے کہا

نہیں ناہی کرائے پر دی ناہی چلی گئی اس کام کے لیے میں نے ایک لڑکی کو رکھا ہوا جو میرے سامنے بیٹھی "

"ہے... بولنا اسی کا کام ہے۔

اوہیلو... انگریز شاہ! جب کوئی بول رہا ہو تو اس کی بات کا جواب بھی دیتے نہیں تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ یا تو "

"میں گونگا ہوں یا اگلا بہرہ ہے اور مجھے تو آپ اندھے بھی لگ رہے ہیں۔

.... یہ ایرج نے آہستہ سے دانت پیستے ہوئے کہا

"کیا کہا؟ "

شومیز نے کان دھرے۔

نہیں نہیں.... کچھ نہیں میں نے کہا آپ مجھے گونگے اور بہرے دونوں معلوم ہو رہے تھے اب پتا لگ گیا "

"حرکتیں نا کیا کریں۔ unsepected کہ نہیں ہو اور ویسے بھی یہ

" unsepected؟"

شومیز نے ناسمجھی سے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا کہ کیا کہہ رہی ہو؟

" ... ارے... ایرج نے سر پر ہاتھ مارا....... مطلب وہی جس کی امید نا ہو "

" you mean unexpected ....اوہ "

" ...ہاں ہاں اوہی "

بادل کے گرجنے کی آواز آئی تو دونوں نے بے ساختہ کھڑکی کی طرف دیکھا... بارش زور و شور سے جاری تھی ....

بارش کی بوندیں کی گرنے کی آواز دونوں باخوب سن سکتے تھے۔

"چائے بنالا کر لاؤں ؟ "

.... ایرج نے اس سے پوچھا... چہرے کی تھکن وہ دیکھ سکتی تھی

"نہیں... بس تھوڑی دیر سونا چاہتا ہوں بہت تھک گیا ہوں۔ "

.... ایرج کھڑی ہوئی

"اچھا کب تک سو گے ؟ "

.... وہ فوراہی پوچھ بیٹھی

"مطلب ؟ "

.... شومیز نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا

" ... نہیں وہ میرا مطلب ہے... بس کچھ نہیں ویسے ہی پوچھا "

.... ایرج پیر پٹکتی وہاں سے نکل آئی اور زور سے دروازہ بند کر دیا

اس نے اس لیے پوچھ لیا تھا کہ وہ نمرہ کے ساتھ چلی جائے گی لیکن اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ غلط سوال

.... کیا..... شاہ کی نظروں نے اسے مشکوک پالیا تھا

چل رجو نمرہ کے گھر جا کر کہہ آ کہ آج نہیں جاسکتی تو کل جائے گی شاہ کو اعتماد میں لے کر سب بات بتاؤں "

گی۔"

ایرج دوپٹہ مڑوڑتی نیچے آگئی.... راہداری سے چلتے ہوئے باہر نکلنے ہی لگی کہ بارش کے خیال سے رک

گئی....

" .... فون ہی کر لیتی ہوں "

.... اس کا موبائل اوپر کمرے میں ہی تھا واپس اوپر اپنے کمرے میں آگئی.... اور موبائل اٹھا کر نمبر ملانے لگی

..... نمرہ نے فون اٹھالیا

" ... یار آج تو بارش بہت زیادہ ہے میری انا سے بات ہو گئی ہے کل پر پروگرام رکھتے ہیں سارا "

.... نمرہ نے یہ کہہ کر خود ہی اس کی مشکل آسان کر دی..... ایرج نے شکر کا کلمہ پڑھا اور فون بند کر دیا

"...ہوا(good گڈ) چلو یہ تو گوڈ "

وہ گڈ کو غلط انداز میں بولتے ہوئے خود بھی بیڈ پر بیٹھ گئی اور کھڑکی سے باہر ہونے والے بارش کو دیکھنے لگی۔

"یہ سب تم سے شومیز نے کرنے کو کہا ہے نا؟ "

شاہینہ رباب کے کمرے میں آئی تھی کل رات ہی وہ اس سے بات کر لیتی لیکن اس کو وقت نہیں ملا تھا۔

" .... نہیں... ہم دونوں کا فیصلہ ہے "

....رباب نے بے نیازی سے کہا

”تم نے شومیز کو حقیقت بتادی ہے نا؟ “

...شاہینہ نے اپنا خدشہ ظاہر کیا

ہاں تو کیا نہیں بتانا چاہیے تھا؟ کیا نہیں بتانا چاہیے تھا کہ اس نئ طرز کی حویلی میں پرانی سوچ کے لوگ رہتے “

”ہیں۔

رباب کتنی پر اعتماد اسے نظر آئی تھی....وہ جو پہلے بیڈ پر بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھی اب اس کتاب کو بند کر کے

....اٹھ بیٹھی.... جیسے وہ شاہینہ سے سب جواب چاہتی ہو

آپ مجھے کہتی ہیں قرآن پڑھا کروں نہیں بلکہ سمجھا کروں... لیکن مجھے افسوس ہوتا آپ قرآن پڑھ کر “

” ....بھی سوری سمجھ کر بھی اس پر عمل نہیں کر سکیں

”رباب مجھ سے کیسے بات کر رہی ہو تم؟ “

شاہینہ کو اس لہجہ چبھ رہا تھا۔

اوہ سوری پھوپھو مجھے یہ کہنا چاہیے کہ آپ تو قرآنی دلہن ہیں پاک ہیں... آپ کو کیا ضرورت قرآن پر “

” ...عمل کرنے کی

...رباب...“شاہینہ کے لہجے میں دبی دبی سختی تھی“

”کیا ہوا میں نے کچھ غلط کہا؟ “

" نہیں ہوں میں قرآنی دلہن.... مت کہو مجھے۔۔۔۔ "

.... شاہینہ کے لہجے میں تکلیف تھی... آواز میں درد تھا... آنکھوں میں آنسو تھے چہرے پر شکوے تھے

بس کریں پھوپھو.... اگر آپ اس بات کو مانتی ہوتیں تو آج آپ کی بھی شادی ہوئی ہوتی.... آپ کا بھی "
گھر بسا ہوتا یہاں اس گھر سے سکول اور سکول سے گھر کے چکر نا کاٹ رہی ہوتیں..... اور دوسروں کو بس
" ... قرآن پر عمل کرنے کا ہی درس نا دے رہی ہوتی خود بھی عمل کر کے دیکھاتی

رباب نے اس قدرے سفاکی سے یہ سب کہا تھا لیکن شاہینہ کا اندر تک چھلنی ہو گیا تھا.... اس کے زخم تازہ ہو گئے تھے.... شاہینہ ایک لمحہ بھی اس کے پاس نہیں رکنا چاہتی تھی... شاہینہ وہیں سے الٹے قدم واپس .... ہو گئی

چہرے پر جتنی سختی تھی شاہینہ کے جانے کے بعد سب غائب ہو چکی تھی اب اس تکلیف نے جگہ لے لی تھی .... جو اس کا دل محسوس کر رہا تھا

"میں مجبور ہوں پھوپھو مجھے معاف کر دینا۔ "

رباب اس کھلے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جہاں سے چند لمحے پہلے وہ اپنی تکلیفوں کو اپنے اندر دفن .... کرتی جا چکی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہ شاہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ "

صبح کے وقت ناشتے پر جب وہ دونوں کیچن میں پڑے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تو ایرج نے کپ میں چائے ڈالتے ہوئے شومیز سے کہا... شومیز موبائل پر مصروف لگ رہا تھا۔

"....ہاں کرو"

شومیز نے مصروف سے انداز میں کہا۔

"میں پاکستان جانا چاہتی ہوں۔"

ایرج نے پر اعتمادی سے کہا۔

"ہاں تو میں نے تمہیں شرائط بتادی تھیں۔"

شومیز نے اب سرسری سی نظر اس پر ڈالی تھی۔

"ہاں میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"....ہاں تو کرو"

"مجھے نوکری مل گئی ہے۔"

.... شومیز کی متحرک انگلی جو مسلسل اپنے موبائل پر چل رہی تھی وہ رکی

"نوکری.... مطلب؟ کیا کام؟"

شومیز نے اب باقائدہ فون ایک طرف رکھ دیا اور اب رجو کی خود یقینی ختم ہوئی اور گھبراہٹ ہونے لگی...پتا نہیں اجازت بھی دیں گے یا نہیں.... کیا ہو گا؟

" .....وہ میں نے بتایا تھا ناسامنے والی کا "

ایرج نے اب ہاتھ سے کھڑکی کی طرف اشارے کرتے ہوئے کہا جہاں سے نمرہ کا گھر نظر آرہا تھا۔

" ....ہاں "

....شومیز نے اس کے ہاتھ کی اشارے کی سیدھ میں اس گھر کو دیکھا جو قدرے چھوٹا تھا

"....تو اس نے کام ڈھونڈ کے دیا ہے "

"کون سا کام کیسا کام؟ "

....شومیز اب اس سے تفصیل چاہتا تھا

وہ... اور اس کی سہیلی بہت دیر سے اپنا چھوٹا سا کام شروع کرنا چاہتی تھیں.....انہوں نے ایک ہوٹل " طرح کا ہوٹل بنانا تھا ارے ویسا ہی جیسے ہم جا کر کھانا کھاتے ہیں.... بالکل ویسا... ان کو کھانے پکانے والے "کی ضرورت تھی تو مجھے رکھ لیا۔

"اچھا تو تم وہاں کام کرنا چاہتی ہو؟ "

....شومیز نے سوال کیا

" ...ہاں تے انی دیر دی میں ہیر رانجھا کہانی سنا رہی تھی "

" .... ٹھیک ہے... محمد سب پتا کرلے گا میں بتا دوں گا تمہیں وہاں کام کرنا چاہیے یا نہیں "

.... شومیز نے اب دوبارہ موبائل اٹھا لیا تھا.... اور اس میں مصروف ہو گیا.... ایرج کو بہت عجیب لگا

میں نے آج سے کام پر جانا.... اور ہاں خود ہی کہتے تھے خود مختار ہوں.... اپنے فیصلے خود کروں... اپنے " پیروں پر کھڑی ہوں اب مجھے بچوں کی طرح کیوں سمجھ رہے ہیں میں نے بھی سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا.... ان کو پاکستانی کھانے پکانے والی کوئی چاہیے تھی اور مجھے یہ کام اپنے لیے مناسب لگالوگوں میں جاؤں گی اٹھنا بیٹھنا ہو گا تو یہ انگریزی بھی سیکھوں گی .... "

ایرج کی اتنی لمبی تقریر پر شومیز نے محض اثبات میں سر ہلایا اور چائے پیتا رہا ....

"کچھ بولو بھی ...."

"ٹھیک ہے.... چلی جانا آج سے کام پر ....."

ایرج کے چہرے کی خوشی بتا رہی تھی کہ وہ اس کام کو لے کر کتنا پر جوش ہے۔

پرنسز اسٹریٹ کے پاس واقع ایک چھوٹی سی گلی میں موجود ایک چھوٹی سی دوکان تھی.... جس کا رنگ آسمانی تھا..... اندر صرف چھوٹے سے کاؤنٹر کی جگہ تھی اور اس کے پیچھے ایک کیچن تھا..... باہر گلی میں کرسیاں لگائی گئی تھیں.... اور وہاں ایسے ہی تھا.... ہر رستورانت کے باہر اس طرح میز اور کرسیاں لگائی گئی تھیں جن کو سجایا گیا تھا.... شام کے وقت وہ سب وہاں موجود تھیں.... انا.... نمرہ.... رباب.... انا کی والدہ اور وہ پیاری سی بچی.... نمرہ کے ساتھ ہی رجو بھی وہاں موجود تھی... اس نے سفید شیشوں والا سوٹ پہنا ہوا تھا اور لال رنگ کا دوپٹہ کیا ہوا تھا..... کمر پر پراندہ تھا... آنکھوں میں سرمہ ....

اس چھوٹی سی دوکان کا نام.... "پنجابی تڑکا" نام رکھا گیا تھا..... اور یہ نام ایرج نے رکھا تھا..... ایرج جولیا سے پہلی دفعہ مل رہی تھی.... سیاہ آنکھیں دودھیا رنگت.... سیاہ ہی بال وہ کتنی پیاری بچی تھی.... لیکن اتنی ہی سہمی ہوئی نا بات کرتی تھی نا کچھ بولتی تھی بس اپنی نانی کے ساتھ چپکی رہتی تھی.... چھوٹی سی اوپن سرمنی کی گئی تھی اور شام کے وقت باقائدہ آغاز ہو چکا تھا.... اوپن سرمنی میں کوئی خاص مہمان شامل نہیں تھے.... سرمنی ربن جولیا نے کاٹا تھا... ایرج کی اس بچی سے بات نہیں ہوئی تھی... لیکن وہ اس کو بے حد خوبصورت لگی تھی....

شام کے وقت ایڈنبرا کی تیز اور ٹھنڈی ہوا میں اس کے نئے سفر کا آغاز ہو چکا تھا.....

پنجابی تڑکا" کی خاص ڈِش ساگ مکئی والی روٹی اور ساتھ لسی تھی جو ایرج نے بنا کر کھلائی تھی جس کے بعد" سے ہی اس کو کوک رکھا گیا تھا.... باقی اور بھی پنجابی ڈشز تھیں....

بہت سے گزرے لوگوں نے اس سرمنی کو دیکھا تھا اور اس کے بعد کھانے کے لیے اس خوبصورت تاریخی گلی میں بیٹھ بھی گئے تھے....

" چل رجو.... آج ان انگریزوں کو اپنے ساگ کے ہاتھ کا دیوانہ بنا دے.... "

ایرج نے یہ کہہ کر اس کیچن میں اپنا کام شروع کیا.....

" ایرج تمہارے ہاتھوں میں سچ میں جادو ہے.... "

نمرہ اور ایرج اس لمبی ہوٹلز کی قطار والی گلی میں رات کے پہر اتر رہی تھیں.... جہاں سب ہوٹلز تقریباً بند

ہونا شروع ہو چکے تھے....بتیاں جو پہلے روشن تھیں اب بند ہونا شروع ہو گئی تھیں... لیکن گلی میں اب بھی ....روشنی تھی پیلی روشنی کی نیچے وہ دونوں چلتے ہوئے ایک دوسرے سے باتیں کر رہی تھیں

"نہیں جادو نہیں بے بے کے ہاتھ کے جوتے ہیں....جو میرے کام ٹھیک نا کرنے پر مجھے پڑتے تھے۔ "

ایرج اسے ہنس کر بتا رہی تھی..... لیکن آنکھوں میں نمی کو بھی چھپا نا سکی۔

" ....تم بہت مس کرتی ہو نا اپنی والدہ کو "

نمرہ نے اس پیلی روشنی کی چمک میں اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں کی نمی کو پہچانا۔

"....ہاں "

....اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا

" ....تو واپس کیوں نہیں چلی جاتی "

"چلی جاؤں گی....اچھا آج جس بچی نے وہ سر منی کی وہ کون تھی؟"

....ایرج نے فوراً سے پہلے بات بدل دی

" ....ارے وہ....وہ تو جو لیا ہے...انا کی بیٹی "

.....اس انکشاف پر تو ایرج کی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹ گئیں

" ....نا کرو یار "

"سچ کہہ رہی ہوں۔ "

" .....اے نہیں ہو سکدا "

"کیوں؟ "

نمرہ اب اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہو گئی۔

کیونکہ انا کو دیکھا نہیں کنی پتلی سی ہے..... اور ایک بچی کی ماں بھی.... پاکستان ہوتا تو پکا... پیٹ باہر ہونا "

"....سی

.... ایرج کی بات پر نمرہ ہنس ہنس کر دہری ہوئی

ہاں سچ کہہ رہی ہوں.... ہمارے ہاں ایک سے دوسرے بچے کے بعد عورتیں کہتی ہیں اب کیا فرق پڑتا "

ہے... اور پھر کھا کھا کر پیٹ باہر نکال لیتی ہیں پھر چلا نہیں جاتا... پر ایسا صرف شہروں میں ہوتا یا امیروں

"میں....پنڈوں میں تو عورتیں گھر کے کام کر کر کے ہی آدھی ہو جاتی ہیں۔

... نمرہ اس کی باتیں سن سن کر ہنس ہنس کر پاگل ہو رہی تھی

اچھا ایرج تم سنو... کل سے میں نہیں آیا کروں گی میں نے آج بھی آفس سے چھٹی لی.... تمہارے ساتھ "

" .... امی سنبھالا کریں گی اور آج جو چھوٹا سا سٹاف تھا بس وہی

.... نمرہ کی والدہ پہلے ہی چلی گئیں تھیں..... انا بھی اپنے گھر گئی تھی سیدھا

"اچھا تم کہاں کام کرتی ہو؟ "

.... ایرج نے دلچسپی سے پوچھا.... لیکن نمرہ کے چہرے کے تاثرات بگڑے جیسے بتانا نا چاہتی ہو

" .... ٹھیک ہے ٹھیک ہے نا بتاؤ پر یہ گندی شکلیں نا بناؤ.... میں کوئی تمہاری مج نہیں کھولی "

نمرہ پھر سے ہنس پڑی.... نمرہ کو پنجابی ساری سمجھ آتی تھی شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی والدہ بھی پنجابی تھیں ....

"نہیں نہیں یار... بتاتی ہوں.... میں سید آرگنائزشن میں کام کرتی ہوں۔ "

.... ایرج ایک دم رکی.... اب وہ ڈھلوان اتر رہی تھیں

" .... سید..... اووووو "

..... اس نے حیرت سے منہ کو گول کرتے ہوئے کہا

"میرے شاہ بھی سید ہیں.... اچھا پھر وہ بھی اسی جگہ کام کرتے ہیں۔ "

.... ایرج نے ایسے سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اسے سب سمجھ آیا ہو جبکہ نمرہ نے اسے حیرت سے دیکھا

"ایرج تم پاگل ہو یا پاگل بننے کا کام کرتی ہو؟ "

"کی مطلب؟ "

.... ایرج نے اس کو حیران ہوتے دیکھا اور اس سوال پر پوچھا جو اسے بالکل سمجھ نا آیا

"تمہیں نہیں پتا تمہارا شوہر کیا کام کرتا؟ "

" .... ہائے خدا نا خواستہ لڑکیاں تے چوری کر کے نہیں ویچدا "

...... ایرج کے چہرے پر ڈر واضح تھا

"کیا؟ "

.... نمرہ کو اس سے یہ توقع تو نہیں تھی

ہاں... تمہیں نہیں پتا.... یہ سب انگریز ایسے ہی کرتے ہیں... لڑکیاں بیچ بیچ کے کھاتے ہیں.... اور پتا "

".... نہیں شاہ بھی

وہ اسے اپنے خدشات سے آگاہ کر رہی تھی جبکہ نمرہ اس بات پر حیران تھی کہ اس کو یہ تک نہیں پتا کہ اس

کا شوہر کام کیا کرتا ہے؟

پاگل لڑکی ایسا کچھ نہیں ہے.... تم کیا سمجھتی ہو؟ سکاٹ لینڈ میں اتنے اعلی شان گھر میں رہ رہی ہو.... کارڈ "

" ..... میں اتنے پیسے ہوتے کہ کچھ بھی خرید سکتی ہو کچھ بھی...... اور یہ سب ایویں ڈاکے مار کر مل جاتا ہے

.... وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتی اب ڈھلوان اتر چکی تھیں اور ہوٹلز کی قطار بھی ختم ہو گئی تھی

"تمہارا شوہر یہاں کے بڑے بزنس مین میں شمار ہوتا ہے۔ "

.... نمرہ کے چہرے پر کوئی خوشی نہیں تھی شومیز کا نام لیتے ہوئے بلکہ الگ سے بیزاری تھی

"او کی ہوندا؟ "

یار آسان الفاظ میں جس کمپنی میں میں کام کرتی ہوں.... وہ وہاں کا مالک ہے اور میرا آفس یہاں کچھ فاصلے "

"پر ہی ہے۔

.... نمرہ نے اسے بتایا.... جبکہ ایرج تو کسی صدمے میں لگ رہی تھی

مطلب.... مطلب انگریز شاہ بھی ڈرامے والے ہیرو جیسا بزنس مین ہے.... ہاں اسی لیے میں بھی کہوں "

"..سے کالا پینٹ کوٹ کیوں پہن کے جاتا.... ہن سمجھ آئی

نمرہ کو بہت عجیب لگ رہا تھا.... ایک لڑکی جس کی شادی ہوئی ہوئی اسے معلوم ہی نہیں اس کا شوہر کیا کرتا ہے؟

"اچھا ابھی بس کو آنے میں دیر ہے.... ہم یہیں کھڑے ہو کر انتظار کرتے ہیں۔ "

نمرہ نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا..... وہ بس سٹاپ تک آچکی تھیں.... سڑک کے کنارے وہ کھڑی تھیں.... بس آنے میں پانچ منٹ تھے... جب ان کے سامنے ایک کالے رنگ کی گاڑی کھڑی ہوئی....

.... گاڑی ہو شیشہ نیچے ہوا..... گاڑی چلانے والا کوئی پاکستانی معلوم ہوتا تھا

"... میم ایرج میں شومیز سر کی طرف سے بھیجا گیا ہوں.... آپکو گھر لے کر جانا ہے "

نمرہ نے ایرج کو دیکھا جبکہ ایرج نے بھی نمرہ کو دیکھا.... ایسے کیسے وہ کسی کی بھی گاڑی میں بیٹھ جاتی.....

.... ایرج نے فون دیکھا تو انگریز شاہ کا لنگ آرہا تھا.... اور یہ نمبر اس نے اردو میں خود محفوظ کیا تھا

" .... ایرج فون اٹھاؤ "

... نمرہ نے اس سے کہا.... تو اس نے فورا فون اٹھایا

" .... ایرج گاڑی آچکی ہے.... وہی تمہیں گھر لے کر آئے گی رات کے اس پہر اکیلے نہیں آنا "

.... شومیز نے فون اٹھاتے ساتھ کہنا شروع کر دیا

"....اچھاٹھیک ہے "

...ایرج کو بہت خوشی ہوئی تھی کہ شومیز نے اس طرح اس کا خیال رکھا...فون بند کر دیا

"...آؤ چلیں "

....ایرج نے نمرہ سے کہا

"ارے نہیں....مجھے بس میں جانے کی عادت ہے... گاڑی تمہارے لیے آئی ہے۔ "

....نمرہ نے فورا منع کر دیا

" ...ایویں نہیں...یا تو تم میرے ساتھ گاڑی میں جاؤ گی یا میں تمہارے ساتھ بس میں "

....ایرج بھی ہاتھ باندھ کر ضد لگا کر کھڑی ہو گئی

" ...یار نہیں دیکھو تمہارے شوہر ناراض ہو جائیں گے "

....نمرہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی

" ...تم نا گئی تو میں ناراض ہو جاوں گی "

....ایرج کو ضد پر قائم دیکھا تو نمرہ بھی مان گئی

" ...اچھا یہ آج کے لیے روز روز ایسا نہیں ہو گا "

"ہاں اچھاٹھیک ہے اب بیٹھو...بیچارا بھائی کھڑا ہے۔ "

.....ایرج نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور دونوں پچھلی نشست پر سوار ہو گئیں

ایرج جب گھر آئی تو ذہن میں ایک ہی سوال تھا... اگر جولیا انا کی بیٹی ہے تو شومیز کی آنکھوں میں اس کے لیے محبت کیوں تھی؟ اگر جولیا شومیز کی.... نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا.... شاہ جیسا بھی ہو لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ ایرج جب گھر آئی تھی تو کھانا شومیز نے تیار کر لیا تھا.... ان دونوں نے کھانا کھایا ایرج شومیز سے پوچھنا چاہتی تھی لیکن ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ کیسے یہ بات پوچھے...

"آپ کو پتا انگریزوں کو میرے ہاتھ کا کھانا بہت پسند آرہا ہے.... ایسے ہاتھوں ہاتھ بکا ہے سب"

ایرج شومیز سے پوچھنا وہی بات چاہتی تھی لیکن ہمت نہیں ہو رہی تھی ایرج اور شومیز رات کو لونگ روم میں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے.... ٹی وی نہیں بلکہ ایرج کا ڈرامہ دیکھ رہے تھے....

"یار یہ پاکستانی ڈراموں میں لڑکے کی ماں ہی کیوں ہائر کرتی ہے کسی کو کہ مس انڈرسٹنڈنگ کریٹ کر سکیں لڑکا اور لڑکی میں.... کتنی فرضی ڈرامے ہوتے ہیں۔"

شومیز ٹی وی پر چل رہے ڈرامے کی طرف دیکھ کر تبصرہ کر رہا تھا....

"سچ ہوتا یہ سب.... ایسے ہی ہوتے ہیں سسرال والے... ظالم جابر.... اب میرے سسرال والوں کو ہی دیکھ لو۔"

ایرج نے آخری بات منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کی... جبکہ شومیز اس کو دیکھ کر بے ساختہ مسکرایا....

"انہوں نے کیا کیا؟ان کو تو معلوم بھی نہیں تم اس گھر کی بہو ہو۔ "

ہاں تو دیکھو اسی لئے تو آپ بتا نہیں رہے کہ وہ ظالم ہیں... اور ڈراموں بھی امیر خاندان کی ہی ہائر کرتی ہیں "

" ... کبھی دیکھا غریب خاندان کے بھی ہائر کرتے ہوں

شومیز خاموش ہوا... یقیناً وہ آوازار ہو رہا تھا ان ڈراموں سے جو روز اس کو زبردستی دیکھنے پڑتے تھے۔

شاہ مجھے اوکانٹ کھلوانا ہے.... مجھے نمرہ نے کہا میں اپنی تنخواہ بینک میں رکھواتی رہوں... مجھے پاکستان "

"جانے کا خرچہ جمع کرنا ہے۔

.... ایرج نے اب اسے بینک اوکانٹ کا کہا

"ٹھیک ہے ہو جائے گا اوپن اور کچھ ؟ "

.... شومیز شاید اٹھنے کا ارادہ رکھتا تھا وہاں سے

"نہیں کچھ نہیں آپ سونے جا رہے ہیں ؟ "

" ....ہاں "

شومیز نے اپنا موبائل اٹھایا جو میز پر پڑا تھا اور اٹھ کر سیدھا اوپر کی جانب گیا.... ایرج ڈرامے میں دوبارہ متوجہ ہو چکی تھی..... لیکن صرف آنکھیں ہی اس جانب تھیں دماغ میں اب بھی یہی چل رہا تھا کہ جولیا کا باپ کون ہے؟ اگر جولیا کا باپ کوئی اور ہے تو وہ شومیز کے پیچھے پاکستان کیوں گئی تھی؟

"تمہارے بزنس کا پروسس کہاں تک پہنچا؟ "

ناشتے کی میز پر شناور شاہ نے سجاد سے پوچھا.... علی شاہ نے اس دن کی بد تمیزی کی معافی اسی دن ہی شناور سے ...مانگ لی تھی

"تایا جان بس کچھ معملات اور ہیں اس کے بعد اوپن سر منی کریں گے۔ "

"بہت بھاری رقم تم نے یہاں صرف کی ہے.... نقصان کی گنجائش نہیں ہے۔ "

....شناور شاہ نے کانٹے کی مدد سے شامی کباب کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے کہا

" .... آپ فکر نا کریں تایا جان سب بہتر ہو گا "

" ... اگر تم شومیز کی بات مان لیتے تو.... خیر اب امید ہے سب بہتر ہو گا "

.... شومیز شومیز شومیز.... کیا ہے وہ لڑکا؟ سجاد نے دل میں سوچا

"دلکش کو گئے ہوئے کافی دن ہو گئے ہیں اب میرے خیال سے ہمیں سجاد کی رخصتی کروا لینی چاہیے۔ "

.... دادی جان کو شناور شاہ کے ساتھ بیٹھی تھیں انہوں نے بات کو بدلا

جی اماں جان آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں... لیکن سادگی سے نکاح کرلاتے ہیں ولیمہ شومیز کے آنے کے بعد "

"کرلیں گے کیوں بھائی جان؟

علی شاہ نے شناور شاہ کا دل جیتنے کے لیے کہا اور ایسا ہوا ابھی شناور شاہ کو بہت خوشی ہوئی۔

" .... ٹھیک ہے.... عمارہ تم... میں اور اماں جان جائیں گے "

"لیکن وہاں ان کے رشتہ دار کیا سوچیں گے؟ کہ بارات میں اتنے کم لوگ؟ "

.... سجاد ایک دم سے بولا تھا

"تمہاری بہن مری ہے.... اگر یہاں سے بارات کو اٹھا کر لے کر جاؤ گے تو لوگ کیا کہیں گے سوچا ہے؟ "

... علی شاہ نے تایا جان کی مخالفت کرنے پر اسے ڈانٹا

"ان کو بس یہ فکر ہے لوگ کیا کہیں گے میری بہن کی موت کے یہ ذمہ دار ہیں ان کو کوئی فکر نہیں ہے۔ "

رباب نے تلخی سے سوچا.... وہ کھا نہیں رہی تھی بس وہاں ان کے درمیان بیٹھی تھی.... سب آہستہ آہستہ کر کے اس میز سے اٹھنے لگے.... آخر میں وہ اور شاہینہ ہی رہ گئی تھیں.... شاہینہ نے سکول جانا تھا... اس لیے .... وہ بھی اٹھنے لگی

"سکول جا رہی ہیں؟ "

.... رباب نے سوال کیا

" ...ہاں "

.... شاہینہ اس دن کے بعد رباب سے ٹھیک طرح سے بات نہیں کر رہی تھی

یہ ٹھیک ہے بھائی استانی جی جو اپنے طلبا کو مضبوطی کا علم دینے جا رہی ہے وہ خود اپنے حق میں آواز نا بلند کر " "سکی۔

رباب اس پر تبصرہ کرتی اور ایک طنزیہ مسکراہٹ اچھالتی کھانے کی میز سے اٹھ گئی جبکہ شاہینہ کے چہرے پر

درد کا ایک رنگ آرہا تھا تو ایک جا رہا تھا....اس لڑکی کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ وہ اس کی روح تک چھلنی کر جاتی ہے۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

....ایرج اس سیاہ آنکھوں والی پیاری سی گول مول سی لڑکی سے انگریزی میں پوچھ رہی تھی

"...جولیا"

اس بچی نے محض اتنا ہی بتایا اور اپنی نانی کے پاس کھڑی ہو گئی آج وہاں پر صرف جولیا انا کی والدہ رباب اور ایرج تھیں باقی دو لوگ وہ تھے جنھوں نے سرونگ کرنی ہوتی تھی کاؤنٹر پر انا کی والدہ ایڈین تھیں...رباب ابھی وہ سب فارغ بیٹھے تھے....اس لیے ایرج جولیا ... کیچن میں ایرج کے ساتھ اس کی مدد کے لیے تھی ....سے بات کرنا چاہ رہی تھی لیکن وہ بچی ڈری سہمی سی تھی

"...ایرج بیٹا اندر آجاو"

رباب نے ایرج کو آواز دے کر کیچن میں بلا لیا اور وہ اس شیشے کے بنے دروازے سے کیچن میں داخل ....ہو گئی

"کچھ ہی دیر میں گاہکوں کا رش لگ جائے گا ایک ہی دن میں تم نے تو اس گلی میں اپنا نام بنا لیا ہے۔"

رباب ایرج کی تعریف کر رہی تھی....ایرج کو صبح چھوڑ کر بھی وہ پاکستانی ڈرائیور گیا تھا جس کا نام عامر تھا اور

....رباب کو بھی ایرج ساتھ لے آئی تھی

کیسی عجیب بات ہے نا؟ پاکستان میں لوگ ان انگریزوں کے کھانے پسند کرنے لگ گئے ہیں اور یہاں میں "

" ...ان کو اپنے ہاتھوں کا کھلا رہی ہوں

...ایرج نے اپنا پراندہ گھماتے ہوئے کہا....رباب اس کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی

"یہ بچی بولتی کیوں نہیں زیادہ؟ "

"جس کی ماں کو فرصت ہی نا ہو اپنی اولاد کے لیے ان کے بچے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ "

...ایرج کاؤنٹر پر بیٹھ گئی... جبکہ رباب کاؤنٹر کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھ کر سبز مرچ کاٹ رہی تھی

"کیا مطلب؟ انا کی بات کر رہی ہیں نا آپ؟ "

....انا کا نام لیتے ہوئے ان کے چہرے پر ناگواری تھی

ہاں اسی کی بات کر رہی ہوں....اگر نمرہ کی دوست نا ہوتی اور اس کے ساتھ مل کر یہ بزنس ناشروع کرنا "

"ہوتا تو میں تو اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی۔

...ایرج کاؤنٹر سے اتری اور ان کے پاس پڑی کرسی پر آ کر بیٹھ گئی

آپ جانتی ہیں شروع شروع میں مجھے بھی وہ بہت بری لگتی تھی اور میں نے اس کا نام گولڈن کیڑی رکھا "

" .....ہوا تھا

....دونوں مل کر زور سے ہنس دی

" .... لیکن مجھے لگتا وہ ایسی نہیں ہے "

.... رباب ایرج کی معصومیت پر حیران نہیں ہوئی تھی بلکہ پیار آیا

" .... میری بچی تم یہاں کے چالاک لوگوں سے واقف نہیں ہو... اس انا پر کبھی بھروسہ نا کرنا "

... رباب نے سبز مرچ اٹھاتے ہوئے کہا

وہ اس سبز مرچ سے بھی تیز ہے جو باہر سے ہری ہے اور لگتا کہ نقصان کبھی نہیں پہنچا سکتی لیکن اندر سے "

" اتنی ہی کڑوی اور زہریلی ہوتی ہے

رباب کی باتوں نے ایرج کو پریشان کر دیا تھا... کیا انا کا اتنا میٹھا بننا بھی اس کا کوئی مقصد ہے ؟ ایرج وہاں سے اٹھی اور اپنے کاموں میں مصوروں تو ہو گئی لیکن ذہن وہیں اٹکا رہا کہ شومیز اور انا کا کیا رشتہ ہے ؟ کبھی جولیا کو اس شیشے کے بنے دروازے سے دیکھ لیتی.... وہ ان لوگوں کے ساتھ کام کر کے اسے انگلش سیکھنے میں .... بہت مدد مل رہی تھی.... بہت سے الفاظ تو وہ انگلش میں بولنے لگی تھی

" ... اللہ تمہیں اس شومیز اور انا سے بچائے تم بہت بھولی ہو میری بچی "

... رباب نے ایرج کو دیکھتے ہوئے اسے دعا دی

انا رباب کو شاید پہلے بری نہیں لگتی تھی لیکن جب سے نمرہ نے اس کو بتایا تھا کہ ایرج کے شوہر کی پہلی بیوی ہے اور کیسے بنی تھی تب سے انا اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی.... نمرہ اور انا نے مل کر اپنی اپنی سیونگز لگائی تھیں اس ہوٹل کو بنانے کے لیے..... نمرہ کی اتنی گنجائش نہیں تھی کہ وہ اکیلی یہ سب کر سکتی اس نے ایرج

کو کہا تھا لیکن اس نے شومیز سے پیسے لینے سے انکار کر دیا تھا..... اس لیے رباب مجبور تھی کہ انا کے ساتھ کام کرنا پڑ رہا تھا.... سارا دن اسی طرح گزر گیا.... شام کو رباب اور رجو شومیز کی بھیجی ہوئی گاڑی پر واپس گئی تھیں.... آج ایرج شومیز سے پہلے آگئی تھی تو کھانا وغیرہ اسی نے تیار کیا تھا..... لیکن جو دل میں بات بیٹھ گئی تھی وہ نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی...

"کس سے پیار کر بیٹھی جس کا مجھے کچھ پتا نہیں وہ ہے کیا؟ رجو کیوں کی محبت اس سے ؟ "

وہ شومیز کے لیے کھانا رکھ کر اپنے کمرے میں آگئی تھی وہ نہیں چاہتی تھی اس سے سامنا ہو پھر وہی انا کا چہرہ سامنے آئے....

"میں نے شاہ سے محبت کی ہے.... میں نے اس کو بتایا بھی نہیں..... اس میں شاہ کا کیا قصور ہے؟ اگر وہ انا سے محبت کرتا ہے تو میں اس سے زبردستی خود سے تو محبت کروا نہیں سکتی..... وہ جس سے بھی محبت کرے میں تو اسی پہ مر مٹی تھی... "

ایرج خود سے ہی مسکرانے لگی....

"اور حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے کامل شخص کو دیکھ کر نہیں، بلکہ ایک نامکمل شخص کو مکمل طور پر دیکھ کر پیار کیا ہے... انا کا اس سے رشتہ جو بھی ہے.... مجھے تو اس کی ذات سے محبت ہے.... "

وہ کتنی بے بس ہو گئی تھی ایک ایسے شخص کی محبت میں گرفتار ہو کے جو اس سے محبت تو دور کی بات ہے اس

دوست تک نہیں تھا.... وہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ اس سے نکاح کیوں کیا گیا؟ کیا وجہ رہی ہو گی اس کے پیچھے..... اسے اس سے محبت نہیں تھی وہ بس اس کی فکر کرتا تھا اور بے تحاشہ کرتا تھا ....

"بس میں شاہ سے انا کا نہیں پوچھوں گی... وہ خود بتائے گا... محبت میں زبردستی نہیں ہوتی ....."

"کل تمہاری رخصتی ہو جائے گی ...."

سجاد کا دوست اسے کہہ رہا تھا ....

"تو میں کیا کروں؟"

"تو خوش نہیں ہے نا اس شادی سے؟"

"پتا نہیں یار.... یہ تو ہونی ہی تھی نا؟"

سجاد اپنے دوست کے گھر بیٹھا تھا... دونوں ایک بڑے سے ہال میں پڑے صوفوں پر بیٹھے تھے سامنے میز پر دو گلاس پڑے تھے.... دونوں میں شراب تھی.... لیکن ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے اس کو کسی نے ابھی تک ہاتھ نا لگایا ہو...

"تو ابھی بھی اس نوکرانی کے بارے میں سوچ رہا ہے؟ وہ بھاگ گئی اب دفعہ کر اسے ..."

"...وہ بھاگی نہیں بھگائی گئی ہے.... میں اچھے سے جانتا ہوں وہ شومیز کے پاس ہے "

.... سجاد کی آنکھوں میں وحشت تھی اس نے گلاس اٹھا کر منہ سے لگالیا تھا اور ایک ہی سانس میں پی گیا تھا

"چلو ایک لمحے کے لیے مان لیا وہ شومیز کے پاس ہے.... تو اگر وہ شومیز کی بیوی ہوئی تو؟ "

تو میں شومیز کو مار دوں گا.... وہ لڑکی اب میرا جنون بن چکی ہے اور میں اسے حاصل کرنے کے لئے کسی "

"... بھی حد تک چلا جاؤں گا

.... سجاد نے اپنے دوست کو انگلی سے تنبیہ کرتے ہوئے کہا

" ... تو بالکل پاگل ہو گیا ہے... بالکل پاگل "

.... سجاد نے دوسرا گلاس بھی اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سعد نے جھٹک دیا

" .... بس کر.... اب تک چار گلاس پی چکا ہے "

"عشق کرتا ہوں میں اس سے.... جانتا عشق کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ "

" بتاؤ؟ "

.... سعد محظوظ ہوا آج نشے کی حالت میں انا پرست مغرور شخص اپنے عشق کو قبول کر رہا تھا

تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں عشق کے بارے میں بتاؤ؟ تو سنو.... عشق وہ جسے حاصل کرنے کے لیے انسان "

کسی بھی حد تک جا سکتا ہے... یہی وجہ ہے کہ جو لوگ عشق کرتے ہیں وہ گھٹیا ہو جاتے ہیں... عشق ہمیں لڑنا

" ... سیکھاتا ہے... بہادر بناتا ہے.... انسان کو ہر چیز ہر خطرے میں ڈالنے کو قابل بناتا ہے.... اور.... اور

.... سجاد ہنسا

اور جانتے ہو؟ اگر اس خطرے کو مول نالیں ناتو انسان کو اور بھی خطرہ لاحق ہو جاتا ہے.... اور وہ ہے برباد "

" ...ہونے کا خطرہ

.... سعد واقعی ہی اس کی آنکھوں میں عشق کی وحشت دیکھ کر حیران تھا

انسان کی سب سے بڑی کمزوری جانتے ہو کیا ہے؟ جب اس میں انا ہو اور پھر اس کو عشق بھی ہو جائے.... "

اور میری سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ میں انا پرست ہونے کے ساتھ ساتھ کسی کا عاشق بھی

" ...ہوں.... کوئی میرے اس درد کو

....وہ نشے کی حالت میں... اپنے دل کا حال بیان کر رہا تھا

" .... کوئی بھی سمجھ نہیں سکتا.... میں بے بس ہوں "

" .... تم سو جاؤ.... تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے "

سعد سے اس کی یہ حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی.... آنکھوں میں بے بسی... آواز میں عشق کا اقرار وہ

... شخص تو برباد ہو چکا تھا

" ... نہیں سونا مجھے... آج تم مجھے سنو "

.... سجاد نے اس پر اپنی انگلی رکھتے ہوئے کہا

جانتے ہو لوگ دو طرح کا عشق کرتے ہیں... ایک صرف خوابوں کی حد تک کرتے ہیں.... دوسرے عمل "

کرتے ہیں.... اور جانتے ہو خواب میں محبت کے مقابلے میں ایک عمل میں محبت ایک سخت اور خوفناک چیز ہے..."

"... سجاد تم اپنے ہوش میں نہیں ہو چلو آؤ کمرے میں"

.... سنو نا یار تمہارا مغرور دوست اقرار کر رہا ہے"

.... اس کی آنکھیں نشے کی وجہ سے بند ہو رہی تھیں

"..... وہ اس گندمی رنگت والی لڑکی کے عشق میں

.... سجاد اپنی بات مکمل نا کر پایا اور وہیں صوفے پر سو گیا

"... تم پر تو اب خدا بھی رحم نہیں کر سکتا تم نے خود پر خود ہی ظلم کر لیا ہے"

سعد نے صوفے پر سوئے پڑے سید سجاد شاہ کو دیکھا جو دیکھنے میں کتنا مغرور تھا... اور اندر سے... اندر سے .... خالی ہو چکا تھا

رباب آتے جاتے شاہینہ کو کوئی نا کوئی بات کر دیتی تھی..... آج بھی شاہینہ لان میں بیٹھی جب رباب اس .... کے پاس آئی تو شاہینہ وہاں سے اٹھنے لگی

"صبر کرتی ہیں یا ظلم سہتی ہیں؟"

"تم چاہتی کیا ہو؟"

....رباب کی بات پر شاہینہ مجبوراً رک گئی

" .... صرف یہی کہ آپ ظالم مت بنے... نا اپنے لیے نا آنے والی نسلوں کے لیے "

" رباب میں کیا کر سکتی ہوں؟ "

....شاہینہ نے اب رباب کو دونوں کندھوں سے پکڑا

" ...بس یہی کہ ہمارا ساتھ دیں "

" .... تم مجھے باتیں سنا کر مجبور نہیں کر سکتی کہ میں تمہارا ساتھ دوں "

....شاہینہ نے غصے سے کہا

"اوہ تو غصہ آپ کو بھی آتا ہے؟ "

....رباب طنزیہ مسکرائی

"کیوں میں انسان نہیں ہوں۔ "

نہیں میں نے سوچا شاید آپ کو بس ظلم سہنے کی عادت ہے.... غصہ کرنے کی نہیں... آپ بس زندگی کو "
اس جیل میں گزار سکتی ہیں آپ کو ان حویلی کی رسموں پر غصہ نہیں آتا... آپ کو غصہ نہیں آتا آپکی بھتیجی
"...کو ایک ماہ ہو گیا مرے ہوئے... اور وجہ آپ سب ہیں

شاہینہ جو ضبط برقرار رکھے کھڑی تھی... اب اپنی ان آنکھوں سے سیلاب بہا دینا چاہتی تھی.... اپنے دل کا
.... غبار دبا ہوا غصہ ان کے ذریعے بہا دینا چاہتی تھی

پھو پھو بس کریں۔۔۔۔۔بس کریں.. ان کا ظلم سہنا... اپنے حق کی خاطر اپنی آنے والی نسلوں کی خاطر "
" ... آواز بلند کریں... کل کو کوئی دلکش اس طرح نا مرے

دونوں روتے روتے بیٹھ گئی تھیں۔۔۔۔

" میری آواز... اس کا کیا فائدہ ہو گا؟ "

زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا؟ ہمیشہ کے لیے بند کر دی جائے گی؟ لیکن کم سے کم اس دکھ کے ساتھ تو نہیں اس "
دنیا سے جائیں گی کہ آپ نے ظلم سہا؟ ظلم سہنا بھی تو ظالم کی حمایت ہی ہوا.... کیا آپ کو نہیں لگتا دلکش کے
" قاتل ہم ہیں؟ آپ میں... اس حویلی کے لوگ...؟

....شاہینہ نے رباب کو گلے لگا لیا آج وہ رونا چاہتی تھی کسی کا کندھا تھا جس پر سر رکھ کر وہ رو سکتی تھی

" .....سچ کہتی ہو تم میں بہت کمزور ہوں.... دلکش کی موت کی ذمہ دار بھی ہم ہی ہیں "

....شاہینہ کی آواز دب رہی تھی....کچھ رونے کی وجہ سے کچھ رباب کے کندھے پر سر رکھنے کی وجہ سے

"تو آپ ہمارا ساتھ دیں گی؟ "

.....رباب نے اب اس کو الگ کرتے ہوئے کہا

"کیسا ساتھ؟ "

....شاہینہ کی روتی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں

"بس آپ وعدہ کریں آپ دلکش کی موت کا بدلہ اس حویلی کی در و دیوار سے لیں گی؟ "

رباب نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا... جس پر شاہینہ نے ہاتھ رکھ دیا... یہ سوچے بغیر کے آخر کیا ہونے والا ہے؟

\-

پچھلے ایک ماہ میں ایرج فاطمہ جو جس کو انگریزی آتی تھی پر وہ بولتی نہیں تھی اب وہ دوسروں کے ساتھ کچھ کچھ انگریزی میں بات بھی کرنے لگی تھی اور ان کو سمجھنے بھی لگی تھی... رستورانت بہت اچھا چل رہا تھا ان کا.... پنجابی کھانے نے بہت دھوم مچائی ہوئی تھی بہت سے ہندوستان والے بھی کھانا کھانے آتے تھے اور پاکستان کے بہت سے لوگ بھی آتے تھے لیکن سب سے بڑی عجیب بات یہ تھی کہ سکاٹش لوگ جو اتنا مرچ مصالحہ پسند نہیں کرتے وہ بھی یہ پنجابی کھانا کھانے لگ گئے تھے شاید وجہ یہ تھی کہ ایرج مرچ کم استعمال کرتی تھی.... جولیا روز اپنی نانی کے ساتھ آتی تھی... اور وہ دونوں کاؤنٹر پر بیٹھ جاتی.... اس دوران کبھی کبھی .... انا بھی آتی رہتی اور کبھی کبھی نمرہ بھی آتی رہتی

آج ایڈنبرا کا موسم کافی بدلہ بدلہ ہوا تھا... ٹھنڈ پہلے سے زیادہ تھی.... ستمبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا... ایرج نے سوئٹر پہننا شروع کر دیا تھا... ٹھنڈ تو ایڈنبرا میں پہلے بھی بہت ہوتی تھی لیکن اب شام کو نو ڈگری تک درجہ حرارت پہنچ جاتا تھا.... آج بھی کچھ ایسا ہی تھا.... موسم کافی سرد تھا... شام کا وقت تھا موسم کافی سرد .... تھا... نمرہ بھی ساتھ آئی ہوئی تھی کیونکہ اتوار کا دن تھا

"... آج تو میرا دل ہے تم میں اور انا دیر تک ایڈنبرا کی سڑکیں پھریں "

نمرہ ایرج سے کہہ رہی تھی.... جو سب کچھ سمیٹ رہی تھی۔

ہاں ٹھیک ہے... آج فارغ ہوں میں بھی... اتنا کھانا تو پڑا ہے جو سرو ہو سکتا ہے۔ "

ہاتھ میں اس نے اپنا سوئٹر پکڑا اور نمرہ کے پیچھے چل دی... شیشے کے دروازے سے وہ دونوں نکل کر باہر .... آئیں تو شام کی روشنیوں نے ان کا استقبال کیا

"میں عامر کو فون کرتی ہوں وہ گاڑی لے کر آجائے۔ "

ایرج اپنا فون نکالنے لگی... لیکن نمرہ نے اسے رکا۔

.... ارے نہیں یار... اگر گاڑی پر ہی جانا تو فائدہ؟ ہم پیدل چلتی ہیں... یہی تو مزہ ہے ان گلیوں میں چلنے کا "

"

.... ایرج نے فون اپنے پرس میں ڈال لیا

" .... انا کو تو فون کرو وہ آجائے "

"ہاں کر رہی ہوں۔ "

... نمرہ فون کان سے لگائے کہنے لگی جبکہ ایرج ہاتھ میں پکڑا سوئٹر پہننے لگی

"وہ فون نہیں اٹھا رہی.... چلو ہم چلتی ہیں۔ "

... نمرہ اور ایرج دونوں ایک ساتھ اس گلی میں چلنے لگی... کافی رش تھا... لوگ ادھر ادھر آجا رہے تھے

.... دونوں اب پرنسز اسٹریٹ میں آچکی تھیں

"تم نے کچھ لینا ہے؟ "

نمرہ نے ایرج سے پوچھا.... اس نے نفعی میں سر ہلا دیا.... وہ دونوں اب ایک دوکان سے نکل کر دوسری میں داخل ہو رہی تھی نمرہ کو اپنے لیے کچھ سامان لینا تھا.... ابھی وہ کچھ ہی دور آگے چلی تھیں... ایرج کو شومیز کی پشت دیکھائی دی...

"اریے وہ تو شاہ ہیں.... وہ یہاں کیا کر رہے ہیں...."

ایرج نے نمرہ کو بتایا نمرہ نے بھی اس کی پشت کو دیکھا...

"یار کوئی اور ہو گا تمہیں کمر دیکھ کر کیسے پتا چل سکتا ہے کہ سر ہیں یہ؟"

نمرہ نے سر جھٹکا....

"نہیں... میں اچھے سے پہچان سکتی ہوں وہ شومیز شاہ ہی ہیں... تم رکو میں دیکھ کر آتی ہوں..."

ایرج نے اسے رکنے کو کہا جبکہ نمرہ ایک دوکان میں داخل ہو گئی لیکن ایرج شومیز کا پیچھا کرنے لگی..... وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بہت تیز رفتار سے چل رہا تھا.... ہاتھ میں کالے رنگ کا کوٹ تھا.... اس کے ساتھ کوئی عورت بھی تھی جس سے غالبا وہ باتیں کر رہا تھا....

اب وہ دونوں رکے تھے.... اور آمنے سامنے منہ کر کے کھڑے ہو گئے تھے.... شومیز کا آدھا چہرہ وہ دیکھ سکتی تھی... اور ساتھ... ساتھ کھڑی انا کا بھی.... انا مسکرا کر اسے کچھ کہہ رہی تھی جبکہ شومیز کے چہرے پر تیوری تھی.... ایرج جو آگے قدم بڑھا رہی تھی اب اس کے قدموں کی رفتا کم ہو گئی تھی.... اس کو حیران ہونا نہیں چاہیے تھا... لیکن کچھ تھا جو اس کو اندر سے تکلیف پہنچا گیا تھا.... آج اتوار تھا اور آج ہی تو ایرج نے

شومیز سے کہا تھا کہ اس کو کچھ خریداری کرنی ہے لیکن اس نے کام کی زیادتی کا کہہ کر منع کر دیا تھا.... شومیز نے اب اس کو کندھوں سے تھاما تھا.....

ایرج واپس مڑی.... تو سامنے ہی نمرہ کھڑی تھی.... نمرہ بھی شاید یہ سب دیکھ چکی تھی....

"آؤ واپس چلتے ہیں..."

نمرہ جیسے اب ایرج کی حالت سمجھ چکی تھی....

"نہیں تم اپنی خریداری مکمل کرو..."

ایرج نے اسے واپس جانے سے منع کیا.... اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک دوکان میں داخل ہو گئ....

نمرہ اب کچھ خریدنا نہیں چاہتی تھی وہ جانتی تھی اب ایرج بہت افسردہ ہو گی لیکن ایرج واپس جانے کے لیے بھی تیار نہیں تھی...

آج ایرج اور نمرہ بس پر واپس آئی تھیں.... جب وہ گھر پہنچی تو شومیز گھر نہیں تھا.... اب وہ اکیلی تھی... وہ سکون سے اپنے آنسو بہا سکتی تھی.... سیدھا اپنے کمرے میں آئی تھی... کمرے کی بتی بجھا دی تھی....

انا کے کندھے پر شاہ کے ہاتھ.... کیوں اس کے سامنے آئے تھے وہ دونوں؟ ایرج کو گھٹن محسوس ہو رہی تھی... اتنی ٹھنڈ میں بھی اسے پسینے آ رہے تھے.... رو رہی تھی وہ.... اس نے اپنا سوئٹر اتار کر پھینک دیا تھا.... اٹھ کر کھڑکیاں کھول دیں تا کہ رازی ہوا آئے... لیکن اندر کی گھٹن تھی جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی...

عشق میں میں خود غرضی نہیں ہوتی ہم اپنے بارے میں نہیں سوچتے... ہم صرف اپنے محبوب کے بارے "
میں سوچتے.... محبت میں ہم سمجھوتہ کر لیتے ہیں لیکن عشق میں.... عشق میں سمجھوتہ نہیں ہوتا... عشق
میں ہمیں وہی شخص چاہیے ہوتا.... اور اگر وہ نہیں تو کوئی نہیں... اور عشق میں محبوب کسی اور کا ہو تو وہ
" اذیت.... وہ اذیت

یہ اذیت... یہ اذیت رجو سے زیادہ کون محسوس کر سکتا تھا؟

" .... اللہ کیا کیا آپ نے میرے ساتھ ؟ اس شخص کی محبت دل میں ڈال دی جو کسی اور کا ہے "

ایرج اب اپنا چہرہ کو نوچ رہی تھی.... کتنی تکلیف ہوئی تھی اسے... آج تک اس نے یہ تکلیف محسوس نہیں
... کی تھی

کاش میں نفرت کر سکتی.... کاش مجھے اس سے اس قدر نفرت ہو جائے کہ اس کا چہرہ دیکھنا بھی میرے لیے "
اذیت بن جائے... نہیں کر سکتی میں یہ محبت.... محبت ہم غریبوں کی قسمت میں نہیں ہوتی یہ تو امیروں کا
" ... پیشہ ہے... وہ جس کو چاہیں حاصل کر لیں

.... ٹھنڈی ہوا اندر آ رہی تھی لیکن پھر بھی اس کے اندر کی گھٹن تھی جو ختم نہیں ہو رہی تھی

پہلے دن... پہلے دن جب دیکھا تھا جب مجھے شاہ کی سمجھ بھی نہیں آتی تھی اس دن سے آج تک میں نے شاہ "
کے لیے بس ایک ہی جذبہ محسوس کیا ہے... اور وہ ہے محبت کا جذبہ... کبھی نہیں سوچا تھا شاہ کی بیوی بنوں

گی.... لیکن وہ بھی بن گئی.... تب لگتا تھا شاید شاہ کی اس حرکت سے نفرت ہو گئی لیکن جب وہ او جھل ہوئے

"... تو آنکھوں سے روشنی چلی گئی ایسے لگتا تھا.... لیکن پھر... وہ واپس آئے... مجھے اپنے ساتھ لے آئے

ایرج کی سسکیوں کی آواز اسی کمرے میں گونج رہی تھی.... دروازہ ناک ہوا تھا.... ایرج ایک دم سے ٹھٹکی

...

"... کہیں دروازے پر شاہ تو "

اس نے یہ سوچتے ہوئے اپنے دوپٹّے کے پلو سے اپنے چہرے پر آیا ہوا پسینہ صاف کیا اور آنسو پونچھ لیے...

لیکن آنکھوں کو سوزش صاف پتا دے رہی تھی کہ وہ روئی ہے اور روئی بھی بہت تکلیف کے باعث ہے....

ایرج نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا.... سامنے شومیز کھڑا تھا.... ٹائی کی نٹ ڈھیلی تھی... آستین فولڈ کئے

.. ہوئے تھے

"آج گھر میں بھوک ہڑتال ہے کیا؟ "

.... وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا

"..... نہ... نہیں... میں... بس آ ہی رہی تھی نیچے "

. ایرج نے بھی اپنی بوکھلاہٹ چھپاتے ہوئے کہا... لیکن وہ ناکام ہوئی تھی

"تم روئی ہو؟ "

... اس کو شومیز سے اس سوال کی قطعاً توقع نا تھی

" ... نہیں۔۔ وہ بس طبعیت نہیں ٹھیک "

"کیا ہوا ہے؟ بخار تو نہیں ہے؟ "

شومیز اب جلدی سے اندر داخل ہوا تھا اور اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تھا جو بہت ٹھنڈا پڑ رہا تھا.... شومیز نے .... کھڑکی کی جانب دیکھا

" ... یہ کیوں کھلی چھوڑی ہوئی ہے... بخار ہو جائے گا پاگل لڑکی "

.. ایرج کو بیڈ پر بیٹھا کر وہ کھڑکی بند کرنے لگا.... ایرج حیران پریشان سی اسے دیکھنے لگی

کیوں جب بھی میں اس سے دور جانے لگوں یہ اتنا نزدیک ہو جاتا ہے؟ کیوں میری اتنی پرواہ کرتا ہے؟ ہاں" "بس میری پرواہ ہی کرتا ہے۔

ایرج نے اندھیرے میں اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے دل میں سوچا... وہ ایسا ہی تو تھا اندھیرے میں کھڑا ایک .... شخص.... جس کا کچھ پتا نہیں تھا

... شومیز اب واپس بیڈ تک اس کے پاس آیا

"آپ چلیں میں کھانا بناتی ہوں۔ "

" ... نہیں ہم باہر سے کھا کر آتے ہیں... ویسے بھی تمہارا دل تھا نا آج باہر جانے کو "

شومیز نے اس کے آگے ہاتھ کیا.... وہ چاہ کر بھی اسے منع نہیں کر سکی... اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے .... دیا

\-------------------

"... تمہارا دماغ درست ہے؟ یہ ممکن ہی نہیں ہے "

.... شاہینہ تیز تیز قدموں کے ساتھ ادھر ادھر ٹہل رہی تھی جبکہ رباب اس کے پیچھے پیچھے تھی

پھوپھو کس نے کہا ممکن نہیں... سب کچھ ہو سکتا ہے... سب کچھ... اور آپ بھول رہی ہیں کہ آپ نے "

"وعدہ کیا ہے۔

حویلی میں آج کوئی بھی نہیں تھا... سب ملتان تھے... آج سجاد شاہ کی دلہن نے گھر آنا تھا اس لیے وہ دونوں

.... لان میں باتیں آرام سے کر سکتی تھیں

"... رباب میں نے وعدہ کیا تھا انتقام لینے کا لیکن یہ انتقام نہیں یہ تو "

" ... پھوپھو آپ بس ہامی بھریں باقی سب کام شومیز کا ہے "

"اس کا دماغ ویسے ہی خراب ہے اور تمہارا بھی خراب ہو چکا ہے۔ "

پھوپھو ہم دونوں کے دماغ جیسے بھی ہیں آپ ہمیں زبان دے چکی ہیں اب جو بھی ہو گا آپ کو ہمارا ساتھ "

"دینا ہو گا

.... رباب نے دوٹوک کہا

" ... اگر مجھے پتا ہوتا نا کہ یہ سب کرنا تو کبھی ہامی نا بھرتی "

....شاہینہ نے رباب کو سختی سے دیکھتے ہوئے کہا

اب تو بھر لی... اب آپ پیچھے نہیں ہٹ سکتیں... چلیں شاباش سب سے پہلے تو ہمیں آج شیر کی کچھار میں "

"ہاتھ ڈال کر انگوٹھی واپس لینی ہے۔

....رباب شاہینہ کی حالت سے کافی محظوظ ہو رہی تھی

"کون سی انگوٹھی؟ کیسی انگوٹھی؟ "

...شاہینہ نے اس کو دیکھا

" ...آئیں "

....رباب نے شاہینہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے پیچھے لے کر آ گئی

"سجاد کے کمرے میں؟ کیا کرنا یہاں؟ "

"کچھ خاص نہیں پھوپھو... بس یہ جو بھول پڑے ہیں ان سے سجاوٹ کرنی ہے۔ "

رباب نے کمرے میں پڑے تازہ گلاب کے پھولوں کی طرف دیکھتے ہوئے اشارہ کیا جو کمرے میں مہک بکھیر

...رہے تھے.... چہرے پر مسکراہٹ تھی جیسے کچھ فتح کرنے والی ہو

ہاتھ میں انگوٹھی لیے... وہ شاہینہ کو دیکھا رہی تھی... وہ دونوں اب شاہینہ کے کمرے میں آ گئی تھیں....

.... کمرے میں سجاوٹ کے بہانے انہوں نے سجاد کی الماری سے یہ انگوٹھی نکال لی

" ... یہ ... یہ تو.. یہ تو "

....شاہینہ جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی

"...شے "

رباب نے منہ پر ہاتھ رکھنے کا اشارہ کیا۔

" ....جی یہ اسی کی ہے "

"تو اس کا مطلب وہ شومیز کے پاس.... اوہ میرے خدایا.. یہ لڑکا کر کیا رہا ہے؟ "

...شاہینہ حواس باختہ ہو گئی... اور بیڈ پر بیٹھ گئی

جی پھوپھو اس کے پاس ہے... اب بس آپ نے یہ کرنا ہے اس انگوٹھی کو کل ہی پارسل کروا دینا ایڈ نبرا "

"کے لیے... آپ یہ کام سکول سے کر سکتی ہیں جبکہ میں تو اس جیل میں رہ کر سوچ بھی نہیں سکتی۔

"تم دونوں مرواو گے مجھے۔ "

"آپ نے خود ہی معاہدہ کیا ہے۔ "

....رباب ہنسنے لگی.... جبکہ شاہینہ اسے غصے سے گھورنے لگی

"..بس سارا کام ہو جائے تو میں اس کو پاکستان واپس بھیج دوں گا "

... شومیز واپس مڑا تو سامنے ایرج کھڑی تھی

"اچھامیں بعد میں بات کرتا ہوں۔ "

... انگریزی میں بات کرتے ہوئے اس نے فون رکھ دیا.... رجو کو سب سمجھ آیا تھا

شومیز فون رکھ رہا تھا جب ایرج نے اس کی بات آکر سنی.... ہاتھ میں چائے کا کپ لیے وہ پیچھے کھڑی بے یقینی سے اس کو دیکھ رہی تھی....

" کون سا کام ؟ "

ایرج نے دل میں سوچا وہ دونوں ابھی ہی تو باہر سے کھانا کھا کر آئے تھے... شومیز نے ہنس ہنس کر اس سے باتیں کی تھیں...

... اور اب کسی کو اس کو واپس بھیجنے کا کہہ رہا تھا.... شومیز نے فون بیڈ پر پھینکا اور ایرج کے پاس آیا

اس نے چہرے پر مسکراہٹ سجائی.... اور چائے کا کپ اس کے آگے کیا.... اسی لمحے شومیز کا فون پھر سے بجنے لگا..... ایرج نے فون کی جانب دیکھا....

"اناکالنگ "

.... لکھا آرہا تھا شومیز نے فون اٹھا کر بند کر دیا

"بیٹھو مل کر چائے پیتے ہیں۔ "

ایرج اپنا چائے کا کپ پکڑے مڑنے لگی تو شومیز نے اسے روکا.... ایرج نا چاہتے ہوئے بھی بیٹھ گئی..... کتنا مشکل تھا سب جانتے ہوئے بھی صرف اپنے من پسند شخص کی خاطر سب سے انجان بننا۔

\-----------------

"تمہارا.... اور شومیز شاہ کا کیا رشتہ ہے؟ "

آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی..... انگریزی بولنے کی لڑکھڑاہٹ نہیں تھی بلکہ ڈر کی لڑکھڑاہٹ تھی.... اگر اس کے خدشات ٹھیک ثابت ہو گئے تو؟ وہ انا کا چہرہ بغور دیکھنے لگی.... وہ دونوں ہلکی ہلکی ہونے والی بارش میں اس گلی میں کھڑی تھیں... جہاں ارد گرد دوکانیں تھیں.... بالکل ساتھ ساتھ جڑی ہوئی دوکانیں تھیں....

.... ایسے جیسے بہت سے چرچ ایک ساتھ جوڑے ہوں

"کیوں شومیز نے تمہیں نہیں بتایا؟ "

انا کے چہرے پر ایرج کے لیے ہمدردی تھی.... اس کی اس بات اور لہجے پر اس کا دل اور بھی سہم گیا.... اس نے بوجھل دل کے ساتھ نفعی میں سر ہلایا....

" .... میں اسکی دوست ہوں... تم جانتی تو ہو ہی "

"بس میں یہی جانتی ہوں تم مجھے وہ بات جو میں نہیں جانتی "

... ایرج نے اب اس کو کندھوں سے پکڑتے ہوئے کہا

ان کے پاس سے بہت سے لوگ تیزی سے گزر چکے تھے...... ہاتھوں میں چھتری لیے وہ دونوں آمنے سامنے کھڑی تھیں...

”...یار میں.....وہ “

......انا نے اپنا چہرہ جھکا لیا

“ ....بولو انا “

“ ....میں اسکی پہلی بیوی ہوں “

انا کا بتانا تھا کہ ایرج کو لگا ایڈنبرا میں چھانے والی کالی گھٹا اب اس کے سر پر آ پہنچی تھی.....اور اس کی زندگی میں اندھیر کر دیا تھا.... آنکھوں میں پھیلی بے یقینی...اس کے دل کے ٹوٹنے کا پتا دے رہی تھی....کالی گھٹا کا پانی چھم چھم کر کے اس پر برسنے لگا تھا.... لیکن نہیں یہ پانی اس شہر میں برسنے والوں بادلوں کا نہیں تھا....جو کبھی بھی آتے تھے اور برس کر چلے جاتے تھے....یہ پانی اس کی آنکھوں سے بہا تھا....اس گیلی گلی میں وہ کھڑی اب تک انا کو دیکھ رہی تھی...پاس سے لوگ تیز تیز گزر رہے تھے لیکن اس کی دنیا تو جیسے ...کسی نے مٹھی میں قید کر لی تھی

دیکھو ایرج میں نہیں جانتی اس نے اپنی نوکرانی سے کیوں شادی کی؟اس کا تم پر دل آ گیا تھا؟ یا جو بھی.... “ لیکن وہ مجھ سے محبت کرتا تھا.... مجھ سے..... اس نے بہت دفعہ دعوی بھی کیا ہوا اپنی محبت کا.... لیکن میں ”نہیں جانتی اس نے اس طرح تمہاری میری سب کی زندگی کے ساتھ کیوں کھیلنا شروع کیا ہوا ہے۔

انا کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے.....ایرج کو اب اس کی کسی بھی بات میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اب اسے .... محسوس ہو رہا تھا بس وہ انگریزی میں بولتی چلی جا رہی ہے

"چلو آؤ.... کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

"... نہیں.... میں ٹھیک ہوں تم جاؤ"

ایرج نے انا کو جانے کا کہا.... لہجے میں نا کوئی سختی تھی نا دکھ تھا ایسے لگتا تھا جیسے اسے فرق ہی نا پڑا ہو... لیکن ... مسکراہٹ بھی غائب تھی جو کبھی اس کے معصوم سے چہرے کی زینت ہوا کرتی تھی

"... تم ٹھیک نہیں لگ رہی... آؤ"

"... نہیں میں ٹھیک ہوں... میرا دل بس نہیں کسی سے بھی بات کرنے کو"

انا کو نا چاہتے ہوئے بھی وہاں سے جانا پڑا.... ایرج بہتی آنکھوں کے ساتھ اس ڈھلتی شام میں... اس گلی میں اکیلے چلنے لگی.... ہاتھ سینے پر باندھے دل کی کرچیوں کو سمیٹتے وہ چل رہی تھی.... بہت ٹھنڈ تھی وہاں... لیکن اس کے اندر جیسے آگ تھی جو جل رہی تھی.... ایسی آگ جو شاید ہی بجھ سکے.... چلتے چلتے وہ پرنسز اسٹریٹ گارڈن آچکی تھی... وہ ہر طرف ہریالی تھی... شام کے سائے اس گارڈن پر بھی پڑ چکے تھے بہت سے لوگ وہاں بیٹھے تھے کچھ گروپ کی صورت میں بیٹھے تھے اور کچھ کپلز بیٹھے تھے.... ایرج وہاں بیٹھ گئی... اس کو اب ایڈنبرا کی گلیوں سے خوف نہیں آتا تھا... اس کو راستے اب رٹ چکے تھے... سامنے آسمانی جھولے جیسا جھولا تھا... جو اپنی شان و شوکت سے کھڑا تھا.... وہاں کتنی رنگینی تھی... آسمان پر پھیلے سفید بادل اب رات کے گہرے سائے میں کالے پڑ رہے تھے..... کتنی ہی دیر وہ وہاں اکیلی بیٹھی رہی تھی.... اپنے گزرے ہوئے کل کو سوچتے ہوئے.... کتنی رنگین زندگی تھی اس کی..... ایک شخص نے آکر سب

.....برباد کرُ دیا تھا..... نجانے کب تک وہ وہاں بیٹھی رہی خاموش آنسو بہاتی رہی تھی

بس جو میں نے سوچا تھا کہ شاہ کو اس کے ایڈ نبرا کو... چھوڑ کر کہیں نہیں جانا...وہ محض حماقت کے سوا کچھ "

" ... نہیں تھا... میرا بس یہی ایک مقصد ہے یہاں سے جانا پاکستان جانا اپنے اماں ابا کے پاس جانا

اس نے اٹھ کر اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

" تایا جان میرے بزنس پارٹنر آپ سے ملنا چاہتے ہیں

سجاد نے کھانے کی میز پر شناور شاہ کو آگاہ کیا....شناور شاہ کے ماتھے پر تیوری آئی۔

"اچھا تم کب اوپنگ سرمنی کر رہے ہو؟ "

"تایا جان یہی کل یا پرسوں لیکن مسٹر حسین شہزاد آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ "

"ہوں... تو سرمنی پر ملاقات ہو ہی رہی ہے نا۔ "

علی شاہ نے گفتگو میں شرکت کی۔

"جی لیکن وہ کچھ اور سلسلے میں بھی ملنا چاہتے ہیں۔ "

" ... ٹھیک ہے آج کل شام کی میٹنگ بنالو.... اگر وہ فری ہوں تو گھر ہی میٹنگ کر لیتے ہیں "

شناور شاہ سجاد کو اجازت دیتے ہوئے کہا سجاد کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"عالیہ بیٹا تم بھی کچھ لو نا۔ "

عمارہ نے عالیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو پلیٹ میں تھوڑے سے چاول لے کر بیٹھی تھی.... اس گھر میں اس کا استقبال ویسے نہیں ہوا تھا جیسے اس نے سوچا تھا.... اور اس کا شوہر.... شادی کے اگلے ہی دن بزنس ڈیلز کر رہا تھا.... سر پر بھاری کام والا دوپٹہ کیا ہوا تھا... چینی لوگوں کی طرح چھوٹی چھوٹی آنکھیں.... پیاری .. سی ناک سفید رنگت.... لال ٹماٹر جیسے گال... بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھی

"نہیں آنٹی میں ٹھیک ہوں میں اتنا ہی کھاتی ہوں۔"

عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا.... مسکرانے سے اس کی لال ٹماٹر جیسی گالوں پر ڈمپل پڑا.... شناور شاہ اٹھ چکے تھے.... علی شاہ بھی اٹھ کر باہر جا چکے تھے.... سجاد بھی تقریباً اپنا کھانا مکمل کر چکا تھا.. رباب نے تو اپنی بھابی کو ایک نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا... رباب اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی... آہستہ آہستہ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے... عالیہ تو ان رویوں کی عادی نہیں تھی... اس کے گھر میں تو ہر وقت کزنوں کی چھل پہل لگی رہتی تھی.... وہ بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی سجاد کمرے میں تو نہیں آیا تھا نجانے کہاں چلا .... گیا تھا؟ پہلے دن ہی اسے اس گھر میں عجیب سی گھٹن ہوئی تھی

"کتنے عجیب لوگ ہیں... میں سمجھتی تھی صرف پاپا ہی سیاست میں مصروف رہتے ہیں لیکن یہ تو ان سے بھی زیادہ مصروف ہیں۔"

وہ بادل ناخواستہ بیڈ پر بیٹھ گئی.... کچھ ہی دیر میں سجاد اندر آیا تھا... لیکن وہ تو اپنا کوئی ضروری سامان اٹھانے آیا تھا۔

"تم کہیں جارہے ہو؟ "

....اس نے سجاد سے سوال کیا

"ہاں...اور مجھے اس طرح سوالوں کے جواب دینا پسند نہیں... آئندہ احتیاط کرنا "

....اس نے اتنا ہی کہا اور اپنا والٹ گھڑی اٹھا کر باہر نکل گیا

....وہ تو اس کے اس رویے پر حیران ہی رہ گئی

"آج پھر تم بس پر آئی؟ "

...شومیز ایرج کے گھر آنے پر اس سے سوال کر رہا تھا وہ اس سے پہلے آچکا تھا....ایرج مسکرائی

"تے ہور کی؟ اب میں گاڑیوں پر آنے جانے لگ جاؤں....تا کہ موٹی ہو جاوں آپ تو چاہتے ہی یہ ہیں۔ "

کمال مہارت تھی نا اس لڑکی میں.... جس اذیت سے وہ گزر رہی تھی وہ اپنے شوہر پر آشکار نہیں کرنا چاہتی تھی....کیسے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر چکی تھی جس نے شومیز کو بھی مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا وہ دونوں راہداری میں کھڑے تھے شومیز اب محظوظ ہوتے ہوئے دیوار کے ساتھ لگ گیا...سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔

"تو میڈم میں کیوں چاہوں گا؟ کہ آپ موٹی ہوں؟ "

وہ...وہ اس لیے... کہ میں موٹی ہو جاوں گی تو مجھے جہاز والے بیٹھائیں گے نہیں اور پھر میں پاکستان کیسے جاؤں گی؟ "

شومیز پھر سے مسکرانے لگا اب کی بار اس کے چہرے پر زیادہ مسکراہٹ تھی جسے دیکھ کر رجو بھی ہنس دی....

"....ایسا کوئی رول نہیں ہے ان کا "

"آپ بنوا دیں گے... اچھا چلیں سائیڈ پہ ہوں مجھے بھوک لگی ہے۔ "

....ایرج اس کے سامنے سے گزرتی ہوئی کیچن میں آ گئی

"ویسے میری گاڑی پر آکر تم موٹی ہونا ہو کھا کھا کر ضرور ہو جاو گی۔ "

...شومیز اب کیچن کی دروازے میں کھڑا ہو گیا تھا

ہاں اتنے اچھے کھانے بناؤ گے تو کھا کھا کر موٹی ہی ہونا قسم سے حویلی میں پتا چل جائے نا کہ یہاں شومیز شاہ "

"....میرے لیے کھانا بناتا وہاں ان لوگوں نے غش کھا کر گر جانا

....ایرج اب کھانے کی میز لگانے لگی... سلاد کا ایک ٹکڑا اس نے اٹھا کر منہ میں ڈالا

"...کالی مرچ تو ڈال دیتے اوپر "

...ایرج نے سلاد پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا... شومیز اب کرسی کھینچ کر وہاں بیٹھ چکا تھا

"آپ مجھے ایسے مسکرا کر دیکھا نا کرو۔ "

...ایرج نے شومیز کے یوں دیکھنے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے میڈم نہیں دیکھتے... کہتی ہیں تو ساری زندگی نہیں دیکھیں گے۔ "

... شومیز نے اپنی پلیٹ سیدھے کرتے ہوئے کہا

" ...سچ کہا.... چھوڑ تو دینا ہی ہے ایک دن "

ایرج کی آنکھ میں پانی بھر آیا تھا.... لیکن اسی پل اس نے دوسری طرف چہرہ کر کے اسے صاف کیا... اور ...چاول کی ڈِش ٹیبل پر رکھی

تم کب تک یہاں کام کرنا چاہتی ہو؟ اور جہاں تک میں نے نوٹ کیا تم کافی انگلش بول لیتی ہو اب... کیونکہ " ... تمہیں آتی تو پہلے ہی تھی "

.... شومیز نے اسے تنگ کرتے ہوئے کہا

" .. کاش مجھے یہ نا آتی نا میں انا سے بات کرتی اور نا "

... وہ بس سوچ سکی کہہ نا سکی

" ... ابھی تو ایک مہینے کی تنخواہ ملی ہے.... ایک ہزار پاؤنڈز ملا... اس سے زیادہ تے ابادی تنخواہ سی "

.... اس کا انداز ایسا تھا جیسے پاکستان کا ایک ہزار ملا ہو

" یہاں کے ایک ہزار پاؤنڈ جانتی ہو پاکستان کے کتنے پیسے ہوتے ہیں؟ "

" ... ایک ہزار روپیہ ہی ہو گا "

... ایرج نے چاول کا چمچ منہ میں ڈالا.... بیر زاری اس کے چہرے پر صاف نمایاں تھی

" .... دو لاکھ چودہ ہزار چار سو بلکہ اس سے بھی شاید کچھ زیادہ "

..... شومیز نے اپنا اندازہ بتایا جبکہ ایرج کا منہ کھل گیا

" ... نہیں "

.... حیرت سے اس کی آنکھوں کے پتلے پھیل چکے تھے... حیرانی سے وہ نفعی میں سر ہلا رہی تھی

"مطلب میں پاکستان اسی مہینے جا سکتی ہوں۔ "

.... اس نے بے یقینی سے چاولوں کا چمچ منہ میں ڈالا

"کیا مطلب ؟ "

شومیز نے چھوٹی آنکھیں کر کے دیکھا۔

" ... کِک کچھ... نہیں "

.... رجو نے نفعی میں سر ہلایا تو شومیز اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہوا

یار نمرہ میں اب جانا چاہتی ہوں تم تو جانتی ہو نا میں نے یہ نوکری کیوں کی تھی اور میرے پاس اب پاکستان "

"جانے کے پیسے ہیں۔

ایرج صبح صبح نمرہ اور رباب کو یہ خبر دے رہی تھی.... وہ تینوں رباب کے کمرے میں تھیں.... ایرج بہت خوشی سے اپنے فیصلے کے بارے میں بتا رہی تھی۔

"او... ہیلو میڈم.... یہ کیا کہہ رہی ہو ؟ "

نمرہ ایک آگے کو آئی جہاں وہ کھڑی تھی وہ تو اس کے اس فیصلے پر ہی حیران رہ چکی تھی۔

"کیا ہوا؟ میں نے کچھ غلط تو نہیں کہا۔"

ایرج نمرہ اور رباب کے چہرے کے تاثرات سمجھ نا سکی۔

"بتائیں امی اس کو۔"

نمرہ نے رباب کو کہا.... اور خود ایک طرف غصے سے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

"بیٹا تم نے پنجابی تڑکا کے ساتھ چھ ماہ کا ایگریمنٹ کیا ہے جس کی بنا پر تم چھ ماہ تک اس کے ساتھ کام کرنے کی پابند ہو...."

"کہا بھی تھا اس سے وہ ایگریمنٹ ایک مرتبہ پڑھ لیکن نہیں تب اسے بھوت سوار تھا کام کرنے کا..... اب جانے کا کہہ رہی ہے میں اکیلی ہوتی تو شاید گنجائش نکال لیتی لیکن امی میری پارٹنر شپ ہے۔

"تم جانتی ہو مجھے انگریزی نہیں آتی تھی کیا پڑھتی؟"

"اپنے شوہر سے پڑھنا لیتی۔"

نمرہ کو ایرج پر غصہ تو آ رہا تھا لیکن وہ پھر بھی تحمل مزاجی سے اسے سب بتا رہی تھی۔

"مطلب؟ میں اب چھ مہینے کے بعد جا سکتی ہوں؟"

ایرج ایک دم مایوس ہو گئی تھی....

"ہاں بالکل.... اور فلحال تو تیار ہو کر آؤ نا... دیر ہو رہی ہے۔"

نمرہ جو خود بالکل آفس جانے کے لیے تیار کھڑی تھی ایرج کو جا کر تیار ہونے کا کہنا لگی۔

"آپ نہیں جائیں گی؟ "

ایرج نے رباب سے پوچھا۔

نہیں بیٹا.... دل ہی نہیں ہے.... ویسے بھی اب تو سارا کام تم خود ہی کرتی ہو اور جو ڈِش میں بناتی تھی وہ بھی "

"خود بنانے لگ گئی ہو تو میرے وہاں بس بیٹھے رہنے کا فائدہ؟

"جی ٹھیک ہے۔ "

.... ایرج وہاں سے مایوسی سے چل دی

"اور پھر کب جا رہی ہو پاکستان؟ "

ہاتھ پر گھڑی باندھتا وہ اس کے کمرے میں آیا تھا.... اس کے چہرے پر ذرا اداسی نہیں تھی.... ایرج تو اس کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر ہی حیران رہ گئی تھی۔

"پانچ ماہ بعد چلی جاؤں گی.... وہ عذاب ایگریمنٹ کر دیا.... آئندہ کچھ پڑھے بغیر کچھ سائن نہیں کرنا۔ "

..... ایرج بہت بیزار تھی

" ... اچھی بات ہے.... چلو میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا... آج عامر شاید نا آسکے "

"نہیں آپ چلے جائیں میں بس میں آجاؤں گی۔ "

" ... ٹھیک ہے "

...وہ جوٹو پیس پہنے تیار کھڑا تھا...ایک لمحہ بھی مزید نار کا اور چل دیا

"اگر رک جاتے تو کیا تھا؟ تھوڑی سی ضد کر لیتے "

ایرج اور بھی زیادہ مایوس ہوئی تھی.... کیا تھا اگر وہ اس کا انتظار کر لیتا لیکن وہ کیوں اس سے امیدیں لگا رہی تھی؟

ایرج کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ خوش تھی یا مایوس تھی؟ اس کے شاہ کے پانچ ماہ مزید رہنے کو مل گئے تھے.... لیکن ان پانچ مہینوں میں وہ اس کی آنکھوں میں کیسے انا کی محبت برداشت کرے گی؟ ایرج نے لمبا سانس لیا .... سب کڑواہٹ اپنے اندر اتاری.... اور تیار ہونے لگی

باہر نکلی تو ایک دم اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں..... سامنے سڑک پر گاڑی کھڑی تھی.... تو شاہ نے عامر کو بھیج دیا تھا؟ لیکن وہ گاڑی تو کالی تھی... یہ سفید تھی.... ایرج آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی گاڑی کے قریب آئی.... اگلی نشست کی جانب آئی اگر شاہ ہوا اور مجھے ایسے جھانکتا دیکھ لیا تو کتنی بے عزتی ہو گی.... او باجی.... شاہ کون سا تیرے لیے کھڑا ہو گا..... ڈرتے ڈرتے اس نے گاڑی کی ونڈ سکرین سے جھانکا... ایک .... دم ڈر کر سیدھی ہو گئی

"..... آجاو بیٹھ جاؤ "

.... اندر سے شاہ کی آواز آئی تھی.... ایرج نے شرمندگی سے آنکھیں میچ لیں

"....اب بیٹھو گی بھی؟ مجھے دیر ہو رہی ہے "

.....شومیز کی پھر سے آواز آئی تھی

وہ نمرہ آلے اسی کا انتظار کر رہی ہوں... آپ کے ہی آفس کام کرتی نا چلو آپ کے ساتھ چلی جائے "
"....گی

....ایرج نے اب جھک کر نمرہ کا کہا.... شومیز نے اثبات میں سر ہلایا

ایرج نمرہ کو فون کرنے لگی.... اتنی ہی دیر میں نمرہ اپنا فون دیکھتی باہر نکل آئی.... ایرج کو سامنے کھڑا پا کر اس نے ایک نظر گاڑی کی طرف دیکھا... ایرج کی گاڑی تو کالی تھی پھر یہ؟ وہ یہ سوچتی ہوئی آگے آگئی کہ ان کے پاس کون سا کمی ہے آج کوئی نئی خرید لی ہو گی.... ایرج آگلی نشست پر بیٹھ چکی تھی.... نمرہ کو عجیب تو لگا کہ وہ آگے کیوں بیٹھی ہے لیکن سر جھٹکتے ہوئے وہ آکر بیٹھ گئی... اور بے خیالی میں ہی سلام کیا۔

"!وعلیکم اسلام "

دونوں کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر ڈرائیونگ نشست پر بیٹھے شومیز سر کو دیکھا.... اس کی تو حواس ہی اڑ گئے.... وہ شومیز سے ذاتی طور پر کبھی نہیں ملی تھی بلکہ کوئی ایسا کام بھی نہیں پڑا تھا جس کے تحت اسے اس سے ملنا پڑتا.... اور اگر اسے پتا ہوتا کہ اس کے ساتھ جانا تو وہ کبھی نا آکر بیٹھتی کوئی بہانا کر دیتی... لیکن اب اس طرح نکلنا تہذیب کے دائرہ کار میں نہیں آنا تھا اس لئے وہ خاموشی سے بیٹھ گئی... ایرج کو چھوڑنے کے ...بعد وہ دونوں آفس کی جانب چل دیے

"آپ کس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتی ہیں؟ "

... شومیز نے حسب معمول چہرے پر مسکراہٹ سجائے پوچھا

"... ایچ آر ڈیپارٹمنٹ "

"... او "

.... شومیز اب گاڑی موڑ رہا تھا

".... آپ مجھے باہر ہی اتار دیجیے گا "

... نمرہ نے اس سے کہا جو آفس کی انٹرنس میں داخل ہونے والا تھا... اس نے وہیں بریک لگا دی

".. شکریہ "

.... نمرہ نے باہر نکلتے ہوئے مروتاً کہا

شام کے وقت حویلی میں مسٹر حسین کے آنے کی وجہ سے خوب تیاری چل رہی تھیں.... کھانے پک رہے تھے... صفائیاں چل رہی تھیں.... رات کا ڈنر انہوں نے ساتھ کرنا تھا.... ان کی فیملی بھی ساتھ آ رہی تھی... اس لیے حویلی کے اندر دعوت رکھی گئی تھی ....

"پھوپھو بالوں پر یہ کلر لگائیں... بالکل نیا شیڈ آجائے گا... اور آپ بوڑھی نہیں ہوئی ہیں... جو بال سفید کیے ہوئے ہیں۔"

....رباب پھوپھو کے سامنے کلر والی ٹیوب لیے کھڑی تھی....شاہینہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بیٹھی تھی

...میں نے نہیں کیے یہ تو سوچوں نے مجھے وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا "

شاہینہ نے اپنے سفید بالوں پر ہاتھ لگاتے ہوئے کہا جو آگے سے سفید ہو چکے تھے جبکہ پیچھے سے اتنے زیادہ نہیں تھے۔

"لیکن میں یہ نہیں لگاؤں گی.... جل جائیں گے میرے بال۔ "

" ...اوہو پھوپھو ایسا کچھ نہیں ہوتا... چلیں میں لگا دیتی ہوں "

....رباب نے ایک کانچ کے باول میں وہ رنگ نکالنا شروع کیا

"تمیز کرو رباب.... کیا ضرورت ہے اس سب کی؟ "

"ہے ضرورت بس آپ چپ کر کے بیٹھی رہیں "

....رباب نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا....اور اس کے بالوں کو مصنوعی رنگ سے رنگ دیا

.....رات کا ڈنر بہت اچھا گزرا تھا...جو میٹنگ مسٹر حسین نے کرنی تھی وہ کامیاب ہوئی تھی

" ....میری الماری میں ایک انگوٹھی تھی "

.... سجاد چیخ رہا تھا عالیہ پر

"میں نہیں جانتی..... اور مجھ سے اس لہجے میں بات نا کرو۔ "

....عالیہ نے بھی غصے میں کہا

" ...بکواس نہیں کرو.... مجھے وہ انگوٹھی چاہیے "

" ...تو جاؤ اپنے گھر والوں سے پوچھو... کیونکہ میں نہیں جانتی سنا تم نے "

عالیہ کا لہجہ بھی بالکل ویسا ہی تھا جیسا اس کا تھا وہ اس سے ڈری نہیں تھی.... سجاد غصے سے آگ بگولہ وہاں سے

.... نکل گیا.... اور سیدھا بینا کے کمرے میں آیا.... بینا اپنے بستر پر لیٹی تھی

"کہاں ہے وہ انگوٹھی ؟ "

سجاد نے آتے ساتھ اس کے منہ سے اسے دبوچہ... سختی سے جبڑے تنے ہوئے ماتھے پر جہان بھر کا غصہ

... لیے وہ اس سے سوال کر رہا تھا

"کون سی انگوٹھی ؟ "

....بینا نے بمشکل الفاظ ادا کیے

" ....وہی انگوٹھی "

سجاد نے اس کا چہرہ جھٹکا.... اور چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کیا۔

" ....وہ تو جی آپ کے پاس تھی "

نہیں ہے اب وہاں.... اور مجھے وہ واپس چاہیے نہیں تو تم اپنی ٹانگوں پر سلامت نہیں رہتی.... ایک ہفتے "

"کے اندر اندر مجھے وہ واپس چاہیے۔

.....سجاد اسے تنبیہ کرتا اس کے کمرے سے نکل آیا... جبکہ وہ ڈری سہمی سی وہاں بیٹھی رہی

سب یونی فیلو اکٹھے ہو رہے ہیں اور میری طرف سے پارٹی دی گئی ہے.... اور کھانا تمہارے ہاتھ کا بنے گا "

"....وہاں

انا ایرج سے کہہ رہی تھی.... رات کے وقت جب وہ رستورانت بند کر رہی تھیں تب انا ایرج سے اس پارٹی

....کا ذکر کر رہی تھی

"کی دن آ گئے نے ہن سوتن دی پارٹی تے وی کھانے پکانے پڑنے نے۔ "

.... ایرج نے پنجابی میں بڑبڑاتے ہوئے کہا

"کچھ کہا تم نے؟ "

" نہیں۔۔۔ "

.... ایرج نے نفعی میں سر ہلایا

"کب ہے پارٹی؟ "

" .... کل شام کو... کل یہاں سے جلدی فارغ ہو جائیں گے "

... ایرج نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا

انانے اپنے گھر میں پارٹی دی تھی.... اس کا گھر زیادہ بڑا نہیں تھا لیکن خوبصورت تھا.... ان کے بہت سے دوست آئے تھے جو انا اور شومیز کے مشترکہ دوست تھے.... کھانا ایرج نے بنایا تھا.... اور جلد فارغ بھی ہو گئی تھی وہ کھانا وہیں سے بنا کر لائیں تھیں... نمرہ بھی ساتھ تھی..... نمرہ انا کی یونی کی دوست نہیں تھی .... لیکن انانے اسے بھی بلایا تھا

ایرج کے ہوش تو تب اڑے تھے جب اس نے شومیز گیلانی کو دیکھا تھا.... ریڈ ٹی شرٹ پہنے نیچے بلیو جینز.... اوپر کالے رنگ کی جیکٹ پہنے وہ غضب ڈھا رہا تھا... اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا.... لیکن جس چیز نے ایرج کو تکلیف دی تھی وہ یہ تھا کہ شومیز نے اسے مخاطب تک نہیں کیا تھا.... اس کے سامنے سے .... گزر گیا تھا

ایرج سامنے کھڑکی کی جانب چل دی جہاں سے ٹھنڈی ہوا اندر آرہی تھی... لیکن رات کے وقت وہاں کا منظر اس کی آنکھوں کو مسرت پہنچا رہا تھا.... سامنے اسے ایڈنبرا کا سل نظر آرہا تھا.... جس کی جگمگاتی بتیاں ایک پرکشش منظر پیش کر رہیں تھیں۔۔۔ان سب انگریزوں میں وہ خود کو کتنا اکیلا محسوس کر رہی تھی.... ایک چیز جو اس نے جانی تھی وہ یہ تھی کہ کسی کی زبان سیکھ لینے سے آپ ان کے رنگ میں ڈھل ... نہیں جاتے

"تم کیوں ایک طرف کھڑی ہو گئی ہو؟ "

نمرہ اس کے پاس آئی تھی... نمرہ کی نظریں ان سب دوستوں کی جانب تھیں جو اب لاونج میں پڑے

صوفوں پر بیٹھے گپیں ہانکنے میں مصروف تھے... قہقہوں کی آواز سے گھر گونج رہا تھا لیکن اسی گھر میں ایک کونے میں کھڑی اس پنجابی کا دل وہاں کی رنگینوں سے اکتا رہا تھا۔

"نہیں دل نہیں بس... دیکھو یہ بتیاں اس شہر کو کتنا خوبصورت بناتی ہیں۔"

.....کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بادل گرجنے لگے تھے..... معلوم ہوتا تھا جم کر بارش ہونے والی تھی آج

"...کتنے خوش ہیں نا یہ سب"

..... ایرج نے اب ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

بس یہی لمحہ تھا جب وہ گھر کے داخلی دروازے سے اندر آیا... سب نے مڑ کر اسے دیکھا تھا..... بہت سی زبانوں سے "جیک" بھی نکلا تھا..... ایرج نے ایک نظر اس اندر آتے شخص پر ڈالی اور پھر سب کو دیکھا اب خوش تھے... سوائے شومیز کے... کچھ دیر پہلے کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی.... ایک دم سے وہ اٹھا تھا... سیدھا چلتا ہوا تیزی سے اس کی جانب آیا تھا.... ایرج اس کے اس رویے پر حیران تھی..... اس نے ایرج کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا تھا... اور اسی تیزی سے وہاں سے وہ دونوں نکل گئے تھے..... سب شومیز کے اس رویے پر حیران تھے...... شومیز نے ایرج سے کوئی بات نہیں کی تھی.... تیز بارش میں تیز گاڑی چلاتے ...ہوئے وہ گھر پہنچے تھے.... گاڑی کھڑی کرنے کے بعد ایرج تو اوپر چلی گئی تھی

"...کتنا عجیب رویہ تھا شاہ کا.... شاہ کو تو اتنا غصہ کبھی نہیں آیا"

..... ایرج اپنے گلے بال سوکھا رہی تھی.... جو گھر میں داخل ہوتے ہوتے بھیگ چکے تھے

کھڑکی کے پاس آکر وہ کھڑی ہو گئی.... ایک نظر باغیچے میں گئی.... اتنی تیز بارش میں کون بیٹھا تھا وہاں ؟ کیا وہ شومیز شاہ تھا؟ ایرج ایک لمحہ ضائع کیے بغیر نیچے کی طرف آئی تھی.... باہر تیز برستی بارش میں وہ بیٹھا تھا.... ایرج اس کے قریب آئی

"آپ یہاں ؟ "

ایرج نے ڈرتے ڈرتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا.....

شومیز ہنوز بیٹھا رہا....

ایرج نے ہلکا سا جھنجھوڑا تو اس کی گردن پر ہاتھ لگا.... جسم بخار سے تپ رہا تھا.... وہ ایک دم گھبرا گئی...

" آپکو کو تو بخار ہے.... "

زبردستی اس نے شومیز کو وہاں سے اٹھایا۔۔۔۔اور اوپر کمرے میں لے کر آئی.... شومیز نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی... ایرج نے اسے گولیاں دیں.... وہ مسکراتا چہرہ آج کیسے بوجھا ہوا تھا.... گولیوں کے زیر اثر اسے نیند آنے لگی تھی لیکن اب وہ بول رہا تھا....

" تم... تم مجھے مت چھوڑ کر جانا.... تت تم.... میری ہو ..."

وہ اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے خواب شب میں تھا... چہرے پر پسینہ تھا.... خواب میں بھی اس کے چہرے پر درد تھا... کچھ ایسا تھا جو اس کا اندر تک چھلنی کر رہا تھا.... اس کی نیم کھلی آنکھیں اس کی تیز سانسیں... اسے اس حالت میں دیکھ کر اس کا بس نہیں چل رہا تھا لمحہ بھی نا لگے اور وہ پہلے جیسا ہو جائے....

تم میری آخری امید ہو.... آخری امید.... تمہارے دم سے میری سانسیں ہیں.... تم گئی تو میں مر جاؤں "

" ... گا... جہاں محبت ہے وہاں زندگی ہے... تم نا ہوئی تو میں

.... اس نے اس کے ماتھے پر ہاتھ لگایا.... بخار سے دہکتا ہوا جسم... پیشانی پر پسینہ اس کے ڈر کی علامت تھا

تم نہیں جانتی تم میرے لیے کیا ہو.... پراسرار محبت، غیر یقینی خزانہ، آپ کو زیادہ تکلیف ہو یا خوشی! "

لازوال عذاب آپ کے آس پاس رہتے ہیں.... پھر بھی کون زندہ رہے گا، اور تیرے بغیر زندہ رہے گا مت

" .... جاناتم... انا! پہلی محبت

..... وہ بے ہوش ہو چکا تھا..... بخار سے تپتا جسم اب پر سکون نیند سو چکا تھا

......

دھوپ کی پہلی کرن ایڈنبرا کا سل پر پڑ چکی تھی رات کی بارش کی وجہ سے گیلی سڑکیں دھوپ کی پیلی روشنی کی باعث چمک رہی تھیں.... اسی شہر کے گھر کے ایک کمرے میں سورج کی کرنوں کی چندھیا دینے والی روشنی اس کی گندمی رنگت پر پڑی تو اس نے ہلکی ہلکی آنکھ کھولی..... ساری رات اس صوفے پر بیٹھ کر اس کی کمر اکڑ گئی تھی.... ایرج نے ایک انگڑائی لی... اور باسی کو روکا.... جیسے ہی اس کی نظر سامنے خالی بستر .... پر گئی... اس کے تو ہوش ہی اڑ گئے.... باسی روکتے ہاتھ وہیں جم گئے..... آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں ایرج جلدی جلدی اٹھی اور پاؤں میں چپل پہنا.... اٹھ کر واشر وم کا دروازہ ناک کیا.... لیکن کوئی آواز نہیں آئی.... اس نے ڈور ناب دبائی تو وہ کھلتا چلا گیا۔۔۔۔ باہر نکل کر اپنے کمرے میں دیکھا.... وہاں بھی کوئی

موجود نہیں تھا.... نیچے آئی.... کچن لونگ روم سب جگہ دیکھ لیا لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا..... اوپر دوبارہ شومیز کے کمرے میں آئی اور اس کی سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل فون اٹھانے لگی تھی کہ اس کی نظر ایک نوٹ پر گئی....

"تم پریشان مت ہونا میں آفس جارہاہوں طبعیت بھی بالکل ٹھیک ہے.. تم آج رستورانت مت جانا... ساری رات ٹھیک سے سو نہیں سکی...."

اس کا یہ نوٹ پڑھتے پڑھتے وہ مسکرا رہی تھی اور مسکراتے مسکراتے الٹے قدم چلتے وہ صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔

"اب سو جانا... میری فکر مت کرنا انگریزنی..."

آخری جملہ پڑھ کر اس نے مصنوعی غصہ دیکھایا لیکن پھر خود ہی مسکرانے لگی....

"لیکن شاہ تو ناشتہ بھی نہیں کر کے گئے....."

ایرج نے دل میں سوچا کیونکہ جب وہ کچن میں گئی تھی تو سب کچھ صاف شفاف پڑا تھا جس کا مطلب تھا کوئی بھی کچن میں نہیں آیا....

آج شام سب نے لاہور کے لیے روانہ ہونا تھا سوائے رباب، شاہینہ اور دادی جان کے ان تینوں نے گھر رہنا تھا باقی عالیہ اور عمارہ نے اوپنگ سر منی میں ساتھ جانا تھا.... عالیہ کے والد صاحب نے بھی آنا تھا لاہور میں

ایک اعلی شان ہوٹل کی بنیاد رکھی گئی تھی.... جس میں دو لوگوں نے انوسٹ کیا تھا.... مسٹر حسین کے ساتھ ان کی مزید ڈیلز ہوئیں تھیں... ان سب کو اپنے فائدے کی ڈیلز لگی تھیں... اس لیے شناور شاہ اور علی شاہ نے ایک لمحہ بھی نہیں لگایا تھا اور مسٹر حسین کے ساتھ اپنے میڈیا چینل میں بھی پارٹنر شپ کر لی تھی... انہوں نے نیوز چینل کے ساتھ ایک ٹی وی چینل لاونج کرنے کا فیصلہ کیا تھا.... مسٹر حسین کی گفتگو میں بہت تاثیر تھی وہ چند لمحوں میں ہی کسی کو اپنا دیوانہ بنا لیتے تھے ایسے ہی شناور شاہ اور علی شاہ کے ساتھ بھی ہوا تھا مسٹر حسین ویسے تو عمر میں سجاد سے بڑے تھے لیکن ان کی کافی گہری دوستی ہو گئی تھی.... اوپنگ سر منی کی تقریب بہت اچھی گزری تھی.... اتنی جلدی کوئی بھی بزنس شروع کرنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن مسٹر حسین کی وجہ سے سجاد کی بہت مدد ہوئی تھی ....

آپ کو نہیں لگتا سجاد آپ کو اپنی مسسز کے ساتھ یہاں شفٹ ہو جانا چاہیے.... بزنس پر پوری توجہ ہونی " چاہیے ہے۔"

وہ ڈنر سوٹ میں ملبوس ایک پر وقار شخصیت والا مرد نظر آ رہا تھا.. ہاتھ میں ایک پلیٹ تھی اور تقریباً گول دائرے میں وہ لوگ کھڑے تھے۔ اور سب کے ہاتھوں میں ہی پلیٹیں تھیں... اوپنگ سر منی کے بعد کھانا سرو کیا گیا تھا.... وہاں اس کے علاوہ عالیہ کے والد رضا صاحب، شناور شاہ اور سجاد موجود تھے ان چاروں نے کالے رنگ کا ڈنر سوٹ پہن رکھا تھا جبکہ سجاد نے ہمیشہ کی طرح شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی جس کا رنگ سفید تھا۔

" .... نہیں بس دو گھنٹے ہی تو لگتے ہیں "

سجاد نے شانے اچکاتے ہوئے کہا۔

ہاں لیکن بزنس کو پورا وقت دینا چاہیے... تمہارا کزن شومیز وہ بھی تو اپنے بزنس کو پورا وقت دے رہا "

"ہے... وہ بھی تو گاوں سے دور ہے۔

اس نے ستائشی انداز میں کہا تو سجاد کو تو جیسے آگ لگ گئی ہو۔ جبکہ تایا جان فخریہ مسکرائے۔

"ہاں وہ اس لیے کہ اس کو شروع سے عادت ہے۔ "

" ... پھر بھی "

"آپ شومیز کو جانتے ہیں؟ "

تایا جان نے اب سوال کیا تھا۔

"ایکسکوزمی۔ "

سجاد سے اس کا ذکر برداشت نہیں ہو رہا تھا اس لیے وہ ان کے درمیان سے نکل آیا۔

جی جانتا ہوں کاروباری لوگ ایک دوسرے کے بارے میں بہت معلومات رکھتے ہیں سننے میں آرہا ہے کہ "

وہ پاکستان میں کوئی ڈیجیٹل بزنس شروع کرنے والے ہیں۔ کافی اچھا قدم ہے جیسے ٹیکنالوجی ترقی کر رہی ہے

"امید ہے اس کو ترقی حاصل ہو گی۔

..شناور شاہ بیٹے کی تعریف پر مسکرائے تھے

”آپ نے اب تک شادی نہیں کی جبکہ آپکی پرسنلیٹی ایسی ہے کہ آپ کو کوئی بھی لڑکی مل جائے گی۔ “

رضا صاحب نے حسین صاحب کو دیکھتے ہوئے دلچسپی سے پوچھا جس پر حسین شہزاد مسکرائے۔

جی مل سکتی ہے... لیکن میرے خیال سے ایک بیچلر وہ شخص ہے جو ہر روز نئے طریقے سے کام پر آتا ہے “

”کیونکہ اس کے پاس روز سوچنے کے لئے تازہ ذہن ہوتا ناکہ ساس بہو کی گھسی پٹی باتیں۔

.....اس نے بات خاصی مزاحیہ انداز میں کی تھی جس پر سب نے ہی قہقہہ لگایا تھا

”حس مزاح کافی اچھی ہے آپکی۔ “

شناور شاہ نے تبصرہ کیا.. اس کے بعد بہت سے مختلف مسائل پر ان کی گفت و شنید ہوتی رہی... ان کی فیملی کا

.... قیام رات کو مسٹر حسین کی طرف ہی تھا

ایرج گھر نہیں روکی تھی... وہ رستورانت گئی تھی... اور وہاں سے جلدی فارغ ہوگئی تھی.... اس نے نمرہ سے فون کر کے کہا تھا کہ اسے اس کے آفس آنا ہے جبکہ بہانا تو نمرہ کا تھا اصل میں وہ شومیز کو دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کی طبعیت ٹھیک تو ہے یا نہیں.... اسی غرض سے وہ نمرہ کی سینڈ کی ہوئی لوکیشن کی طرف جارہی تھی... اس کو موبائل پر میپ استعمال کرنا بھی نمرہ نے ہی سیکھایا تھا۔

اس کے رستورانت سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا ان کا آفس کچھ ہی دیر میں وہ پیدل چلتی چلتی ان تاریخی گلیوں

سے ہوتی ہوئی مین سڑک پر تھی جہاں وہ آفس واقع تھا.... ایرج نے ایک نظر اس اعلی شان عمارت پر ڈالی.... شام ہو چکی تھی... اس شیشے کی بنی عمارت میں سے بتیوں کے جگمگانے کی روشنی آ رہی تھی۔

" .... تو یہ سید شومیز گیلانی کا آفس "

.... اس نے انگریزی میں اس عمارت پر لکھے ہجوں کو پڑھا

".... یہ شاہ لوگ ہر چیز میں اپنی ذات کی ٹانگ کیسے اڑا لیتے ہیں... سید یہ سید وہ "

وہ سر جھٹکتے ہوئے اس عمارت کے داخلی دروازے کی جانب بڑھ گئی.... اندر داخل ہوتے ساتھ ہی... اسے .... ریسپشن پر بیٹھی دو لڑکیاں نظر آئیں

"پیور انگریز کی بچیاں ہیں۔ "

.... ایرج نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بیزاری سے کہا

"ہیلو میم ہاو مے آئی ہیلپ یو؟ (میں آپ کی کیسے مدد کر سکتی ہوں) "

ایرج نے دھیان سے اس تیز تیز بولتی انگریزنی کو سنا.... انا جب بھی اس کے ساتھ انگریزی بولتی تھی وہ اپنا ... انداز سست رکھتی تھی تا کہ اسے اچھے سے سمجھ آ جائے

"آئی ہئو... ٹو میٹ نمرہ فارم ایچ آر ڈیپارٹمنٹ.... (مجھے ایچ آر ڈیپارٹمنٹ کی نمرہ سے ملنا ہے۔) "

یو کن گو آپ ٹو دے سٹیر ز ٹو دی تھرڈ فلور اور یو کین یوز دی ایلوٹر۔ (آپ یہ سڑیاں چڑھ کر اوپر جائیں گی "

"تو تیسری منزل پر ہے یا پھر آپ یہ لفٹ استعمال کر سکتا ہیں۔

....اس نے لفٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

ایرج نے سڑیوں سے جانے میں ہی عافیت جانی اور اوپر کی جانب چڑھنے لگی..... پہلی منزل پر ہی ابھی آئی تھی اور کوری ڈور سے چل کر دوسرے کونے کی طرف جا کر اسے اوپر کی جانب جانا تھا.... بہت سے لوگ آ جا رہے تھے.... کچھ پاکستانی لگ رہے تھے تو کچھ انگریز.... ایرج شومیز کے آفس کے دروازے کے آگے ....سے گزری... یہی تو اس کی منزل تھی

"سید شومیز گیلانی۔"

اس نے دروازے پر لگے بورڈ پر پڑھا.... اس کے قدم وہیں جم گئے... برس پگل میں لٹکائے.... وہ مڑی.... اس کی آفس کی جانب رخ کیا.... دھڑکتے دل کے ساتھ وہ بڑھنے لگی... اندر جا کر کیا کہوں گی؟ کیوں آئی ہوں؟ شاہ کیا سوچے گا؟ کتنی بے ضمیر لڑکی ہے اس کے سامنے کل رات میں کسی اور کی محبت کا اعلان کر رہا تھا اور یہ... اور یہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتی.... ابھی وہ آگے مزید قدم بڑھاتی کسی نے جلدی سے آکر اسے روکا ....تھا

"کہاں جا رہی ہیں آپ؟"

انگریزی میں پوچھا گیا تھا.... اس نے سر سے لے کر پیر تک اسے دیکھا... شارٹ سکرٹ اور اوپر شرٹ ....پہنے وہ سفید رنگت والی لڑکی تھی

"...اندر"

.... ایرج نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"اپائنٹمنٹ لیٹر؟"

اس نے سوالیہ نظروں سے ایرج کو دیکھا۔

"او کی ہوندا اے؟"

... ایرج کے پنجابی بولنے پر اس لڑکی نے اسے حیرت سے دیکھا

"میرا مطلب وہ کیا ہوتا ہے؟"

.... ایرج نے اب کی بات انگریزی میں ہی پوچھا

" اندر جانے کا اجازت نامہ ہے "

.... اب اس نے بھی اور انداز سے پوچھا

... نہیں...."ایرج نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا"

" ...بڑا آیا عمران خان... جو اجازت نامہ لاوں "

ایرج نے منہ بناتے ہوئے اردو میں کہا... وہ اس کو دیکھ رہی تھی کہ اب کیوں کھڑی ہو جاؤ اگر اجازت نامہ

... نہیں ہے تو

" ....ہاں ہاں... جا رہی ہاں "

ایرج ابھی وہاں سے ہٹنے ہی لگی تھی کہ دروازے سے کوئی باہر نکلا تھا... اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں

آیا.... وہ انا تھی... شومیز کے کمرے سے وہ باہر نکلی تھی.... اناشاہ کے ساتھ؟ ایرج نے ایک کڑوا گھونٹ .... بھرا تھا..... اور وہیں سے الٹے قدم وہ واپس چل دی تھی

"وہ بھی کتنی بیوقوف تھی... شومیز کی اگر طبیعت انا کی وجہ سے خراب ہوئی تو ٹھیک بھی تو اسی سے مل کر ہونی تھی۔"

تلخ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے وہ اس کے آفس سے نکل چکی تھی۔

کتنا عجیب موسم تھا اس شہر کا بھی اور اس کے دل کا بھی.... دن کے وقت جب دھوپ تھی وہیں رات کو بارش بھی شروع ہو چکی تھی.... ہاتھ میں چائے کا کپ لیے وہ اپنے کمرے میں کھڑی کھڑکی کے پاس باہر گرنے والے بارش کے قطروں کی بغور دیکھ رہی تھی۔

"پانچ ماہ اور.... پھر میں اس شخص کی زندگی سے ایسے چلی جاؤں گی جیسے کبھی آئی ہی نہیں تھی۔"

اسے بہت ندامت تھی کہ وہ اس کے آفس کیوں گئی تھی؟ اگر وہ اس سے محبت کرتی ہے تو اس میں اس کا کیا قصور؟

"میں نہیں جانتی شاہ نے مجھ سے شادی کیوں کی؟ لیکن یقنا کوئی مجبوری ہی رہی ہو گی میرا دل نہیں مانتا کہ بغیر کسی وجہ سے یہ نکاح ہوا... ابا نے بھی تو مجھے مجبور کر دیا تھا... پتا نہیں بے بے اور ابا کہاں ہونگے؟"

اس نے ٹھنڈ برساتی رات میں گرم چائے کا گھونٹ اپنا اندر اتارا... شومیز کب آیا تھا اسے نہیں پتا تھا... البتہ اس نے جا کر دیکھا بھی نہیں تھا.... بادل زور زور سے گرج رہا تھا.... ایرج نے اپنا چائے کا کہ وہیں ساتھ پڑی میز پر رکھا اور بستر پر لیٹ گئی۔

"کل سے کافی چپ چپ ہو؟ کوئی بات ہے؟"

....ناشتے کی میز پر جب ایرج ناشتہ بنا کر رکھ چکی تھی تو شومیز نے اس پوچھا

"نہیں... کوئی بھی بات نہیں... بس ویسے ہی بے بے اور ابا کی بہت یاد آرہی تھی۔"

"بات کرنی ان سے؟"

شومیز کی بات پر تو وہ ایک دم ساکت ہو گئی اسے لگا اس کی دنیا انہی لمحات میں کہیں کھو گئی.... کیا اس نے سچ سنا تھا؟ کیا شاہ کہہ رہا تھا وہ بات کر لے؟

"بات کرنی ان سے؟"

شومیز نے اپنی بات دہرائی.... وہ جو کھڑی ہوئی تھی اور حیرت سے دوچار تھی اب جلدی سے اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ... آپ میری بات کروائیں گے؟"

....ایرج نے بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

" ...ہاں "

شومیز نے اپنا موبائل نکالتے ہوئے کہا....اب اس کی آنکھوں میں حیرت کی جگہ خوشی نے لے لی تھی....

شومیز ایک نمبر ملا کر اب موبائل کان سے لگا چکا تھا۔

"اسلام علیکم !جی یہ ایرج سے بات کر لیں۔ "

شومیز نے فون ایرج کی طرف بڑھایا....اسی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ پکڑنے کے بعد وہ کیا بات کرے گی؟ابا سے کیا کہے گی؟کیا بتائے گی ان کو؟ان کا حال پوچھے گی؟

ایرج نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ موبائل پکڑا تھا.....اور اٹھ کر کچن کے شیشے والے دروازے کی جانب ....آگئی...نجانے کیوں اس کا دل بھر آیا تھا ابا کی آواز سن کر

" ...کی حال اے میرے پتر دا "

" .....میں ٹھیک "

....اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی

"آپ کا کیا حال ہے۔ "

" ....میں وی ٹھیک...لے بے بے سے بات کر لے "

...ایرج کے آنسو تھے جو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے

"کی حال اے بے بے؟ "

... اپنی کپکپاہٹ پر قابو پاتے ہوئے آنکھوں میں آنسو لیے ہنستے ہوئے اس نے بے بے سے پوچھا

"میں ٹھیک ہاں... تو سنا پتر؟ سب ٹھیک تے ہے؟ "

"جی بے بے سب ٹھیک ہے آپ بس ابا اور اپنا کا خیال رکھنا... بہت جلد آپ کے پاس آؤں گی "

ایرج اب مزید صبر نا کر سکی... واپس مڑی فون میز پر رکھا اور بھاگ وہاں سے نکل گئی.... کمرے میں آکر ... اس نے اپنے آنسو بہائے تھے... جو شاید کب سے بہنے کو تیار تھے لیکن آج ان کو وجہ مل گئی تھی

"شومیز کہیں گیا ہوا ہے کیا؟ "

ایرج سے انا نے سوال کیا تو اس کے کٹنگ بورڈ پر چلتے ہاتھ رک گئے اور انا کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو .... کہ کیا تم نہیں جانتی

" .... کافی دن سے اسے تمہارے ساتھ نہیں دیکھا اس لیے پوچھا "

.... ایرج خاموش ہو گئی اور پھر کٹنگ بورڈ پر رکھے پیاز کاٹنے لگی

"وہ کچھ دو دن کے لیے لندن گئے ہوئے ہیں۔ "

"ایرج نے محض اتنا ہی جواب دیا.... "اب لندن بھی شاہ کے پیچھے بھاگ جانا

....اس نے دل میں سوچا لیکن کہا نہیں

کافی دنوں سے تمہارا رویہ مجھ سے کچھ اکھڑا اکھڑا ہے... یار تم اس دن کی بات سے ناراض ہو؟ دیکھو میں "

"نہیں جانتی شومیز نے تمہیں ہماری شادی کا کیوں نہیں بتایا۔

....انا پھر سے وہی سب دہرا رہی تھی

دیکھو انا مجھے اس چیز سے فرق نہیں پڑتا.... کہ تمہارا شاہ سے کیا رشتہ ہے؟ کیا نہیں... میں نے تمہیں "

دوست مانا تو دل سے مانا تھا... اس میں میرا کوئی مفاد نہیں تھا... ہاں... جہاں تک میرے اور شاہ کے رشتے کی

بات ہے تو پانچ ماہ یہاں رہنا میری مجبوری ہے مجھے یہاں کام کرنا... اس میں سے بھی ساڑھے چار ماہ رہ

"گئے۔

آخر پر وہ مسکرائی تھی.... اور دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی.... انا نے جیسے اطمینان کا سانس

.....لیا

"... ہماری دوستی ہمیشہ برقرار رہے گی نا "

... انا نے دوبارہ اس سے پوچھا

"... ہاں "

ایرج اسے دیکھ کر مسکرائی.... جو بھی تھا شاہ اور اس کا مسئلہ تھا اس میں انا کا کوئی قصور تو نہیں تھا جو وہ اسے

کوئی بات کرتی۔

”چلو آج پھر جب ہم یہاں سے فارغ ہو جائیں گے تو گھومنے چلیں گے ؟ “

...انا نے اسے کہا

”نہیں یار آج دل نہیں ہے... پھر کسی دن سہی۔ “

“ ....چلو جیسے تمہاری مرضی “

شومیز کو لندن گئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے... جس دن اس نے ایرج کے والد سے اس کی بات کروائی تھی اسی دن ہی اس نے جانا تھا... آج بھی وہ گھر میں اکیلی تھی... اٹھ کر شومیز کی لائبریری میں آ گئی.... کتابیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگی.... اس کی نظر کالی سی ایک ڈائری پر پڑی..... بالکل سیاہ ڈائری تھی..... اس نے عجیب ...سے احساس کے ساتھ اس ڈائری کو اٹھایا

“Who is shomiz?”

....پہلے پیج پر اس نے لکھا ہوا پڑھا... ایرج کے ماتھے پر بل پڑے

”کون ہے شومیز ؟ “

....اس نے اردو میں حیرت سے دہرایا

”کیا مطلب کون ہے شومیز ؟ “

....اس نے نا سمجھی سے سوچا.... اور ڈائری کو اپنے ہمراہ کمرے میں لے آئی

"کون ہو تم؟"

وہ سوچ رہی تھی.... کیا ہے اس ڈائیری میں؟ ایرج سے صبر نہیں ہوا... اسے اتنی اچھی تو انگریزی نہیں آتی تھی کہ پڑھ کر ہر بات سمجھ آجاتی.... اپنی مدد کے لیے اس نے انگلش اردو ٹرانسلیٹر ایپ کھول کر اپنے پاس رکھ لیا.... تاکہ جب بھی اسے ضرورت پڑے وہ کھول کر دیکھ لے.... سیاہ ڈائری کا پہلا صفحہ وہ کھول چکی تھی ....

"....آ چکا ہوں میں یونیورسٹی آف ایڈنبرا"

....پہلی سطر اس نے پڑھی

یونیورسٹی آف ایڈنبرا، جو 1582 میں قائم ہوئی تھی، برطانیہ اور انگریزی بولنے والی دنیا کی چھٹی قدیم یونیورسٹی ہے اور اسکاٹ لینڈ کی قدیم یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے۔ یونیورسٹی کے ایڈنبرا شہر میں پانچ مرکزی کیمپس ہیں، جن میں تاریخی اور تعمیراتی اہمیت کی بہت سی عمارتیں شامل ہیں جیسے پرانا ٹاؤن میں۔ اسکاٹش روشن خیالی کے دوران یونیورسٹی نے ایڈنبرا کا ایک مرکزی دانشورانہ مرکز بننے میں ایک اہم کردار ادا کیا، جس میں اس شہر کو "اتھین آف شمال" کا نام دیا گیا۔ اس نے وہاں اکاونٹنگ اینڈ بزنس میں ایڈمیشن لیا تھا....یونیورسٹی کے ایڈنبرا میں پانچ مرکزی مقامات ہیں سنٹرل، گینگز بلڈنگ، بائیو کوارٹر، ویسٹرن جنرل

اور ایسٹر بش۔ سینٹرل کیمپس ایڈنبرا کے جنوب کنارے میں متعدد چوکوں اور گلیوں کے آس پاس پھیلا ہوا ہے اور کچھ عمارتیں اولڈ ٹاؤن میں ہیں۔ یہ یونیورسٹی کا سب سے قدیم علاقہ ہے، جس پر بنیادی طور پر کالج آف آرٹس، ہیومینٹیز اینڈ سوشل سائنسز، اسکول آف کمپیوٹنگ، اور اسکول آف لاء نے قبضہ کیا ہے۔ جیسا وہ شروع سے تھا آج بھی ویسا ہی تھا کم گو، سنجیدہ سا ناکسی سے زیادہ بات کرنے والا اور اپنی دنیا میں مگن.... لیکن زندگی بہت سی آزمائشوں کے ساتھ اس کا امتحان لینے والی تھی.... اس کا تعلق آرٹس سے تھا.... اس لئے وہ سنٹرل کیمپس میں تھا... عمارت اپنی شان کے ساتھ کھڑی تھی... ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ قدیم وقتوں کی بنی ہوئی عمارت ہو... ہلکے گرے رنگ کی اینٹوں سے بنی وہ عمارت بہت خوبصورت لگ رہی تھی... وہ یونی کے دلان میں کھڑا تھا... جہاں چوکور شکل میں گھاس ایسے بچھا ہوا تھا جیسے ہرے رنگ کی کارپیٹ ہو... کچھ طالب علم وہاں بیٹھے تھے کچھ دونوں اطراف میں بنی سڑیوں پر بیٹھے تھے... کچھ کے ہاتھوں میں ایک دو کتابیں تھیں اور کچھ خالی ہاتھ تھے... وہ آٹھارہ سالہ نوجوان ہاتھ میں کتاب پکڑے دنیا سے ... انجان سا کھڑا تھا..... اس کو پیچھے سے کسی نے کمر پر زور سے تھپڑ مارا تھا

"....شومی "

پیچھے سے آنے والی آواز کو وہ بہت اچھے سے پہچان سکتا تھا... اس نے مڑ کر نہیں دیکھا بلکہ پیچھے والا شخص .... اب اس کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا تھا

"... دیکھا اسی یونی اسی کورس میں ایڈمیشن لیا جہاں تم تھے "

....انااب اس کے سامنے تھی....وہ آج مسکرایا تھا... سنجیدہ سالڑکا آج پھر مسکرایا تھا

"مجھے امید نہیں تھی تم یہاں ملو گی۔ "

...شومیز نے حیرت ظاہر کی

مجھے امید تھی تم یہاں ہی آؤ گے.... بچپن سے سنتی آرہی ہوں تمہیں بزنس کا شوق ہے....تو تم یہاں نا "

"آتے تو کہاں جاتے؟

....وہ لڑکی اس نسبت بہت شوخ اور چنچل تھی.... ہر بات پر ہنسنے والی

"صرف تمہاری خاطر یہاں آئی ہوں۔ "

...وہ دونوں اب ساتھ ساتھ چل رہے تھے.... شومیز اس کی باتوں پر مسکرارہا تھا

" ...مجھے لگا تھا شومی تو مجھے بھول گیا ہو گا "

"تم بھولنے والی چیز ہو کیا؟ "

اب یونی کے اندر داخل ہو چکے تھے.... شومیز کے چہرے کے تاثرات تب بدلے جب اس نے ان لوگوں

.... کو دیکھا..... سامنے وہی لڑکے تھے.... جیک اور اس کی گینگ

"او.... دیکھو تو صحیح... ہمارے ٹاپر کے ساتھ اس کی گرل فرینڈ۔ "

وہ بہت خباثت سے ہنسے تھے.... شومیز آج تک سکول میں ان کی ہر بات برداشت کرتا آیا تھا.... لیکن انا

....کے معاملے میں وہ ایسا ہرگز نہیں تھا.... شومیز آگے بڑھا

دیکھو..... ایک بات تم لوگ کان کھول کر سن لو... میں اب تمہاری ایک بات بھی برداشت نہیں کروں

گا... "

انا اس کو کھینچ کر وہاں سے لے گئی تھی... لیکن وہ سب شومیز کو اس طرح دیکھ کر حیران ضرور ہوئے

تھے....

شومیز نے بورڈرنگ سکول سے نکلنے کے بعد فلیٹ میں رہنا شروع کر دیا تھا.... اس کا فلیٹ یونی کے نزدیک

ہی تھا.....

ایرج نے اگلا صفحہ پلٹا ہی تھا کہ اس کے فون کی رنگ بیل بجنے لگی... ایک دم ڈر کر اس نے ڈائیری بند کی....

انگریز شاہ کالنگ آرہا تھا...

ایرج کو ایسے ڈر لگ رہا تھا جیسے شومیز کو معلوم ہو گیا ہو کہ وہ اس کو جان رہی ہے....

اس نے ڈرتے ڈرتے فون اٹھایا....

"ہیلو جی؟ "

"کیا حال ہے؟ "

شومیز کی آواز موبائل فون کے سپیکر میں گونجی....

"میں ٹھیک ہوں آپ کا کیا حال ہے؟ "

میں بھی ٹھیک ہوں اچھا ایرج مجھے بتانا تھا کہ مجھے پاکستان جانا پڑ رہا ہے.... اس لیے شاید مجھے تین چار دن "

" ..اور لگ جائیں

....ایرج تو ایک دم خوش ہو گئی تھی... مطلب اسے ڈائیری پڑھنے کے لیے اتنے دن مل جائیں گے

" ...ٹھیک ہے ٹھیک ہے "

....شومیز کی طرف سے فون بند کر دیا گیا تھا.... ایرج نے فون کو دیکھا

" ....نا کرتے فون.... شوخے "

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ہمیں کوئی اندازہ نہیں ہے کہ 2050 میں ملازمت کی مارکیٹ کیسی ہو گی۔ عام طور پر اس بات پر اتفاق کیا جاتا ہے کہ مشین لرننگ اور روبوٹکس تقریبا ہر کام کی لکیر کو تبدیل کر دیں گے - دہی تیار کرنے سے لے کر یوگا کی تعلیم تک...... تاہم، اس تبدیلی کی نوعیت اور اس کے نزدیک ہونے کے بارے میں متضاد نظریات ہیں۔ کچھ کا خیال ہے کہ محض دو دہائی میں ہی اربوں افراد معاشی طور پر بے کار ہو جائیں گے۔ دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ طویل عرصے تک خود کار طریقے سے نئی ملازمتیں اور زیادہ خوشحالی پیدا ہوتی رہے گی۔"

اس میٹنگ میں بہت سے لوگ بیٹھے تھے.... اور وہ وہاں کھڑا پرزینٹیشن دینے میں مصروف تھا.... اب وہ ....دوبارہ اپنی بنائی سلائیڈز کو دیکھ رہا تھا

اب آپ دیکھیں... مشینوں نے ہماری جگہ لے لی ہے... ہر کام میں... آپ کو تو اندازہ بھی نہیں ہے کس "
"طرح ہمارے جذبات کو مشینوں کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہے۔

سب لوگوں کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے... اس کی آج کی پرزینٹیشن اپنے ڈیجیٹل بزنس کے متعلق تھی.... جس میں وہ اس بات پر سب کو قائل کر رہا تھا کہ لوگوں مشینوں سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیے
.... کیونکہ وہ ان سے جیت نہیں سکتے بلکہ اپنی جاب کی نوعیت کو بدل لینا چاہیے

"ہم ایک خوفناک ہنگامہ آرائی کے دہانے پر ہیں، یا ایسی پیش گوئیاں بدستور قائم شدہ لڈائٹ ہسٹیریا کی ایک اور مثال ہیں؟ یہ کہنا مشکل ہے اس خدشے سے کہ آٹومیشن سے بڑے پیمانے پر بے روزگاری پھیل جائے گی، انیسویں صدی میں واپس آجائیں، آج کل دیکھیں بہت سے لوگ بے روزگار ہو رہے ہیں... آج سے چند سال پہلے کی بات کرتے ہیں... لوگوں کو معلوم تھا کہ ان کی آنے والے وقتوں میں جاب کیسی ہو گی؟ مطلب وہ جو پڑھ رہے تھے... وہ ان کے کام آئے گا.... لیکن اب دیکھیں... ایک بیماری آتی ہے... سب کچھ آنلائن چلا جاتا ہے.... پوری دنیا کا نظام آٹومیشن پر چلا جاتا... آپ ایک بٹن دبائیں گے اور دور بیٹھے استاد سے رابطہ کر لیں گے... لیکن اب دیکھیں شروع شروع میں لوگ اس کے لیے تیار نہیں تھے.... ابھی بھی
" .... پاکستان کے بہت سے علاقوں میں تعلیمی نظام ایسا نہیں کہ وہ آنلائن جا سکیں

.... اب اس نے سلائیڈ آگے کی تھی

میرا ماننا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ ہمارے لوگوں کا مشینوں سے ناواقفیت ہے.... بہت سے اساتذہ کو "

آنلائن کلاسز میں دشواری محسوس ہوئی کہ وہ جانتے ہی نہیں تھے ان سب چیزوں کا استعمال کیسے کرنا؟زوم والے... جن کو کوئی پوچھتا نہیں تھا ان کے شئیرز کتنے بڑھ گئے ہیں؟ یہ سب اس چیز کا نتیجہ ہے کہ وہ وقت رہتے آٹو میشن کی جانب آ گئے تھے... "

سب لوگ اب اس کی بات کو سمجھ رہے تھے... اس کا مثال دے کر بات کو سمجھانا ہی تو سب سے منفرد تھا....

"میرا اس بزنس کو شروع کرنے کا مقصد ہے... کہ پاکستان میں لوگوں کو نئی جابز کے لئے تیار کیا جائے.... ان کو مشینوں سے مقابلہ سیکھانا نہیں بلکہ ان کو مشینوں کے ساتھ کام کرنا سیکھانا ہے اور مجھے امید ہے آپ میرا ساتھ دیں گے اور اس بزنس میں انویسٹ کریں گے۔"

وہ اپنی پرزینٹیشن دے چکا تھا اور اب ان کے سوالوں کا انتظار کر رہا تھا۔

"ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو گا؟ "

شومیز کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھری.... جیسے وہ جانتا تھا کہ یہ سوال ہو گا۔

" جی میں امید کر رہا تھا یہ سوال ضرور ہو گا... جانتا ہوں... جب بھی ہم کوئی کام شروع کرتے تو سب سے پہلا سوال یہی اٹھتا ہے کہ ہمیں کیا فائدہ ہو گا.... تو ہمیں ڈیجیٹل بزنس سے یہ فائدہ ہو گا کہ ہمیں آفس کے لیے جگہ کم درکار ہو گی لوگ گھر بیٹھ کر اپنا کام کر سکیں گے.... بجلی کی بجت ہو گی... آنلائن میٹنگیز ہو نگی... جیسے آج میں آپ کے سامنے کھڑا ہو کر کام کر رہا ہوں... ایسے نہیں ہو گا سب اپنے اپنے گھر بیٹھ کر ہر کام

سر انجام دیں گے.... ایڈورٹائزمنٹ تو پہلے ہی فیسبک اور یوٹیوب اور سوشل میڈیا کے ذریعے ہوتی... تو باقی سب کام بھی... "

" اچھا تو ہمارے ایمپلویز کو کیا فائدہ ہو گا؟ وہ کیوں ایسی کمپنی کے ساتھ کام کریں گے جس کا ہر کام آنلائن ہو؟"

اب ایک اور انویسٹر نے سوال کیا تھا.... شومیز اب اپنی کرسی پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا...

" کیوں نہیں ان کو فائدہ ہو گا؟ جب ان کا آفس آنے کا خرچہ بچے گا.... وقت بچے گا... وہ کیوں نہیں اس کمپنی کے ساتھ کام کرنا چاہیں گے؟ "

شومیز کے سوال نے سب کو اس کی ستائشی نظروں سے دیکھا تھا.... وہ اپنا موقف ان کے سامنے رکھنے میں کامیاب ہوا تھا....

" چلیں سب باتیں اپنی جگہ لیکن مجھے لگتا پاکستان میں اس بزنس کی ابھی ضرورت نہیں ہے... ہم اپنے بزنس صحیح طرح سے چلا رہے ہیں۔"

سب لوگ جہاں اس کی باتوں سے سہمت ہوئے تھے وہاں ان میں سے ایک شخص پھر بول اٹھا....

" نوکیا.... ایک بہت اچھی کمپنی سمجھی جاتی تھی.... جب سمسنگ نے نیا ٹیچ موبائل لاونج کیا تو ان کا راویہ بھی یہی تھا... کہ ہمارا مارکیٹ میں بہت نام ہے... ہمیں ضرورت نہیں... باقی اب نوکیا کی حالت آپ کے سامنے ہے.... وہی نوکیا کا موبائل مارکیٹ میں کم ریٹ پر دستیاب ہے... سیم فیچرز ہیں... سمسنگ والے...

لیکن لوگ اس کو خریدنا پسند نہیں کرتے.... وجہ صرف یہی کہ اس نے وقت رہتے خود کو بدلہ نہیں تھا....

" ... خود کو بدلیں گے نہیں تو بدلتے وقت کے ساتھ دنیا ہمیں کچل کر رکھ دے گی

سب لوگوں کو شومیز کی پرزینٹیشن بے حد پسند آئی تھی.... ان انوسٹر میں تقریباً سب نے ہی انوسٹ کرنے

.... کا ارادہ کیا تھا.... شومیز بے حد خوش تھا

.... یہ میٹنگ لاہور کے ایک ہوٹل میں ہوئی تھی... شومیز کا کام ہو چکا تھا

" ... بہت اچھے آئیڈیاز لائے ہیں آپ "

ایک پر وقار شخصیت والا آدمی اس کے سامنے کھڑا تھا... وہ اپنے کمرے کی جانب جا رہا تھا جب وہ اس کے سامنے آیا تھا... اس کے ساتھ سجاد تھا... ہلکے بھورے رنگ کا سوٹ سجاد نے پہن رکھا تھا.... شومیز نے اس شخص کو ایسے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو آپ کون؟

" ....مائے سلف... حسین شہزاد.... آپ کے کزن کا پارٹنر "

.... شومیز نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ سے مصافحہ کیا

" ...مائے نیم از شومیز گیلانی "

.. ابھی شومیز آگے کچھ بولتا اس سے پہلے ہی حسین شہزاد بول پڑے

" ... جانتا ہوں آپ کو.... بہت اچھے سے "

.... وہ مسکرایا

"... تم جس ہوٹل میں کھڑے اپنی میٹنگ سر انجام دے چکے ہو... وہ میرا ہوٹل ہے شومیز گیلانی "
سجاد کی آواز میں فخر تھا جیسے کہنا چاہ رہے ہو تم نے تو مجھے روکا تھا... پر دیکھو میں کہاں کھڑا ہوں.... شومیز .... مسکرایا

"چلیں مسٹر شومیز آپ آرام کریں... ہم چلتے ہیں۔ "

"... شوئیر "

...... شومیز وہاں سے ہٹ گیا

"... تمہارا کزن ہمارے کافی کام آئے گا۔۔۔۔۔بہت اچھے آئیڈیاز ہوتے ہیں اس کے پاس "

.... سجاد کو پھر سے ایک مرتبہ لگا کہ اس کی تذلیل کی جا رہی ہے

ایرج شام کے وقت بیڈ پر لیٹی تھی.... وہ بس یہی سوچ رہی تھی کہ کاش ابا کا نمبر اس وقت دیکھ لیتی.... ایک بار یاد کر لیتی.... لیکن.... پھر یہ سوچنے لگی کہ یہاں سے جانے کے بعد جو اس کے پاس پیسے اکٹھے ہو جائیں گے اس کا کیا کرے گی؟ پاکستان جا کر کون سا کام شروع کرے گی؟ اس کو بے چینی ہو رہی تھی.... کیا شاہ کو چھوڑ کر جانے والا اس کا فیصلہ ٹھیک تھا؟ وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی.... عجیب سی کیفیت تھی اس کے دل کی.... ایک نظر پھر سے اس کی نظروں کے سامنے شومیز کی ڈائری آ گئی

او تیری اس کا تو مجھے یاد ہی بھول گیا.... " جلدی سے وہ اٹھی اور وہ ڈائیری اٹھا کر اپنے پاس لے آئی.... "

......اسی پنے سے پڑھنا شروع کیا جہاں سے چھوڑا تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شومیز نے اپنا فلیٹ لے لیا تھا.... اور کھانا بھی خود ہی بناتا تھا... حلال کی تمیز اس میں تھی.... وہ کھانا جیسا بھی بناتا تھا یوٹیوب سے دیکھ کر خود ہی بناتا تھا... البتہ ہر وقت ایک ہی بات ذہن میں گردش کرتی رہتی تھی کہ پاکستان میں سب کتنی خوشی سے رہتے ہونگے... وہاں کے بچے اپنی ماں کے ہاتھ کا کھانا کھاتے ہونگے... وہ چاہتا تو بابا کے بھیجوائے جانے والے پیسوں سے اپنے لیے کوئی میڈ بھی رکھ سکتا تھا..... لیکن وہ زیادہ سے زیادہ پیسوں کو بچانا چاہتا تھا..... البتہ ہر روز اکیلے کھانا کھاتے ہوئے اسے ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے دل سے نا کھا رہا ہو بس حلق سے اتار رہا ہو... دن بہ دن اس کے اندر کڑواہٹ بھرتی جا رہی تھی.... بس وہی لمحہ اس کے لیے خوشی کا ہوتا تھا جب انا اس کے پاس ہوتی تھی.... دادا جان یا بابا جان سے سے اس کی جب بھی بات ہوتی وہ یہی پوچھتے کتنے پیسے اور چاہیے... اس کا دل کرتا تھا کبھی اس سے پوچھا جائے بیٹا گھر کی یاد نہیں آتی؟ گھر کیوں نہیں آتے تم؟ کیوں اس کو گھر سے اتنا دور کر دیا گیا تھا؟ کیا وجہ تھی؟ کیا ماں کے مرنے کے بعد اس کے رشتے ختم ہو گئے تھے یا ان رشتوں کے درمیان اس کی کوئی جگہ نہیں... ان کا ایک دوست اور بھی ...بن گیا تھا جو پاکستان سے پڑھنے آیا تھا... اسامہ نامی وہ لڑکا پٹھان تھا.... لیکن اردو اسے بھی نہیں آتی تھی آہستہ آہستہ اسے اپنی تنہائی دور کرنے کا ایک ہی حل نظر آیا اور وہ تھا اپنا حلقہ احباب کو بڑا کرنا.... کلاس کے لوگ تو پہلے ہی اس سے بات کرنا چاہتے تھے... وہ ایک لائق بچا اور کلاس کا ٹاپر تھا.... بس وہ خود ہی ان

سے دور رہتا تھا.... امیلی، صوفی، آران، انا، اسامہ اور شومیز بہت اچھے دوست بن گئے تھے... وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بس اس کی ذہانت کی وجہ سے اس کے ساتھ ہیں... یا پھر وہ ایک ویل آف فیملی سے ہے.... صرف انا ہی تھی جو اس کو اچھے سے سمجھتی تھی....

"یار ہم سب کیوں نا ٹریڈنگ کا بزنس شروع کریں؟"

وہ سب لان میں بیٹھے جب شومیز لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کرتے ہوئے بولا تھا.... سب لوگوں نے مل کر اس کا مذاق بنایا تھا...

"یار اب ہم کام کریں گے؟ تو ہمارے گھر والے کس لیے ہمارے لیے؟"

اسامہ نے اس کا اچھا خاصہ مذاق بنایا تھا.... وہ جو یہ سوچ رہا تھا کہ نئے سفر میں اس کے دوست اس کے ساتھ ہونگے... اب سمجھ گیا تھا کہ وہ اکیلا ہے.... شومیز ان کی مسکراہٹ دیکھ کر بس مسکرایا تھا.... بس سب کو دیکھ کر ہنستے جاؤ.... سب اٹھ کر جا چکے تھے بس وہ اور انا ہی ساتھ بیٹھے تھے....

"تم کرنا چاہتے ہو ٹریڈنگ کرو.... میں جانتی ہوں اسامہ کی بات نے تمہیں دکھ دیا..."

"نہیں... ایسی کوئی بات نہیں اس کی بات نے مجھے کیوں دکھ دینا؟ اس نے مجھے یہ سیکھایا کہ ہمارے خواب ہمارے ہوتے ہیں اس میں ہمارے ساتھ کوئی اور نہیں ہوتا..."

شومیز نے انا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا.... انا مسکرائی...

"لیکن مجھے اپنے ساتھ پاؤ گے...."

.....انا نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

شومیز نے اکیلے ہی ٹریڈنگ شروع کر دی تھی... اس کو بزنس میں بہت انٹرسٹ تھا... اس کے پاس جتنے پیسے تھے وہ اس نے انوسٹ کر دیے تھے.... ایک سال لگا تھا اسے بزنس کو صحیح طریقے سے سیکھنے میں.... اس سارے وقت میں اس نے سیکھا سب مطلبی ہیں... لیکن وہ مطلبی نہیں ہونا چاہتا تھا....وہ نہیں چاہتا تھا کوئی اس کو مطلبی کہے..... اس نے ٹھانی تھی کہ اگر کسی کی بھی مدد کی تو بغیر کسی لالچ کے کروں گا... دوسروں کی طرح نہیں بس مطلب کے رشتے قائم کرنے والے.... انا نے اس کا بزنس میں بہت ساتھ دیا تھا.... لیکن ....اس کے بزنس میں شرکت حاصل نہیں کی تھی.... شومیز نے بھی اسے قائل نہیں کیا تھا

... ایک دن وہ سب ایک کیفے آئے بیٹھے تھے... سب موجود تھے وہاں... اسامہ بھی

" ویسے شومیز تم کون ہو؟ "

....اسامہ کی بات پر وہ چونکا

"میرا مطلب ہے سید ہی ہونا؟ "

" ...ہاں سید ہی ہوں میرے پیپرز میں یہی لکھا "

....اس نے آلو کے بنے چپس منہ میں ڈالے

" ...اچھا بڑا عجیب لگا.... سید ہو کر نماز نہیں پڑھتا "

....اس نے شانے اچکائے

....اس نے تو یہ بات کر دی تھی لیکن اس کے ذہن میں سوال پیدا ہو گیا تھا

"کون ہے شومیز؟ "

شومیز کے پاس بہت سا اثاثہ جمع ہو گیا تھا.... بابا کی طرف سے آنے والے پیسے تو اس کے پاس اب اضافی ہوا کرتے تھے.... وہ کوئی اور بزنس بھی شروع کرنا چاہتا تھا.... لیکن شومیز کے ذہن میں ایک ہی بات تھی... وہ کون تھا؟ نماز؟ کیا تھی؟ وہ بہت الجھا ہوا تھا... اس نے اسامہ سے بھی سوال نہیں کیا.... وہ کوئی گناہ گار نہیں تھا... نا ہی حرام چیزیں نہیں کھاتا تھا.... پر یہ نماز؟ اسے تو کسی نے نماز نہیں سکھائی تھی... بچپن میں اگر امی نے سکھائی بھی ہوئی تو اس کو تو کچھ یاد نہیں تھا... اور سید کا نماز سے کیا تعلق؟ یہی بات تھی جو وہ ... سمجھنے سے قاصر تھا.... اس نے نیٹ پر سب سرچ کیا تھا

اسے نماز کے احکام.... نماز کے فوائد یہاں تک کے طریقہ بھی مل گیا تھا لیکن سید سے نماز کا تعلق کہیں .... نہیں ملا تھا

"میں کافی دن سے دیکھ رہی ہوں تم کافی پریشان ہو کوئی بزنس میں مسلۂ چل رہا ہے؟ "

انا اور وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے.... وہ دونوں اس وقت یونی کے باہر ارد گرد کی گلیوں میں پھر رہے تھے۔

" ...انا میں..وہ...اسامہ کی بات سے پریشان ہوں "

شومیز نے نا چاہتے ہوئے بھی انا سے اسامہ کی بات والا ذکر کر دیا....وہ کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن اس نے کر دیا تھا۔

"کون سی بات؟ تمہیں پتا تو ہے وہ ہر وقت مذاق کرتا رہتا ہے تم اس کی باتوں میں آگئے ہو؟ "

....انا ہنسی تھی

"اس نے کہا کہ میں کون ہوں؟ میں نہیں جانتا میں کون ہوں؟ "

...شومیز جھنجھلایا....انا پھر سے اس کی بات سن کر ہنسنے لگی

"تم سچ میں پاگل ہو گئے ہو؟ "

...انا نے نفعی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

" ...نہیں پاگل نہیں...اس نے مجھ سے نماز کا پوچھا...لیکن مجھے کسی نے نماز پڑھنا نہیں سیکھائی "

....شاید یہ قدرت کا فیصلہ ہی تھا کہ وہ اس وقت مسجد کے آگے سے گزر رہے تھے

"یہ تم لوگوں کی کوئی عبادت ہے نا؟ "

....شومیز نے اثبات میں سر ہلایا

" ...تو پھر تم کسی مذہبی سکالر سے پوچھو...یہ تم لوگوں کی ہی عبادت گاہ ہے.....جاؤ یہاں جا کر پوچھ لو "

"نہیں...چھوڑو...چلو چلتے ہیں کلاس کا وقت ہونے والا ہے۔ "

شومیز نے سامنے مسجد کو دیکھا جو ایڈنبرا کی سنٹرل مسجد تھی... اور واپسی کی راہ لی... انا بھی شانے اچکا کر اس کے ساتھ چل دی... وہ تو کبھی مسجد میں گیا ہی نہیں تھا.... سکول میں بھی چرچ ہی تھے اور وہ اپنی دعا وہاں جا کر مانگ آتا تھا... گھر تو وہ بھی رب کا ہی تھا... پھر مسجد میں الگ سے جانے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ مسلمان تھا سب جانتے تھے.... وہ اللہ کا مانتا تھا اس کے نبی کو آخری نبی بھی مانتا تھا... پھر باقی سب کی کیا ضرورت اور ... سید ہی کیوں؟ الجھن کا شکار وہ انا کے ساتھ واپس یونی آچکا تھا

"... یار تو اس کو اپنے دل کی بات بتادے "

.... اسامہ شومیز کے فلیٹ میں تھا... شومیز کافی بنا رہا تھا

"کون سی بات؟ کس کو کردوں؟ "

شومیز کے فلیٹ کا اوپن کچن تھا... اسے سامنے صوفے پر بیٹھا اسامہ نظر آرہا تھا جو ٹی وی لگا کر بیٹھا تھا۔

"یہی کہ تم انا سے بے پناہ محبت کرتے ہو۔ "

.... شومیز کے ہاتھ رکے... وہ جو کافی کپ میں ڈال رہا تھا ایک دم سے اس کی بات پر حیران پریشان ہو گیا

"حیران مت ہو.... صرف میں ہی نہیں ہماری ساری گینگ جانتی ہے کہ تو انا سے محبت کرتا۔ "

... اس نے اب چہرہ شومیز کی طرف پھیر لیا تھا جس کا چہرہ سپاٹ تھا

" .... بس اب ایسے گھور مت.... سچ کہہ رہا ہوں... بتادے اب اسے "

" .... جانتا ہے نا؟ ایک ہفتے کے بعد اس کی سالگرہ ہے..... اس کو پرپوز کر دے "

.... اسامہ ہی بولتا چلا جا رہا تھا... جبکہ شومیز نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا تھا

دسمبر کا مہینہ تھا.... ایڈنبرا شہر میں خوب برف باری ہو رہی تھی.... رات کے اس پہر وہ یہی سوچنے پر مجبور ہو چکا تھا کہ کس طرح اس نے انا کو پرپوز کرنا.... کیا اس کی آنکھوں میں انا کے لیے سچ میں محبت تھی جو سب پہچان چکے تھے... وہ اپنی بالکونی میں کھڑا اس برف کو روئی کی طرح آہستہ آہستہ گرتے ہوئے وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ انا کو کیسے کہے گا کہ وہ اس سے محبت کرتا وہ تو اس کی دوست ہے.. اور دوست کو؟

.... شومیز وہیں کھڑا تھا کہ اس کون فون آیا.... بابا کالنگ آ رہا تھا

"!اسلام علیکم "

.... بابا کی گھمبیر آواز اس کے کانوں میں پڑی

"!وعلیکم اسلام "

.... سلام کا جواب دیا گیا

"تمہیں کچھ پیسوں کی ضرورت ہے؟ "

انہوں نے بس یہی سوال کیا.... شومیز نے نہیں کہا تو دوسری طرف سے یہ کہہ کر فون بند کر دیا گیا تھا کہ چلو

.... ٹھیک ہے میں ابھی مصروف ہوں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں

کاش بابا آپ ایک بار یہ بھی پوچھ لیتے کہ شومیز تمہیں میری ضرورت ہے؟ تمہارے دل میں کوئی بات "
"ہے؟ یہ کیسا رشتہ ہے جو صرف پیسوں سے شروع ہو کر پیسوں پر ختم ہو جاتا ہے۔

ابھی وہ دل میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس کا ٹرانسیکشن آلرٹ کا میل آیا... اس کے اوکانٹ میں پیسے ٹرانسفر کر دیے گئے تھے..... شومیز نے ایک نظر اس پر ڈال کر دوبارہ برف پر نظریں جمالیں تھیں...

انا کی سالگرہ تھی.... تمام دوست وہاں موجود تھے.... اس کے گھر میں اس کی والدہ تھیں.... والد اس کے دو سال قبل ہی انتقال کر چکے تھے... اس کی والدہ کیک سرمنی کے بعد اپنے کمرے میں جا چکی تھیں.... سب انجوائے کر رہے تھے.... لیکن کچھ ہی دیر بعد ہونے والے منظر نے سب کو حیران کر دیا تھا.... شومیز گیلانی گھٹنوں پر بیٹھا تھا.... ہاتھ میں ایک سلور سٹون والی رنگ تھی.... سامنے انا کھڑی تھی....

"ول یو بھی مائے لو؟ "

انا منہ پر ہاتھ رکھے شاید اپنی چیخ روکنے کی کوشش کر رہی تھی.... اس نے وہ انگوٹھی پکڑ لی تھی... سب نے بہت شور کیا تھا.....

ایرج نے وہ ڈائیری جلدی سے بند کر دی... آنکھوں سے آنسو جاری تھے.....

" نہیں ہے مجھ میں اور ہمت.... نہیں پڑھنی مجھے ان کے عشق کی داستان.... "

ہاتھ میں ڈائری زور سے پکڑے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی....

....ڈائری بیڈ پر رکھے...وہ کھڑکی کے پاس آ گئی

تاریخ کے پنوں میں یہ بھی لکھا جائے گا کہ میں نے اپنے محبوب کے منہ سے کسی اور کے لیے اظہار محبت "

"سننے کا بھی ظلم سہا ہے۔

.....اس کے ذہن میں شومیز کے وہ الفاظ گونجنے لگے جو اس نے ایرج کے سامنے کہے تھے

"شومیز آیا ہوا تھا گاوں نہیں آیا کیا؟

سب لوگ ہال میں موجود تھے جب سجاد نے اس کا ذکر کیا رات کا وقت تھا... اور سب رات کے چائے پی رہے تھے۔

" .... نہیں گاوں تو نہیں آیا "

... علی شاہ نے حیرت سے کہا

"رابطہ بھی نہیں کیا؟ "

سجاد نے دوبارہ پوچھا... وہ تایا جان کے بدلتے تاثرات دیکھ رہا تھا... یقینا ان کا شومیز کا یوں آنا پسند نہیں آیا ... تھا

"نہیں.... کیوں بھائی جان؟ آپ سے کوئی رابطہ کیا؟ "

علی شاہ نے شناور شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا.... انہوں نے نفعی میں سر ہلایا.... جبکہ سجاد بہت خوش تھا

... کہ کم سے کم تایاجان کا یہ غرور تو توڑا کہ ان کا بیٹا ہر کام ان کو بتا کر کرتا

" ... اچھا ویسے وہ اپنے نئے بزنس کی میٹنگ کے سلسلے میں آیا تھا "

سجاد نے سرسری کا ذکر کیا لیکن یہ ذکر بھی تایاجان کو سنانے کے لیے تھا۔

"اچھا تو تمہارے ہوٹل میں ہوئی ان کی میٹنگ ؟ "

.... شناور شاہ نے پوچھا

" .... جی ... ادھر ہی ہوئی اور اس کو تو شاید معلوم ہی نہیں تھا کہ میرا ہوٹل ہے ... ملا تھا مجھ سے "

" ... دادی سے بھی مل کر نہیں گیا "

دادی جان نے افسوس ظاہر کیا ... آہستہ آہستہ سب اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے .... سجاد سیدھا بینا کے

.... کمرے میں گیا تھا

"کدھر ہے وہ انگوٹھی ؟ "

اس کے کمرے میں داخل ہوتے ساتھ اس نے گرج دار آواز میں پوچھا تھا .... وہ جو الماری میں اپنے کپڑے

.... رکھ رہی تھی ایک دم اس کی آواز پر ڈر گئی تھی

" ... شاہ صاحب ... میں نے پورا گھر ڈھونڈ لیا وہ یہاں نہیں ہے میں نہیں جانتی "

... وہ ڈرتی ڈرتی کہہ رہی تھی

"بکواس بند کرو .... وہ کہاں جاسکتی ہے ؟ "

سجاد کے پاس وہ واحد ثبوت تھا جس سے وہ ثابت کر سکتا تھا کہ ایرج شومیز کے پاس ہے.... لیکن وہ گئی کہاں؟

سجاد طیش کی حالت میں اس کے کمرے سے باہر نکلا تھا.... ہال میں آیا تو سامنے سے داخل ہوتے شخص کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل پڑے.... ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے وہ اندر داخل ہو رہا تھا... ہاتھ میں کالے رنگ کا کوٹ تھا.... شکل پر تھکاوٹ واضح تھی

"تو تم آ گئے؟"

... سجاد کے چہرے پر زَہر خندہ بکھیر گئی.... شومیز نے اسے دیکھا... اور اس کی جانب آیا

"کیوں اس گھر پر صرف تمہارا حق ہے؟"

.... شومیز اب آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہا تھا چہرہ پر مسکراہٹ تھی... تھکن کے باوجود وہ مسکرا رہا تھا

"نہیں... تمہارا بھی ہے... میں کسی کا حق نہیں چھینتا وہ صفت تو صرف تمہاری ہے۔"

.... سجاد نے طنز کہا.... شومیز نے ایک نظر اس پر ڈالی اور اوپر اپنے کمرے کی جانب جانے لگا

"... چھین لوں گا میں اس کو تم سے.... نا چھین سکا تو تمہیں مار دوں گا"

شومیز کو جاتے ہوئے دیکھ کر کہہ رہا تھا... کیا عشق ایسا ہی ہوتا ہے؟ اس کو بس ایرج چاہیے تھی کسی بھی حال میں... اس کے لیے پھر اسے جو مرضی کرنا پڑتا..... سجاد نے اپنا فون نکالا.... ایک نمبر ملایا

"کام ہو گیا میرا؟"

....انگریزی میں کسی کو اس نے کہا تھا

"ہاں بس سمجھو ہو گیا ہے۔"

....اس کو جواب مل گیا تھا.... آنکھوں سے پھیلنے والی مسکراہٹ اب اس کے لبوں پر بکھیری

"سجاد شاہ کوئی کچا کھلاڑی نہیں ہے شومیز شاہ.... تم جانتے نہیں ہو تم نے کس سے کھیل شروع کیا ہے۔"

....اس نے موبائل اب اپنی قمیض کی جیب میں ڈال لیا تھا

"یار تم اپنی واٹس ایپ آئی ڈی بنالو.... بات کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے بلکہ ویڈیو کال بھی کر لیتے ہیں۔"

نمرہ اور ایرج رات کے وقت ایرج کے گھر موجود تھیں...رباب بھی ادھر ہی تھی...رباب کچن میں ان ...کے ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھی تھی جبکہ ایرج اور نمرہ کھانا بنانے میں مصروف تھیں

لے میں بنا کے کیا کرنا؟ میں پاکستان چلا جانا...وہاں ان فونوں (موبائل فون) کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی...ہم سارا دن گھر کے کام کرتی ہیں...ٹیوب ویل پہ جا کے کپڑے دھوتی ہیں...اور پھر سب مل کر باتیں کرتی ہیں....پتا وہاں پورے گاوں کی عورتیں اکٹھی ہوتی ہیں...وہاں نہیں ٹیم (وقت) ملتا اس "...موبائل کا

رجو اور نمرہ سالن بنانے میں مصروف تھیں.... ایرج ان دونوں کو خود ہی بلا کر لائی تھی اکیلے اس کا دل نہیں ...لگ رہا تھا اس لیے وہ رباب اور نمرہ کو بلا کر لائی تھی...اور رات کا کھانا بنا رہی تھیں

"...توجب تک یہاں ہو تب کے لیے بنالو.... فری کال ہوتی اس پر "

... نمرہ نے کہا

" ....اچھا یار... تم بنا دینا مجھے تو پتا نہیں ہے "

.... ایرج نے چولہے پر رکھے برتن میں چمچ ہلاتے ہوئے کہا

" ....لاؤ موبائل ابھی بنادوں "

.... نمرہ نے اس سے اس کا موبائل مانگا

" ....وہ... وہاں پڑا ہے دیکھ لو "

ایرج نے اسے موبائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا...جو ڈائینگ ٹیبل پر ہی پڑا تھا.... نمرہ نے جا کر اس کا موبائل اٹھالیا.... کچھ ہی دیر ہوئی تھی... نمرہ نے اس کا موبائل کی سکرین اس کے آگے کی..." یہ لو بن

" ... گیا

"اس کو کرتے کیا ہیں؟ "

ایرج نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے سکرین کو دیکھا۔

... نمرہ اس کے پاس آئی

" ......دیکھو یہاں سے میسج ہو جاتا ہے... ادھر سے وائس میسج ہوتا ہے.... اور یہاں سے کال ہوتی ہے "

.... نمرہ اسے سب سمجھا رہی تھی.... رباب انہیں خاموشی سے دیکھ رہی تھی

"تم آئے تھے تو تم نے بتایا کیوں نہیں؟ "

تایاجان شومیز سے پوچھ رہے تھے... شومیز، شناور شاہ اور سجاد شناور شاہ کے کمرے میں موجود تھے.... سجاد کو اندرونی سکون مل رہا تھا تایاجان سختی سے شومیز سے پوچھ رہے تھے۔

باباجان میں کام کے سلسلے میں آیا تھا.... اور اتنی جلدی میٹنگ ارینج ہوئی کہ آپ کو بتانے کا موقع ہی نہیں " ملا..."

شومیز کے چہرے پر اطمینان تھا اسے تایاجان کے سخت لہجے سے بھی فرق نہیں پڑ رہا تھا لیکن کیوں؟

" ....تو تم باپ کو بتانا مناسب نہیں سمجھتے "

"باباجان معذرت آئندہ آنے سے پہلے بتادیا کروں گا۔ "

... اس نے کیوں اتنی جلدی معذرت کرلی؟ وہ آگے سے کچھ بولا کیوں نہیں ہے؟ سجاد غصے میں کھڑا تھا

"ٹھیک ہے اب آئے ہی ہو تو سجاد کا ولیمہ کرلیتے ہیں.... تمہارا ہی انتظار تھا۔ "

ان کے لہجے میں اب نرمی در آئی تھی۔

باباجان آپ ولیمہ کرلیں... کیونکہ مجھے تو صبح ہی نکلنا ہوگا میں تو آج اسی لیے آیا ہوں کہ آپ سے مل " لوں... دراصل مجھے بہت ضروری کام ہیں۔"

شومیز کے چہرے پر اب بھی بلا کا اطمینان تھا۔

”تمہاری خاطر یہ ولیمہ لیٹ کیا گیا۔ “

بابا جان میں معذرت خواہ ہوں.... لیکن کام ضروری تھا لیکن اگر آپ اتنا زور دے رہے ہیں تو میں رک “

“ جاتا ہوں۔

“ ... ٹھیک ہے... پھر اب دیر نہیں کرنی چاہیے “

...شاور شاہ نے اب سجاد کو دیکھا

”آؤ بیٹا کیا بتانے آئے تھے ؟ “

سجاد آگے بڑھا.... اور کچھ کاغذات اس کے سامنے کیے.... شومیز ان دونوں کو اکیلا چھوڑتے ہوئے باہر نکل

... گیا

“ ... یہ کاغذات بھیجوائے ہیں شہزاد حسین نے آپ ایک بات پڑھ کر سائن کر دیں “

.... ٹھیک ہے رکھ دو میں دیکھ لوں گا... سجاد نے وہ کاغذات سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیے اور خود باہر نکل گیا

”تم آنلائن ہو ؟ تمہیں واٹس ایپ کس نے بنا کر دیا؟ “

شومیز کا میسج آیا تھا... ایرج کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

“ ... چاہ کر بھی اس شخص سے نفرت نہیں کر سکتی میں ناکام ہو جاتی ہوں “

ایرج نے دل میں سوچتے ہوئے اسے ایک وائس میسج بھیجا۔

”مجھے نمرہ نے بنا کر دیا ہے... میری ڈی پی پیاری ہے نا؟ “

لیکن میسج جانے کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ وہ کتنا غلط پیغام بھیج چکی ہے... اس کو نمرہ نے ڈیلیٹ فور آل کرنا سیکھایا تھا... لیکن اب کیا فائدہ تھا شاہ پڑھ چکا تھا۔

”ہمم اچھی ہے۔ “

....جواب ٹیکسٹ میسج میں آیا تھا

”کیا ضرورت تھی فضول بکواس کرنے کی؟ اب پتا نہیں کیا سوچے گا؟ “

اس نے سر پر ہاتھ مارا... رات کے وقت وہ اپنے کمرے میں تھی اس کو واٹس ایپ بنائے دوسرا دن اور شومیز کا اب میسج آیا تھا۔

”آپ نے کب آنا ہے؟ “

ایرج نے ایک اور وائس نوٹ بھیجا.... وہ بات کو بدلنا چاہ رہی تھی۔

”یہاں سجاد شاہ کا ولیمہ ہے.... دو دن لگ جائیں گے تم اپنا خیال رکھنا۔ “

”اچھا ٹھیک ہے... سجاد شاہ کی بیوی کی تصویریں دیکھائیں؟ “

ایرج کو نمرہ نے بتایا تھا کہ ادھر سے تصویریں بھی بھیجی جا سکتی ہیں... اور ویڈیو کال بھی ہو سکتی ہے۔

“ ایرج پاگل ہو گیا؟ میرے پاس کہاں سے آئیں گے تصویریں؟ “

شومیز کی نرم آواز اب اس نے سنی تھی.... اس نے اب وائس نوٹ بھیجا تھا۔

"... چلو ٹھیک ہے... سونی ہی ہو گی... ولیمے کی تصویریں بنا کر لانا "

ایرج نے پھر سے وائس نوٹ بھیجا اور موبائل رکھ دیا.... رات کافی ہو چکی تھی اور اسے بہت نیند آ رہی تھی.... وہ صرف نمرہ اور انا سے ہی بات کرتی تھی واٹس ایپ پر بھی.... ایرج چاہ کر بھی شومیز سے نفرت نہیں کر پا رہی تھی... وہ اس کا جاننا چاہتی تھی... اس نے ایک نظر اس کی دور پڑی ڈائری پر ڈالی.... بیڈ کی دوسری جانب سائیڈ ٹیبل پر پڑی وہ سیاہ ڈائری تھی جس میں یہ لکھا تھا کہ شومیز گیلانی کون تھا؟ ایرج نے .... ہاتھ بڑھا کر ڈائری اٹھائی

____

انا نے اس کی محبت کو قبول کر لیا تھا... شومیز اب پہلے سے بھی زیادہ خوش رہنے لگا تھا.... بزنس بھی اس کا اچھا چل رہا تھا... بس ایک بات تھی جو اسے ہمیشہ پریشان کرتی تھی اور وہ تھی گھر والوں کی اس سے بے رخی... بابا جان اس سے کیوں بات نہیں کرتے تھے؟ کیا وہ اتنا مصروف رہتے تھے؟

شام مغرب کا وقت تھا جب اس نے اذان کی آواز سنی.... وہ آج کسی کام سے سینٹرل مسجد کی قریب آیا ہوا تھا.... اذان کی آواز اس نے پہلے بھی بہت دفعہ سنی تھی.... لیکن آج نجانے کیوں وہ غور کر رہا تھا..... اس نے محسوس کیا تھا... یہ گانوں کی آوازوں سے کتنی مختلف آواز تھی.... اس کے اندر ایک سکون سا اتر رہا تھا.... اس کے قدم مسجد کی جانب بڑھے تھے... بے ساختہ وہ خود کو اس آواز پر چلتا ہوا محسوس کر رہا تھا.... اس نے سکون حاصل کرنے کے لیے کتنے گانے سنے تھے... لیکن یہ آواز اس کو سکون پہنچا رہی تھی۔

اذان کے لغوی معنی ہیں، خبر دار کرنا، اطلاع دینا اور اعلان کرنا اس تک خدا کا اعلان پہنچ چکا تھا.... اور یہ اطلاع بھی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلا اللّٰہُ"

"(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں)

....وہ چلتے چلتے مسجد کے دہانے پر آچکا تھا

اَشْہَدُ اَنّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد)

(صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں

.....اس نے ہرے رنگ کی کارپیٹ پر ننگے قدم رکھے تھے اندر بڑے سے ہال میں چند لوگ ہی موجود تھے

حَیّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیّ عَلَی الْفَلَاحِ

(فلاح (وکامیابی) کی طرف آؤ، فلاح (وکامیابی) کی طرف آؤ)

شومیز اس آواز میں اس قدر مشغول تھا کہ اس کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس مسجد میں آگیا ہے جہاں سے چند دن پہلے وہ منہ موڑ گیا تھا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود نہیں)

اذان ختم ہو چکی تھی..... سب لوگ جو وہاں موجود تھے باوضو کھڑے تھے.... شومیز ان سے بہت دور پلر کے پاس بیٹھ گیا تھا.... وہ ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا.... اس نے یہ طریقہ تو یوٹیوب پر دیکھ لیا تھا... .... اور یاد بھی کر لیا تھا

.... وہ سب لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے... شومیز نے بھی ہاتھ اٹھا لیے تھے

" .... یااللہ! مجھے میری شناخت کی پہچان کروا دے "

.... اس نے بس یہی دعا کی تھی.... اور اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آیا تھا

سب لوگ نماز ادا کر کے باہر نکل رہے تھے.... ایک سفید لباس والے آدمی اس کی جانب آئے.... یہ وہی تھی جن کی امامت میں نماز ادا ہوئی تھی۔ سفید داڑھی تھی بہت ہی نورانی چہرہ تھا۔

" نئے لگتے ہو؟ "

.... انہوں نے مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا اور اس کے پاس ہی آ کر بیٹھ گئے

" نہیں... بچپن سے یہاں ہی رہتا ہوں۔ "

شومیز کو لگا شاید وہ کہہ رہے ہیں کہ ایڈنبرا میں نیا آیا ہوں۔

”میں نے پوچھا اللہ کے گھر میں نئے آئے ہو؟ “

.... انہوں نے پھر سے مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا... نرم لہجہ تھا

”جی... یہاں پہلی دفعہ آیا ہوں۔ “

شومیز نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

”کوئی کام تھا خدا سے؟ “

انہوں نے پھر سوال کیا۔ شومیز کو انتہائی عجیب لگا کیوں ایسے بات کر رہا تھا؟ کیا خدا کے گھر میں بس کام سے آیا جاتا ہے؟

”نہیں... کوئی کام نہیں تھا... کیا یہاں کام کے بغیر نہیں آسکتے؟ “

.... اس نے سوال کیا

”لیکن یہاں کوئی اپنے مطلب کے بغیر آتا نہیں ہے نا۔ ... آسکتے... بلکہ آنا چاہیے “

.... شومیز کو ان کی باتیں بہت عجیب لگ رہی تھیں

”کیا نام ہے بیٹا؟ “

”سید شومیز گیلانی۔ “

”ماشاللہ سے سید ہو؟ “

ان کے چہرے پر خوشی نمایاں تھی.... اس کے سید ہونے سے ان کو خوشی کیوں ہو رہی تھی؟

"جی سید ہوں۔ "

.... اس نے نا سمجھی میں سر ہلایا

"نماز نہیں پڑھو گے ؟ "

اب انہوں نے نماز کا سوال کر دیا تھا... اگر وہ کہے گا نہیں تو کیا یہ بھی کہیں گے کہ سید ہو کر نماز نہیں

.... پڑھتے ؟ صرف یہی سننے کے لیے اس نے نفعی میں سر ہلایا

"کیوں بیٹا مسلمان نہیں ہو کیا؟ "

.... جواب بالکل غیر متوقع تھا.... شومیز انہیں آنکھیں پھاڑے پھاڑے دیکھنے لگا چہرے پر غصہ نہیں تھا

" .... مسلمان ہوں لیکن کبھی نماز نہیں پڑھی "

شومیز نے شانے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر ابھی پڑھ لو بیٹا۔ "

انہوں نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور اٹھ گئے..... شومیز کے ذہن میں سوال پھر سے جنم لینے لگے....

آج انہوں نے اس کو یہ نہیں کہا تھا کہ سید ہو کر نماز نہیں پڑھتے بلکہ یہ کہا تھا مسلمان ہو کر نماز نہیں پڑھتے

اسامہ نے اس کو یہ کیوں کہا تھا..... الجھن کا شکار ہو نماز پڑھے بغیر ہی وہاں سے اٹھ آیا...... ساری رات وہ

... اسی الجھن میں رہا..... کیوں اذان کو سن کر اس کو بے حد سکون مل گیا تھا

اسی الجھن میں کب صبح ہوئی اسے کچھ پتا نا چلا.... آج اتوار کا دن تھا... اس نے نا تو یونی جانا تھا نا ہی آج اسے کوئی اور کام تھا.... اس لیے وہ اٹھا اور اٹھ کر نہانے کے لیے واشروم میں جانے ہی لگا تھا کہ فون بیل بجنے لگی۔

.... نمبر دیکھ کر چہرے پر مسکراہٹ آئی

کیا کر رہے ہو؟ آج کہیں چلیں... دیکھو آج اتوار ہے تم یقنا مصروف نہیں ہو گے.... اس لیے مجھے بس " ... آج کہیں لے کر چلو "

.... انا نے فوراً سے کہنا شروع کر دیا تھا... انا کی باتوں پر وہ بے اختیار ہنستے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گیا

اچھا ٹھیک ہے انا میں کچھ ہی دیر تک تمہیں بتاتا ہوں اگر میں واقعی مصروف نا ہوا تو ہم آر تھر سیٹ چلیں گے؟ ٹھیک ہے؟"

.... اس نے انا سے سوال کیا

".... چلو ٹھیک ہے... میں انتظار کر رہی ہوں "

..... انا نے کہتے ہوئے فون بند کر دیا

شومیز جو ساری رات یہ سوچتا رہا تھا کہ آج میں ان بزرگ سے یہ سب سوالوں کے جواب ضرور حاصل کروں گا... اب انا نے کہہ دیا تھا... اور اس کو کیا کہتا کہ مجھے کیا کام ہے؟

ہاں وہ کوئی بزنس ریلیٹڈ کام کا کہہ سکتا تھا... وہ چاہتا تو اس کو بتا دیتا کہ اپنے سوالوں کے جواب ڈھونڈنے جا

رہاہوں لیکن جس دن انانے اسے کہا تھاوہ اس دن نہیں گیا تھااور اب اسے یہ کہے گا تو وہ کیا سمجھے گی؟اس لیے اس نے بزنس کا بہانا بنا کر اسے جانے سے منع کر دیا تھا.... آج پھر صبح فجر کے بعد تقریباً سات بجے وہ مسجد میں موجود تھا.... اس کو بزرگ نظر نہیں آئے تھے.... شومیز بے حد مایوس ہو کر مڑ چکا تھا۔

"خدا کے گھر سے مایوس ہو کر کیسے جا رہے ہو؟"

پیچھے سے کسی نے آواز دی تھی.... وہ کل والی ہی آواز تھی.... شومیز انہی قدموں کے ساتھ واپس مڑا.... ... چل کر انہی بزرگ کے پاس آیا آج بھی انہوں نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا تھا

"....الجھن کا شکار لگتے ہو"

شومیز کے چہرے کی الجھن انہوں نے باخوبی دیکھ لی تھی... شومیز اور وہ ایک جگہ آکر بیٹھ گئے تھے پیچھے چند ... کتابیں پڑی تھیں

"...جی میرے ذہن میں بہت سے سوال ہیں... میں ان کو جاننا چاہتا ہوں"

....وہ ہلکا سا مسکرائے

"پوچھو بیٹا کیسے سوالوں کے جواب جاننا چاہتے ہو؟"

میں نے کل اذان سنی... مجھے عجیب سا سکون ملا... وہ سکون جو میں برسوں سے محسوس کرنا چاہتا ہوں.... " وہ سکون جو مجھے لگتا تھا مجھے اپنے گھر جا کر ملے گا... ایک راحت جو میرا اندر تک پر سکون کر دے.. میں بچپن سے گھر کو بھولنے کی خاطر گانے سنتا آیا ہوں مجھے ان کو سن کر خوشی بھی محسوس ہوتی ہے... لیکن وہ وقتی

ہوتی... اس کے بعد میں پھر بے چین ہو جاتا ہوں.... لیکن کل اذان کے الفاظوں کو جب بھی میں ذہن میں

یاد کرتا تھا مجھے سکون حاصل ہوتا تھا.... ایسا کیوں؟ میں نا چاہتے ہوئے بھی مسجد کی طرف کھینچا چلا آیا.... "

.... وہ بزرگ اب بھی شومیز کی بات سن کر مسکرا رہے تھے

"یہ تو اللہ کا بلاوا ہے... قسمت والوں کو نصیب ہوتا ہے۔ "

.... شومیز کچھ سمجھا نہیں تھا

"....گانے "

.... وہ بزرگ یہ کہہ کر مسکرائے

"جانتے ہو گانے ہماری روح کے ساتھ کیا کرتے؟ "

..... شومیز نے نفعی میں سر ہلایا

ایک کانچ کا گلاس لینا اور اس کو زمین پر پھینکنا اس کے بعد جو گلاس کا حال ہو گا وہی ہماری روح کا حال "

.... کرتے ہیں یہ گانے "

.... شومیز حیران ہوا

آخر کیسے گانے اس طرح روح کے ساتھ کرتے ہونگے؟

".... لیکن گانے سننے سے تو انسان خوش ہو جاتا ہے "

.... شومیز کی بات پر وہ بے ساختہ مسکرائے

گانے تذبذب پیدا کرتے ہیں.... بے چین کرتے ہیں... ہماری نوجوان نسل کی سب سے بڑی غلط فہمی ہی "

"کو سکون سمجھ لیتے ہیں.... یہ کیا ہے جانتے ہو؟ (euphoria) یہ ہے کہ وہ یوفوریا

... انھوں نے شومیز سے دریافت کیا.... اس نے نفعی میں سر ہلایا

میڈیکل کے مطابق یہ ایک ایسی حالت ہے جس میں انسان خوشی محسوس کرتا ہے.... یہ ڈوپامین کو "

"ہمارے اندر بڑھا دیتا ہے۔

وہ میڈیکل کا طالبعلم نہیں تھا جو اس کو یہ سب معلوم ہوتا.... شومیز کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات وہ

... سمجھ چکے تھے

"جم جاتے ہو؟ "

... انھوں نے سوال کیا تو شومیز نے اثبات میں سر ہلایا

"کب سے جانا شروع کیا ہے؟ "

" .... ایک سال ہونے والا ہے "

.... انھوں نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

"جب پہلے دن ورزش کی تھی.... تو ورزش کرتے وقت درد محسوس ہوا تھا؟ "

.... شومیز نے نفعی میں سر ہلایا

" ... لیکن گھر آکر درد ہوئی تھی "

.... شومیز بولا

جانتے ہو ایسا کیوں ہوا تھا؟ کیونکہ جب تک تم ورزش کر رہے تھے تب تک تمہارے اندر انڈورفن ایک "
ہارمون پیدا ہو رہا تھا.... یہ ایک ایسا ہارمون ہے جو ورزش کی دوران نکلتا ہے.... جب تم گھر آئے تو
انڈورفن نکلنا بند... کیونکہ تم نے ورزش روک دی... اور تمہیں درد شروع ہو گیا... اب اس درد کو ختم
" ..... کرنے کے لیے اگلے دن تم دوبارہ جم گئے

"جی۔ "

.... اور ایسے ہو تو ہوا تھا اس کے ساتھ

اسی طرح درد آہستہ آہستہ ختم ہو گئی.... کیونکہ تمہارا جسم اس چیز کا عادی ہو گیا تھا... بالکل اسی طرح "
موسیقی کرتی ہے.... جب تک ہم موسیقی سنتے ہیں... تب تک ڈوپامین ہارمون نکلتا رہتا ہے... اور ہمیں
جب بند کر دیا تو ہمیں بے چینی ہو گی... تم نے محسوس کیا ہو گا.. تمہیں گانے سنے بغیر .... خوشی ملتی رہے گی
" ... نیند نہیں آئے گی.... ہر وقت تم وہی گنگناتے رہو گے... اور تمہیں اس کا نشہ ہو جائے گا

... بالکل... بالکل ایسے ہی تو تھا.... گانے نشہ ہی تو تھے

تم آج گھر جا کر قرآن کی تلاوت سنںارات کو سونے سے پہلے... تم اس کو سننے کے بعد بے چین نہیں "
ہو گے... بلکہ پر سکون ہو جاوگے.... جبکہ مجھے امید ہے تمہیں عربی نہیں آتی ہو گی.... پھر بھی تمہیں وہ

" .... آواز سکون بخشے گی... کل پھر مجھے آکر بتانا کیسا محسوس کیا

... شومیز ان سے دوسرا سوال پوچھنے ہی لگا تھا کہ انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا

"ایک ہی دن میں سب جواب ڈھونڈ لو گے... تو خدا کے گھر بار بار آنے والے موقع کو گنوا دو گے۔ "

وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئے تھے....... شومیز مسجد سے نکلا تو اس نے خود سے یہ عمل کرنے کا سوچا..... وہ سارا دن گھر رہا... کوئی آفس کا کام نہیں کیا.. کوئی یونی کا کام نہیں کیا.... ذہن میں بس ایک ہی ...بات گھومتی رہی

"یہ تو اللہ کا بلاوا ہے... قسمت والوں کو نصیب ہوتا ہے۔ "

وہ خوش قسمت تھا؟ کیا واقعی ہی؟ وہ تو خود کو ہمیشہ سے بد قسمت ہی سمجھتا آیا تھا..... رات ہوئی... تو اس نے وہی عمل کرنے کا سوچا.... اپنے ہیڈ فون اٹھائے... لیپ ٹاپ سے لگائے... اور یوٹیوب پر گانوں کی بجائے آج اس نے تلاوت لگا لی تھی..... سچ میں کچھ تو جادو تھا اس آواز میں.... وہ جو ساری ساری رات سو نہیں پاتا .... تھا... آج ایک گھنٹے میں ہی اسے نیند آگئی تھی

تم تو آجکل نظر ہی نہیں آتے ہو کہاں غائب ہوتے ہو؟ مانا کہ تم بہت مصروف انسان ہو... لیکن تھوڑا وقت "ہمیں بھی دے دیا کرو ہم بھی تمہارے دوست لگتے ہیں۔

صوفی کے ہاتھ میں چند کتابیں تھیں... وہ اور شومیز یونی میں داخل ہو رہے تھے.... شومیز کافی دنوں سے ان کے ساتھ گھومنے نہیں گیا تھا اور اتوار والے دن بھی وہ نہیں آیا تھا جبکہ وہ سب گھومنے گئے تھے... شومیز کے ہاتھ میں اپنا لیپ ٹاپ تھا.... تو وہ مسکراتے ہوئے صوفی کے شکوے سن رہا تھا... جبکہ کہنے کو تو وہ بھی کہہ سکتا تھا کہ تم لوگوں کو بھی تو میں اسی وقت یاد آتا ہوں جب تمہیں کوئی کام ہوتا ہے... لیکن وہ سب جانتے ہوئے بھی ان سے اس طرح کا کوئی شکوہ نہیں کرتا تھا۔

"....بس کچھ کام کی وجہ سے مصروف رہا ہوں... چلو کلاس کا وقت ہونے والا ہے "

وہ دونوں اب تیز تیز قدم اٹھانے لگے... شومیز اچھے سے جانتا تھا کوئی بھی اس کی شخصیت کو پسند نہیں کرتا کیونکہ کبھی بھی کھل کر ان کے ساتھ ہنس نہیں سکا... اس کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی اس کا شروع سے اکیلا رہنا... وہ ان کی طرح جلد ہی اپنے دل کی بات بھی نہیں کر دیتا تھا سوائے انا کے.... اس کو انا پر پورا یقین تھا.... کہ وہ اس کو سمجھتی ہے... اور اس کو جانتی ہے... کلاس لینے کے بعد جب وہ باہر نکلے تو اس نے انا کا رویہ بدلہ بدلہ محسوس کیا... شاید وہ کل والی بات پر ناراض تھی.... لیکن وہ تو ایسے کبھی ناراض نہیں ہوئی تھی ....

"تم ناراض ہو؟ "

... شومیز اس کے پاس سیڑیوں پر آکر بیٹھا تھا

"... نہیں "

....جبکہ انا کے لہجے سے صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ ناراض ہے

"پھر اس طرح منہ پھلا کر کیوں بیٹھی ہو؟ "

"... نہیں تو... تم جاؤ اپنا کام کرو...وہ زیادہ ضروری ہیں "

شومیز کو اس کا لہجہ بہت عجیب لگا تھا....پہلے بھی تو شومیز اکثر پلان بنا کر کینسل کر دیتا تھا تب تو انا اس طرح کا رویہ نہیں رکھتی تھی... پھر اب کیوں؟

"ٹھیک ہے... پھر شام میں ملاقات ہوتی ہے۔ "

شومیز اب بھی نہیں سمجھ سکا تھا کہ وہ اس سے ناراض ہے... یا پھر سمجھ کر بھی اسے اس کو منانے کا طریقہ سمجھ نہیں آیا تھا اس لیے وہاں سے کندھے اچکا کر اٹھ آیا.... انا حیرانی سے اسے جاتا دیکھتے رہی اس شخص کو ....ذرا سا بھی فرق نہیں پڑا تھا

شومیز اگلے اتوار پھر سے ان بزرگ کے پاس تشریف لایا تھا.... انہوں نے آج بھی سفید لباس ہی پہن رکھا تھا... چہرے پر وہی نورانیت تھی... مسجد میں آج کچھ لوگ اور بھی موجود تھے لیکن وہ دور بیٹھے کسی کتاب کا ....مطالعہ کر رہے تھے

"...بہت دیر لگا دی آنے میں "

...انہوں نے شومیز کو دیکھتے ہوئے پوچھا

"جی بس وہ کام میں مصروف رہا.... آ نہیں سکا۔ "

.... شومیز کا اتنا کہنا تھا کہ وہ ہنس پڑے

"آپ مسکرائے کیوں؟ "

..... شومیز نے الجھتے ہوئے پوچھا

کہا تھا نا خدا کے گھر ہم صرف اپنے کام سے ہی آتے ہیں.... کام ضروری ہو تو جلد آجائیں گے کام کوئی "

"خاص نا ہو تو کوئی بات نہیں وہ تو خدا کا ہی گھر ہے وہاں تو دیر سے بھی جائیں تو کام تو ہو ہی جانا ہے۔

.... شومیز ان کی باتوں کی گہرائی سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا.... لیکن شاید ابھی اس کی سمجھ نہیں آرہی تھیں

"پھر کیسا محسوس ہوا قرآن کو سن کر؟ "

.... انہوں نے اب اس سے سوال کیا تھا

وہ احساسات میں بیان بھی نہیں کر سکتا.... میں روزرات کو اب وہی سن کر سوتا ہوں.... اور بہت "

"پر سکون نیند سوتا ہوں.... لیکن ابھی بھی بہت سے سوال میرے ذہن میں ہیں۔

" .... پوچھو "

میں بچپن سے یہاں رہا ہوں... میرا تعلق اسلامی جمہوریہ پاکستان سے ہے.... لیکن میں پانچ سال کا تھا "

جب یہاں بھیج دیا گیا مجھے.... اپنی زبان تک میں بھول گیا ہوں... مجھے یقین ہے وہاں لوگ مسلمان ہیں...

اور خدا کے گھر میں جا کر ہی اپنی دعا مانگتے ہونگے... انہیں خدا کا گھر ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں پڑتی

ہو گی.... میں نے وہاں کے میپ دیکھے ہیں.... ہر دوسری گلی میں مسجد ہے.... لیکن یہاں ہر دوسری گلی میں چرچ ہی نظر آسکتا... میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں... کہ دعا تو ہم خدا کے کسی بھی گھر جا کر مانگ سکتے اس کے لیے مسجد کا ہونا ضروری تو نہیں... "

" ... بالکل مسجد کا ہونا ضروری نہیں ہے "

شومیز کے چہرے پر اطمینان آیا... کسی معاملے میں تو وہ ٹھیک سوچتا ہے۔

" ... لیکن میرے بچے دعا کے چند آداب ہیں "

"کیسے آداب؟ "

.... شومیز نے ان کی طرف دیکھا

"اللہ تعالی کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس سے مانگا جائے، ہر چیز کیلئے امید اسی سے لگائی جائے اللہ سے دعا مانگنے کا دین میں بہت بلند مقام ہے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمادیا: (دعا ہی عبادت ہے)

ترمذی (3372)، ابوداود (1479)، ابن ماجہ (3828) البانی نے اسے " صحیح ترمذی" (2590) میں صحیح قرار دیا ہے

"

"...جی تو ہم اسی سے مانگتے ہیں "

.... شومیز نے ہامی بھری

دعا کرنے والا شخص توحید ربوبیت، توحید الوہیت، اور توحید اسماء وصفات میں وحدانیت الٰہی کا قائل ہو، -"

اس کا دل عقیدہ توحید سے سرشار ہونا چاہیے..... کیونکہ دعا کی قبولیت کیلئے شرط ہے کہ انسان اپنے رب کا

:مکمل فرمانبردار ہو اور نافرمانی سے دور ہو، فرمانِ باری تعالی ہے

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

ترجمہ: اور جس وقت میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہوں، ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ دعا کرے، پس وہ میرے احکامات کی تعمیل کریں، اور مجھ پر اعتماد رکھیں، تاکہ وہ رہنمائی پائیں (البقرۃ:186)"

"تو دعا تو ان کی بھی قبول ہوتی ہے جو خدا پر یقین نہیں رکھتے.... اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ "

شومیز کے ذہن میں جو جو سوال آرہے تھے وہ ان سے پوچھنا چاہتا تھا۔

"کیا وہ زندگی میں کوئی اچھا کام نہیں کرتے؟ "

.... انہوں نے شومیز نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"تمہارا کوئی دوست ہے یہاں؟ جو غیر مسلم ہو؟ "

" ....جی ہیں بہت ہیں "

بزنس میں ان کے بہت سے دوست بن گئے تھے اور یونی میں بھی تو تھے۔

"کیا انہوں نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا؟ "

شومیز سوچ میں پڑ گیا.... وہ سب چیریٹی کرتے تھے.... ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے تھے.... اور بھی ... کتنے ہی اچھے کام تھے جو وہ کرتے تھے

" ....جی کرتے ہیں "

تم جانتے کفار جتنے بھی ہونگے وہ سب جہنم میں جائیں گے لیکن... ان کے نیک کاموں کا اجر کہاں جائے "گا؟"

..... شومیز خاموش ہو گیا

میرے بچے ان کے نیک کاموں کا اجر انہیں دنیا میں ہی دے دیا جائے گا.... ان کی دعاوں کو قبول کر " .....کے "

"تو کیا وہ جہنم میں جائیں گے۔ "

شومیز نے سوال کیا.... انا بھی تو غیر مسلم تھی.... تو کیا وہ بھی؟

" ...بالکل "

شومیز ناچاہتے ہوئے بھی انا کے بارے میں سوچنے لگا... وہ بھی تو غیر مسلم تھی... وہ جہنم میں گئی تو؟

: دعا میں اخلاص ہونا بھی لازم ہے.... فرمانِ باری تعالی ہے "

وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِینَ لَہُ الدِّینَ حُنَفَاءَ

ترجمہ: اور انہیں صرف اسی بات کا حکم دیا گیا تھا کہ یکسو ہو کر صرف اللہ کی عبادت کریں۔[البینۃ:5]

اور یہ بات سب کیلئے عیاں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دعا ہی عبادت ہے، چنانچہ "قبولیتِ دعا کیلئے اخلاص شرط ہے۔

...وہ شومیز کو پھر سے دعا کے آداب بتانے لگے

"اخلاص کیا ہوتا ہے؟"

"کسی بھی نیک عمل میں محض رضائے الٰہی حاصل کرنے کا اِرادہ کرنا اِخلاص کہلاتا ہے"

اس کی دعا میں تو آج تک رضائے الہی حاصل کرنے کا ارادہ نہیں تھا....وہ تو آج تک اپنی خاطر دعا کرتا آیا ...تھا.....سب کے پاس واپس چلا جائے...انا اس کو مل جائے

"اور رضائے الہی کس میں ہے؟"

....شومیز ایک کے بعد ایک سوال کر رہا تھا

قرآن کو سمجھنے میں....غرور کو ختم کرنے میں...انا کو مارنے میں...عاجزی اختیار کرنے میں...یہ سب" انسان کے جذبات ہیں...اپنی انا کی تسکین کی خاطر ہی تو انسان سب کچھ کرتا ہے...غرور بھی کہیں نا کہیں انسان میں آ ہی جاتا ہے...اگر انسان خود کو بہت عاجز سمجھتا ہے تو وہ بھی کہیں نا کہیں غرور ہی ہے....حسد بھی انسانی فطرت ہے...سب محسوس کرتے ہیں...لیکن اصل بات یہ ہے کہ انسان ان جذبات پر قابو کیسے پاتا ہے؟ اسلام کا راستہ ان جذبات کو قابو کرنے کا راستہ دیکھاتا ہے....اسلام ایک بے مثال مذہب ہے...

" ... اسلام کے راستے پر چلنا ہی رضائے الٰہی ہے... اور رضائے الٰہی قرآن پر عمل کے سوا کچھ نہیں ہے

" .... اور میں قرآن پر عمل تو تب کر سکتا ہوں.. جب مجھے قرآن کی زبان سمجھ آتی ہو "

... شومیز نے سوچتے ہوئے کہا

" ... تو عربی سیکھ لو "

.... انہوں نے کتنے آرام سے کہا تھا

"آپ سیکھائیں گے ؟ "

.... شومیز پرجوش ہو کر فورا بولا

نہیں بیٹا آج کل تو ڈیجیٹل دور ہے.... تم یوٹیوب پر سیکھ سکتے ہو... انگلش ٹو عربی کی کلاسسز لو... البتہ "

"جہاں سے تمہیں سمجھ نہیں آئے گی میں تمہیں بتاؤں گا۔

.... انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا... تو شومیز نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

" .... میں آج آپ سے باقی سوال نہیں پوچھوں گا کیونکہ اب مجھے بھی یہاں بار بار آنے کا موقع چاہیے "

وہ تو دن میں پانچ مرتبہ مواقع دیتا ہے.... آیا کرو... پھر یہاں بیٹھ کر اس کی کتاب پڑھا کرو وہ کیا کہتا "

"ہے ؟

وہ وہاں سے اٹھ کر جا چکے تھے..... شومیز جب باہر نکلا تو اسے خاصی ٹھنڈ محسوس ہوئی.... لیکن اس سے بھی زیادہ جو تکلیف وہ محسوس کر رہا تھا وہ انا کا غیر مسلم ہونا تھا.... تو کیا وہ جہنم میں جائے گی؟

"تم مجھ سے ناراض ہو؟ "

" ... شکر ہے تمہیں ایک ہفتے کے بعد یہ تو احساس ہوا کہ میں ناراض ہوں "

انا اس کے سامنے منہ بھلائے بیٹھی تھی... وہ دونوں شومیز کے فلیٹ میں تھے.... ایڈنبرا شہر میں بر فباری کا راج تھا.... آج بھی اتوار کا دن تھا... پورا ہفتہ جب شومیز نا آیا تو انا خود ہی آ گئی تھی.... یونی میں بھی دونوں کی کوئی خاص بات نہیں ہوئی... یا شاید شومیز امام مسجد کی باتوں سے پریشان تھا.... وہ مسجد روز جاتا تھا... نماز بھی ادا کرتا تھا... لیکن امام مسجد اور شومیز کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی... شومیز بھی اتوار کا انتظار .... کر رہا تھا... کہ کب ان سے تفصیلا بات ہو اور وہ ان سے انا والے سلسلے میں بات کرے

" ... انا تم مجھ سے ناراض ہو سکتی ہو؟ پہلے تو ایسے کبھی نہیں ہوا "

" ... پہلے ہمارے رشتے کی نوعیت بھی اور تھی... میں تمہاری دوست تھی... اب نہیں "

.... انا نے جھنجھلا کر کہا

"اچھا یار... سوری... تم آج جہاں کہو گی ہم وہاں چلیں گے۔ "

.... شومیز اس کا رویہ دیکھ کر فورا بولا

" .... کہیں نہیں جانا اپنے ہاتھ کی اچھی سی کافی بنا کر پلاؤ "

انا نے فورا مسکراتے ہوئے کہا.... شومیز مسکراتے ہوئے اس اوپن کچن کی جانب بڑھ گیا... جبکہ انا بھی اس کے پیچھے آگئی....

"انا تم جانتی ہو؟ مجھے نہیں پتا چلتا کہ کون کب ناراض ہے؟ شاید اس لیے کہ کبھی میرے پاس وہ رشتے تھے ہی نہیں جو اپنا مان کھو جانے پر مجھ سے ناراض ہوتے.... "

وہ دونوں کچن میں کھڑے تھے... سامنے ٹی وی چل رہا تھا...

"اب میں آگئی ہوں نا تم سے ناراض ہونے والی... "

انا فورا مسکرائی تو شومیز بھی مسکرایا....

"میں ساری زندگی اپنوں کے لیے ترسا ہوں... "

انا کے سامنے وہ سب بیان کر رہا تھا اس کے سامنے وہ اپنے دل کا حال بیان کر سکتا تھا....

"کوئی ان کو کیوں نہیں سمجھاتا دولت ہی سب کچھ نہیں ہوتی... رشتوں کی دولت سے محرومی سب سے بڑی محرومی ہوتی ہے... کوئی نہیں سمجھ سکتا... "

"شومیز میں نے بھی تو اپنے والد کھوئے ہیں نا... تم کیوں ہر وقت اس بات کو دہراتے ہو کہ رشتے صرف تم سے دور ہیں... میں تمہاری طرح ہنسنا نہیں بھولی... "

"تمہاری ماں تو تمہارے پاس ہیں نا.... میری ماں اللہ نے لے لی... اور باپ خود ہی دور ہو گیا... خیر تم نہیں سمجھو گی لو پیو کافی۔"

.... شومیز نے اس کے آگے کافی کا کپ کرتے ہوئے کہا جو اس نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا

"... تم نا کبھی نہیں بدلو گے "

.... انا نے شومیز سے کافی کا کپ پکڑتے ہوئے کہا

"... شاید "

شومیز نے اب اپنا کپ تھام لیا اور صوفوں کی جانب بڑھ گیا.... کافی دیر وہ دونوں باتیں کرتے رہے... شومیز

.... کی نظر گھڑی پر پڑی تو ظہر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا

"تمہیں مجھ پر یقین ہے ؟ "

شومیز نے انا سے پوچھا... وہ ایک دم حیران ہوئی کہ وہ ایک دم سے یہ سوال کیوں کرنے لگا؟

" .... ہاں یار کیوں نہیں ہے تم پر یقین "

" ... پھر چلو میرے ساتھ "

..... شومیز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھاتے ہوئے کہا

ایرج نے صفحہ پلٹا تو خالی تھا.... یہ کیا؟ آگے سب کہاں ہے؟ خالی کیوں ہے یہ ؟ ایسے کیسے یہ خالی ہے؟ شاہ کو اگر ڈائیری لکھنے کی عادت تھی تو پھر یہ خالی کیوں؟ اس نے مزید چند صفحے پلٹے لیکن آگے پوری ڈائری خالی تھی.... ایرج کا دل بہت اداس ہو گیا.... آخر وہ نہیں جان پائی کہ شاہ نے کیسے اور سوال کیے؟ باقی ساری

رات اس کی نے چین گزری تھی.... باہر بادلوں کے درمیان سے سورج اپنی آنکھ دیکھا چکا تھا.... اس نے موبائل اٹھا کر وقت دیکھا تو سات بج رہے تھے..... ایرج بے دلی سے اٹھ کر ہوٹل جانے کے لیے تیار ہوئی تھی ...

\---------------

"... آج تو شومیز شاہ نے واپس آنا ہے"

شومیز نے سجاد کی ولیمے کے بعد واپس آجانا تھا... اور ایرج کو تب یاد آیا جب اس کی نظر اس ڈائری پر پڑی تھی .... اسے اس کے بعد وقت ہی نہیں ملا تھا کہ وہ ڈائری پڑھ سکتی

ایرج اگر شاہ کو پتا چل گیا کہ تو نے اس کی ڈائری چوری کی تو وہ غصہ ہوا تو؟ جو تم نے پڑھنا تھا وہ تو پڑھ لیا "

" .... اب کیا فائدہ اس کا؟ اس کو اس کی جگہ رکھ آتی ہوں

ایرج نے وہ سیاہ ڈائری اٹھائی... اور شومیز کی لائبریری آ گئی... وہیں پر وہ سیاہ ڈائری رکھ دی جہاں سے اٹھائی تھی.... ایرج واپس مڑنے لگی تو ایک ڈائری اس کی نظر سے گزری.... لیکن اسی وقت اس کے ہاتھ ... میں پکڑا فون بجنے لگا... دیکھا تو نمرہ کا فون آرہا تھا

"ہاں نمرہ بولو؟ میں بس نکلنے لگی ہوں۔ "

.... ایرج اس کا فون سنتی سنتی باہر نکل گئی

سجاد شاہ کا ولیمہ انتہائی خوبصورت طریقے سے اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا... شومیز واپس جا چکا تھا... عالیہ چند دن اپنے گھر رہنے کے لیے گئی تھی... سجاد بھی لاہور چلا گیا تھا.... گاوں میں بھی اب گرمی کا زور کم تھا....

... صبح صبح رباب اور شاہینہ لان میں بیٹھی تھیں... رباب کے ہاتھ میں چائے والا کپ تھا

"بہت بڑا دھماکہ ہونے والا ہے... بس انتظار کریں۔ "

....رباب نے ہنستے ہوئے کہا

"کیسا دھماکہ؟ "

...شاہینہ کو رباب کی مسکراہٹ پریشان کر رہی تھی

"بس دیکھ لیجئے گا۔ "

....اس نے چائے کا مگ منہ سے لگایا

"شناور شاہ! آپکی بہن کا رشتہ لینے آئے ہیں۔ "

اس کمرے میں اس آواز کے بعد جیسے سناٹا پھیل چکا تھا.... ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ... ہو..... سب کی نظریں سجاد شاہ پر اٹھیں... جس کے چہرے پر صاف ظاہر تھا کہ اسے کچھ علم نہیں

"شناور شاہ! آپکی بہن شاہینہ ہمیں بہت پسند آئی ہے۔ "

..... اس عورت کی آواز پر سب پھر ان کی جانب متوجہ ہوئے

" ... دیکھیں... ہم... دراصل "

شناور شاہ کے پاس الفاظ نہیں تھے کہ کن الفاظ میں حسین شہزاد کی ماں کو منع کرے؟

"آپ فکر نا کریں.... میں حسین کی خواہش سے ہی حاضر ہوئی ہوں۔ "

"دیکھیں ردا... یہ میری بیٹی کا معاملہ ہے... ہم آپ کو سوچ کر بتائیں گے۔ "

.... فاخرہ بیگم نے اب گفتگو میں شرکت کی تھی

" .....جی آپکی بیٹی جیسے مناسب لگے آپکو "

شناور شاہ کی رگیں تن چکی تھیں... حال علی شاہ کا بھی کچھ ایسا ہی تھا... لیکن وہ کچھ کہہ نہیں سکتے تھے.... ... کیونکہ وہ شہزاد حسین کی والدہ تھی... اور اس کے ساتھ ان کے کتنے ہی پروجیکٹ چل رہے تھے

" ... چلیں پھر میں چلتی ہوں "

انہوں نے چائے کا کپ ٹی ٹرالی میں رکھتے ہوئے کہا... ان کا کام ہو گیا تھا اور اب وہ جانے کے لیے تیار .... تھیں... سجاد ان کو چھوڑنے کے لیے باہر گیا

دیکھا یہ نتیجہ ہوتا ہے... کسی غیر کو گھر میں لانے کا... باپ کے بعد تو تم دونوں نے اپنی روایات ہی بھلا دی "

"...ہیں

فاخرہ بیگم سخت الفاظ ادا کرتی ہوئیں نوکرانی کی مدد سے اٹھ چکی تھیں... اپنی چھڑی... زمین پر زور سے پٹختی

.... ہوئیں اس بڑے سے حویلی کے کمرے سے باہر نکل گئیں تھیں

"....ایسا ممکن ہی نہیں... شاہینہ کی شادی قرآن پاک سے ہو چکی ہے....... اور یہ ہرگز ممکن نہیں ہے "

شناور شاہ بھی غصے سے کہتے نکل گئے تھے.... اب کمرے میں صرف عمارہ اور علی شاہ موجود تھے.... سجاد شاہ

.... واپس آ چکا تھا.... علی شاہ صوفے سے اٹھے

" ... ہر بات اپنی جگہ.... یہ ہرگز ممکن نہیں ہے.... اور ایسا سوچنا بھی مت "

" ... بابا آپ جانتے ہیں کہ مجھے اس بارے میں کچھ علم نہیں تھا آپ ان کو منع کر دیں "

سجاد شاہ نے اپنی صفائی دی کہ اس کو کچھ معلوم نہیں ہے۔

اچھا کیا جواب دیں؟ کہ ہم اتنے ماڈرن لوگ ہو کر اپنی بہن کی شادی نہیں کریں گے.... جانتے ہو کتنا اثر "

"....پڑے گا

... علی شاہ خاصے پریشان نظر آ رہے تھے

"... آؤ اب اپنے تایا جان پاس... اس مسلے کا حل سوچیں "

.... علی شاہ نے سجاد کو حکم صادر کیا... وہ باپ کے پیچھے چل دیا

"بھائی جان! اب کیا کرنا ہے؟ "

علی شاہ شناور شاہ کے کمرے میں موجود تھے... وہ ابھی بھی طیش میں نظر آرہے تھے۔

" ..... کرنا کیا ہے صاف صاف منع کردو اسے "

"لیکن کیا وجہ دیں گے؟ "

علی شاہ نے حالت اضطراب میں کہا۔

بس کہہ دینا اب اسکی عمر گزر گئی ہے اور اگر اس عمر میں ہم اپنی بہن کی شادی کریں گے تو لوگ ہمیں کیا " "کہیں گے؟

" .... تایا جان آپ کو نہیں لگتا "

... ابھی سجاد بول ہی رہا تھا کہ شناور شاہ نے بات کاٹی

کیا نہیں لگتا مجھے؟ بتاؤ؟ کیا ہم اپنی بہن کی شادی اب کر دیں؟ تم لوگوں کا دماغ تو درست ہے؟ جانتے بھی " ہو شاہینہ کے نام کس قدر وراثتی زمین ہے... بابا جان کے نام تیسرا حصہ اس کے نام ہے.... تمہیں کیا لگتا ہے حسین شہزاد وہ حصہ وصول نہیں کرے گا؟ تم سجاد تم خود ہی اسے منع کروگے۔ اب مزید میں کچھ نہیں سننا " ... چاہتا

سجاد کچھ کہہ نا سکا... یہ بات تو سب ہی جانتے تھے کہ وہ صرف اپنی بہن کی زمین کی خاطر اسے قرآنی دلہن ... کہتے تھے

.... لیکن اس بات کو ماننے کو تیار نا تھے... لیکن آج... آج انہوں نے اپنے منہ سے یہ قبول کر لیا تھا

.... سجاد شاہ کچھ کہے بغیر وہاں سے باہر نکل گیا

حویلی میں کوئی کسی سے بات نہیں کر رہا تھا... یہاں تک کے نوکروں میں بھی بات پتا چل چکی تھی.... کہ ایک پاک کے لیے رشتہ آیا ہے... لیکن کسی میں ہمت نہیں تھی کہ اس بات کو زیر بحث بناتا... عالیہ ابھی

.... بھی اپنے مائیکے تھی اس لیے وہ اس بات سے انجان تھی

" .... تم میری بات سنو "

شاہینہ نے رباب کو اپنے کمرے میں آنے کو کہا... سب پریشان تھے.. سوائے رباب کے... رباب بہت

.. پرسکون اور مطمئن نظر آتی تھی

" ...جی آتی ہوں "

چہرے پر غیر معمولی مسکراہٹ سجائے اس نے کہا... جبکہ وہ جانتی تھی پھوپھو بہت سنجیدہ ہیں شاہینہ غصے میں اپنے کمرے میں چلی گئی تھی... جبکہ رباب بہت اطمینان سے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس حویلی کی درودیوار

.... کو دیکھتی ہوئی چل رہی تھی

تم گواہ رہنا... بہت سی معصوم جانیں تمہارے اندر اپنے جذبات کو دفن کرتے مردوں کی طرح زندہ رہی " ہیں... اب تمہیں گواہ رہنا وقت بدل رہا... تاریخ بدلے گی... اب تم بھی گواہ رہنا یہاں وہ ہو گا جو آج تک

" .... نہیں ہوا... میری بہن کی موت کی تو تم گواہ ہو ہی

رباب آہستہ آہستہ خود سے ہی بات کرتی کرتی شاہینہ کے کمرے تک پہنچی تھی... شاہینہ بے سکون سی اپنے

....بیڈ پر بیٹھی اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں مڑوڑ رہی تھی

.... رباب مسکرائی... اور پھر دروازہ بند کر دیا... شاہینہ نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا تو رباب تھی

رباب جلدی سے چل کر اس کی طرف آئی... اور رباب کو زوردار تھپڑ جڑ دیا.... کمرے میں تھپڑ کی آواز

گونجی تھی... رباب نے چہرے پر ہاتھ رکھا... لیکن پھر سے پھوپھو کی دیکھا جہاں جہان بھر کی تھکن تھی...

...وہ روئی ہوئی لگتی تھیں

"تم دونوں نے سمجھا کیا ہوا ہے؟ میں کھلونا ہوں؟ یہ سب کیا تھا؟ "

...شاہینہ کی آواز قدرے اونچی تھی

"کیوں کیا ہوا ہم نے کیا کیا؟ "

کیا میں نہیں جانتی یہ سب... یہ سب تم نے اور شومیز نے کیا... میں پاگل لگتی ہوں؟ حسین شہزاد کی ہمت "

" کیسے ہوئی؟

....شاہینہ کے ضبط آنسو اب بہہ چکے تھے

"تو کیا غلط کیا انہوں نے؟ رشتہ بھیجا اور ہر عورت کا رشتہ آتا ہے۔ "

رباب نے ایسے کہا جیسے یہ سب ایک معمولی لڑکی کے لیے رشتے آیا ہو... جیسے اس کو شاہینہ کی عمر کا اندازہ نا

ہو...

تم دونوں نے بس میرا تماشہ بنانا تھا... میری عمر کا اندازہ نہیں تمہیں؟اور وہ حسین شہزاد؟ اسے کیا لگا؟ "
مجھے اس کے رحم کی ضرورت ہے؟میں اتنی مضبوط ہوں کہ اپنی زندگی بغیر کسی کے رحم و کرم کے زندگی
" ... گزار سکتی ہوں

"پھر یہ آنسو کیوں؟ "

... رباب نے اس کی بہتی آنکھوں کو دیکھا... رباب سمجھ چکی تھی... شاہینہ کی انا کو ٹھیس پہنچی تھی

ہم نے ان کو کوئی منت نہیں کی... آپ ان کو پسند آئی ہیں اسی لیے انہوں نے رشتہ بھیجا ہے... ہم نے "
"... انہیں مجبور نہیں کیا

اچھا تو تم نے اس دن میرے بال ڈائی بھی اسی لیے کیے تھے... یہ سب پلان تھا.... تم دونوں نے مجھے کیا "
"سمجھا؟

.... شاہینہ اب مزید غصے میں آچکی تھی

"پھو پھو ایسا کچھ نہیں جیسا آپ سوچ رہی ہیں... یہ سچ ہے کہ آپ انہیں پسند آئی ہیں۔ "

رباب اس کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی... وہ صرف اس کو اس احساس کمتری سے نکالنا چاہتی تھی
کہ حسین شہزاد ان کے ساتھ ہمدردی کر رہا ہے۔

.... شاہینہ چپ چاپ واپس بیڈ پر بیٹھ گئی تھی... وہ روئے چلی جا رہی تھی

"...پھوپھو... آپ فکر نا کریں... اللہ پر چھوڑ دیں سب"

رباب اس کو تسلی دے رہی تھی... رباب اس کے قدموں میں بیٹھ گئی تھی... اس کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے

...وہ اسے تسلی دے رہی تھی

"....رباب تم نہیں جانتی"

....شاہینہ سسکیاں لے کر رو رہی تھی

میں پیدا ہی اس حویلی میں گھٹ کر مرنے کے لئے ہوئی ہوں.... وہ لال جوڑا میری قسمت میں نہیں "

ہے۔"

....رباب بھی رو دی تھی.... کتنا درد تھا جو پھوپھو اپنے اندر دفن کیے ہوئے تھیں

میری قسمت میں یہ پھیکے رنگ ہیں.... میری زندگی ان سات رنگوں سے روشن نہیں ہے جو آسمان پر بکھیر "

کر اس دنیا کو روشنی دیتے ہیں.... میری زندگی ان سات رنگوں کی طرح ہے جو جذب ہو جاتے ہیں... اور

"...سیاہ رنگ بن جاتا ہے

.....رباب مسکرائی

پھر آپ نے اپنے بھتیجے کو صحیح پہچانا نہیں ہے.... اس کردار ان سات رنگوں کی طرح ہے... جو سفید رنگ "

ظاہر کرتے ہیں... آپ جانتی ہیں.... دلکش نے اس میں صرف ایک رنگ دیکھا وہ لال تھا... لیکن میں نے

اس کے کردار میں آسمان کے ساتوں رنگ دیکھے ہیں... وہ اپنے روشن کردار سے دوسروں کی سیاہ زندگیوں

"میں روشنی بھرنے والا ہے۔

میں جانتی ہوں... وہ اس حویلی کے رواج بدلنا چاہتا اور وہ ایسا شاید کر بھی سکتا ہے.... لیکن رباب تم نہیں سمجھ سکتی میں کوئی جھوٹی امید نہیں لگانا چاہتی خود سے..... تم نہیں جانتی بھائی صاحب کبھی بھی نہیں مانے گے۔"

وہ میری موت قبول کریں گے لیکن یہ رشتہ کبھی نہیں.... کبھی بھی نہیں.... جانتی ہو کیوں؟ دولت کا نشہ ہے میری بچی.... ان کو میری شادی سے کوئی مسلۂ نہیں ان کو اس دولت سے مسلۂ ہے جو میرے نام قانون ہوئی ہے.... یہ رسم تو اپنی دولت کو بچانے کا طریقہ ہے....

"دولت؟"

رباب ایک دم حیران ہوئی تھی... اس کو یہ تو معلوم تھا کہ یہ رسم ہے لیکن دولت؟ اس کا اس سب سے کیا تعلق ہے؟

ہاں میری بچی دولت..... ابا کی وفات کے بعد جو میرے حصے میں زمین آنی تھی وہ کہیں باہر نا جائے.... بس اسی لیے۔"

رباب تو ہکا بکا اسے تکے گئی.... اسی لیے ہی ان دو بہنوں میں سے ایک کی شادی شومیز گیلانی سے ہو سکتی تھی.... اور دوسری کی نہیں... کہ شومیز خاندان کا لڑکا تھا... اور پھوپھو کی دفعہ کوئی ان کا ہم عمر نہیں تھا

"...میں بھی یہی سوچتی تھی پھوپھو کے مسلۂ صرف پیسوں کا ہے "

.....رباب نے کڑواہٹ سے کہا

آپ فکر نا کریں میں شومیز سے بات کروں گی کہ وہ پھوپھو جی سے کہیں کہ وہ یہ بات کر دیں کہ ان کو آپ "
کی دولت سے کوئی مسلۂ نہیں بے شک وہ آپ سے شادی سے پہلے ہی زمین بابا اور تایا جان اپنے نام کروا
"لیں۔

....رباب نے جیسے حل نکالا

نہیں میری بچی...وہ ایسا کبھی نہیں کریں گے...وہ جانتے ہیں اگر آج ایسا ہوا تو کل کو انہی کے خاندان کی "
" .... لڑکی بغاوت کرے گی....اور پھر پیڑی در پیڑی ان کی زمین کم ہوتی جائے گی

"پھوپھو کتنے ظالم لوگ ہیں یہ....بے حسی کی انتہا ہے۔ "

....رباب اب فرش پر بیٹھ چکی تھی

"...لیکن دیکھیے گا....شومیز اس کا بھی حل نکال لے گا "

رباب کو اس پر یقین تھا...جبکہ شاہینہ بس طنزیہ ہنسی...وہ جانتی تھی اس کے بھائی ایسا کبھی نہیں ہونے دیں
.....گے

شومیز گیلانی واپس آ چکا تھا... ایرج جانتی تھی... لیکن وہ ہوٹل سے دیر سے واپس آئی تھی.... گھر آئی تو .... شومیز کو اس نے کچن میں پایا.... وہ اپنے لیے غالبا کافی بنا رہا تھا

"اسلام علیکم!"

وہ اس کو دیکھ کر اپنے چہرے کی خوشی چھپا نہیں پائی تھی... شومیز نے بھی مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔

"وعلیکم اسلام!"

.... وہ پھر مصروف ہو گیا

... ایرج نے اپنا بیگ وہیں شیشے کے میز پر رکھا... اور چل کر اس کے قریب آئی

"یہ کیا چائے کی جگہ کافی؟"

.... ایرج نے اس کو کافی بناتے ہوئے دیکھا تو کہا

"ہاں سو چار روز میں تمہارے ساتھ چائے پیتا ہوں آج تم میرے ساتھ کافی پیو گی... ٹھنڈ بھی بہت ہے۔"

شومیز نے اس دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے باغیچہ نظر آ رہا تھا۔

"ہاں بہت ٹھنڈ تھی... میری تو مت ہی ماری سی... ٹھنڈ نال تو میرے دانت وجنے (بجنے) لگے تھے۔"

"ویسے یہ ہر بات میں پنجابی بولنا ضروری ہوتا؟"

جی بالکل ویسے ہی جیسے ہر بات میں انگریزی کے کسی لفظ نے ٹانگ اڑانی ہوتی ہے... میں بھی ویسے ہی پنجابی"

"کاتڑکا لگاتی ہوں... آپ کے انگریز بھی پنجابی تڑکا بہت پسند کرتے ہیں۔

ایرج نے ہنستے ہوئے وہاں ساتھ پھلوں کی ٹوکری سے سیب اٹھا کر کھانے کے لیے منہ کے ساتھ لگایا ہی

.... تھا

"تمہاری استانی کا اگلے جمعہ نکاح ہے۔"

.... ایرج وہیں ساکت ہو گئی.... آنکھوں کے پتلے پھیل گئے..... منہ کھل گیا

"نا کرو شاہ! استانی جی؟"

ایرج اب بھی بے یقینی کی حالت میں تھی.. لیکن شومیز بہت عام سے انداز میں کہتے ہوئے اب سینک کی طرف جا چکا تھا اور ہاتھ دھونے لگ گیا... جبکہ ایرج ابھی اس کی پہلی بات پر یقین کرنے کی کوشش کر رہی

..... تھی.... شومیز نے اس کو کافی کا مگ پکڑ ایا

"یہ لو پیو... اور سوچو۔"

.... شومیز مسکرایا

... ایرج نے پکڑ تو لیا لیکن ابھی تک اسے یقین نہیں آیا تھا

"..شاہ! ایسا کیسے ممکن ہے؟ استانی جی کی شادی؟ مذاق نا کریں"

..... شومیز کرسی کھینچ کر بیٹھ چکا تھا

"میں نے پہلے تم سے کبھی مذاق کیا؟"

" ...پر وہ...تو قر آنی "

ایرج کہتے کہتے چپ ہوئی... شومیز کے چہرے پر ناپسندیدگی کے تاثرات نے اسے چپ رہنے پر مجبور کیا تھا

۔

"ہاں لیکن اس جاہل رسم کو کبھی نا کبھی تو ختم ہونا ہی تھا۔ "

.... شومیز نے اب پھر سے پہلے جیسے انداز میں جواب دیتے ہوئے کندھے اچکائے

"شاہ مجھے شادی پہ جانا ہے۔ "

" .... ایرج کے اگلے مطالبے نے شومیز کو چونکایا "

"ایرج تمہارا زندگی میں مقصد کیا ہے ؟ "

.... ایرج جو کرسی کھینچتے ہوئے بیٹھ رہی تھی شومیز کے غیر متوقعہ سوال پر ٹھٹکی

" .... میں نے آپ کو بتایا تو تھا "

ایرج نے آنکھیں چراتے ہوئے کہا... وہ کیا بتاتی کہ شاہ آپ کے ساتھ ساری زندگی گزارنا؟ جو کہ ممکن نہیں تھا۔

" ... تم نے مجھے بتایا تھا کہ پاکستان واپس جانا "

" ...ہاں "

.... ایرج نے کافی کے مگ کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا

"تم کچھ بن کر پاکستان واپس کیوں نہیں جانا چاہتی؟ "

"مطلب؟ "

....اب ایرج نے اس کی طرف دیکھا

مطلب یہ کہ تم شیف بن گئی ہو ٹھیک ہے.... تمہیں دوسرے مہینے کی پے بھی مل گئی ہے.....اور اس "

" ....طرح اور بھی ملے گی....جو کہ تمہاری جمع ہو جائے گی

" ...ہاں "

.....ایرج نے کافی کا گھونٹ بھرا

"تم میرے ساتھ بزنس میں انوسیٹ کرو۔ "

"کیا؟ "

....ایرج ایک دم حیران ہوئی اس نے تو انوسیٹ کا لفظ بھی پہلی دفعہ سنا تھا

یار دیکھو جو رقم تمہارے پاس جمع ہو گی....وہ تم بزنس میں لگاؤ گی... تمہاری رقم بالکل ویسے ہی رہے گی "

"لیکن تمہیں جو بروفٹ ہو گا اس میں سے ملتے رہیں گے....اس طرح تم اپنا قدم بزنس میں بھی رکھ لو گی۔

....شومیز کی باتیں اس کے سر کے اوپر سے گزر رہی تھیں

"نہیں تو میں بزنس کیوں کروں؟ "

....ایرج اس کو سمجھ نہیں پا رہی تھی

"تم اپنی زندگی کا مقصد بناؤنا.... یہ کیا بس پاکستان جانا... کیا کروگی وہاں جا کر؟ "

"اپنے بے بے اور ابا سے ملوں گی۔ "

... ایرج جھٹ سے بولی

"پھر؟ "

"پھر ہم ساتھ رہیں گے۔ "

"اور؟ "

"اور کیا؟ "

.... ایرج اب اس سوالوں سے زچ ہوئی

"پھر کیا کروگی؟ بس ان کے ساتھ رہوگی ہنسی خوشی بس... کہاں گیا زندگی کا مقصد؟ "

میری زندگی میں پیسہ کمانا مقصد نہیں ہے... مجھے بس ایک سکون والی زندگی چاہیے اور پیسے سکون کو غارت " کر دیتے ہیں۔"

ایرج کی بات کہیں نا کہیں سچ تھی.... حویلی میں کتنا پیسہ تھا... لیکن ان میں سے کسی کے پاس سکون نہیں تھا۔

"تو کون کہتا پیسہ حاصل کرنا ہی زندگی کا مقصد ہے؟ "

... شومیز نے اب اس سے سوال کیا تو وہ بولی

"کیا آپ سب کچھ پیسوں کے لیے نہیں کر رہے؟"

"ہاں... کر رہا ہوں... لیکن کیا دنیا پیسوں کے بغیر آپ کا کہا مانتی ہے؟ ایرج دنیا کے سارے رولز غریبوں پر اپلائے ہوتے ہیں... کسی امیر پر نہیں ہوا کیوں؟ کیونکہ ہم انہی پر اپنی طاقت دیکھا سکتے ہیں جو ہم سے کمزور ہوتا ہے... خود سے طاقتور پر کبھی اپنی طاقت نہیں آزما سکتے۔"

"یہ سب ٹھیک ہے پر مجھے بزنس نہیں کرنا... میں یہ شیف ٹھیک ہوں۔"

....وہ دونوں اپنی کافی ختم کر چکے تھے

"ٹھیک ہے مت کرو.... کچھ اور سوچو... میں چاہتا ہوں تم پاکستان جاؤ تو کمزور مت جاؤ... ایک مضبوط عورت بن کر جاؤ... جو سب کے لیے مثال بن جائے۔"

"میں عورت نہیں ہوں لڑکی ہوں۔۔۔"

.... ایرج نے برا سا منہ بنایا تو دونوں ہنس دیے

لاہور کے اس علیشان گھر کی ساری بتیاں رات کے وقت جگمگا رہی تھیں... گھر کے باہر شہزاد ہاؤس کی تختی بھی چمک رہی تھی.... اس دو کنال کے گھر میں.... وہاں صرف دو لوگ موجود تھے.... مسسز شہزاد اور ان کا بیٹا حسین شہزاد.... بڑے سے کمرے میں جہاں فانوس کی روشنی نے کمرے میں چار چاند لگا رکھے تھے وہاں

ایک صوفے پر ردا بیگم براجمان تھیں اور اسی کے مقابل حسین شہزاد براجمان تھا.... نوکرانی ردا بیگم کو ... مشروب پیش کر کے جا چکی تھی

"کیا کہا انہوں نے ؟"

حسین شہزاد انتہائی تجسس سے پوچھ رہا تھا..... اس نے سفید شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی معلوم ہو رہا تھا جیسے سو کر اٹھا تھا یا پھر ردا بیگم کے انتظار میں سویا ہی نہیں تھا.... اس کا تجسس بتا رہا تھا کہ وہ ان کا جواب جانے بغیر .... سو ہی نہیں سکتا تھا

".... پتا نہیں... بات کو گول مول کر دیا ہے"

ردا بیگم کے تاثرات نے حسین شہزاد کو تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔

"کیسے ؟ کیا کہا انہوں نے ؟"

.... اب وہ مزید متجسس نظر آیا تو ردا بیگم نے من و عن ان کا رویہ حسین شہزاد کے سامنے رکھ دیا

میں بہت تھک گئی ہوں اب سونا چاہتی ہوں... حسین... دیکھو بیٹا اگر وہ نا مانیں تو پلیز تم کسی اور کے لیے "

"ہاں کر دینا اب اگر تم نے شادی کے لئے رضامندی دے ہی دی ہے تو ماں کی بھی بات مان لو۔

.... ان کی آنکھوں میں فکر لاحق تھی

"وہ نہیں تو کوئی نہیں۔"

حسین شہزاد نے بس اتنا ہی کہا تھا اور اٹھ کر چلا گیا تھا.... وہ جھکی آنکھیں... کھانا کھاتے وقت گھبرائی ہوئی وہ

خاتون آنکھوں میں درد سموئے ہوئے کتنی الگ تھی.... حسین شہزاد اپنے کمرے میں آ گیا تھا.... کھڑکی سے وہ باہر سڑک کو دیکھ رہا تھا جو رات کے اندھیرے میں ویران پڑی تھی۔

حسین شہزاد کی آنکھوں کو جو اچھی لگے ہے وہ شاہینہ زہرا.... لوگ بھی یاد رکھیں گے حسین شہزاد کو محبت "
" .... بھی ہوئی تو کس عمر میں

اس نے مسکراتے ہوئے اس چہرے کو یاد کیا جو بلا کی معصومیت رکھتا تھا... اس نے جیب سے فون نکالا.....

.... اور ایک نمبر ملایا

"تمہارے خاندان والے بہت ڈھیٹ ہیں.... اب ہمیں اپنا دوسرا طریقہ آزمانا پڑے گا۔ "

..... مسکراتے ہوئے اس نے فون رکھ دیا

"دیکھیں... آپ کو پھوپھو کا رشتہ مانگنے سے پہلے مجھ سے ڈسکس کرنا چاہیے تھا۔ "

سجاد اور حسین شہزاد دونوں اپنے مشترکہ آفس میں موجود تھے۔

"کیوں میں نے کچھ غلط کیا ہے؟ عزت سے عزت دار گھرانے میں رشتہ بھیجوایا ہے۔ "

... حسین شہزاد نے کرسی کو گھماتے ہوئے کہا

" ... تم سمجھ نہیں رہے... دیکھو "

" .... میں سب سمجھ رہا ہوں سجاد شاہ "

... وہ میز پر ہاتھ رکھتے ہوئے کھڑا ہوا

" ... ٹھیک ہے مت دو رشتہ ... انکار کرنا چاہ رہے ہو "

... حسین شہزاد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا

" ... مسٹر حسین میری بات کو سمجھیں ... ہم نہیں کر سکتے پھوپھو کی شادی "

"کیوں نہیں کر سکتے ؟ کیا وہ کسی کے نکاح میں ہے ؟ "

... حسین شہزاد کے سوال کرنے کے انداز پر سجاد شاہ ٹھٹکا

" ... نہیں ایسی بات نہیں "

سجاد شاہ کو غصہ آ رہا تھا حسین شہزاد کے لہجے پر ... لیکن وہ ضبط کیے ہوئے بول رہا تھا۔

"پھر کیسی بات ہے ؟ سجاد شاہ ؟ "

ایک ایک لفظ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ ادا کیا گیا تھا۔

"پھوپھو کی عمر نہیں ہے اب شادی کرنے کی ... ہم لوگوں کی باتوں کا مرکز نہیں بننا چاہتے۔ "

.... حسین شہزاد اب قہقہہ لگا کر ہنسا تھا

کیوں ؟ کتنی عمر ہے ؟ پچاس سال ؟ جب مجھے وہ قبول ہیں تو لوگ کون ہوتے ہیں سجاد شاہ ؟ جب تم لوگ "

" ... شادی کرنا چاہو تو کوئی بھی تمہیں بات نہیں کرے گا

حسین شہزاد اب دوبارہ کرسی پر براجمان ہو چکا تھا... اب اس کا لہجہ بھی تبدیل ہو چکا تھا.... وہ سجاد شاہ کو سمجھانا چاہتا تھا۔

" دیکھو... ایسا کہاں لکھا کہ جس لڑکی کی عمر زیادہ ہو گئی ہو اس کی شادی کرنا جرم ہے ؟ "

... سجاد خاموشی سے بیٹھا رہا.... پریشانی اس کے چہرے پر واضح تھی

تم تو اچھے بھلے پڑھے لکھے ہو... کیا تم نے نہیں پڑھا؟ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی کی عمر "

" چالیس سال کی تھیں... اگر عمر ہی تقاضا ہو تا شادی کا تو ان کی بھی کبھی نا ہوتی۔

" دیکھیں تایا جان کبھی نہیں مانیں گے اس شادی کے لئے... میں بس یہی کہنا چاہتا ہوں۔ "

" .... ٹھیک ہے "

.... حسین شہزاد اٹھا اپنے کوٹ کے بٹن بند کیے اور باہر نکل گیا

"اگر اس نے اپنے شئیرز نکال لیے تو؟"

.. سجاد پریشانی کی حالت میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا

" اگلے جمعہ مبارک کو آپکا نکاح ہے.... آپ کیا پہنے گی؟ "

رباب پھوپھو کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی... بہت خوش نظر آرہی تھی... رات کے وقت وہ شاہینہ کے کمرے میں آئی تھی۔

”بس کرو رباب کیوں ایسے خواب بن رہی ہو جو پورے نہیں ہونے۔ “

..شاہینہ نے اسے ٹوکا

”پھوپھو شومیز سے بات ہوئی میری... انشااللہ اس نے کہا تو ضرور ہو گا “

....رباب نے پھوپھو کے ہاتھ سے کتاب پکڑی

”میں آپ سے کچھ پوچھ رہی ہوں... آپ اس میں مگن ہیں۔ “

....رباب ناراض ہوئی

تم خواب دیکھ رہی ہو جو پورے نہیں ہونے... خوابوں کی دنیا سے باہر نکل آؤ میری بچی... یہ دکھ کے سوا “
”کچھ نہیں دیتے

“ ...مجھے خوابوں کو پورا کرنا آتا... میں آپ کی طرح گناہ نہیں کماتی “

...رباب نے پھوپھو کی گود میں سر رکھ لیا

”میں کیسے گناہ کماتی ہوں؟ “

”مایوسی گناہ ہے... اور آپ مایوس ہوتی ہیں۔ “

...رباب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر سر میں رکھا... شاہینہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی

“ ... نہیں مایوس ہوتی... میں بس حقیقت میں جینا چاہتی ہوں “

”حقیقت یہ ہے کہ آپکا نکاح جمعہ کو حسین شہزاد سے ہونے والا ہے “

رباب فورا بولی.... کسی نے طوفان کی تیزی سے دروازہ کھولا تھا.... رباب جلدی سے اٹھ کر بیٹھی.... شاہینہ اور وہ دونوں بہت گھبرا گئیں تھیں.... سامنے سجاد شاہ تھا.... غصے سے لال آنکھیں لیے وہ ان کے قریب .... آیا اور رباب کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیڈ سے گھسیٹا تھا... ایک زوردار تھپڑ رباب کے چہرے پر آیا تھا

" .... تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟ مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی "

... رباب چیخی.... اس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ کچھ ہی دیر میں عمارہ بھی وہاں موجود تھی

"تم اور شومیز مل کر پلاننگ کرو گے مجھے کچھ معلوم نہیں ہو گا؟ "

تمہارا دماغ خراب ہے.... اور کچھ نہیں... کون سے پلاننگ؟ اور تم نے شومیز گیلانی... اس گاؤں کے "

"ہونے والے نمبر دار کی منگیتر پر ہاتھ اٹھایا... میں تمہیں کسی صورت معاف نہیں کروں گی۔

"بکواس بند کرو.... سب جانتا ہوں... تمہیں کیسے پتا پھوپھو کا نکاح جمعہ کو ہو گا؟ "

.... اس نے رباب کا چہرہ دبوچہ

"میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی.... تم خود سے سب بکواس کر رہے ہو۔ "

.... رباب نے دبی دبی آواز میں کہا تھا... کیونکہ وہ اس کا چہرہ دوبوچے کھڑا تھا

... شناور شاہ کمرے میں داخل ہوئے تو سجاد نے رباب کو چھوڑا

"یہ کیا جاہلیت ہے سجاد؟ "

.... ان کی گرج دار آواز کمرے میں گونجی

پوچھیں اس سے تایا جان پوچھیں... کیا کرتی پھر رہی یہ؟اور شومیز... آپکا بیٹا... جو صرف آپکی سنتا "
" ...ہے.... وہ اس حویلی کی جڑیں کاٹ رہا ہے.... دیکھیں یہ

" ...یہ دیکھیں

... سجاد شاہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑئے ہوئے کاغذات تایا جان کے آگے کیے

"کیا ہے یہ؟ "

.... انہوں نے سختی سے کہتے ہوئے کاغذات پکڑے.... اور اس لفافہ کو کھولنا شروع کر دیا

ان کاغذات میں صاف صاف لکھا ہے کہ یہ حویلی.... ہماری ساری زمینیں.... حسین شہزاد کے نام ہے... "
آپ کے اور بابا جان دونوں کے دستخط موجود ہیں.... اس وقت جہاں ہم کھڑے ہیں اس میں سے صرف
"...وہی حصہ ہمارے نام ہے... جو شاہینہ پھوپھو کے حصے میں ہے

وہاں سب لوگوں کو ایک سے بڑ کر ایک جھٹکا لگ رہا تھا.... شاہینہ، عمارہ تو سجاد کا چہرہ تک رہی تھیں جہاں غصے
.... کے علاوہ کچھ نہیں تھا

ناصرف یہ... ہمارے سارے شئیرز حسین شہزاد کے نام ہیں.... کچھ بھی نہیں رہے آپ..... برباد "
" .... کر دیا.... اور اس سب میں آپ کے بیٹے کا سب سے بڑا ہاتھ ہے

شناور شاہ تو صدمے سے باہر ہی نا آسکے تھے.... کہ سجاد شومیز کی بات کر رہا تھا... شناور شاہ کی رگیں تن رہی

.... تھیں

" ....وہ حسین شہزاد کے ساتھ ملا ہوا تھا.... اور یہ رباب یہ سب جانتی تھی "

..... تایا جان نے رباب کو دیکھا

"...... نہیں مجھے کچھ معلوم نہیں یہ سجاد بکواس کرتا ہے.... مجھے یاشومیز کو کیونکہ کر معلوم "

.... تایا جان کے لال پڑتے چہرے کو دیکھ کر رباب کی آواز لڑکھڑائی

" ... بکواس نہیں کرو... سب جانتا ہوں میں.... سب جانتا ہوں "

سجاد کسی جنونی کی طرح اس تک آیا تھا.... اور اس کو گردن سے پکڑا تھا.... اسی لمحے شناور شاہ بھی آگے ... آئے..... رباب ان کو دیکھ رہی تھی

" .... بس اب وہ بھی رباب سے سب کچھ اگلوانا کی کوشش کریں گے"

.... شاہینہ بہت گھبرا گئی تھی

انہوں نے آتے ساتھ رباب کو سجاد کی گرفت سے آزاد کروایا اور پھر ایک زناٹے دار تھپڑ سجاد شاہ کے گال پر رسید کیا.... عمارہ بیگم .... رباب... شاہینہ یہ دیکھ کر حیران رہ چکی تھیں... پہلی دفعہ بھائی جان نے سجاد شاہ ..... کو مارا تھا

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا... سب.... اس سب کے ذمہ دار تم ہو.... کاغذات تم نے ہی لا کر دیے تھے " نا.... اور میں نے سائن کیے تھے اپنے باپ سے بھی تم نے ہی سائن کروائے... کتنی بڑی حماقت ہو گئی مجھ

" .... سے .... تم پر یقین کر کے میں نے وہ کاغذات نہیں پڑھے... ایک بار میں پڑھ لیتا تو

شناور شاہ آگ بگولہ ہو چکے تھے.... ان کے منہ سے انگارے برس رہے تھے.... سجاد کو تو یقین ہی نہیں آ رہا

... تھا کہ تایا جان نے اسے مارا

تایا جان میں نے خود... میں نے وہ کاغذات پڑھے تھے... ان میں صرف میڈیا چینل کا ذکر تھا... بس وہی "

" .... لکھا تھا جو ہمارے درمیان بر ہوا تھا... یہ سب شومیز

.... سجاد ابھی کچھ اور بولتا کہ ایک اور تھپڑ اس کے چہرے پر رسید ہوا

اپنی غلطی چھپانے کی خاطر تم سب شومیز پر الزام لگا رہے ہو شرم سے ڈوب مرو تم سجاد.... مجھے تم سے یہ "

" .... امید نہیں تھی

" ... تایا جان میں سچ کہہ رہا ہوں... میری بات کا یقین کریں "

.... شناور شاہ نے اب اس کی ایک نا سنی اور شدید غصے کے عالم میں باہر نکل گئے

"تم دونوں کو.... بلکہ تم سب کو میں دیکھ لوں گا۔ "

... سجاد نے پھوپھو کی طرف بھی اشارہ کیا

سجاد کو اچھے سے یاد تھا اس نے کاغذات خود پڑھے تھے.. اور تایا جان بھی تو خود کچھ پڑھے بغیر سائن نہیں

کرتے تھے اس دفعہ ہی اس پر یقین کرنا تھا؟

.... سجاد باہر نکل آیا تھا

شومیز تم اپنی الٹی گنتی شروع کر دو... اس معاملے سے تو ہم کیسے نا کیسے نکل آئیں گے.... لیکن تم... تم اس "
"گاوں کی زمین پر قدم رکھنے کے لیے ترس جاؤ گے۔

.... سجاد نے بے بسی سے دیوار پر ہاتھ مارا

اگر میں تایا جان کو ابھی یہ سب بتاتا ہوں... کہ ایرج کو یہاں سے لے جانے والا بھی ان کا بیٹا ہے.... وہ "
" کبھی نہیں مانیں گے... لیکن شومیز گیلانی یہ سب کرنے کے بعد تم ایک دن افسوس کرو گے... انگوٹھی؟

.... سجاد شاہ کو فورا خیال آیا

انگوٹھی بھی رباب کے پاس ہو گی.... اسی نے چوری کی ہے... لیکن اب مجھے ہر قدم سوچ سمجھ کر رکھنا "
" ...ہو گا

" .... یہ دیکھو... اپنے صاحب زادے کے کام "

...شناور شاہ نے کاغذات علی شاہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اچھال کر پھینکے

"کیا ہوا بھائی جان؟ "

... علی شاہ ہڑبڑا کر اٹھے

" .... تمہارے بیٹے نے ہمیں ڈوبا دیا... علی "

علی شاہ نے وہ کاغذات اٹھا کر دیکھے.... جیسے جیسے وہ پڑھتے گئے ان چہرہ سرخ پڑنے لگا... غصے سے ہاتھ

....کانپنے لگے

" ...اس کو میں نہیں چھوڑوں گا "

.... علی شاہ نے کاغذ وہیں پھینکا

رکو... علی! اب کیا فائدہ؟ جو ہونا تھا ہو گیا.... اب یہ سوچنا فضول ہے کیا ہوا کیسے ہوا اب آگے کیا کرنا وہ "

" ... سوچو

بھائی جان! اس کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہی نہیں... میں نے اور آپ نے اس کے بھروسے پر دستخط کیے "

" ....تھے... اور یہ اتنا لاپرواہ

" .... علی جو ہونا تھا... ہو گیا اب بس کرو "

... سجاد شاہ علی شاہ کے کمرے میں داخل ہوا تو علی شاہ اس کی طرف بڑھا

"تم اتنے لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہو؟ "

... علی شاہ اسے مزید کچھ کہتا شناور شاہ نے روک لیا

" ... چھوڑو اسے... اب سوچو آگے کیا کرنا ہے "

....شناور شاہ پریشانی کے عالم میں پاس پڑی کرسی نما صوفے پر بیٹھ چکے تھے

بھائی جان! اب کیا کر سکتے ہیں؟ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں بچا... خالی ہاتھ ہیں ہم... اگر ہم کیس کرتے "

" ...ہیں تو اس کے لیے بھی پیسہ چاہیے.... اور ہم

.... علی شاہ نے ہارے ہوئے انداز میں کہا

"ایک راستہ ہے۔ "

.... سجاد نے سر جھکائے ہوئے کہا

"کیا راستہ ؟ "

...شاور شاہ نے اس کی طرف دیکھا

" .... حسین شہزاد کی ایک شرط ہے "

"کیسی شرط؟ "

....وہ دونوں یکجا بولے

" ....وہ کہتا ہے اگر شاہینہ کی شادی اس سے کر دی جائے تو وہ سب جوں کا توں ہمیں واپس کر دے گا "

"کیا؟ "

....شاور شاہ ایک دم اٹھ کھڑے ہوئے

" ....اس کا مطلب "

" ....جی بالکل یہ سب اس نے شاہینہ پھوپھو سے شادی کرنے کے لیے کیا ہے "

نہیں ایسا ممکن نہیں.... کیا بھروسہ اگر شاہینہ کا نکاح اس سے کر دیا جائے تو وہ ہماری جائیداد واپس "

"کر دے؟

" .... اس نے مجھ سے کہا ہے کہ نکاح ہوتے ساتھ ہی سب کچھ ہمارے نام پر ٹرانسفر ہو جائے گا "

... سجاد وہی سب بتا رہا تھا جو اس سے حسین شہزاد نے کہا تھا

"اور شاہینہ کی زمین ؟ "

.... شناور شاہ نے سجاد کو سوالیہ نظروں سے دیکھا

تایا جان! وہ زمین بابا جان اور آپ کے حصے سے زیادہ تو نہیں... اگر وہ چلی بھی جاتی ہے تو ہمارا اربوں کا "

" ... بزنس بچ جائے گا... کڑوڑوں کی جائیداد کی خاطر ہم اتنا بڑا نقصان نہیں کر سکتے

" ... سجاد بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے بھائی صاحب "

..... علی شاہ نے سوچتے ہوئے کہا

نہیں مجھے نہیں لگتا حسین شہزاد یقین کے قابل ہے... ہم اس پر فراڈ کا کیس کریں گے... اور تم لوگ "

" ... بھول رہے ہو شومیز کا کاروبار یو کے میں ہے... وہ ہمیں سپورٹ کرے گا

"سچ کہا شومیز کرے گا جس کا یہ سب کیا دھرا ہے۔ "

سجاد نے اب زبان سے نہیں کہا تھا وہ جانتا تھا اس کو پھر سے جھوٹا ہی ثابت کیا جائے گا۔

تایا جان... اگر ہم کیس کرتے تو بدنامی بھی ہو گی... پھوپھو کا نکاح سادگی سے ہو جائے گا.... اور ہمیں "

" ... ہماری جائیداد بھی خاموشی سے مل جائے گی.... کیس ہم جیتے یا ہاتھ بدنامی دونوں صورتوں میں ہو گی

" ... ٹھیک کہہ رہا ہے یہ بھائی صاحب "

... علی شاہ نے سجاد شاہ کو حقارت سے دیکھا البتہ اس کی تجویز اچھی لگی تھی

ٹھیک ہے حسین شہزاد سے کہو جمعہ کو نہیں بلکہ کل ہی نکاح کر کے لے جائے اور ہماری جائید اد چپ چاپ "

"ہمارے نام کر دے... باقی شاہینہ کی جائیداد تو ہم حاصل کر ہی لیں گے۔

.... انہوں نے اس تجویز کو قبول کرتے ہوئے کہا

"تایا جان کاغذات بننے میں بھی دو تین دن لگ جائیں گے۔ "

" .... ٹھیک ہے جلد سے جلد یہ کام ہو جا چاہیے "

حسین شہزاد رات کے وقت شہزاد ہاؤس میں موجود تھا... حسب معمول وہاں سناٹا تھا... دو لوگوں کا شور بھی

.... کیا ہو سکتا تھا.... وہ سجاد شاہ کے پیغام کا انتظار کر رہا تھا.... کچھ ہی دیر میں اس کے فون کی رنگ بجنے لگی

"سجاد شاہ کالنگ"

.... حسین شہزاد دیکھ کر مسکرایا.... فون اٹھایا

میں نے گھر میں سب کو راضی کر لیا ہے.... جمعہ کو تم سارے کاغذات تیار کروا کر آجانا.... نکاح نامے پہ "

" .... دستخط کے ساتھ ہی دستخط ہونگے تمہارے

.... حسین شہزاد سجاد شاہ کی آواز میں نفرت محسوس کر سکتا تھا

.... حسین شہزاد نے ہنستے ہوئے فون بند کیا اور ایک اور نمبر ملایا

" ....مبارک پھو پھو بننے والا ہوں تمہارا "

...مقابل کے ہنسنے کی آواز آئی

سچ کہتے ہو تم شومیز...ان لوگوں کو اسلام نہیں اسلام کے راستے پر چلنے سے ملنے والے فائدے ہی بدل "

"سکتے ہیں...اب اپنی زمین کو بچانے کی خاطر وہ اپنی برسوں پرانی رسم توڑنے کو تیار ہیں۔

حسین شہزاد نے کس قدر افسردگی سے کہا تھا....پھر ان کے درمیان چند مزید باتیں ہوئیں اور فون رکھ دیا

.....گیا

...ایرج شومیز کی باتیں سن چکی تھی....شومیز گھر ہی موجود تھا جب حسین شہزاد کا فون آیا تھا

"یہ سب آپ نے کیا؟ "

...ایرج اس کے کمرے میں داخل ہوئی وہ فون بند کر چکا تھا

...شومیز مسکرایا

" ...ہاں میں نے کیا "

"لیکن کیوں؟ اپنے خاندان کی رسم توڑنے کے لیے آپ ان کو دھوکا دے رہے ہیں؟ "

...ایرج نے بے یقینی سے اسے دیکھا

ایرج کون سی رسم؟ کیا اسلام میں اس کی کوئی جگہ ہے؟ قرآن سے شادی؟ کیا بکواس ہے یہ؟ کہاں لکھا کہ "

قرآن سے شادی جائز ہے؟ ٹھیک ہے اگر یہ رسم ہے بھی... تو اب اپنی جائیداد کو بچانے کے لیے بھی اپنی بیٹی کی شادی باہر نا کریں... یہ سب جائیداد کو بچانے کی خاطر ہوتا بکواسیات ہے یہ سب۔"

شومیز کے چہرے پر ناگواری تھی... وہ سچ کہہ رہا تھا اگر یہ رسم اتنی عزیز ہے تو اب بھی مت کریں شادی...

...ایرج سوچنے پر مجبور ہو گئی

"ایرج جس چیز کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں... اس کا تصور ہی بکواس ہے... اور تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ پھوپھو کی شادی ہو رہی ہے۔"

...شومیز نے اب سائیڈ ٹیبل پر موبائل رکھتے ہوئے کہا

"شاہ مجھ سے شادی کیوں کی؟"

....ایرج کتنی دفعہ اس سے یہ سوال کر چکی تھی... لیکن آج تک اس نے یہ جواب نہیں دیا تھا

"تمہیں مجھ پر یقین نہیں؟"

....شومیز نے اسے دونوں کندھوں سے پکڑتے ہوئے پوچھا

"...شاہ! یہ میرے سوال کا جواب نہیں... آپ ہر دفعہ بات کو بدل دیتے... مجھے جواب چاہیے"

....ایرج بضد تھی

"چل جائے گا پتا... اور اگر تم خوش نہیں ہو تو میں نے تمہیں پہلے ہی کہا کہ میں تمہیں وقت آنے پر چھوڑ دوں گا۔"

....وہ کہتے ساتھ باہر نکل گیا

"کیوں نہیں بتاتے آپ وجہ؟"

جمعہ کا دن آچکا تھا... حویلی میں کوئی خاص انتظام نہیں کیا گیا تھا کسی رشتے دار کو مدعو کیا گیا تھا....عالیہ بھی ...واپس آچکی تھی

رباب شاہینہ کے سر پر دوپٹہ کرواچکی تھی....اور اب کندھے پر ہاتھ رکھے شیشے میں تیار ہوئی اپنی پھوپھو کو .... دیکھ رہی تھی....ان کی زندگی میں رنگ بھر دیے گئے تھے....شاہینہ نے رباب کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

"...رباب میرا دل بہت گھبرا رہا ہے"

" .... پھوپھو اللہ پر یقین رکھیں سب بہت بہتر ہو گا"

.....رباب نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا

رباب میں نہیں جانتی یہ نکاح کتنا کامیاب رہے گا... یا پھر مجھے کن مقاصد کے لیے استعمال کیا جارہا ہے... " لیکن میرے لیے یہ دن ممکن بنانے والا میرا بھتیجا ہے.... میں کبھی سوچ نہیں سکتی تھی کہ میرا نکاح ہو گا میں دلہن بنوں گی.... اس نے میری زندگی میں اس رنگ کو بھرا ہے.... اللہ اسے اس دنیا میں اور آخرت میں "... جزا دے... دیکھنا وہ ہمیشہ خوش رہے گا

"!امین "

شاہینہ اور رباب نے یکجا بولا.... شاہینہ خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی... اس کے چہرے کی خوشیوں نے ان جھریوں کو چھپا دیا تھا .....

سجاد شاہ ان کی یہ گفتگو سن چکا تھا.... اسے حسد محسوس ہوا تھا.... وہ شخص اس گھر کے ہر فرد کے لیے کتنا اہم تھا.... کتنا قیمتی تھا ....

" ...ایک دن اسے اپنے کیے پر پچھتاؤ ضرور ہو گا "

....اس نے دل میں سوچا اور اندر آکر اطلاع دی

" ....لے آؤ ان کو "

شاہینہ اٹھ کھڑی ہوئی.... لال رنگ کا قیمتی جوڑا زیب تن کیے وہ یقینا اپنی عمر سے بہت چھوٹی لگ رہی تھی.... ....اس کے چہرے پر پہلی دفعہ میک آپ کیا گیا جس نے اس کے چہرے پر چار چاند لگائے تھے

"!سجاد "

....شاہینہ نے اسے پکارا.... لیکن وہ بنا کچھ کہے سنے باہر نکل گیا

" .... چھوڑیں پھوپھو چلیں "

.....رباب نے پھوپھو کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

نکاح کی رسم ادا کی جاچکی تھی.... اسی لمحے حسین شہزاد نے ان کے کاغذات پر دستخط کیے تھے.... وہاں صرف گھر کی خواتین موجود تھیں... حسین شہزاد کو بھی بارات لانے سے منع کر دیا گیا تھا.... اس لیے اس کے دو دوست اور اس کے والدہ آئی تھی.... اس کی والدہ کچھ نہیں جانتی تھی کہ یہ رشتہ کیسے ہوا.... رخصتی کے وقت شاہینہ سے سوائے رباب عمارہ کے کوئی نہیں ملا تھا... عمارہ بہت خوش تھی... اس نے شاہینہ کو .... یہاں مر مر کر جیتے دیکھا تھا... لیکن اب وہ بہت خوش تھی

فاخرہ بیگم نے بھی شاہینہ کو دیکھا تک نہیں تھا.... کوئی ماں اتنی ظالم بھی ہو سکتی ہے؟ وہ ماں کی کتنی لاڈلی تھی.... اس نکاح میں اس کا تو کوئی گناہ بھی نہیں تھا.... اس کو اس کا شرعی حق ملا تھا.... لیکن... شاہینہ یہی ..... سوچتے ہوئے کہ اس کا قصور کیا ہے.... اس حویلی کی قید اے آزاد ہو چکی تھی

باب نمبر ۴

جان گئے تو جان سے جائیں گے

ایڈنبرا کی ٹھنڈ میں مزید اضافہ ہو چکا تھا.... ایرج کا روز کا وہی معمول تھا ہوٹل اور گھر.... کبھی کبھار وہ رباب اور نمرہ کی طرف بھی چلی جاتی تھی.... اور اکثر اوقات نمرہ اور وہ ایک ساتھ واپس آتی تھیں....

شومیز اور ایرج بس شام میں ملتے کھانا کھاتے اور اس کے بعد دونوں اپنے اپنے کمرے میں چلے جاتے...
پچھلے ایک ہفتے سے ایرج بہت الجھی ہوئی تھی.... ٹھیک ہے شومیز بے بات ٹھیک کی تھی کہ اسلام میں کوئی جگہ نہیں اس رسم کی.... لیکن جب صدیوں سے چلتی آ رہی تھی تو شومیز نے ہی کیوں اس کو ختم کروایا؟
...بہت الجھی ہوئی تھی... شومیز بھی کچھ خاص بات نہیں کر رہا تھا

آج اتوار تھا شومیز کی کوئی میٹنگ تھی جبکہ ایرج کو ہوٹل ہی جانا تھا... ایرج کو شومیز نے ہی ہوٹل چھوڑا تھا...

"پتا نہیں... اتوار کو کس کی میٹنگ ہوتی ہے؟"

ایرج جب گاڑی سے اتری تو منہ چیڑاتے ہوئے کہا... جبکہ شومیز کی گاڑی کافی دور جا چکی تھی... آج ہوٹل میں نمرہ بھی موجود تھی... اور جولیا بھی نانی کے ساتھ آئی تھی.... ہمیشہ سے وہ خاموش سی بچی آج بھی خود میں ہی مگن تھی جبکہ ہوٹل میں رونق سی لگ گئی تھی...

ایرج اور نمرہ کی دوستی بہت زیادہ گہری ہو چکی تھی... اب تو ایسے لگتا تھا جیسے انا کوئی نئی لڑکی آئی ہو اور وہ دونوں کافی دیر سے دوستیں ہوں.... انا سے بھی اچھی دوستی تھی دونوں کی... لیکن ایرج کے دل میں کہیں نا کہیں یہ ملال ضرور آ جاتا تھا.... کہ وہ شومیز کی محبت ہے...

"ایرج کہیں چلیں آج؟"

نمرہ نے اس کے ساتھ پیاز کاٹتے ہوئے کہا.....

....ہاں یار میرا دل بھی بہت اداس ہے "

توبس پھر.... میں ذرا انا کی اماں سے بات کر کے آتی ہوں... کہ ہم کھانا بنا کر نکل جائیں گے اور باقی سب کو "

"کام سمجھا کر آتی ہوں۔

نمرہ شیشے کے دروازے سے باہر نکل گئی... جبکہ ایرج جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی.... وہ دونوں تقریباً ایک

....بجے بالکل فارغ تھیں

"جانا کہاں ہے؟ "

...ایرج نے سوال کیا تو نمرہ سوچنے میں مصروف ہو گئی

"تم بور ہو رہی ہو نا؟ "

.... نمرہ نے سوچتے ہوئے کہا

"اممم ہم آج بس ٹور پر چلتی ہیں؟ "

"بس ٹور؟ "

....ایرج نے سوال کیا

"ہاں یار بس ٹور.... ہم بس کی اوپر والی منزل پر بیٹھ کر آج ایڈنبرا دیکھیں گے۔ "

نمرہ نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اس نے اپنا شیف ایپرن اتار دیا تھا اور اب جانے کے لیے تیار کھڑی

تھی... وہ سچ میں بہت اکتائی ہوئی تھی سوچ سوچ کر کہ شومیز اس سے ناتو محبت کرتا انا اس کی بیوی وہ معصوم سی بچی اس کی بیٹی ہے ان کا خاندان پورا ہے پھر وہ کیوں؟ وہ بس اپنے ذہن سے ان تمام خیالات کو کچھ دیر کے لیے نکالنا چاہتی تھی....

"پرنسز سٹریٹ گھومیں گے۔"

نمرہ اور وہ باہر نکل آئی تھی....

"نہیں یار کتنی بار تو دیکھی ہوئی بلکہ روز دیکھتے ہیں۔"

ارے نہیں... آج ہم بس کی چھت پر بیٹھ کر وہ دیکھیں گے دیکھنا کتنا مزہ آئے گا... اور بھی بہت سی جگہ "ہم دیکھیں گے.... آج ہم ایڈنبرا کی خوبصورتی کو انجوائے کریں گے۔

نمرہ واقعی ہی بہت خوش نظر آرہی تھی.... ایرج کے چہرے پر بھی اتنے دنوں کے بعد مسکراہٹ تھی.... وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چل رہی تھیں... چلتے چلتے ہی وہ وہاں تک آئیں تھیں جہاں سے انہوں نے ٹکٹس خریدنی تھیں.... وہاں لال رنگ کے بورڈ کے اوپر انگریزی میں لکھا ہوا تھا buy tickets .... وہ ٹکٹ خرید کر بس میں سوار ہوئیں.... تو اوپر والی hop on hop off اور اس کے اوپر لکھا ہوا تھا here منزل میں آگئیں اس کے اوپر کوئی چھت نہیں تھی.... بس لوگوں سے بھرنے لگی.... زیادہ تر فیمیلیز آرہی تھیں... "انگریزوں کے بچے بھی ان کی طرح سفید ہی ہوتے ہیں۔" ایرج دل میں سوچتے ہوئے کہہ رہی تھی ....

نمرہ اور وہ سب سے آگے بیٹھ گئی تھیں۔۔۔۔ جہاں شیشہ لگا ہوا تھا.... کچھ ہی دیر میں بس چلنے لگی تھی... اتوار کا دن تھا تو زیادہ رش تھا... لوگ اپنے اپنے موبائل کے کیمرے کھلے ایڈنبرا کی تاریخ کو اپنے موبائل میں قید کرنے کے لیے تیار تھے.... لیکن ایرج ان سب یادوں کو دل میں محفوظ کرنا چاہتی تھی وہ جانتی تھی اس نے کچھ ہی مہینوں میں یہاں سے چلے جانا ہے... پھر اس پرائے وطن سے لگاؤ اس کو تکلیف کے ساتھ کچھ نہیں دے سکتا....

”لے ایسی عمارت تو فیصل آباد میں بھی ہے گھنٹا گھر.... اور وہ اس سے زیادہ پیاری ہے۔ “

ایرج نے عمارت پر لگی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے اوپر سکاٹ لینڈ کا جھنڈا ابھی لہرا رہا تھا.... یہ ایک بہت بڑی سی عمارت پر کھڑا ایک مینار تھا... نمرہ ہنس دی....

ایرج یہ بہت بڑا ہوٹل ہے.... یہ بالمرل ہوٹل ہے... یہ اصل میں نارتھ برٹش (ریلوے اسٹیشن) ہوٹل “ کے طور پر تعمیر کیا گیا ہے، سکاٹ لینڈ کے ایڈنبرا میں ایک پر تعیش ہوٹل اور سنگ میل ہے۔ یہ شہر کے بیچ میں پرنسز اسٹریٹ کے مشرقی سرے پر، ایڈنبرا کیسل چٹان کے نیچے مرکزی شاپنگ اسٹریٹ اور نیو ٹاؤن کے جنوبی کنارے پر واقع ہے۔ ”

ایرج نے اسے مصنوعی غصے سے دیکھا....

یہ سب مجھے بھی نظر آرہا کوئی نئی بات ہے تو بتاؤ... اصل میں یہ گھنٹہ گھر ہی ہے... اور پاکستان والے سے “

"....کم خوبصورت "

...ایرج نے فخریہ انداز میں کہا

"اس کی خاص بات یہ ہے کہ یہ ہر دفعہ غلط وقت بتاتا ہے... تین منٹ زیادہ بتاتا تاکہ لوگ وقت سے پہلے

"....اپنی ٹرین تک پہنچ جائیں

...ایرج نے اسے گھورا... وہ اب اس سے کافی دور جاچکی تھیں

"تمہیں یہ اس کی خاص بات لگتی؟ "

....ایرج اب قہقہہ لگا کر ہنسی

"پاکستان میں دوکان سے گھڑی لو... دوسرے دن صحیح وقت بتا جائے تو بات کرنا... اب بتاؤ کیسی خاص

"بات؟ وہاں کی گھڑیاں بھی رک رک کر چلتی ہیں

اس نے ہنستے ہنستے پیٹ پر ہاتھ رکھ لیا تھا.... ہوا کے تیز جھونکوں سے ان نمرہ کے بال اڑ رہے تھے جبکہ ایرج

....نے پراندہ پہن رکھا تھا

"اچھا تو وہاں برانڈ کے واچ نہیں ملتی؟ "

....نمرہ نے حیرت سے دیکھا

"میری بہن میں نے چوڑی بازار سے ملنے والی گھڑی کی بات کی... یہ برانڈ کا مینوں کونی (نہیں) پتا۔ "

ایرج اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر خوب محظوظ ہو رہی تھی.... نمرہ نے تو اپنی طرف سے اسے خاص بات بتائی تھی جس کا مزہ بھی ایرج نے غارت کر دیا تھا....

"تم مان جاؤ پاکستان کا گھنٹا گھر اس سے بہت بہتر ہے۔"

ایرج نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جبکہ نمرہ غصہ ہو چکی تھی وہ اس کا بہت زیادہ مذاق بنا چکی تھی....

"اچھا سوری..."

ایرج نے نمرہ کو کہا تو دونوں نے ایک لمحے کے لیے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دونوں زور سے ہنس دی.... وہاں لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف تھے کسی کو کسی سے کوئی لینا دینا نہیں تھا.... بس ایک اشارہ پر رکی تھی... ایرج اب نیچے کھڑی گاڑیوں کو دیکھنے لگی....

سفید گاڑی....

"انگریز شاہ کی گاڑی...."

ایرج اس کی گاڑی کو بہت اچھے سے پہچان سکتی تھی.... وہ ساتھ والی سڑک پر تھی گاڑی... اور وہ بھی اشارہ کھولنے کا انتظار کر رہی تھی....

ایرج نے شومیز کو دیکھنے کی کوشش کی تھوڑا سا آگے کو ہو کر اب وہ شومیز کو دیکھنی کی کوشش کر رہی تھی.... ان کی طرف کا اشارہ کھل گیا تھا...

"شومیز شاہ کے ساتھ انا؟ "

اس نے بے یقینی کے ساتھ اس گزرتی گاڑی کو دیکھا.... نمرہ بھی دیکھ چکی تھی وہ ایرج کی نظروں کا تعاقب کررہی تھی جو ابھی بھی اسی گاڑی کو دور جاتا ہوئے دیکھ رہی تھی ....

"ایرج! "

نمرہ نے اسے مخاطب کیا ....

" آ...ہاں ... "

ایرج ایک دم ہوش میں آئی ....

"کیا ہوا؟ "

" کچھ...کچھ نہیں .. "

ایرج نے فوراسے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے کہا ....

"کیا تم جانتی ہو؟ "

ابھی نمرہ کچھ آگے بولتی کہ ایرج بول پڑی ...

" ہاں میں جانتی ہوں کہ انا شاہ کی پہلی بیوی ہے... اور ان کی بیٹی ہے جو لیا... "

بس چل پڑی تھی... ایرج نے اب دوسری طرف رخ کیا ہوا تھا وہ اپنے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمرہ پر عیاں نہیں کرسکتی تھی ...

اس شخص سے مجھے نفرت ہے ایرج... یہ شخص اپنی بیٹی کو تسلیم کرنے سے انکاری ہے تو اس سے کیا امید "
"کی جا سکتی ہے؟

"مطلب؟"

ایرج نے فوراً اس کی طرف رخ کیا... اور اس کے چہرے کو بغور دیکھا... جہاں شومیز کے لیے نفرت
تھی ....

تم نہیں جانتی؟ شومیز گیلانی نے انا سے شادی تو کی لیکن اس کو یہاں درج ہی نہیں کروایا... اور پھر بیٹی "
" ...ہوئی تو ماننے سے ہی انکار کر دیا

یہ بہت بڑا انکشاف ہو رہا تھا.... ایسا کیسے ممکن تھا... نہیں شومیز گیلانی ایسا کیسے ہو سکتا؟ انگریز شاہ؟ نہیں
... ممکن ہی نہیں ہے

"یہ تم کیا بکواس کر رہی ہو؟"

.... ایرج نے نمرہ کو بے یقینی سے دیکھتے ہوئے کہا

کچھ بکواس نہیں کر رہی میں نہیں جانتی تم سے تمہارے شوہر نے کیا کہا ہے؟ مسجد میں جا کر انا سے شادی "
کرتا اور کہتا کہ رجسٹر ہم پاکستان جا کر کروائیں گے صرف اس لیے کہ یہاں کروائی تو علیحدگی پر انا کو آدھی
"جائیداد دینی پڑے گی؟

.... نمرہ کی آواز قدرے اونچی تھی

"یہ سب تم سے کس نے کہا ہے ؟ "

...ایرج اب تک بے یقینی کا شکار تھی

انا نے خود مجھے یہ سب بتایا....مجھے خود بتاؤ ایک لڑکی کو کیا نہیں معلوم اس کے بچے کا باپ کون ہے ؟ اتنے " سال اس کے ساتھ رہنے کے بعد کہتا کہ میں تمہارے بچے کا باپ نہیں ہوں... جبکہ ان کا سکینڈل اخبار تک "میں آیا تھا۔

ایرج کو ایسے لگ رہا تھا جیسے اس تیز چلتی ہوا کے ساتھ کوئی اس کے یقین کو اڑا کر لے جا رہا ہے... شومیز شاہ اس کے ساتھ دھوکا کر سکتا تھا لیکن انا.... اس سے تو وہ محبت کرتا تھا.... لیکن وہ شخص اتنا کیسے گر سکتا ہے ؟ ...اپنی ہی بیٹی کو ماننے سے انکار کر دے

" ...نہیں نمرہ شاہ ایسا نہیں ہے... ضرور کہیں کچھ جھوٹ چھپا ہے "

" .... جھوٹ وہی ہے جو یہ شومیز گیلانی تم سے بول رہا ہے۔۔ وہ مکار ہے.... ایک نمبر کا جھوٹا ہے"

....نمرہ حقارت سے اس کے لیے سب بول رہی تھی جبکہ ایرج کو چبھ رہا تھا

"جھوٹی انا بھی تو ہو سکتی ہے "

.....ایرج فورا بولی

کیسے وہ کیسے جھوٹی ہے ؟ ایک عورت جھوٹ بولے گی ؟ ایرج تم ایک عورت ہو کر اس طرح کا الزام لگا "

رہی ہو؟"

... نمرہ نے ایرج کو بے یقینی سے دیکھا

"اچھا اگر وہ سچی تو کورٹ کیوں نہیں جاتی؟ "

... ایرج نے فوراسوال کیا

تمہاراشوہر اسے نہیں جانے دے رہا.... اس کی شان پہ حرف آئے گا اس کے بزنس کو نقصان ہو گا.... "
تمہیں کیا لگتا اب جو وہ انا کو اپنے ساتھ لے کر پھر رہا ہے تو اس کی محبت میں؟ ارے نہیں... وہ عیاش لڑکا
ہے.... اسے انا سے محبت نہیں.... صرف اس سے اپنی بات منوانا چاہتا ہے.... کہ وہ جولیا کو اس کی بیٹی
" .... ثابت نا کرے... اتنے سال عیاشی کرتے وقت کچھ نظر نہیں آیا

.... نمرہ اس سے پہلے شومیز کے بارے میں کچھ اور بولتی ایرج پھٹ پڑی

ایک لفظ اور نہیں سنوں گی میں.... میرا شوہر عیاش نہیں ہے سنا تم نے.... اور اپنی انا کو بھی بتا دینا کہ اب "
اس کے ایرج فاطمہ کھڑی ہے.... اس کی شرعی اور پہلی بیوی.... وہ تو مسلمان ہی نہیں تو بیوی کیسے؟ جھوٹ
" ... بولتی بکواس کرتی.... میں اس کا سچ پوری دنیا کے سامنے لاؤں گی

ایرج اس شخص کے بارے میں کیسے اتنے گھٹیا الفاظ سن سکتی تھی جس کے ساتھ رہتے ہوئے اسے دو مہینے
ہو گئے تھے... اس نے ایرج کو میلی آنکھ سے نہیں دیکھا تھا... جبکہ اس پر اس شرعی حق تھا.... انا یقیناً
جھوٹ بول رہی ہے... کچھ تو بہت بڑا ہے جو اس سے چھپایا جا رہا ہے.... ایرج نے اپنا پرس اٹھایا اور ایک

....لمحے میں وہاں سے چل دی

" .... جس دن اس کی حقیقت کھل کر تمہارے سامنے آئے گی تم پچھتاؤ گی "

نمرہ نے ایرج کو جاتے ہوئے دیکھا تو پیچھے سے ہنستے ہوئے کہا.... شیطانی مسکراہٹ اس کے چہرے پر تھی... کچھ دیر پہلے والے پریشانی کے تاثرات اب غائب ہو چکے تھے.... نمرہ نے اپنا موبائل نکالا.... اور ....ایک میسج لکھا

" ....شک کا بیج بو دیا گیا ہے "

.....ساتھ ایک ہنسنے والا سٹیکر تھا

ایرج نیچے جا کر بیٹھ گئی تھی.... اس کا سر چکرا رہا تھا.... اگر اس نے شومیز کی ڈائری نا پڑھی ہوتی تو شاید آج ....وہ یہ بات مان جاتی... یا شومیز نے اس کے ساتھ کچھ غلط کیا ہوتا

"وہ عیاش لڑکا ہے۔"

...ایرج نے ان الفاظ کو یاد کرتے ہوئے اپنے اندر جو تکلیف محسوس کی تھی وہ شاید ہی اس نے کبھی کی تھی

"... نہیں میرا شوہر عیاش نہیں ہے.... شومیز گیلانی عیاش نہیں ہے "

...ایرج خود کو یقین دلا رہی تھی.... آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے

" .... اب بس ایک ہی سہارا ہے.... شومیز گیلانی کی ڈائری.... وہی سب سچ بتا سکتی ہے "

.... ایرج نے آنکھیں بند کرتے ہوئے سیٹ کے ساتھ سر ٹکاتے ہوئے سوچا

"....اتنے سال عیاشی کرتے وقت کچھ نظر نہیں آیا"

....ایک دفعہ پھر سے نمرہ کا چہرہ اس کے سامنے آیا

حسین شہزاد کا ولیمہ اتوار کو تھا.... بہت خوبصورت اور شاندار تقریب رکھی گئی تھی... انہی کی ہوٹل میں یہ تقریب تھی... سب کو مدعو کیا گیا تھا... عالیہ کے گھر والوں کو بھی بلایا گیا تھا.... سجاد شاہ، علی شاہ اور شناور شاہ بھی آئے تھے.... خواتین میں سے کوئی بھی نہیں آیا تھا... یقینا ان کو آنے نہیں دیا گیا تھا.... پچھلے ایک ... دن میں شاہینہ کو اس گھر میں جتنی محبت ملی تھی وہ شاید ہی کبھی اسے ملی تھی

ردا تو اپنی بہو کے صدقے واری ہو رہی تھی... آج تو وہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی پنک رنگ کا لہنگا تھا اور طوطے رنگ کا دوپٹہ تھا جو اس کے سر پر کروایا ہوا تھا... اور سلور کرتی تھی... وہ بلاشبہ میک آپ کے بعد ایک حسین و جمیل ولیمے کی دلہن لگ رہی تھی.... اس کی آنکھیں اماں... بھابی اور رباب کو ڈھونڈ رہی ... تھیں... لیکن ان کو نہیں لایا گیا تھا

... سجاد اس سے ملنے کے لیے سٹیج پر آیا تھا.... شاہینہ اٹھ کھڑی ہوئی

"بہت خوش ہیں؟"

اس کے لہجے میں طنز تھا اس وقت وہاں وہ دونوں ہی تھے حسین شہزاد مہمانوں کے پاس تھا اور ردا بھی

عورتوں کو ڈیل کر رہی تھی۔

”رباب نہیں آئی؟ “

شاہینہ نے اس کی بات کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔

ہاں جانتا ہوں... اسی کا تو انتظار تھا.... لیکن سب لوگوں کا سچ میں سامنے لا کر رہوں گا... شومیز کو تو میں “

”کسی کے منہ دیکھانے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔

...شاہینہ کے تاثرات بدلے

جانتے ہو شومیز اور تم میں فرق کیا ہے؟ وہ خود سے پہلے دوسروں کو آباد کرنا چاہتا ہے... اور تم... خود سے “

”پہلے دوسروں کو برباد کرنا چاہتے ہو... یاد رکھنا وہ آباد ہی رہے گا تم برباد ہو جاوگے۔

.... سجاد نے مشکل سے خود پر قابو پایا... اور سٹیج سے نیچے اتر آیا شاہینہ بھی مسکراتے ہوئے بیٹھ گئی

.....بہت خوبصورتی سے یہ تقریب اپنے انجام کو پہنچی

“ ... حسین شہزاد! ہم اپنی بہن کو گھر لے جانا چاہتے “

...شناور شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا

”جی جی... آپ لے جاسکتے... اور اپنی بیوی کو میں خود لینے آؤں گا۔ “

شاہینہ کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ نہیں جانا چاہتی لیکن حسین کی آخری بات پر وہ مطمئن

....ہوئی

....شناور شاہ نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر لائی

"... مسسز حسین شہزاد آپکے پاس فون تو ہے نا... آپ مجھ سے جاتے ساتھ رابطہ کریے گا"

یہ الفاظ ان تینوں کو سنانے کے لیے تھے.... وہ جانتا تھا کہ گھر جاتے ساتھ شاہینہ کو کوئی بات نا کریں... یا کوئی بھی ہوشاری نا کریں... انہیں پہلے ہی خبر دار کر رہا تھا... اس کے بعد شاہینہ ردا سے ملی اور اپنے بھائیوں اور بھیجتے کے ہمراہ چل دی.... اس نے بس رباب سے ملنا تھا.... کہ کہیں اس کے جانے کے بعد اس کے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں کی سجاد نے... اور اس سے اس کے خفیہ موبائل کا نمبر لینا تھا۔

رات کے وقت حویلی میں پہنچ کر اسے پہلے جیسی گھٹن محسوس نہیں ہوئی تھی... وہ حویلی اب اس کے لیے قید نہیں تھی.... چالیس سال اس نے اس قید میں گزارے تھے چالیس اس نے صبر کیا تھا.... بچپن سے لے کر ... آج تک اس رسم میں بندھی رہی تھی جس کا وجود تک نا تھا

شاہینہ کو سارے راستے کسی نے کچھ نہیں کہا.... ناہی کچھ پوچھا... راستے میں دوبار اس کے میاں کا فون آیا تھا.... دوبار اس نے بتایا تھا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے.... حسین شہزاد کے ساتھ ایک دن میں ہی وہ اپنے پر ہوئے سارے ظلم بھول چکی تھی... اس کی آنکھوں میں ناتو شاہینہ کے لئے ہمدردی تھی ناہی ترس تھا تو بس پیار تھا.... شاہینہ اسی لباس کے ساتھ تھی اور میک آپ بھی ابھی ویسا ہی تھا.... وہ سب سے پہلے اماں کے

کمرے میں گئی تھی جو جائے نماز پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھی شاہینہ کو دیکھتے ساتھ ہی رخ موڑ لیا.... ساتھ ہی

....شناور شاہ اور علی شاہ بھی تھے

"اماں اسکا کیا قصور ہے؟ اس سے تو بات کر لیں... اس نے تو اپنے بھائیوں کی زمین بچائی ہے۔ "

.... اتنے پیار سے شناور شاہ نے کہا تھا کہ ایک دم تو شاہینہ بھی چونک گئی

" ... ہاں نا اماں جی... اس نے تو ہماری خاطر یہ شادی کی ہے... ہم نا کہتے تو ہماری بہن کبھی یہ شادی نا کرتی "

اب علی شاہ بولے تھے... شاہینہ تو ان کے بدلے روپ سے ایک دم حیران تھی.... آخر ایسا بھی کیا ہو گیا تھا

ایک دن میں؟ فاخرہ بیگم نے شاہینہ کو دیکھا.... اس نے اپنا سر جھکایا... تو فاخرہ بیگم نے اس کے سر پر بوسہ

... دیا.... آنکھیں نم ہو گئی تھیں

.... شاہینہ بھی رو دی تھی.... شاہینہ وہیں اماں کے پاس بیٹھ گئی جبکہ شناور شاہ اور علی شاہ باہر نکل گئے

" ... میری بچی بہت پیاری لگ رہی ہے "

.... فاخرہ بیگم نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور نم آنکھوں کا غوشہ صاف کیا

" ... اماں "

.... شاہینہ ماں کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

" ... بس کرو شاہینہ.... میری بچی اتنا نہیں روتے "

فاخرہ بیگم بھی تو آخر ایک ماں ہی تھیں نا.... وہ بھی چاہتی تھیں کہ ان کی بیٹی کی بھی شادی ہو.... لیکن وہ

جانتی تھی ایسے خواب آنکھوں میں آنسوؤں کے سوا کچھ نہیں لاتے.... اس لیے اس نے اپنے دل کو پتھر کا ....بنالیا تھا لیکن اب.... آج اس سے زیادہ شاید ہی کوئی خوش تھا

"بالکل ٹھیک کہا تھا بھائی صاحب آپ نے.... اب ہم شاہینہ سے زبردستی زمین نہیں لے سکتے.... اب ہمیں پیار سے کام لینا ہو گا"

... علی شاہ سگریٹ کا کش بھرتے ہوئے کہا

"....ہاں تم نے دیکھا نہیں کیسے وہ حسین شہزاد ہمیں سنا سنا کر باتیں کر رہا تھا"

....شناور شاہ نے حقارت سے کہا

"سب دیکھا بھائی صاحب... اب شاہینہ اپنی مرضی سے اگر ہمیں اپنی زمین دے گی تو وہ بھی کچھ نہیں کر سکے گا۔"

"بس خیال رکھنا شاہینہ کو کوئی تنگی نا آئے... اور اس کو وہ سب پیار ملے جس کے لیے وہ آج تک ترسی ہے۔"

...شناور شاہ نے علی شاہ کے کمرے سے نکلتے ہوئے چند مزید ہدایات کیں

"...واہ بھائی پھوپھا نے خاصہ پیسہ خرچ دیا"

رباب شاہینہ کو سر سے لے کر پاؤں تک دیکھ رہی تھی... گلے میں ڈائمنڈ کا سیٹ... دائیں ہاتھ کی انگلی میں ....ڈائمنڈ کی رنگ اور ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھ کر رباب اسے تنگ کر رہی تھی

"کب سے میں نے بھیجا ہوا ہے نوکرانی کو... اور تم اب آ رہی ہو۔ "

"ہاں بھائی میں نے کہا نئی نویلی دلہن کو انتظار کروانا تو بنتا ہے۔ "

رباب بہت خوش نظر آ رہی تھی.... رباب کی بات پر شاہینہ بھی ہنس دی... شاہینہ نے کپڑے تبدیل کر لیے تھے...

....اس کا جوڑا ابھی تک بیڈ پر پڑا تھا

"واو... پھوپھو آپ نے یہ جوڑا پہنا تھا؟ "

....رباب اب بیڈ کی قریب جا کر اسے اٹھا کر دیکھ رہی تھی جو اسے اٹھانے میں کافی بھاری محسوس ہوا

" ...ہاں.... دیکھو کتنا خوبصورت ہے نا "

"یہ آپ پر کتنا خوبصورت لگا ہو گا کاش میں بھی دیکھ سکتی۔ "

....رباب نے حسرت سے کہا

لو اس میں کون سی بڑی بات ہے میں ابھی حسین شہزاد سے فون کر کے کہتی ہوں... وہ تصویریں سینڈ کر دیں گے۔ "

....شاہینہ نے جیسے فوراً حل نکالا

" ....جی جی جلدی کریں "

رباب نے بھی خوش ہوتے ہوئے کہا.... شاہینہ نے حسین شہزاد کو فون کیا.... پہلی رنگ پر ہی فون اٹھالیا گیا

...تھا

" ... کیا ہوا کوئی مسلۂ تو نہیں میں ابھی "

"نہیں نہیں... کوئی مسلۂ نہیں... وہ آپ ہماری تصویریں سینڈ کر دیں گے؟ مجھے رباب کو دیکھانی ہیں۔ "

...شاہینہ نے مسکراتے ہوئے کہا پہلی دفعہ کوئی اس کی اتنی فکر اور قدر کر رہا تھا

"اوہ..جی میں ابھی کرتا ہوں۔ "

انہوں نے فون رکھ دیا تو کچھ ہی دیر میں تصویر آنے لگی... وہ دونوں جوڑا ایک طرف کر کے بیڈ پر ہی بیٹھ

.... گیئں تھیں.... اور رباب دلچسپی سی تصویریں دیکھنے لگی

" ...ہائے... پھوپھو ماشاللہ آپ بہت بہت پیاری لگ رہی پھوپھا کیسے ناپاگل ہوں آپکی محبت میں "

....رباب اسے ہر دوسری تصویر پر کوئی ایسا جملہ ہی بولتی تھی

"سجاد نے کچھ کہا تو نہیں؟ "

...شاہینہ نے اپنا خطرہ ظاہر کیا.... رباب کے فون پر چلتے ہاتھ رکے

" .... نہیں پھوپھو اب تک تو کچھ نہیں پر وہ کچھ ضرور بڑا کرنے والا ہے "

"!اللہ اسے غلط ارادوں میں کبھی کامیاب نا کریں امین "

.....شاہینہ نے دعا کی

ایرج گھر آئی تو شومیز موجود نہیں تھا... وہ سب سے پہلے اس کی لائبریری گئی.... اس نے شومیز کی ڈائری ڈھونڈنا شروع کر دی.... ایک ایک کر کے وہ سب کتابیں دیکھ رہی تھی... وہاں وہ سیاہ ڈائری موجود ہی نہیں تھی... اس نے لکڑی کے میز کے دراز کھولے.... وہاں بھی وہ ڈائری موجود نہیں تھی ایرج نے وہ یہاں ہی تو رکھی تھی اور اس جیسی ایک اور بھی تو ڈائری تھی... وہ کہاں گئیں؟

"کیا شاہ کو پتا چل گیا؟"

نہیں نہیں... میں نے تو وہ دوبارہ وہیں رکھ دی تھی پھر شاہ کو کیسے پتا چل سکتا ہے؟ شاہ کے کمرے میں جا کر "دیکھتی ہوں۔

.... ایرج سیدھا اس کے کمرے میں گئی

ایک الماری کھولی... تو بند تھی... دوسری کھولی تو وہ بھی بند تھی.... تیسری کھولی تو وہ بھی بند تھی... جبکہ وہ تو اس کے کپڑے وغیرہ دھو کر وہیں رکھتی تھی کوئی تالا نہیں تھا اب کیوں؟

"کیا ہے اس ڈائیری میں؟ جو شاہ مجھ سے چھپانا چاہتے ہیں؟"

ایرج اسی کے کمرے میں صوفے پر بیٹھ گئی تھی..... باہر رات ہونے کو تھی.... شومیز ابھی تک نہیں آیا ... تھا

آہستہ آہستہ شام کے سائے گہرے ہوتے جارہے تھے.... شومیز اب تک نہیں آیا تھا... ایرج کا دل گھبرا رہا تھا... شاہ توانا کے ساتھ تھے اب تک کیوں نہیں آئے؟

"اگر شاہ انا سے محبت کرتے تو انا نے نمرہ کو یہ سب کیوں کہا؟ "

" .... افف لگتا سوچ سوچ کر دماغ پھٹ جائے گا "

.... رجو نے اپنا سر پکڑ لیا تھا... سوچ سوچ کر اس کے سر میں شدید درد شروع ہو چکی تھی

" .... یا خدا سچ سامنے لے آ "

ایرج ابھی اللہ سے دعا کر ہی رہی تھی کہ اس کے ہاتھ میں پکڑا موبائل بج اٹھا.... اس نے موبائل آن کیا.... واٹس ایپ پر کچھ تصاویر آئی ہوئیں تھیں.... نمرہ کے نمبر سے تصاویر آئیں تھیں.... ایرج نے کلک کر کے کھولا.... ایک دم اس کو لگا اس کی زندگی کو کسی نے اپنی مٹھی میں قید کر لیا تھا.... سانسیں تھم چکی تھیں.... یا شاید ایک پل کے لیے وہ سانس لینا بھول چکی تھی.... شومیز گیلانی.... انا کے ساتھ؟ اس کے کمرے میں؟ ایرج کا سر چکرانے لگا.... وہ بغور ان تصویروں کو دیکھ رہی تھی جس میں اس کا شوہر تھا اور وہ انا تھی.... نمرہ نے نیچے لکھا ہوا تھا۔

" .... اور تم کہتی ہو تمہارا شوہر عیاش نہیں "

"کیا یہ سچ ہے؟ "

.... ایرج نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا جیسے خدا سے پوچھ رہی ہو

اناشاہ کی بیوی کیسے ہو سکتی؟ جبکہ وہ مسلمان نہیں بلکہ یہودی ہے.... جب وہ بیوی نہیں تو شاہ اس کے "

ساتھ؟"

ایرج کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے..... وہیں بادل گرجنے لگے تھے.... بارش برسنے کی آواز اسے آنے لگی تھی.... ایرج ابھی اس تصویر کو دیکھ ہی رہی تھی جہاں بیڈ پر شومیز سو رہا تھا اور اس کے ساتھ انا نے اپنی تصویر لی تھی.... اس کی سائیڈ ٹیبل پر ایک گلاس پڑا اسے نظر آیا.... وہ آدھا پانی سے بھرا ہوا گلاس تھا.... سب اسے سمجھ آنے لگا.... آنسو اس نے ایک دم صاف کیے

پاکستانی ڈرامے دیکھنے سے ایک فائدہ تو ہوا نمرہ تم مجھے دھوکا نہیں دے سکی... تم رجو کو دھوکا نہیں دے " سکی.... مطلب شاہ کو نیند کو گولیاں دی گئیں ہیں.... "

ایرج نے ہنستے ہوئے کہا..... اس دن میں نے جو شاہ کو پرنسز اسٹریٹ انا کے ساتھ دیکھا وہ ان دونوں کی ملی بھگت تھی.... اس کے بعد آفس میں بھی انا کا یوں شاہ کے کمرے سے نکلنا یقینا اس نے ہی انا کو بتایا ہو گا کہ ایرج وہاں آرہی ہے... اور پھر میرا واٹس ایپ بنانا.... تاکہ اسے یہ تصاویر بھیجی جا سکیں..... اس کو سب سمجھ آرہا تھا.... اس کو نوکری دینا... یہ ان کے کھیل کا مہرہ تھی بس.... وہ اس کو استعمال کر رہی تھیں.... اور وہ استعمال ہونے جا رہی تھی.... ایرج سب سمجھ چکی تھی.... ہر دفعہ تب ہی کیوں انا اور شومیز اس کو ایک ساتھ نظر آتے تھے جب وہ نمرہ کے ساتھ ہوتی تھی... یہ سب اتفاقاً نہیں ہو رہا تھا بلکہ یہ سب کھیل تھا.... انا اور نمرہ کا کھیل تھا...

" .... کتنے دوغلے لوگ ہیں یہاں "

.... ایرج نے سب سمجھتے ہوئے پھر سے ان تصاویر کو دیکھا جن میں شومیز سو رہا تھا

یقنا کوئی بہت بڑا راز ہے ان سب کے پیچھے.... چلو ایک کھیل تم لوگوں نے کھیلا.... اب ایک کھیل اور "
" .... صحیح

.... ایرج نے ایک وائس میسج ریکارڈ کرنا شروع کیا

.... نمرہ.... نمرہ یہ شخص..... اتنا گھٹیا... "ساتھ ساتھ وہ سسکیاں لے کر رونے والی آواز نکالنے لگی "

" .... میں سوچ نہیں سکتی تھی.... نمرہ "

.... ایرج نے وہ نوٹ بھیج کر فون بند کر دیا.... اور ایک بار پھر مسکرائی

"اب کھیل تو وہی ہو گا میری دوست بس مہرے بدل جائیں گے۔ "

.... ایرج نے دل میں سوچتے ہوئے باہر ہوتی بارش کو دیکھا

افف میرے خدایا.... اگر یہ تصاویر نمرہ کے پاس ہیں تو یہ انا کسی کو بھی سینڈ کر سکتی.... نہیں... میں اپنے "
شوہر کی عزت پر بات نہیں آنے دوں گی.... ہر گز نہیں... اس کے لیے مجھے کسی بھی حد تک جانا پڑا میں
" .... جاؤں گی

.... ایرج اب کھڑی ہو چکی تھی.... اس کو بے چینی ہو رہی تھی

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

"... یہ وائس نوٹ سنو "

.... نمرہ نے ایرج کا میسج انا کو فارورڈ کیا

.... دیکھو وہ پاگل لڑکی بلآخر یقین کر گئی ہماری بات کا.... اس میں اس نے روتے ہوئے شومیز کو گھٹیا کہا ہے "

"

.... نمرہ نے ساتھ ہنسے والے ایموجی بھی بھیجے تھے

جیسا ہم چاہتے تھے بالکل ویسا ہی ہو رہا ہے.... پہلے ہم نے اسے کام پر رکھا.... اس کو کیا لگتا ہمارے بزنس "
کے لیے ہمیں شیف نہیں ملنا تھا؟ پھر آہستہ آہستہ جو جو ہم چاہتی تھی وہ وہ کیا.... اس کو دوست بنالیا... اور

" ..... پھر کیسے کیسے نہیں اس کو بیوقوف بنایا

.... انا کا ریپلائے آیا تھا

"کیا وہ سو رہا ہے؟ "

" ... ہاں.... یہ جو ڈرنک نہیں کرتے ان پر اثر بہت آسانی سے ہو جاتا ہے.... ان کو نشہ بہت اثر کرتا "

.... انا نے ساتھ ہنسنے والا ایموجی سینڈ کیا

" .... بس آگے بھی جیسے ہم چاہتے ہیں ویسے ہی ہو جائے "

..... نمرہ نے یہ میسج نہیں کیا تھا بلکہ دل میں سوچا تھا

"بس ایک دفعہ میں شومیز کی بیوی بن جاوں.... سب کام ہو جائیں گے۔ "

.... میسج انا کی طرف سے آیا تھا

".... ہاں اور ان کاموں میں میرا کام مت بھولنا "

... نمرہ نے انا کو میسج کیا

"شاہینہ بچے ناشتہ کیا؟ "

شناور شاہ نے صبح صبح شاہینہ کے کمرے میں آکر پوچھا... شاہینہ تو بھائی جان کہ اس رویہ پر ہی حیران پریشان تھی... وہ چل کر اس کے کمرے تک آئے تھے.... صرف اس سے ناشتہ پوچھنے

" .. نہیں بھائی جان... بس نیچے آرہی تھی "

اس نے سر پر دوپٹہ کرتے ہوئے کہا.... شناور شاہ نے اب اس کو بیٹھنے کا کہا..... تو کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ وہ خود بیڈ کے کونے پر بیٹھ گئے۔۔۔۔

"شاہینہ ماضی میں جو ہوا اسے بھول جاؤ.... میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ "

.... وہ تو بھائی جان کے منہ سے یہ لفظ سن کر ہی حیران رہ گئی تھی... معافی وہ بھی شناور بھائی

نہیں نہیں بھائی جان! معافی کیسی؟ جو ہونا تھا وہ ہو گزرا اب اس کے بارے میں سوچنا بھی فضول ہے.... "

" .....ماضی کو بھول جانے میں ہی سب کی بھلائی ہوتی ہے.... اور میں بھی بھلانا چاہتی ہوں

"مجھے تم سے یہی امید تھی... مجھے یقین تھا تم مجھے مایوس نہیں کرو گی۔ "

شناور شاہ اٹھے بہن کے سر پر ہاتھ رکھا اور باہر نکل گئے... شاہینہ تو ان کا اتنا میٹھا رویہ دیکھ کر ہی حیران تھی... بلکہ خوشی سے اس پاؤں زمین پر نہیں لگ رہے تھے.... دو دن میں اس کی دنیا کتنی بدل گئی تھی .....

ایرج ساری رات نہیں سوئی تھی... ساری رات اس کی شومیز کے انتظار میں گزر گئی تھی.... صبح جب شومیز آیا تو اس کی حالت اسے کچھ ٹھیک نہیں لگی ....

ایرج اس وقت نیچے ہی موجود تھی.... شومیز تقریباً نو بجے آیا تھا ....

"آپ کے لیے چائے بناؤں؟ "

شومیز نے نفعی میں سر ہلایا.... اور سیدھا اوپر چلا گیا.... ایرج نے نمرہ کو آج آنے سے منع کر دیا تھا... وہ بس اس کو جتانا چاہتی تھی کہ وہ بہت ٹوٹی ہے..... شومیز کے دھوکے نے اسے بہت تکلیف پہنچائی ہے ....

شومیز بھی آفس نہیں گیا تھا.... ایرج نے اس کے لیے کھانا بنایا.... تقریباً صبح کے بارہ بجے وہ اس کے کمرے میں آئی.... دروازہ بند تھا.... وہ سو نہیں رہا تھا..... اس نے دروازہ ناک کیا .....

" آجاو.... "

اندر سے اجازت ملی .....

"....شومیز کاغذات پھیلائے بیٹھا تھا"

.....ایرج نے بیڈ پر پڑے کاغذات کو دیکھا....اور شومیز کے سامنے ایسے ظاہر کیا جیسے نظر انداز کر رہی ہو

"....کھانا پک گیا آجائیں"

"...مجھے بھوک نہیں"

"کیوں نہیں؟"

...ایرج اب جان بوجھ کر نزدیک ہوئی...وہ شومیز کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذات دیکھنا چاہتی تھی

"جب ہو گی بتادوں گا"

"تب تک میں بھی نہیں کھاؤں گی۔"

....ایرج منہ بناتی ہوئی بیڈ پر بیٹھ گئی اور ایسے دیکھا رہی تھی جیسے اسے معلوم ہی نا ہو کہ شومیز کوئی کام کر رہا

"یار...تم چلو میں آرہاہوں۔"

شومیز نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"...نہیں ساتھ چلیں"

ایرج بضد تھی...اصل میں تو وہ کاغذات پڑھنا چاہتی تھی۔

"تم آج ہوٹل کیوں نہیں گئی؟"

...شومیز زچ ہوا تھا

وہ... آپ گھر تھے نااس لیے... میں نے بھی میسج کر کے کہہ دیابھاڑ میں جائے تمہاراہوٹل میرے شاہ آج " گھر ہیں۔"

ایرج نے ڈرامائی انداز میں کہا.... اور جان بوجھ کر اس طرح اٹھی کہ بیڈ پر پڑا ایک کاغذ نیچے کر جائے اور ایسا ہی ہوا....

" اوہ.... سوری سوری انگریز شاہ "

.... ایرج معافی مانگتے ہوئے نیچے جھکی.... اور کاغذ اٹھایا

" .... اوہ معاف کر دیں شاہ صاحب "

... اس نے دوپٹّے سے کاغذ کو صاف کرنا شروع کر دیا

" .. چھوڑو ایرج... بس رہنے دو رکھ دو چلو چلیں "

..... شومیز نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لیتے ہوئے کہا

"شاہ کی پراپرٹی کے کاغذ؟ "

... ایرج نے اتنا تو پڑھ لیا تھا

"آخر اس نے شاہ سے کیا مطالبہ کیا؟ "

"کیا اسے سب شومیز کو بتا دینا چاہیے؟ "

... ایرج یہی سوچ رہی تھی

نہیں نہیں... میری بات کا وہ کیوں یقین کرے گا شاہ؟ انا سے وہ محبت کرتا.... جب تک میں سارا سچ نہیں "

"جان لیتی شاہ کو بتانا فضول ہے۔

.... ایرج نے اپنے آپ کو خود ہی روک لیا... وہ دونوں نیچے آ گئے تھے

شام کے وقت ایرج نے نمرہ کے گھر جانے کا سوچا... شومیز اپنا کوئی کام کرنے میں مصروف تھا.... وہ نمرہ کے گھر کے باہر کھڑی تھی۔

"چل رجو منہ پر ایسے معصومیت لے آ جیسے تیری کسی نے بھینس چورالی ہو۔ "

.... وہ نمرہ کو ایسے ہی دیکھانا چاہتی تھی جیسے رجو ٹوٹ گئی ہو

... اس نے بیل بجائی تو حسب توقع نمرہ نے دروازہ کھولا

"آ جاؤ ایرج۔ "

اس نے اسے اندر آنے کو کہا... اس کے چہرے پر ایرج کے لیے ہمدردی تھی.... ایرج اس کے پیچھے پیچھے

.... اندر آ گئی.... وہ نمرہ کے کمرے میں آئی تھی

"... بیٹھو "

... اس نے ایرج کو بیٹھنے کو کہا

.... تو ایرج بیٹھ گئی

.... تم سچ کہتی تھی.... اس شاہ نے جھوٹ بولے.... " ایرج نے اپنے رونے والا ناٹک شروع کر دیا تھا "

دیکھا ایرج.... میں نے تمہیں کہا تھا نا.... مجھے تم سے ہمدردی تھی.... میں سب جانتی تھی.... پر تمہیں "

" .... تکلیف نا ہو اس لیے نہیں بتایا اب تو سب تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

... ایرج نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

" .... اچھا اب تم رو مت "

.... نمرہ نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی

"کیسی گھٹیا لڑکی ہے.... منہ پر کتنی میٹھی بن رہی ہے "

... ایرج نے دل میں سوچا

" .... میں انا کو اس کا حق دلانا چاہتی ہوں "

.... بالکل ایسے ہی تو سوچا تھا انا اور نمرہ نے.... کہ یہ گاؤں کی لڑکی ان کے اشاروں پر ناچے گی

"پر یار تم کیا کر سکتی ہو؟ "

.... نمرہ نے مایوسی دیکھاتے ہوئے کہا

" .... میں ہر ممکن کوشش کروں گی... بس اس کے بدلے تم لوگ مجھے پاکستان بھیجوا دو "

"وہ جانتی تھیں یہ ان پڑھ جاہل لڑکی پاکستان جانے کی بات ہی کرے گی۔ "

" ... ایرج ہم تمہاری ہر ممکن کوشش کریں گی... تم ہماری دوست ہو "

... نمرہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"لیکن میں تم لوگوں کی دشمن ہوں۔ "

.... اس نے اب بھی دل میں ہی سوچا

"انا سے ملنا مجھے۔ "

.... ایرج نے کہا

"ہاں ہم چلیں گی... صبح مل لیں گی۔ "

نمرہ نے کہا... تو ایرج مان گئی۔۔۔۔۔

"میں بس جلد سے جلد اس سے جان چھڑانا چاہتی ہوں۔ "

.... ایرج نے روتے ہوئے کہا.... اس نے بات تو اس کانٹریکٹ کی کی تھی... جبکہ نمرہ اسے شومیز سمجھی

"ٹھیک ہے نمرہ میں پھر چلتی ہوں... اس شومیز کو شک ناہو جائے بہت چالاک ہے۔ "

.... ایرج نے نمرہ کا موبائل دیکھا

"ٹھیک ہے.... میں پھر تم سے صبح ملتی ہوں۔ "

.... ایرج باہر نکل گئی.... گھر سے باہر آتے ہی اس نے اپنے آنسو صاف کیے

"افف یہ شاہ کی محبت بھی نجانے کیا کیا کروائے گی۔ "

.... ایرج کے باہر نکلتے ساتھ ہی اس نے انا کو فون کیا

بالکل جیسا ہم نے سوچا تھا ویسا ہی ہوا...وہ تمہارے شومیز کی زندگی سے نکلنا چاہتی ہے....اب تمہارا راستہ " اور بھی آسان ہو جائے گا"۔

....نمرہ نے اسے بتایا

"کہا کیا اس نے؟ "

انا نے تجسس سے پوچھا تو نمرہ نے ایرج کی ہر ایک بات بتا دی۔

"یہ تو زبردست ہو گیا....اس کا ویزا اب ہم خود لگوا کر دیں گے۔ "

انا نے نمرہ سے کہا تو دونوں ہنس دی۔۔۔۔

انا تمہارے ساتھ جو ہوا یقناوہ بہت برا ہوا....میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ شومیز شاہ کسی کے ساتھ ایسا کر " سکتے ہیں

ایرج نمرہ اور انا پرنسز اسٹریٹ کے باغیچے میں بیٹھی تھیں....وہاں اور بھی بہت سے لوگ تھے لیکن وہ کافی دور دور بیٹھے تھے.... تیز ہوا کے باعث ٹھنڈ کافی تھی....ایرج رو نہیں رہی تھی بس شکل ایسے بنائی ہوئی تھی جیسے کوئی جہان بھر کا غم تو اسے ہی ہے....وہ آج ان کے مقابل کھڑی تھی...اگر وہ اس کے ساتھ ڈرامہ کر ... سکتی تو وہ ان سے کم نہیں

ایرج اس شخص نے مجھے محبت کا یقین دلایا.... لیکن اس کے بعد میرے ساتھ ایسے کیا....میں اب بھی "

"اس کی ہر بات مانتی ہوں بس میری بچی کو اپنا نام دے دے۔

"ان انگریزنیوں کو کب سے اتنی فکر ہونے لگی کہ ان کے بچے کا باپ کون۔ "

اس نے تلخی سے دل میں سوچا.... لیکن چہرے پر ایک تاثر بھی واضح نا ہونے دیا... شاہ انا سے محبت تو کرتا تھا لیکن انا نے شاہ کو دھوکا دیا.... یہی سچ ہے.... یہ جولیا شاہ کی بیٹی نہیں ہے.... شاہ کی ڈائری میں لکھا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتے ہیں.... لیکن حقیقت میں اس میں اس انا نے شاہ کا دل توڑا.... لیکن اس کو میں اس کے گھٹیا ارادے میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی اب صرف یہ جائید اد چاہتی ہے۔

تم دل پہ مت لو.... وہ تمہیں تمہارا حق بھی دے گا... لیکن میں یہاں سے نکلنا چاہتی ہوں... تم ایک لڑکی "

"ہو تم تو سمجھ سکتی ہو نا... مجھے یہاں اب گھٹن ہوتی ہے۔

ایرج کمال مہارت سے ان دونوں کو بیوقوف بنا رہی تھی۔

"ہاں ہم سمجھ سکتے... تم فکر نا کرو تمہارے یہاں سے جانے کے پیپرز ہم خود بنوائیں گے۔ "

.... نمرہ فٹ سے بولی تھی

" .... نمرہ لیکن میں چھ ماہ سے پہلے "

.... ایرج نے مایوسی سے اس کانٹریکٹ کا ذکر کیا

" ... ایرج ہم نے تمہیں دوست کہا ہے کیا ہم تمہارے لیے اتنا نہیں کر سکتی.... وہ کانٹریکٹ "

.... انا نے اپنے پرس میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا

" .... یہ لو "

.... وہ کاغذ ایرج کے سامنے تھا

" ...پڑھ لو اور اپنے ہاتھوں سے پھاڑ دو "
آج ایرج ان پر یقین نہیں کر سکتی تھی اسے وہ پڑھنا ہی تھا... لیکن ان کے سامنے پڑھتی تھی تو ان کو شک ....ہو جاتا کہ آج ایرج نے بیوقوفی نہیں دیکھائی
میں تم لوگوں کا احسان ایک دن نہیں دے سکتی... اور پڑھنے کی کیا ضرورت ہے تم دونوں تو میری "
"دوستیں ہو۔
....اس نے مڑوڑ کر وہ کاغذ پرس میں ڈال لیا
" ...اچھا بتاؤ شومیز شاہ کے ساتھ کیا کرنا... میں بھی اپنا بدلہ لینا چاہتی ہوں اس سے "
ایرج نے نفرت سے کہا.... جو کہ صرف ان کو دیکھانے کے لئے تھی باقی وہ اس سے نفرت کر ہی نہیں سکتی تھی۔
"بس تم یہاں سے چلی جاؤ.... اس سے تمہارا بدلہ بھی میں خود ہی لوں گی۔ "
....انا نے ایرج کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا
"تو کیا ان کے راستے کی رکاوٹ بس ایرج ہی تھی؟ بس پھر وہ تو اپنے شاہ کو چھوڑ کر کبھی نا جائے۔ "
"ہاں... مجھے امید ہے تم ضرور لو گی... پر تم کرنا کیا چاہتی ہو؟ "
....ایرج نے جان بوجھ کر اس سے اس کا لائحہ عمل پوچھا
"میں کیا کر سکتی ہوں؟ بس اس سے منتیں کروں گی کہ مجھے میرا حق دے دے۔ "
انا نے بیچارہ سا منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ ایرج کا دل کیا کا سل کا پتھر اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے.... وہ ....اس کو بس بتانا ہی نہیں چاہتی تھی

”تم کیا چاہتی ہو؟ یہ میں اچھے سے جانتی ہوں انابی بی۔ “

...ایرج نے پھر سے دل میں سوچا

“ ....یار میں چلتی ہوں پھر “

ایرج وہاں سے جانا چاہتی تھی۔

”ایرج اپنا پاسپورٹ تو لا دینا تا کہ تمہاری واپسی کی ٹکٹ کروا سکیں۔ “

“ ....وہ“

....ایرج نے سر پر ہاتھ مارا

وہ تو شاہ کے پاس ہے....مجھے اب کسی نا کسی طرح چوری ہی کرنا پڑے گا پر اس شخص نے وہ چھپا کر رکھا “

”ہوا...پھر بھی میں کوشش کروں گی۔ پھر نمرہ کو ہی پکڑا دوں گی۔

....ایرج نے جھوٹ بولا تھا وہ کیوں اپنا پاسپورٹ ان مکار لڑکیوں کو دیتی؟ پاسپورٹ اس کے پاس ہی تھا

“ ....ہاں یاد سے “

انا نے اس سے تاکید کی جبکہ نمرہ ایرج کے ساتھ ہی چل دی....ایرج گھر آئی تھی...نمرہ اور انا کا مکار چہرہ

....اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار آ رہا تھا

“ ...سچ کہتا شاہ دنیا کے ساتھ چلنا سیکھو....یہ دنیا بہت تیز ہے...میں ان کو اپنا سمجھتی تھی “

وہ اب تک ان کی سوچوں میں گم تھی...اور چولہے پر چائے رکھی تھی... صبح صبح ہی وہ ان سے مل کر واپس آ چکی تھی....ایرج کو وہ کاغذ یاد آیا....جلدی جلدی چائے کپ میں ڈالتی وہ لونگ روم میں آئی جہاں اس نے اپنا پرس رکھا تھا....جلدی سے کپ میز پر رکھ کر پرس سے وہ کاغذ نکالا...وہ مڑا ہوا کاغذ اس نے کھول کر

.... دیکھا

اس نے ایک سکھ کا سانس لیا.... یہ وہی کاغذ تھا جس پر اس نے دستخط کیے تھے اور انا اور نمرہ کے بھی دستخط تھے.... ایرج نے وہ ابھی اپنے پاس محفوظ ہی رکھا... اس کو پھاڑنے کی جلدی نہیں تھی... وقت آنے پر وہ پھاڑ دے گی اس نے یہ سوچ کر وہ کاغذ اپنے پاس رکھ لیا۔

\-

"یار ہم نے کوئی غلطی تو نہیں کر دی اس کو اصل پیپر دے کر؟"

نمرہ نے انا کو میسج کیا اسے نجانے کیوں یہ غلطی لگی تھی۔

"...کچھ نہیں ہوتا یار.... دیکھا نہیں تھا وہ شومیز سے کتنی نفرت کرتی اور ہمارے پلان میں یہی تو شامل تھا"

انا نے اسے تسلی دیتے ہوئے میسج کیا تو نمرہ بھی مطمئن ہو گئی... جبکہ وہ نہیں جانتی تھیں وہ واقعی بیوقوفی کر چکی ہیں۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"ایرج موقع اچھا ہے شاہ گھر نہیں ہے... ان کی ڈائری پڑھی جا سکتی ہے... پر ڈھونڈو کہاں؟"

ایرج نے سوچتے چائے کا آخری گھونٹ بھرا.... اور کپ وہیں رکھ کر سیدھا اوپر چلی گئی.... شومیز کا کمرہ کھلا تھا.... اور آج اس کی قسمت اچھی تھی الماری بھی کھلی تھی... لیکن وہاں اسے نا تو سیاہ ڈائری ملی نا ہی لال وہاں تو سفید رنگ کی ڈائری تھی.... ایرج حیران ہو گئی آخر اس کا کیا تعلق؟

... وہ وہاں سے اٹھا کر الماری بند کرتی باہر نکل آئی

.... سیدھا نیچے آئی.... اور شومیز کی لائبریری میں پڑی رائیکنگ چیئر پر آ کر بیٹھ گئی.... اس نے ڈائری کھولی

"یہ تم مجھے کہاں لے کر آئے ہو شومیز؟"

انا نے اس سے پوچھا.... سنٹرل مسجد شومیز کے فلیٹ سے زیادہ دور نہیں تھی وہ دونوں اس برف پر چل کر وہاں تک آئے تھے...

"یہ مسجد ہے۔"

شومیز نے سامنے کھڑی مسجد کو دیکھتے ہوئے کہا...

"پر تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"

انا نے اس سے پوچھا...

"تم مسلمان ہو جاو اور ہم نکاح کر لیتے ہیں۔"

شومیز کتنے آرام سے یہ سب کہہ رہا تھا جبکہ انا کے چہرے کے رنگ بدل گئے.... اس نے شومیز سے جھٹکے میں اپنا ہاتھ چھڑایا.... سفید چہرہ کچھ سردی کی وجہ سے لال پڑ چکا تھا کچھ غصے سے لال ہو گیا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟"

انا ایک دم عجیب لہجے میں بات کرنے لگی.... شومیز جو یہ سوچ رہا تھا کہ وہ اس کے ایک بار کہنے پر مان جائے گی وہ غلط تھا.... وہ تو سوچ رہا تھا کہ وہ شومیز سے محبت میں اپنی جان تک دے دے گی... لیکن وہ تو اسلام قبول کرنے کو تیار نا تھی....

"شومیز تم اپنے دماغ کا علاج کرواو.... تم مجھے اپنی مسجد کے سامنے کھڑا کر کے پوچھ رہے ہو میں مسلمان ہو جاوں اپنا مذہب تبدیل کر لوں... تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟"

"....پر انا تم تو مجھ سے محبت "

...شومیز ابھی کچھ اور کہتا انا نے اس کی بات کاٹی

محبت شومیز گیلانی؟ محبت میں تم مجھے مذہب بدلنے کا کہو گے اور میں مان جاؤں گی؟ تم ہو کیا؟ تمہارا باپ "

"تمہیں پیسے بھیجتا اور چند ہزار ڈالرز کا بزنس کر کے تم کہتے ہو میں تمہاری خاطر مذہب بدل لوں۔

شومیز کو اپنی سماعت پر یقین ہی نا آیا... ان کی محبت میں دولت کہاں آگئی تھی؟ کیا کبھی پیسہ آیا تھا ان کے بیچ؟ اور انا تو جانتی ہے کہ شومیز کے پاس اتنی سیونگز ہیں کہ وہ آرام سے اچھا بزنس کھڑا کر سکتا ہے۔

"...انا لیکن "

کیا لیکن شومیز؟ دیکھو ریلیشن تک ٹھیک تھا.... شادی بھی تم سے کر سکتی ہوں پر مذہب... مجھے معافی "

"دو... تم سے بہتر تو جیک ہے.. میرے مذہب کا ہے... پیسہ بھی تم سے زیادہ ہے۔

انا کا یہ روپ اس نے پہلی دفعہ دیکھا تھا.... ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں؟ ان نظر میں ایسی بھی محبت ہوتی ہے؟

"تم بھی تو مجھ سے محبت کا دعوی کرتے ہو تم مذہب بدل لو۔ "

انا نے سپاٹ لہجے میں کہا... شومیز تو اس کی پہلی بات پر ہی یقین نہیں کر سکا تھا اب مذہب بدلنا.... اگر وہ چند دن پہلے والا شومیز ہوتا جس نے قرآن میں سکون محسوس نا کیا ہوتا تو شاید ہاں کر دیتا لیکن نہیں وہ ہاں نہیں کر سکتا تھا... کیوں کرتا وہ ہاں؟ وہ مسلمان سے کافر کیوں ہو جاتا ایک ایسی عورت کی خاطر جس کو پیسے سے پیار تھا؟

"بولو شومیز تم بدلو گے اپنا مذہب؟ "

اس نے شومیز کے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا.... لہجہ پھر سے اس نے نرم کر لیا تھا.... شومیز نے

آنکھیں بند کیں.... قرآن کی تلاوت کو یاد کیا.... اور الٹے قدم اٹھانے لگا.... اسے اس دین سے دوری نہیں چاہیے تھی جس نے اسے سکون دیا.... اناوہیں کھڑے شومیز کو دیکھتی رہی لیکن وہ اب مڑ چکا تھا.... وہ مسجد کی جانب جا رہا تھا... یہ انا کو جواب تھا کہ وہ اپنا مذہب وہ دین الہی کبھی نہیں چھوڑے گا... شومیز اندر داخل ہو چکا تھا... نماز ظہر کا وقت تھا.... اس نے باجماعت نماز ادا کی... جب سب نمازی جانے لگے تو وہ .... وہاں قرآن کھول کر بیٹھ گیا.... آج امام مسجد نے بھی اس سے ملنا تھا

قرآن میں اس کا دل نہیں لگ رہا تھا کیوں ہو رہا تھا اس کے ساتھ ایسا؟

.... شومیز نے قرآن پاک بند کر دیا.... اس کو انا کی باتیں یاد آ رہی تھیں

"بند کیوں کر دیا؟"

.... امام صاحب اس کے پاس آ کر بیٹھے

"پتا نہیں... آج وہ سکون نہیں مل رہا۔"

.... اس نے اضطراب کی حالت میں کہا

"پریشان ہو؟"

"...جی بہت"

شومیز ان سے تو کچھ نہیں چھپا سکتا تھا... اتنے دنوں میں وہ ہی تو تھے جو اس کی ہر مشکل کو حل کر رہے تھے... شومیز نے ان کو انا کے بارے میں سب کچھ بتا دیا.... وہ سب سن کر محض مسکرائے

کتنی عجیب بات ہے... تم ایک سید ہو کر اسلام کے بارے میں سب کچھ نہیں جانتے تھے اور وہ تو غیر مسلم "

”ہے اس کو تم مسلمان ہو جانے کا کہو گے تو اس کا ردعمل یہی ہو گا نا

تو انہوں نے بھی آج اسے سید ہونے کی بات کر ہی دی تھی.... شومیز نے اپنی ساری الجھنوں سوالوں کو چھوڑ کر ان سے سوال کر لیا۔

”سید... آپ نے یہ کیوں کہا؟ “

”کیا تم سید نہیں ہو؟ “

ہوں لیکن... میں نے آج تک یہی سنا ہے کہ مسلمان سب برابر ہیں.. تو پھر یہ سید کی بات کیوں آجاتی بیچ “

”میں ؟

”جانتے ہو سید کون ہیں؟ “

...انہوں نے شومیز سے سوال کیا.....اس نے نفعی میں سر ہلایا

”سید نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے ہیں۔ “

”ہاں تو؟ میں نے پڑھا ہے برتری صرف تقوی کی بنیاد پر ہے۔ “

... شومیز نے اب تک جو پڑھا وہ یہی پڑھا تھا

”میں نے کب کہا میرے بچے کہ سید ہونے پر تمہارے پاس کوئی برتری ہے؟ “

”پھر؟ “

... شومیز بولا

”تم جانتے ہو؟ دین کہاں سے آیا؟ اسلام کہاں سے آیا ہے؟ اسلام کون لایا ہے؟ “

”نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم “

.... شومیز نے جواب دیا

”تو پھر ان کے خاندان والوں کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟ “

”مطلب؟ “

مطلب یہ کہ سید ان کی آل اولاد ہے جو اس دین اسلام کو دنیا میں لائے.... تو پھر جس خاندان سے یہ دین “
”ہم تک پہنچا ہے ان کے خاندان والوں کو کیسا ہونا چاہیے؟ سوچا کبھی؟

ویسے تو ہر مسلمان کو ان کے راستے پر چلنا چاہیے... کیونکہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم عباد الرحمن ہیں.... “

لیکن... دیکھو میرے بچے یہ ایک منطقی بات ہے کہ اگر میں اپنے خاندان کا نام اپنے نام کے ساتھ لگا رہا ہوں... تو اگر میں کوئی بھی الٹا سیدھا کام کرتا ہوں تو سب سے پہلے لوگ مجھے یہی کہیں گے کہ دیکھو خاندان کا نام ڈوبو دیا۔ ہم بھی جب معاشرے میں بات کرتے تو کوئی سید ایسا ویسا کام کر رہا ہو تو اکثر کہہ دیتا ہوں کہ کیا یہ سید خاندان سے ہے؟ مطلب نعوذ باللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خراب کر رہے ہیں حالانکہ ان کا نام خراب کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ نے ان ذکر بلند فرما دیا... لیکن جب آپ ان کے خاندان کا نام اپنے
“ .... نام کے ساتھ لگا رہے ہیں تو مطلب آپ پر ذمہ داری بھی زیادہ ہے

”لیکن ذمہ داری تو ہر مسلمان پر عائد ہوتی نا کہ وہ اسلام کا نام نا خراب کرے۔ “

... شومیز نے سوال کیا

لیکن سید پر ذمہ داری زیادہ ہو جاتی... جب آپ کے نام کے ساتھ ان کا نام لگتا ہے تو مطلب آپ کو ثابت “ کرنا کہ کیا آپ نے اس نام کا حق ادا کیا یا نہیں؟ آپ سے ان کے نام کو کوئی فائدہ نہیں لیکن ان کے نام سے آپکو عزت ملتی لوگ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے کہ آپ سید ہو... تو پھر آپکو ثابت بھی کرنا چاہیے کہ

آپ نے حق ادا کر دیا.... آپ کو زیادہ پیروی کرنی چاہیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی.... کیونکہ کل جب آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جانا تو آپکو شرمندگی سے سر نا جھکانا پڑے... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجتہ الوداع میں فرمادیا تھا کہ قیامت کے دن اپنے خاندان کے نام کے ساتھ نا آجانا کہ ہم آپ کی فیملی سے ہیں تو ہمیں رعائت دیں... اس کا مطلب کہ برتری تقوی کی بنیاد پر ہی ہے.... لیکن سادات پر ذمہ داری زیادہ ہے۔"

"کیسی ذمہ داری؟ "

شومیز سب سمجھ رہا تھا اس کو سب جواب مل رہے تھے۔

دیکھو آج تم نے اس لڑکی کو کہا کہ آؤ اسلام قبول کرو... لیکن وہ شروع سے تمہارے ساتھ ہے... تم نے " اس کے سامنے کبھی نماز ادا کی؟ کبھی روزہ رکھا؟ یا کچھ بھی ایسا کام جو اسلام کو واضح کرتا ہو"

.... شومیز نے شرمندگی سے نفعی میں سر ہلایا

جب ان کے خاندان کا بندہ ہی ان پیروی نہیں کر رہا تو تم کیسے سوچ سکتے ہو کہ یہودی لڑکی ان کی پیروی " کرنے کو تیار ہو جائے گی۔"

.... بات کڑوی تھی لیکن سچ تھی

" ... تو آپ بتائیں نا مجھے کیا کیا خصوصیات اپنانی چاہیے کہ میں ان کے نام کا حق ادا کر سکوں "

دیکھو بچے ایک ہی لمحے میں تم وہ ساری خصوصیات نہیں اپنا سکتے.... تمہیں خود کو اللہ کا غلام ثابت کرنا " ہے۔"

"اللہ کا غلام؟ "

.... شومیز حیران ہوا

"ہاں عباد الرحمن کی صفات اپناو.... اور ہر ہفتے تم ایک صفت اپنانا... تاکہ اگلی کی سمجھ آسکے۔ "

"عباد الرحمن؟ کیا مطلب؟ "

شومیز نے ان سے سوال کیا... شومیز اس بارے میں نہیں جانتا تھا امام مسجد بھی اسے بتانے لگے۔

"عبادالرحمن کی صفات تمہیں قرآن پاک کی سورۃ الفرقان کی آخری آیات میں ملیں گی۔ "

"عبادالرحمن کہتے کسے ہیں؟ "

یہ آیات کچھ خاص لوگوں کے متعلق ہیں. ان کے خاص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ انہیں "عباد الرحمٰن" " کہتا ہے. "اللہ کے بندے". جو اللہ کو اپنا مالک مانتا ہے، اسے عبد کہا جاتا ہے، عباد یا عبید اس کی جمع ہے. مگر یہاں اللہ نے لفظ "عباد" استعمال کیا ہے. عبید اس ہر شخص کو کہتے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور جو نہیں لاتے. اس لفظ میں ہر کوئی شامل ہے. مگر عباد، خاص لوگ ہوتے ہیں. تو ان آیات میں جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ خاص لوگ ہیں. اللہ عزوجل کے بہت سے نام ہیں، اور اللہ نے یہاں عباد "الرحمٰن" استعمال کیا، جب اللہ کی محبت، اور رحمت انتہاء کی ہو، اور وہ فوراً مل جانے والی ہو، تب اللہ "الرحمن" استعمال کرتا ہے ".

"کیا تمام صفات ہونا ضروری ہیں؟ کیا ایک صفت ہو تو ہم اللہ کے بندے نہیں کہلا سکتے؟ "

نہیں ضروری نہیں کہ یہ دس کی دس خصوصیات ایک ہی بندے میں ہوں.... کوئی ایک بھی خوبی ہو تو "

"آپ اس کے بندے بن جاتے ہیں۔

"کیا آپ مجھے پڑھائیں گے یہ خصوصیات؟ "

شومیز اب واقع اس سب میں دلچسپی لے رہا تھا وہ بھول گیا تھا کہ کچھ دیر پہلے اس کی محبت کو کس طرح ٹھکرایا

گیاہے کیونکہ وہ اس وقت خدا کی رحمت کے سائے میں بیٹھا تھا۔

" .... ضرور لیکن ہر ہفتے ایک خوبی "

"مجھے منظور ہے۔ آپ مجھے آج پہلی خوبی بتائیں۔ "

وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا

"اور رحمن کے حقیقی بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر عاجزی اور وقار سے"

"یہ پہلی صفت ہے... رحمت کے ساتھ شروع کرو اور معافی کے ساتھ ختم کرو۔

"کیا مطلب؟ "

.... شومیز نے سوال کیا

مطلب اس کا تم نے ڈھونڈنا ہے۔ آج سے ٹھیک اگلے اتوار تم مجھے اس کا مطلب بتاؤ گے۔ تم نے صرف جو " کرنا ہے وہ اتنا ہے کہ کوئی تمہیں کچھ بھی کہہ دے مسکرانا ہے... مسلمان پر سلام میں پہل کرنی ہے.... دوسروں کی مدد کرنی ہے... خوبصورت اور نرم لہجے میں بات کرنی... جب کچھ لوگ بیٹھیں ہونگے تو ان کے " ... پاس تم نے امن سے بیٹھنا ہے.... اور ہاں اپنے ماں باپ کی عزت کرنی

" .... یہ سب میں پہلے ہی کرتا ہوں "

اس کے انداز میں فخر تھا.... وہ ان سے کہہ رہا تھا کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں مجھ میں یہ سب پہلے سے ہی موجود ...ہے۔ امام مسجد مسکرائے

" ... آیت کے اندر ہی تمہارا جواب بھی چھپا ہے "

" فرق ہے ایک بات یاد رکھنا رحمن اور رحیم میں"

"کیسا فرق امام صاحب؟ "

.... شومیز نے نا سمجھی سے پوچھا

رحمن خدا کی وہ خصوصیت ہے جس میں وہ ہر ایک پر رحم کرتا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، جانور ہو یا پرندے ہوں.... اور جو رحیم ہے نا وہ اللہ کا ایسا رحم ہے جو وہ کسی کسی پر کرتا اور ہر انسان میں رحیم کی صفت پائی جاتی لیکن رحمن کی وہ خاص صفات جن کا اس نے سورۃ فرقان میں ذکر کیا ہے وہ صرف اس کے خاص بندوں میں پائی جاتی ہیں اور ہر ایک صفت پر پورا اترنے کے خاص رحمُ بھی کرنا ہو گا اور رحمن کہلانے کا حق تو صرف اس کو ہے۔"

وہ مسکرائے اور اٹھ کر چلے گئے تھے لیکن اس کو پریشان کر گئے تھے کون سا جواب؟ کیسا جواب؟ اس نے کیا کہا تھا؟

اس کو یہ صفت بہت آسان لگی تھی.... اس اخلاق شروع سے ہی ایسا رہا تھا سب کے ساتھ ہنس کر بات کرنا... سب کی مدد کرنا وہ مدد کے معاملے میں کسی کو پیچھے نہیں کر سکتا تھا.... ہر ایک کی مدد کرتا تھا.... اگلے دن شومیز یونی گیا تو کلاس لینے کے بعد سب اسے لان میں بیٹھے ملے... وہاں انا بھی تھی... بے ساختہ اسے انا کا کل والا رویہ یاد آ گیا... وہ وہاں سے گزر جانا چاہتا تھا... لیکن خود پر ضبط پاتے ہوئے وہ ان تک آیا اسے ثابت کرنا تھا وہ اللہ کا بندہ ہے۔

"اسلام علیکم !اسامہ... کیسے ہو سب لوگ؟ "

...اس نے اسامہ کو مسکراتے ہوئے سلام کیا... اور باقی سے حال پوچھا

سب نے جواب دیا.... انا نے منہ موڑ لیا... شومیز میں بھی ہمت نہیں تھی کہ اس کے ساتھ مزید بیٹھے... کل اس نے کیسے اس کو ٹھکرا دیا تھا... لیکن پھر اسے امام مسجد کی بات یاد آئی...رحمت سے شروع کر کے معافی پر ختم کرنا تھا.... لیکن کیسے وہ ایسی لڑکی کو معاف کر دے؟

سب وہاں بیٹھے تھے... کچھ دیر مزید باتیں ہوئیں اس کے بعد آہستہ آہستہ سب اٹھ کر جانے لگے.... وہ کہنے کو شومیز کے دوست تھے... لیکن اس کے پاس کام کے علاوہ کیوں نہیں آتے تھے؟ جبکہ اس کا لہجہ ان کے ساتھ کبھی سخت نہیں ہوا تھا....

اس پاس محض اسامہ تھا باقی سب جا چکے تھے... نماز کا وقت ہونے والا تھا تو اس نے اسامہ سے پوچھا

" .... آؤ نماز پڑھ آئیں "

"واہ یار نماز اور وہ بھی شومیز گیلانی؟ "

اسامہ نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"یار تھوڑا کام ہے... پھر کبھی ساتھ چلیں گے۔ "

....اسامہ نے اس کو مسکراتے ہوئے جواب دیا

"اس دن تو مجھے طنز کر رہا تھا اب خود کیا ہوا؟ میں تو کم سے کم نماز پڑھنے لگ گیا ہوں۔ "

....شومیز نے سر جھٹکا اور نماز پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا

...ابھی اس نے یونی سے باہر قدم ہی رکھا تھا کہ اس کو فون آ گیا

" ... شومیز گیلانی آپکے فلیٹ میں آگ لگ گئی ہے "

.... شومیز کے اوسان خطا ہو گئے

شومیز کے فلیٹ میں آگ لگی تھی.... اور اس بارے میں اس نے گھر بھی بتا دیا تھا... اس کی نئی رہائش کے لیے فوری طور پر پیسے بھجوا دیے گئے تھے... وہ بہت پریشان تھا نقصان اس کو زیادہ محسوس نہیں ہوا تھا لیکن اس ہڑبڑی میں اس کی ساری نمازیں رہ گئی تھیں.... عشاء کے وقت وہ فارغ ہوا تھا.... اب وہ مسجد جانے کو تیار تھا اس کے سارے کپڑے جل کر راکھ ہو چکے تھے... ابھی اتنی جلدی ہر چیز کر انتظام کرنا مشکل تھا اسی .... بلڈنگ میں اسے نیا فلیٹ لے کر دیا جا چکا تھا

وہ صبح والے کپڑوں میں ہی تھا جب اس نے سوچا کہ نماز تو پڑھ آئے.... عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے وہ سینٹرل مسجد آیا تھا... جماعت ہو چکی تھی اس نے اکیلے میں نماز ادا کی... نماز ادا کرنے کے بعد وہ وہیں بیٹھ .... گیا صبح ہونے والے واقعی کو سوچنے لگا

" .... ایک لمحے میں کیا سے کیا ہو گیا تھا "

وہ پلر کے ساتھ سر ٹکائے جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھوئے ہوئے انداز میں سوچ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟ آج تو بہت پریشان ہو؟ "

آواز آئی تو اس نے بے ساختہ سر اٹھا کر دیکھا... امام مسجد کھڑے تھے اور اب وہ اس کے سامنے بیٹھ رہے ... تھے

"نہیں پریشان نہیں ہوں... بس بے چین ہوں۔ "

"اور یہ بے چینی کیوں ہے؟ "

انہوں نے دریافت کیا۔

نہیں جانتا... آپ جانتے میں جب بھی مایوس ہو جاتا ہوں نا تو موم بتی آئینے کے سامنے لے کر کھڑا ہو جاتا " ہوں... مجھے خود کو تلاش کرنے کا بہت شوق ہے... لیکن میں خود کو تلاش نہیں کر پایا.. اندھیرے میں موم "بتی کی روشنی مجھے امید کی کرن دیکھاتی ہے... لیکن روز میری امید کسی نئے طریقے سے ٹوٹ جاتی۔

تو اگلے دن نئ امید کے ساتھ نکل پڑا کر و انسان کو تو روز خود میں کچھ نیا ملتا ہے... یہ تلاش تو مرتے دم تک " .... ختم نہیں ہوتی "

آپ نہیں جانتے... لوگ مجھ سے صرف اور صرف اپنے فائدہ کی خاطر بات کرتے ہیں... میں جب ان " کے پاس جا کر بیٹھتا ہوں تو وہ اٹھ جاتے ہیں... مجھے یقین تھا کہ انا وہ تو کم سے کم مجھے سمجھتی ہے لیکن وہ بھی "نہیں سمجھتی میں بہت اکیلا ہوں۔

شومیز سچ میں ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا۔

"خدا کے گھر میں اس کی رحمت کے نیچے بیٹھ کر اس کا بندہ بننے کی خواہش کر کے تم کہتے ہو تم اکیلے ہو؟ "

.... انہوں نے سوال کیا

کیا تم ان کی مدد بغیر کسی معاوضے کے کرتے ہو؟ کیا اس میں تمہیں اپنا لالچ نظر نہیں آتا کہ وہ تم سے بات " کریں؟ تم ان کے پاس جاتے ہو تو کیا ان کی باتیں کبھی سنی؟"

سچ تھا اسے لالچ تھا کہ وہ اس کو اکیلا نا کریں... وہ ان کی مدد کرتا تھا تو سوچتا بھی تھا کہ وہ اس کو بدلے میں کچھ دیں... بے شک ان کا وقت ہی تھا لیکن جب بھی ان کے پاس بیٹھتا تھا ان کو یہی محسوس کرواتا تھا کہ وہ ان

کی پڑھائی میں مدد کرتا یا ان سے پڑھائی میں اچھا یا پھر ان سے زیادہ قابل ہے کہ ساتھ پڑھ بھی رہا اور کما بھی رہا ہے...

"کبھی ان کو سننے کی کوشش کی کہ تمہارے دوست کیا کہنا چاہتے؟ "

امام صاحب نے سوال کیا تو شومیز کو واقعی ہی شرمندگی ہوئی.... اس نے کبھی اپنے دوستوں سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں وہ بس ان کو یہ بتاتا تھا کہ وہ کیا چاہتا اور اس کی نظر میں کیا ٹھیک ہے؟

"اب میں کیا کروں؟ "

روز خود کو تلاش کرو.... اس کالے اندھیرے میں موم بتی کی روشنی میں روز خود کو دیکھو اپنے آپ کو " پہچانو... تم کیا ہو؟ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہو.... تمہیں کیسا ہونا چاہیے؟ جب تم کسی محفل میں جاؤ تو لوگوں کا رویہ کیا ہو؟ کیا وہ تمہارے آنے سے خوش ہوتے یا منہ موڑ کر چلے جاتے؟ خود کو آئینے میں دیکھو کیا تم عاجز ہو؟ سب سے پہلے عاجزی لاؤ اپنے اندر.... "

اسے یاد آیا وہ اس نے کتنے فخر سے کہا تھا کہ اس میں یہ صفت تو ہے.. جبکہ وہ عاجز نہیں تھا... اس میں غرور تھا....

رحمن کے بندوں کو تو اٹھنے بیٹھنے غرض اپنے ہر انداز سے عاجزی دیکھانی چاہیے... اس کے چلنے میں " انکساری ہونی چاہیے... "

آپ سچ کہتے ہیں... ایک ہی دن میں میں سب نہیں سیکھ سکتا.... وقت لگے گا... مجھے ہر روز خود کو آئینے " میں دیکھنا ہو گا روز دیکھنا ہو گا کہ میں اللہ کے کتنے قریب ہوا ہوں؟"

امام مسجد نے شومیز کے سر پر ہاتھ رکھا تھا... کتنا سکون پہنچاتی تھیں ان کی باتیں.... ان کا لہجہ.... اس نے

انہیں سفید رنگ میں ہی دیکھا تھا.... نورانی چہرہ سفید لباس یہ اس کی زندگی میں وہ شخص ثابت ہوئے تھے جو اس کی زندگی ک اندھیروں کو روشنی پہنچارہے تھے.... شومیز دونوں ہاتھ گھٹنوں کے گرد باندھے ان کو دیکھ رہاتھاجو اب قرآن مجید کھول کر بیٹھ چکے تھے....

شومیز ان کو دیکھتا اور پھر کچھ دیر بعد آنکھیں بند کیے وہیں پلر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھ گیا اور ان کی تلاوت سننے لگا.....

____

اگلے روز شومیز یونی گیا تو وہاں سب موجود تھے... صوفی آریان اسامہ انا... سب نے اس سے فلیٹ کے بارے میں پوچھا اور افسوس کیا تھا.... آج اس نے انا کو بھی بالکل معمولی انداز میں بلایا وہ تو اس کا رویہ دیکھ کر ہی حیران رہ گئی تھی اس کو تو لگا تھا شومیز اب اسے کبھی نہیں بلائے گا لیکن شومیز نے نا صرف اسے بلایا بلکہ مسکرا کر بلایا تھا... فلیٹ کے بارے میں ان سب کو آگاہ کیا کہ شارٹ سرکٹ ہوا...

"کب ہوا شارٹ سرکٹ؟ اور کیسے؟"

صوفی نے تفصیل پوچھی...

"وہ جب میں نماز...."

شومیز کہتے کہتے رکا.....

"اس دن تو مجھے طنز کر رہا تھا اب خود کیا ہوا؟ میں تو کم سے کم نماز پڑھنے لگ گیا ہوں۔"

شومیز نے سر جھٹکا اور نماز پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا....

... ابھی اس نے یونی سے باہر قدم ہی رکھا تھا کہ اس کو فون آگیا

" ... شومیز گیلانی آپکے فلیٹ میں آگ لگ گئی ہے "

ایک لمحے میں سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا.... اس نے غرور کیا تھا... اس میں عاجزی نہیں تھی..... وہ مغرور ہوا تھا وہ اپنی عبادت پر مغرور ہوا تھا .....

"کیا ہوا شومیز؟ "

.... آریان نے اسے کھوئے ہوئے دیکھا تو پوچھا

نہیں... نہیں کچھ... نہیں... ہاں وہ جب تم سب لوگ گئے تھے تب ہی مجھے فون آیا تھا... بس ایک دم " سے شارٹ سرکٹ ہوا ... "

اس نے محسوس کیا تھا کہ انا اس سے پہلے کی طرح بات نہیں کر رہی تھی..... وہ شرمندہ تھی یا جو کچھ بھی تھا لیکن اسے اس کے ساتھ برا سلوک نہیں کرنا تھا ....

"چلو جو کچھ بھی ہوا برا ہوا۔ "

.... اسامہ نے کہا اور وہ سب کلاس لینے چل دیے.... کلاس لینے کے بعد سب ایک ساتھ ہی باہر نکلے تھے

"کہیں چلیں ہم سب؟ "

شومیز کے منہ سے پہلی دفعہ یہ جملہ انہوں نے سنا تھا... جبکہ ہر دفعہ اسے یا تو گھسیٹ کے لے جاتے یا پھر رہنے دیتے... "

"تمہیں بخار تو نہیں ہے؟ "

... صوفی نے حیران ہوتے ہوئے اس سے پوچھا... جبکہ شومیز ہنس دیا

"... نہیں نہیں "

"یا پھر آگ کا اثر دماغ پر ہو گیا ہے ؟ "

.... اب اسامہ نے ہنستے ہوئے کہا تھا خلاف معمول شومیز بھی ان کے ساتھ مسکرایا تھا

"نہیں سچ میں... میں ہی کہہ رہا ہوں کہیں چلیں ؟ "

"چلو بھائی آج تو شومیز گیلانی نے کہا تو ان کی پسند کی جگہ پر ہی جاتے ہیں۔ "

"تم لوگ جاؤ میرا دل نہیں۔ "

شومیز جانتا تھا وہ کیوں کترا رہی ہے۔ ... انا کترا رہی تھی

" ... ارے یہ تم دونوں نے خود کو تبدیل تو نہیں کر لیا شومیز والی باتیں تم کر رہی ہو اور تمہارے والی وہ "

"نہیں وہ مجھے کوئی کام ہے۔ "

... انا شومیز سے نظریں چرا گئی

"چلو ٹھیک ہے۔ "

.... اسامہ نے شانے اچکاتے ہوئے کہا

"تم بھی چلو انا مجھے اچھا لگے گا۔ "

شومیز نے مسکراتے ہوئے کہا تھا... سب نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ انا کو دیکھا کہ اب تو وہ منع نہیں کرے گی.... لیکن وہ حیران تھی کہ شومیز اس سے کتنے آرام سے بات کر رہا ہے... جبکہ اس نے جو اسے باتیں کی تھیں اسے تو انا کو دیکھنا بھی نہیں چاہیے تھا... لیکن وہ.... شومیز اب بھی ہاتھ باندھے ہوئے اسے مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔"

...وہ حیران تھی لیکن نا بھی نہیں کر سکی تھی

.... شومیز جب گھر آیا تو اس نے نیٹ پر اس آیت کو کھولا... جس میں پہلی صفت بیان کی گئی تھی

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا

"اور رحمن کے حقیقی بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر عاجزی اور وقار سے"

اس نے ایک ایک لفظ پر غور کیا.... "زمین"... اس آیت میں زمین لکھا گیا تھا.... امام مسجد نے کہا تھا کہ تمہارا جواب اسی آیت میں ہے... اس نے تب بھی تو فخر یہ انداز میں کہا تھا کہ اس میں یہ صفت تو موجود ہے۔

زمین پر چلنا ہی کیوں کہا گیا ہے؟ اللہ تعالی سیدھا سیدھا بھی تو لکھ سکتے تھے کہ "جو عاجز ہوتے ہیں وہ اللہ کے بندے ہیں"... پھر زمین ہی کیوں استعمال کیا؟

شومیز نے موبائل سے ہی گوگل پر زمین کے بارے میں ریسرچ شروع کر دی... لیکن زمین کے بارے میں اسے کچھ خاص معلوم نہیں ہوا... رات کافی ہو چکی تھی.... نیا فلیٹ تھا اس لیے اسے ایڈجسٹ کرنے میں مشکل ہو رہی تھی.... پرانے فلیٹ کو اس نے بند کر دیا تھا... وہ چاہتا تو اس کی مرمت بھی کروا سکتا تھا لیکن وہ مزید پیسے اس پر ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا.... شومیز نے آنکھیں بند کر لیں تھیں... اس کو بے ساختہ انا کا چہرہ یاد آیا... وہ اٹھ کر بیٹھ گیا.... اس کے دراز میں سرخ موم بتی پڑی تھی... جو وہ آج ہی لایا تھا... اس کے

نزدیک سرخ رنگ خواہشات کا رنگ تھا... اور اس کے اوپر پیلی روشنی امید تھی اس کی خواہشات کی پوری ہو جانے کی امید.... کبھی اس کی خواہشات میں انا بھی ہوا کرتی تھی اب نہیں.... اس نے بتی بجھا دی تھی اور اب

وہ آئینے کے سامنے آ چکا تھا لائٹر سے اس نے موم بتی جلائی تھی... آج کے دن وہ کہاں کھڑا تھا؟

آج سب میرے ساتھ خوشی سے رہے... کوئی مجھ سے دور نہیں بھاگا کیوں کہ میں ان سے دور نہیں "
بھاگا... میں نے یہ سب رب کی رضا کی خاطر کیا... یہ سب اس کے بندے ہیں.... اور حسن اخلاق میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے.... کل کو میں جب مروں گا تو ان کے سامنے جا کر شرمندہ نہیں
"ہونگا۔

شومیز اپنے ہی الفاظ پر ٹھٹکا....

" مروں گا..... "

" ہاں مروں گا تو زمین میں دفنایا جاؤں گا..... "

" زمین.... مرنا.... "

وہ آیت کا مطلب سمجھ رہا تھا.....

____

پورا ایک ہفتہ اس نے ایسے گزرا تھا... یہاں تک کے اپنے کاروباری کاموں میں بھی اس نے عاجزی برتی تھی.... اسے اتوار کے دن کا بہت بے صبری سے انتظار تھا... وہ امام مسجد کو بتانا چاہتا تھا کہ اس کو اپنا جواب

مل گیا.... نماز پڑھنے تو وہ جاتا ہی تھا لیکن نا اس کے پاس وقت ہوتا تھا نا ہی امام مسجد کے پاس وقت ہوتا تھا.... بلا آخر آج اتوار کا دن آ گیا تھا.... وہ شدید برف باری میں بھی فجر کی نماز ادا کرنے آیا تھا... نماز ادا کرنے کے بعد کچھ لوگ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہو گئے تو کچھ جا چکے تھے... وہ امام مسجد کے پاس آ کر بیٹھ گیا....

" ... آپ جانتے ہیں... مجھے جواب مل گیا ہے "

... وہ اس کے چہرے کی خوشی دیکھ کر مسکرائے

"اللہ فرما رہے ہیں کہ رحمن کے بندے زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ "

" ... بالکل ایسا ہی ہے "

... انہوں نے تائید کی

یہاں اللہ سبحان تعالی نے زمین اس لیے استعمال کیا ہے کہ ہم یاد رکھیں کہ ہمارا اصل کیا ہے؟ ہمارا اصل " مٹی ہے... ہماری آخرت مٹی ہے... ہم مٹی سے بن کر پیدا ہوئے اور مر کر مٹی میں چلے جانا تو غرور کیسا؟

" .... زمین پر اکڑ کا چلنا کیسا؟ یہاں لفظ زمین ہمیں ہماری اوقات بتاتا ہے

.... امام مسجد نے اسے ستائشی نظروں سے سراہا

" ... اگر ہم اپنے اصل کو بھول جائیں گے تب ہی ہم میں غرور پیدا ہو گا "

یہاں ایک اور بات بھی اللہ نے بتا دی ہے.... کہ سب انسان مٹی سے بنائے گئے ہیں.... کسی کو کسی پر کوئی " .... برتری نہیں سوائے تقوی کے

.... امام صاحب نے اس کی بات میں مزید اضافہ کیا تھا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا کی خاطر خود کو ایک درجہ عاجز کیا اللہ اس کو ایک درجہ" مزید دے گا اور جس نے اللہ کے سامنے تکبر دیکھایا اللہ اسے ایک درجہ تک نیچے کر دے گا جب تک کہ "... اسے نچلے درجے کا نہ بنا دیا

(ابنِ ماجہ 4176)

اگلی صفت ہے

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا

"اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں"

.... امام مسجد نے شومیز کو اگلی آیت کے بارے میں بتایا.... وہ بھی اب متجسس ہو گیا تھا

"تو کیا ہمیں ہر ایک پر سلامتی بھیجنی ہے؟"

"نہیں نہیں.... اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم سلام کرو گے۔"

... انہوں نے اپنے نرم لہجے میں کہا

"پھر؟"

"اس کا مطلب ہے کہ تم امن سے پیش آؤ گے۔"

"کیا مطلب؟"

"اس کا مطلب میں تمہیں نہیں سمجھاؤں گا تم خود سمجھو گے۔"

....شومیز مسکرایا....وہ سمجھ گیا تھا اس کے سامنے خود سب کچھ آئے گا.... لیکن وقت لگے گا

یونیورسٹی کا ماحول روز کی طرح تھا طلبا اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے... شومیز اور اس کے دوست سب سیڑھیوں میں بیٹھے تھے... ٹھنڈ بہت زیادہ تھی لان میں تو برف بہت زیادہ جمی ہوئی تھی... ٹھنڈ سیڑھیوں پر بھی بہت تھی لیکن انہیں باتوں کی گرم جوشی میں محسوس نہیں ہو رہی تھی کلاس ان کی ہو گئی تھی اب بس وہ کچھ دیر باتیں کرنے بیٹھے تھے.... انا ان کے ساتھ نہیں تھی... وہ اس دن کے بعد ان کے پاس کم ہی بیٹھتی تھی... شومیز کی بھی اس سے کوئی خاص گفتگو نہیں ہوئی تھی... نا ہی وہ اس بات کی خواہش رکھتا تھا کہ اس سے کوئی بھی بات کرے...

"... چلو یار میں چلتا ہوں... بہت ضروری کام ہے صبح ملتے ہیں پھر "

"تم کہاں جا رہے ہو؟ "

... صوفی نے شومیز سے پوچھا... وہ بھی شاید جانے کے لیے تیار کھڑی تھی

" ...مجھے پرنسز اسٹریٹ تک جانا ہے "

... شومیز نے اسے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"اچھا... مجھے بھی وہیں جانا ہے... چلو میں بھی ساتھ ہی چلتی ہوں۔ "

"ٹھیک ہے۔ "

... اس نے مسکراتے ہوئے شانے اچکاتے کہا

صوفی بھی اپنا برس اٹھاتی ساتھ چل دی جبکہ باقی سب دوسری جانب جانے لگے... صوفی اور شومیز ساتھ ساتھ چل رہے تھے وہ دونوں کوری ڈور میں چل رہے تھے.... شومیز سامنے کا منظر دیکھ کر حیران رہ چکا تھا... جیک اور انا ایک ساتھ سامنے سے آ رہے تھے... سر میں ایک دم شدید درد اٹھا تھا... شومیز کی رفتار سست ہوئی.... صوفی انا کو دیکھ کر رکی.... شومیز نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کیں...

" کیا لیکن شومیز؟ دیکھو ریلیشن تک ٹھیک تھا.... شادی بھی تم سے کر سکتی ہوں پر مذہب... مجھے معافی دو... تم سے بہتر تو جیک ہے.. میرے مذہب کا ہے... پیسہ بھی تم سے زیادہ ہے۔"

ایک دم سے وہ منظر آنکھوں کے سامنے سے گزرا... اس نے لمبا سانس اپنے اندر کھینچتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور خود پر ضبط قائم رکھنے کے لیے باہر پڑتی روئی جیسی صاف برف کو دیکھنے لگا... جبکہ صوفی انا سے بات کرنے لگی... جیک نے ایک طنزیہ مسکراہٹ اس پر اچھالی تھی....

"شومیز گیلانی!"

جیک نے اسے مخاطب کیا.... وہ جو ان کو نظر انداز کر رہا تھا اب نہیں کر سکتا تھا.... شومیز نے خود پر ضبط رکھتے ہوئے جیک کو مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا... یہ مسکراہٹ اس کو اندر سے جلا گئی تھی... انا کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا... وہ تو انا کو کیسی کے ساتھ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا اور آج جیسے اسے فرق ہی نہیں پڑ تا تھا...

"جی"

انتہائی عاجزی کے ساتھ شومیز نے اسے کہا...

" کیا ہوا؟ چہرے پر مسکراہٹ... طبیعت تو ٹھیک ہے؟ "

.... جیک کے چہرے کے تاثرات اسے بتا رہے تھے کہ وہ اسے غصہ دلانا چاہتا ہے

" ... اللہ کا شکر ہے "

شومیز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا.... جیک نے انا کا ہاتھ پکڑ لیا تھا.... انا نے اسے غصے سے دیکھا تھا.... لیکن شومیز کے چہرے کا اطمینان ان دونوں کو بے چین کر گیا تھا.... صوفی یہ سب دیکھ کر خاموش کھڑی تھی ...

" چلو انا... ہمیں چلنا چاہیے دیر ہو رہی ہے۔ "

جیک نے شومیز کو دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے انا کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے کہا.... جب وہ دونوں جا چکے تو صوفی نے شومیز کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی... تکلیف تھی لیکن کس کمال مہارت سے اس نے چھپا لیا تھا اور اسے دیکھ کر مسکرایا ...

" چلیں؟ "

" انا اور تمہارے بیچ کچھ خرابی چل رہی ہے؟ "

... صوفی نے شومیز سے پوچھا

" نہیں... اب تو سب ٹھیک ہوا ہے۔ "

وہ پھر سے مسکرایا تھا.... وہ دونوں پھر سے ساتھ ساتھ چل رہے تھے لیکن صوفی اس کے چہرے کو اب بھی دیکھ رہی تھی... لیکن اب وہ پر سکون تھا ....

" ... تم اتنے پر سکون کیسے ہو؟ جبکہ تمہیں تو انا کسی کے ساتھ برداشت نہیں ہوتی تھی "

....صوفی جب رہ نا سکی تو پوچھ لیا

....شومیز اور وہ اب یونی کے گیٹ تک آ چکے تھے

"تم جانتی ہو جب کوئی اندھیرے میں چھوڑ جائے نا تو سمجھ جاؤ وہ دور ہی اچھا ہے۔ "

شومیز نے اسے پھر سے ویسے ہی جواب دیا تھا.... وہ سمجھ چکی تھی... کہ انا اب شومیز کے ساتھ نہیں ہے... صوفی نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلایا

صبح صبح اپنا ناشتہ بنانے میں مصروف تھا... اس نے آج یونی نہیں جانا تھا... انڈہ جمعہ کا دن تھا جب شومیز ... فرائی کر رہا تھا جب ڈور بیل ہوئی... وہ اس وقت نائیٹ سوٹ میں تھا

"اس وقت کون ہو سکتا ہے؟ "

....شومیز نے سوچتے ہوئے چولہا بند کر دیا تھا... اور دروازہ کھولنے آیا

"تم؟ تم یہاں؟ "

...شومیز اس کی حالت دیکھ کر ایک دم حیران رہ گیا تھا.... سامنے انا کھڑی تھی.... روئی ہوئی آنکھیں

"...انا "

....شومیز ایک دم حیران ہو گیا تھا... اس نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اندر بلایا

"کیا ہوا ہے انا؟ "

اس کو تو سمجھ نہیں آ رہی تھی... وہ روئے چلی جا رہی تھی... شومیز نے اسے پانی لا کر دیا.... انا نے ایک ...سانس میں وہ پانی پی لیا

"یہ سب تمہارے ساتھ کس نے کیا؟ "

....وہ اس کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

"...شومیز "

...انا نے روتے ہوئے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھاما

"...شومیز "

"...بولو انا "

شومیز میں اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہوں.... نہیں رہ سکتی میں تمہارے بغیر.... ہم آج ہی نکاح "کرتے ہیں۔

شومیز کو تو اس کی بات پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا...وہ اس کے پاس آئی تھی...اسے اسلام قبول کرنے کا کہہ ...رہی تھی اور ساتھ نکاح

"....تم رونا بند کرو "

....اس نے انا کے آنسو صاف کیے

"میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں.... شومیز۔ "

وہ پھر سے وہی بات دہرا رہی تھی...شومیز کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا.... لیکن ایک دم سے ایسا کیا ...ہو گیا تھا

"...انا پہلے تم رونا بند کرو "

....انا اب بھی سسکیاں لے رہی تھی

"....یار رونا تو بند کرو"

...انا کو شومیز اب بھی تسلی ہی دے رہا تھا

"...نہیں رہ سکتی میں تمہارے بغیر... تمہارا مجھے یوں نظر انداز کرنا... میں برداشت نہیں کر سکتی"

...انا نے روتے ہوئے کہا تھا شومیز بھی اب اس کے پاس صوفے پر بیٹھا تھا

"....میں نے تمہیں نظر انداز نہیں کیا"

...شومیز نے مسکراتے ہوئے کہا

"تو پھر کل جیک کو میرا ہاتھ پکڑنے سے رکا کیوں نہیں تھا؟"

"...کیونکہ اس نے تمہاری مرضی سے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا"

...شومیز نے شانے اچکاتے ہوئے کہا

"میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں۔"

...انا نے بات دہرائی

"...یہ تو اچھی بات ہے"

...شومیز مسکرایا

"ہم آج ہی نکاح بھی کریں گے۔"

...شومیز نے نفعی میں سر ہلایا

"...نہیں...انا....میں تم سے اب نکاح نہیں کر سکتا"

....شومیز نے تحمل اور اطمینان سے کہا تھا

"پر کیوں؟ تم مجھ سے محبت کرتے ہو پھر کیوں نہیں؟"

"....انا میں نہیں کر سکتا تم سے نکاح"

....شومیز نے دوٹوک کہا تھا

...انا اٹھ کھڑی ہوئی تھی... شومیز بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا

تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ کیا تم مجھ سے نکاح نہیں کرو گے؟ کیا تم مجھ سے شادی نہیں کرو "گے؟"

...انا ایک چیخ اٹھی

"...میں ابھی تم سے شادی نہیں کروں گا.... کیونکہ ابھی مجھے اپنا مستقبل بنانا... اپنا بزنس سیٹ کرنا"

"پہلے تو تم تیار تھے۔"

"...پہلے میری آنکھیں بند تھیں انا... تم ہی نے کھولیں ہیں"

....سچ کہہ رہا تھا وہ... انا غصہ ہو چکی تھی... اگلے ہی لمحے وہ اس کے فلیٹ سے نکلی تھی

شومیز اسے روکنا چاہتا تھا لیکن وہ نہیں روک سکا.... اور وہ اگر اسلام قبول کرنا چاہتی تھی تو وہ اپنے لیے کرتی... نا کہ شومیز کے لیے... اس وجہ سے بھی اس نے انا کو نہیں روکا... شومیز کا اب بالکل دل نہیں چاہ رہا ....تھا کہ ناشتہ کرے

____

اس اتوار اسے امام مسجد نے نہیں ملنا تھا... وہ جانتا تھا وہ کسی کام سے گئے ہوئے تھے.... اور اس آیت کو تو وہ سمجھ گیا تھا کہ جاہلوں کی بد تمیزی کا جواب تمیز سے دینا... اور جاہل تو ان پڑھ ہی ہوتے ہیں... وہ اپنے

کاروباری کام کے دوران اپنے مزدوروں سے بہت اچھے سے پیش آیا تھا اسے اگلی صفت کو انتظار تھا وہ چاہتا تو خود بھی پڑھ سکتا تھا لیکن وہ ان کو بتانا چاہتا تھا کہ اس نے سمجھ لیا اس آیت کو اور اپنا بھی لیا ہے .....

سوموار کے دن جب شومیز یونیورسٹی گیا تو سب اس کو دیکھ کر باتیں کر رہے تھے... وہ یونی والوں کے رویے سے بہت حیران ہوا تھا... آخر ایسا کیا ہوا تھا کہ سب لوگ اسے دیکھ کر سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے اسے اپنا کوئی دوست وہاں نظر نہیں آیا تھا.... شومیز سر جھٹکتے ہوئے اپنی کلاس کے لیے کلاس میں داخل ہوا تو سب نے اسے حقارت سے دیکھا.... شومیز ان کی نظروں کا مطلب سمجھ نہیں سکا تھا ....

شومیز اسامہ کے ساتھ آکر بیٹھا اور اس کو سلام کیا جس کا جواب دیے بغیر اس نے رخ موڑ لیا... اتنے میں لیکچر شروع ہو چکا تھا... تو شومیز نے اپنی پوری توجہ وہاں مرکوز کر دی... کلاس ختم ہونے کے بعد کسی نے اس کا انتظار نہیں کیا تھا اور سب باہر نکل گئے تھے... شومیز بہت حیران ہوا تھا.... آخر ایسا کیا ہوا تھا؟ اور انا بھی اسے نظر نہیں آئی تھی ...

شومیز کلاس سے نکلا تو جیک اور اس کی گینگ کھڑی تھی ....

"اوہ... یہ ہے وہ گھٹیا شخص ...."

شومیز کو دیکھتے ہوئے اس نے حقارت سے کہا... سب نظروں نے اسے اسی انداز میں دیکھا تھا ...

"کیا کیا ہے میں نے ؟"

شومیز نے مسکراتے ہوئے ہاتھ سینے پر باندھے .....

"تم ہو وہ گھٹیا شخص... جس نے ریپ کیا ہے۔"

شومیز کو لگا جیسے اس کے سر پر کسی نے ہتھوڑا مارا ہے..... یہ الزام... اسے ایک لمحے کے لیے سمجھ ہی نہیں

... آیا تھا کہ کیا جواب دے... مسکراہٹ لمحے میں غائب ہوئی تھی

"یہ کیا کہہ رہے ہو جیک؟ "

... اس کی آواز زرا اونچی ہوئی

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا "

"اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں"

آیت فوراً سے اسے یاد آئی تھی.... نہیں وہ غصہ نہیں کر سکتا تھا... اسے تحمل سے بات کرنی تھی یہاں اتنے

... غیر مسلموں میں ایک وہی تو مسلمان تھا جسے مسلمانوں کی نمائندگی کرنی تھی اور مسلمان غصہ نہیں ہوتے

"دیکھو جیک... ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ "

"کیا تم نے انا کا ریپ نہیں کیا؟ "

... جیک غصے سے بھڑکتے ہوئے بولا تھا

"انا کا؟ "

.... شومیز کو تو یقین ہی نہیں آیا تھا وہ کیا کہہ رہا ہے

"ہاں انا کا.... تم سے وہ میرے ساتھ برداشت نہیں ہوئی تھی... یہی وجہ تھی نا تم نے اس کا ریپ کیا۔ "

"کیا؟ "

شومیز نے بے یقینی سے اسے دیکھا وہاں طلبا کا ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا... اتنی ٹھنڈ میں اسے اپنے ہاتھ پاؤں برف

.... بنتے محسوس ہوئے

"... تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے "

شومیز نے اپنا لہجہ جتنا وہ دھیما رکھ سکتا تھا اتنا رکھنے کی کوشش کی... لیکن اتنے ٹھنڈ میں اسے ٹھنڈے پسینے .... آنا شروع ہو گیا تھا... یقیناً سب کو کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہوئی تھی

"شومیز تم سے یہ امید نہیں تھی۔ "

... آریان نے افسوس سے کہا

"یار تم سب لوگ مجھے جانتے ہو... میں ایسا کر سکتا ہوں اور انا کدھر ہے؟ مجھے نہیں پتا۔ "

شومیز اپنی صفائی دینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کسی نے اس کی بات کا یقین نہیں کیا۔

" .. جانتے ہو وہ کہاں ہے؟ وہ ہسپتال ہے... اور تمہاری وجہ سے ہے "

.... اسامہ اب آگے آیا تھا

"لیکن یار... انا.... جمعہ کے بعد تو میری اس سے بات ہوئی ہی نہیں۔ "

"کیونکہ اس دن ہی تو تم نے اس کا ریپ کیا تھا۔ "

جیک غصے سے پاگل ہو رہا تھا... اتنا گھٹیا الزام اس پر لگایا جا رہا تھا غصے سے اس کا سر پھٹ رہا تھا لیکن وہ ان کی ... حد تک جا کر نہیں بول رہا تھا

"کہاں ہے انا... اگر وہ بھی یہی بات کرتی تو میں خود اس سے نکاح کروں گا۔ "

شومیز نے خود کے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا... اسے یقین تھا کہ انا سچ بتائے گی... جب ایسی کوئی بات تھی ہی نہیں.... تو وہ کیوں جھوٹ بولے گی.... لیکن اصل اس کا سر تو تب گھوما جب انا نے جھوٹ بولا.... وہاں اسامہ صوفی... جیک اور چند اور لوگ تھے جب انا نے شومیز کے سامنے یہ کہا کہ اس نے ہی اس کا ریپ

...کیا

....شومیز اس کے بعد کچھ نہیں بول سکا....وہ اس کفیت میں ہی نہیں تھا کہ کچھ بول پاتا

"اب تم کیا کہنا چاہتے ہو شومیز گیلانی؟"

"...اب تو تمہیں نکاح کرنا ہی ہو گا"

بہت سی آوازیں تھیں جو اس نے سنی تھیں....اسی دن شومیز گیلانی کو انا سے نکاح کرنا پڑا تھا....لیکن یقین...اعتبار...مان سب ٹوٹ چکا تھا....اس کے ساتھ یہ کیا ہوا تھا کیسے ہوا تھا...وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا.... بس ایک بات جو اس نے سمجھی تھی وہ یہ تھی جاہل وہ نہیں جو ان پڑھ ہو....پڑھے لکھے جاہل بھی تھے یہاں....شومیز اپنے فلیٹ میں نہیں گیا تھا...وہ انا کا مکار چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا...انا کو اس سے محبت تھی ....لیکن ایسی کیسی محبت جس میں اس کی عزت کو تار تار کر دیا گیا تھا

شومیز سارا دن ایڈ نبرا کی گلیوں میں یہی سوچتے ہوئے پھرتا رہا تھا کہ جاہل صرف ان پڑھ نہیں ہوتے.... اس کے پاس بہت سے ذرائع تھے جس سے وہ ثابت کر سکتا تھا کہ یہ جھوٹ ہے...وہ انا کو سزا بھی دے سکتا تھا....وہ ایک فون کرتا باپ کو تو اس کے پاس اتنے پیسے ہوتے اگر انا اس پر کیس بھی کرتی تو وہ لڑکی کبھی نا جیت سکتی...لیکن اصل حکم کی صفت تو یہی تھی نا کہ طاقت ہونے کے باوجود جاہلوں کے طریقے سے انہیں جواب نا دیا جائے...وہ ان کے طریقے سے جواب دیتا تو ایک لڑکی کی عزت تار تار ہو جاتی وہ ثابت کر سکتا تھا کہ یہ سب جھوٹ ہے...ڈی این اے ہو سکتا تھا انا سچی ہوتی تو اس پر کیا کرتی لیکن....شومیز گیلانی کا اعتبار ....بہت بری طرح ٹوٹ چکا تھا

"شومیز تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے ؟میں نے تمہاری خاطر اسلام قبول کیا۔ "

شومیز کی اتنے دن سے بے رخی اس سے برداشت ناہوئی تو وہ بول پڑی... وہ روز یونی جاتا اپنا کام کرتا مسجد جاتا یا سو جاتا... شومیز اس کے جواب میں کچھ نا بولا... اتوار کا دن تھا اس نے مسجد جانا تھا... وہ روز خدا کے لیکن لوگوں کے اتنے بھیانک چہرے اس نے دیکھے تھے کہ ... سامنے روتا تھا... اسے خدا سے شکوہ نہیں تھا .... بس خدا ہی نظر آتا تھا جس پر وہ اعتبار کر سکتا تھا.... شومیز خاموشی سے اپنی جیکٹ اٹھا کر نکل رہا تھا

"شومیز اگر میں تم پر الزام نا لگاتی تو... تو تم مجھ سے کبھی شادی نا کرتے۔ "

شومیز کے دروازے کی طرف بڑھتے قدم رکے.... اس نے مڑ کر انا کو دیکھا تھا.... اتنے دنوں سے اس نے ... انا کو ایک نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا ایک ہفتے سے وہ اس کے ساتھ رہ رہی تھی

"اگر تم الزام نا لگاتی تو میں تم ہی سے شادی کرتا۔ "

.... اس نے بہت تحمل سے کہا

انا میرا مذہب اجازت نہیں دیتا کہ میں ایک عورت کی عزت نا کروں... میرا مذہب عورت کی عزت کرنا "

" ... سیکھاتا ہے... اسلام بہت پیارا مذہب ہے

شومیز نے مسکراتے ہوئے کہا... کالی لیدر کی جیکٹ اس کے ہاتھ میں تھی... اس نے ہاتھ سینے پر باندھے ... ہوئے تھے

" ... شومیز تم نے انکار کر دیا تھا "

" ... میں دوبارہ بھی انکار کر سکتا تھا... تم بھی جانتی ہو میں نے تمہارا "

.. شومیز کہتے کہتے رکا... ایک تکلیف تھی جو اس نے محسوس کی تھی

"... انا جو چیز میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا "

.... وہ بہت مشکل سے ضبط کرتے واپس مڑا

... انا خاموشی سے کھڑی رہی

پورے دو ہفتوں کے بعد شومیز امام مسجد سے ملا تھا... ان کا پر وقار چہرہ دیکھ کر وہ انتہائی خوش ہوا تھا... ان کی نورانی شکل بہت پر سکون تھی.... جماعت کے بعد وہ اس کے پاس آ کر بیٹھے..... شومیز نا تو بے چین تھا نا ہی الجھن میں تھا اس کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہت پر سکون ہے۔

"کیا سبق سیکھا اس آیت سے ؟ "

... یقناوہ نہیں بھولے تھے کہ شومیز کون تھا

" .... بہت کچھ سیکھا اس آیت سے "

... وہ مسکرایا

"کیا کچھ سیکھا؟ "

سب سے پہلے تو یہ سیکھا کہ اس آیت میں جاہل ان کو نہیں کہا گیا جو ان پڑھ ہوتے ہیں.... بلکہ ان کو کہا گیا " جو حقیقت میں جاہل ہوتے ہیں... جن کو کسی سے بات کرنے کی نہیں تمیز... بغیر تحقیق کیے کسی پر بھڑکنے لگتے ہیں "

... شومیز کے سامنے ان سب کے چہرے آئے تھے جو اس پر الزام لگا رہے تھے

" .... اور بھی بہت کچھ ہے آیت میں "

... امام صاحب نے شومیز کو دیکھتے ہوئے کہا... نورانی مسکراہٹ ان کے چہرے پر تھی

" .... جی میں نے حلم کے بارے میں سیکھا ہے "

"کیا ہے حلم ؟ "

... وہ جانتے تو تھے لیکن وہ شومیز سے سننا چاہتے تھے

"... بردبار ہونا یعنی ناگواری اور غصہ کے اظہار پر قدرت کے باوجود نرمی سے کام لینا متحمل مزاج ہونا "

تم جانتے ہو اس آیت میں لفظ " جب " استعمال ہوا ہے... اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو "

"کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں

جب کا مطلب ہے یہ ضرور ہو گا... اللہ نے "اگر" استعمال نہیں کیا.... اگر اللہ" اگر" استعمال کرتے تو ممکن تھا کہ زندگی میں کبھی آپکو ایسے لوگوں کا سامنا نا کرنا پڑتا... لیکن اللہ نے لفظ جب استعمال کیا.... یقیناً تم اتنی گہرائی میں گئے ہو تو تم نے ضرور ایسا کچھ برداشت کیا ہے.... حلم کا حکم ہے... لیکن اس کا ہرگز

" ... مطلب یہ نہیں کہ لوگ آپ کو برا کہتے رہیں اور آپ ان سے کچھ نا کہیں

... انہوں نے جب شومیز کو یہ بتایا تو اس نے ایک دفعہ جھکا سر اٹھا کر امام صاحب کو دیکھا

"کوئی حد ہے حلم کے حکم کی ؟ "

ہے کیوں نہیں ہے اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ اسلام سے فرمایا تھا کہ فرعون سے اچھے سے پیش آنا، وہ " فرعون جس نے موسیٰ علیہ اسلام کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی، وہ ہر سال ہزاروں بچوں کا قتل کرتا تھا، خود کو خدا کہتا تھا، کتنی وجوہات تھی اس سے نفرت کرنے کی اور اللہ نے فرمایا کہ جب تم اس کے پاس جاؤ تو

”اس سے نرمی سے بات کرنا!!اگر انہیں فرعون سے نرمی کا برتاو رکھنے کا کہا جا سکتا ہے

”لیکن کیوں نرمی برتنے کا حکم دیا گیا ہے؟ “

... شومیز نے سوال کیا... اس نے بھی تو نرمی برتی تھی... لیکن اس پر کس قدر گھٹیا الزام لگا تھا

”نرمی کا حکم اس لیے دیا گیا کہ ہو سکتا وہ تمہاری نرمی دیکھ کر تمہارے دین پر ایمان لے آئے۔ “

ہاں ایسا تو ہو سکتا ہے.... اگر وہ اب بھی انا کے ساتھ نرمی برتے گا تو ہو سکتا ہے وہ دل سے ایمان لے آئے....

”تمہارا نکاح ہو گیا ہے؟ “

.... امام مسجد کو یقنا نکاح خواں نے بتایا تھا

“ ... آپ سے کیا چھپانا؟ “

.... شومیز نے ان کو جوں کا توں سب بتا دیا

تم نے سب ٹھیک کیا... لیکن تمہیں اپنی سچائی ثابت کرنی چاہیے تھی.... لیکن تم نے جس نیت سے نکاح کیا وہ اللہ دیکھ رہا ہے... تم نے سچائی نہیں ثابت کی کہ تمہیں ان کی حد تک گرنا پڑنا تھا... اب دیکھنا اللہ تمہیں اجر دے گا .... “

... انہوں نے شومیز کو حوصلہ دیا تھا

“ ... بس ایک خدا کی ذات پر ہی تو یقین ہے “

وہ دھیما سا مسکرایا.... اور سچ تھا... سب چہرے اس نے دیکھ لیے تھے انا کو وہ اپنا سمجھتا تھا لیکن اس نے بھی اپنی حقیقت دیکھا دی تھی یا اللہ نے اسے بتا دیا تھا کہ اس کے سوا کوئی نہیں اعتبار کے

.... قابل

یونیورسٹی کا ماحول روز کی طرح تھا طلبا اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے... شومیز اور اس کے دوست سب سیڑھیوں میں بیٹھے تھے... ٹھنڈ بہت زیادہ تھی لان میں تو برف بہت زیادہ جمی ہوئی تھی... ٹھنڈ سیڑھیوں پر بھی بہت تھی لیکن انہیں باتوں کی گرم جوشی میں محسوس نہیں ہو رہی تھی کلاس ان کی ہو گئی تھی اب بس وہ کچھ دیر باتیں کرنے بیٹھے تھے.... انا ان کے ساتھ نہیں تھی... وہ اس دن کے بعد ان کے پاس کم ہی بیٹھتی تھی... شومیز کی بھی اس سے کوئی خاص گفتگو نہیں ہوئی تھی... نا ہی وہ اس بات کی خواہش رکھتا تھا کہ اس سے کوئی بھی بات کرے...

"... چلو یار میں چلتا ہوں... بہت ضروری کام ہے صبح ملتے ہیں پھر"

"تم کہاں جا رہے ہو؟"

... صوفی نے شومیز سے پوچھا... وہ بھی شاید جانے کے لیے تیار کھڑی تھی

"... مجھے پرنسز اسٹریٹ تک جانا ہے"

... شومیز نے اسے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"اچھا... مجھے بھی وہیں جانا ہے... چلو میں بھی ساتھ ہی چلتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔"

... اس نے مسکراتے ہوئے شانے اچکاتے کہا

صوفی بھی اپنا برس اٹھاتی ساتھ چل دی جبکہ باقی سب دوسری جانب جانے لگے... صوفی اور شومیز ساتھ

ساتھ چل رہے تھے وہ دونوں کوری ڈور میں چل رہے تھے.... شومیز سامنے کا منظر دیکھ کر حیران رہ چکا تھا... جیک اور انا ایک ساتھ سامنے سے آرہے تھے... سر میں ایک دم شدید درد اٹھا تھا... شومیز کی رفتار ... سست ہوئی.... صوفی انا کو دیکھ کر رکی.... شومیز نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کیں

کیا لیکن شومیز؟ دیکھو ریلیشن تک ٹھیک تھا.... شادی بھی تم سے کر سکتی ہوں پر مذہب... مجھے معافی "
"دو... تم سے بہتر تو جیک ہے.. میرے مذہب کا ہے... پیسہ بھی تم سے زیادہ ہے۔
ایک دم سے وہ منظر آنکھوں کے سامنے سے گزرا... اس نے لمبا سانس اپنے اندر کھینچتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور خود پر ضبط قائم رکھنے کے لیے باہر پڑتی روئی جیسی صاف برف کو دیکھنے لگا... جبکہ صوفی انا سے .... بات کرنے لگی... جیک نے ایک طنزیہ مسکراہٹ اس پر اچھالی تھی
"!شومیز گیلانی"
جیک نے اسے مخاطب کیا.... وہ جو ان کو نظر انداز کر رہا تھا اب نہیں کر سکتا تھا.... شومیز نے خود پر ضبط رکھتے ہوئے جیک کو مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا.... یہ مسکراہٹ اس کو اندر سے جلا گئی تھی... انا کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا... وہ تو انا کو کیسی کے ساتھ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا اور آج جیسے اسے فرق ہی نہیں پڑتا ... تھا
"جی "
... انتہائی عاجزی کے ساتھ شومیز نے اسے کہا
"کیا ہوا؟ چہرے پر مسکراہٹ... طبعیت تو ٹھیک ہے؟ "

....جیک کے چہرے کے تاثرات اسے بتا رہے تھے کہ وہ اسے غصہ دلانا چاہتا ہے

"...اللہ کا شکر ہے"

شومیز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا....جیک نے انا کا ہاتھ پکڑ لیا تھا....انا نے اسے غصے سے دیکھا تھا....

لیکن شومیز کے چہرے کا اطمینان ان دونوں کو بے چین کر گیا تھا....صوفی یہ سب دیکھ کر خاموش کھڑی

...تھی

"چلو انا...ہمیں چلنا چاہیے دیر ہو رہی ہے۔"

جیک نے شومیز کو دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے انا کے ہاتھ کو مظبوطی سے تھامتے ہوئے کہا....جب وہ

دونوں جا چکے تو صوفی نے شومیز کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی...تکلیف تھی لیکن کس کمال مہارت سے اس

...نے چھپا لیا تھا اور اسے دیکھ کر مسکرایا

"چلیں؟"

"انا اور تمہارے بیچ کچھ خرابی چل رہی ہے؟"

...صوفی نے شومیز سے پوچھا

"نہیں...اب تو سب ٹھیک ہوا ہے۔"

وہ پھر سے مسکرایا تھا....وہ دونوں پھر سے ساتھ ساتھ چل رہے تھے لیکن صوفی اس کے چہرے کو اب بھی

....دیکھ رہی تھی...لیکن اب وہ پرسکون تھا

"...تم اتنے پرسکون کیسے ہو؟ جبکہ تمہیں تو انا کسی کے ساتھ برداشت نہیں ہوتی تھی"

....صوفی جب رہ نا سکی تو پوچھ لیا

....شومیز اور وہ اب یونی کے گیٹ تک آ چکے تھے

"تم جانتی ہو جب کوئی اندھیرے میں چھوڑ جائے نا تو سمجھ جاؤ وہ دور ہی اچھا ہے۔"

شومیز نے اسے پھر سے ویسے ہی جواب دیا تھا....وہ سمجھ چکی تھی... کہ انا اب شومیز کے ساتھ نہیں ہے... صوفی نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلایا

جمعہ کا دن تھا جب شومیز صبح صبح اپنا ناشتہ بنانے میں مصروف تھا... اس نے آج یونی نہیں جانا تھا... انڈہ فرائی کر رہا تھا جب ڈور بیل ہوئی... وہ اس وقت نائیٹ سوٹ میں تھا...

"اس وقت کون ہو سکتا ہے؟"

....شومیز نے سوچتے ہوئے چولہا بند کر دیا تھا... اور دروازہ کھولنے آیا

"تم؟ تم یہاں؟"

...شومیز اس کی حالت دیکھ کر ایک دم حیران رہ گیا تھا.... سامنے انا کھڑی تھی.... روئی ہوئی آنکھیں

"انا..."

....شومیز ایک دم حیران ہو گیا تھا... اس نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اندر بلایا

"کیا ہوا ہے انا؟"

اس کو تو سمجھ نہیں آ رہی تھی... وہ روئے چلی جا رہی تھی... شومیز نے اسے پانی لا کر دیا.... انا نے ایک سانس میں وہ پانی پی لیا...

"یہ سب تمہارے ساتھ کس نے کیا؟"

....وہ اس کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا

"...شومیز"

...انا نے روتے ہوئے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھاما

"...شومیز"

"...بولو انا"

شومیز میں اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہوں.... نہیں رہ سکتی میں تمہارے بغیر.... ہم آج ہی نکاح "

"کرتے ہیں۔

شومیز کو تو اس کی بات پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا... وہ اس کے پاس آئی تھی... اسے اسلام قبول کرنے کا کہہ

...رہی تھی اور ساتھ نکاح

"....تم رونا بند کرو"

....اس نے انا کے آنسو صاف کیے

"میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں.... شومیز۔"

وہ پھر سے وہی بات دہرا رہی تھی... شومیز کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا.... لیکن ایک دم سے ایسا کیا

...ہو گیا تھا

"...انا پہلے تم رونا بند کرو"

....انا اب بھی سسکیاں لے رہی تھی

"....یار رونا تو بند کرو"

... انا کو شومیز اب بھی تسلی ہی دے رہا تھا

" ... نہیں رہ سکتی میں تمہارے بغیر... تمہارا مجھے یوں نظر انداز کرنا... میں برداشت نہیں کر سکتی "

... انا نے روتے ہوئے کہا تھا شومیز بھی اب اس کے پاس صوفے پر بیٹھا تھا

" .... میں نے تمہیں نظر انداز نہیں کیا "

... شومیز نے مسکراتے ہوئے کہا

"تو پھر کل جیک کو میرا ہاتھ پکڑنے سے رکا کیوں نہیں تھا؟ "

" ... کیونکہ اس نے تمہاری مرضی سے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا "

... شومیز نے شانے اچکاتے ہوئے کہا

"میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں۔ "

... انا نے بات دہرائی

" ... یہ تو اچھی بات ہے "

... شومیز مسکرایا

"ہم آج ہی نکاح بھی کریں گے۔ "

... شومیز نے نفعی میں سر ہلایا

" ... نہیں... انا.... میں تم سے اب نکاح نہیں کر سکتا "

.... شومیز نے تحمل اور اطمینان سے کہا تھا

"پر کیوں؟ تم مجھ سے محبت کرتے ہو پھر کیوں نہیں؟ "

"....انا میں نہیں کر سکتا تم سے نکاح "

....شومیز نے دوٹوک کہا تھا

...انا اٹھ کھڑی ہوئی تھی... شومیز بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا

تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ کیا تم مجھ سے نکاح نہیں کرو گے؟ کیا تم مجھ سے شادی نہیں کرو گے؟"

...انا ایک چیخ اٹھی

"...میں ابھی تم سے شادی نہیں کروں گا.... کیونکہ ابھی مجھے اپنا مستقبل بنانا... اپنا بزنس سیٹ کرنا "

"پہلے تو تم تیار تھے۔"

"...پہلے میری آنکھیں بند تھیں انا... تم ہی نے کھولیں ہیں "

....سچ کہہ رہا تھا وہ... انا غصہ ہو چکی تھی... اگلے ہی لمحے وہ اس کے فلیٹ سے نکلی تھی

شومیز اسے روکنا چاہتا تھا لیکن وہ نہیں روک سکا.... اور وہ اگر اسلام قبول کرنا چاہتی تھی تو وہ اپنے لیے کرتی... نا کہ شومیز کے لیے... اس وجہ سے بھی اس نے انا کو نہیں روکا... شومیز کا اب بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا کہ ناشتہ کرے ....

اس اتوار اسے امام مسجد نے نہیں ملنا تھا... وہ جانتا تھا وہ کسی کام سے گئے ہوئے تھے.... اور اس آیت کو تو وہ سمجھ گیا تھا کہ جاہلوں کی بد تمیزی کا جواب تمیز سے دینا... اور جاہل تو ان پڑھ ہی ہوتے ہیں... وہ اپنے کاروباری کام کے دوران اپنے مزدوروں سے بہت اچھے سے پیش آیا تھا اسے اگلی صفت کو انتظار تھا وہ چاہتا تو

.....خود بھی پڑھ سکتا تھا لیکن وہ ان کو بتانا چاہتا تھا کہ اس نے سمجھ لیا اس آیت کو اور اپنا بھی لیا ہے

سوموار کے دن جب شومیز یونیورسٹی گیا تو سب اس کو دیکھ کر باتیں کر رہے تھے... وہ یونی والوں کے رویے سے بہت حیران ہوا تھا... آخر ایسا کیا ہوا تھا کہ سب لوگ اسے دیکھ کر سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے اسے اپنا کوئی دوست وہاں نظر نہیں آیا تھا.... شومیز سر جھٹکتے ہوئے اپنی کلاس کے لیے کلاس میں داخل ہوا .... تو سب نے اسے حقارت سے دیکھا.... شومیز ان کی نظروں کا مطلب سمجھ نہیں سکا تھا

شومیز اسامہ کے ساتھ آکر بیٹھا اور اس کو سلام کیا جس کا جواب دیے بغیر اس نے رخ موڑ لیا... اتنے میں لیکچر شروع ہو چکا تھا... تو شومیز نے اپنی پوری توجہ وہاں مرکوز کر دی... کلاس ختم ہونے کے بعد کسی نے اس کا انتظار نہیں کیا تھا اور سب باہر نکل گئے تھے... شومیز بہت حیران ہوا تھا.... آخر ایسا کیا ہوا تھا؟ اور انا ... بھی اسے نظر نہیں آئی تھی

.... شومیز کلاس سے نکلا تو جیک اور اس کی گینگ کھڑی تھی

"....اوہ... یہ ہے وہ گھٹیا شخص "

... شومیز کو دیکھتے ہوئے اس نے حقارت سے کہا... سب نظروں نے اسے اسی انداز میں دیکھا تھا

"کیا کیا ہے میں نے ؟ "

..... شومیز نے مسکراتے ہوئے ہاتھ سینے پر باندھے

"تم ہو وہ گھٹیا شخص... جس نے ریپ کیا ہے۔ "

شومیز کو لگا جیسے اس کے سر پر کسی نے ہتھوڑا مارا ہے..... یہ الزام... اسے ایک لمحے کے لیے سمجھ ہی نہیں

... آیا تھا کہ کیا جواب دے... مسکراہٹ لمحے میں غائب ہوئی تھی

"یہ کیا کہہ رہے ہو جیک؟ "

...اس کی آواز زرا اونچی ہوئی

وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُونَ قَالُوا سَلَامًا "

"اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں"

آیت فوراسے اسے یاد آئی تھی.... نہیں وہ غصہ نہیں کر سکتا تھا...اسے تحمل سے بات کرنی تھی یہاں اتنے

... غیر مسلموں میں ایک وہی تو مسلمان تھا جسے مسلمانوں کی نمائندگی کرنی تھی اور مسلمان غصہ نہیں ہوتے

"دیکھو جیک...ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ "

"کیا تم نے اناکا ریپ نہیں کیا؟ "

...جیک غصے سے بھڑکتے ہوئے بولا تھا

"اناکا؟ "

.... شومیز کو تو یقین ہی نہیں آیا تھا وہ کیا کہہ رہا ہے

"ہاں اناکا.... تم سے وہ میرے ساتھ برداشت نہیں ہوئی تھی...یہی وجہ تھی نا تم نے اس کا ریپ کیا۔ "

"کیا؟ "

شومیز نے بے یقینی سے اسے دیکھا وہاں طلبا کا ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا... اتنی ٹھنڈ میں اسے اپنے ہاتھ پاؤں برف

.... بنتے محسوس ہوئے

" ... تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے "

شومیز نے اپنا لہجہ جتنا وہ دھیما رکھ سکتا تھا اتنا رکھنے کی کوشش کی... لیکن اتنے ٹھنڈ میں اسے ٹھنڈے پسینے .... آنا شروع ہو گیا تھا... یقیناً سب کو کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہوئی تھی

"شومیز تم سے یہ امید نہیں تھی۔"

... آریان نے افسوس سے کہا

"یار تم سب لوگ مجھے جانتے ہو... میں ایسا کر سکتا ہوں اور انا کدھر ہے؟ مجھے نہیں پتا۔"

شومیز اپنی صفائی دینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کسی نے اس کی بات کا یقین نہیں کیا۔

".. جانتے ہو وہ کہاں ہے؟ وہ ہسپتال ہے... اور تمہاری وجہ سے ہے"

.... اسامہ اب آگے آیا تھا

"لیکن یار... انا.... جمعہ کے بعد تو میری اس سے بات ہوئی ہی نہیں۔"

"کیونکہ اس دن ہی تو تم نے اس کا ریپ کیا تھا۔"

جیک غصے سے پاگل ہو رہا تھا... اتنا گھٹیا الزام اس پر لگایا جا رہا تھا غصے سے اس کا سر پھٹ رہا تھا لیکن وہ ان کی ... حد تک جا کر نہیں بول رہا تھا

"کہاں ہے انا... اگر وہ بھی یہی بات کرتی تو میں خود اس سے نکاح کروں گا۔"

شومیز نے خود کے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا... اسے یقین تھا کہ انا سچ بتائے گی... جب ایسی کوئی بات تھی ہی نہیں.... تو وہ کیوں جھوٹ بولے گی.... لیکن اصل اس کا سر تو تب گھوما جب انا نے جھوٹ بولا.... وہاں اسامہ صوفی... جیک اور چند اور لوگ تھے جب انا نے شومیز کے سامنے یہ کہا کہ اس نے ہی اس کا ریپ ... کیا

.... شومیز اس کے بعد کچھ نہیں بول سکا.... وہ اس کفیت میں ہی نہیں تھا کہ کچھ بول پاتا

"اب تم کیا کہنا چاہتے ہو شومیز گیلانی؟"

"...اب تو تمہیں نکاح کرنا ہی ہو گا"

بہت سی آوازیں تھیں جو اس نے سنی تھیں.... اسی دن شومیز گیلانی کو انا سے نکاح کرنا پڑا تھا.... لیکن یقین... اعتبار... مان سب ٹوٹ چکا تھا.... اس کے ساتھ یہ کیا ہوا تھا کیسے ہوا تھا... وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا.... بس ایک بات جو اس نے سمجھی تھی وہ یہ تھی جاہل وہ نہیں جو ان پڑھ ہو.... پڑھے لکھے جاہل بھی تھے یہاں.... شومیز اپنے فلیٹ میں نہیں گیا تھا... وہ انا کا مکار چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا... انا کو اس سے محبت تھی .... لیکن ایسی کیسی محبت جس میں اس کی عزت کو تار تار کر دیا گیا تھا

شومیز سارا دن ایڈنبرا کی گلیوں میں یہی سوچتے ہوئے پھرتا رہا تھا کہ جاہل صرف ان پڑھ نہیں ہوتے.... اس کے پاس بہت سے ذرائع تھے جس سے وہ ثابت کر سکتا تھا کہ یہ جھوٹ ہے... وہ انا کو سزا بھی دے سکتا تھا.... وہ ایک فون کرتا باپ کو تو اس کے پاس اتنے پیسے ہوتے اگر انا اس پر کیس بھی کرتی تو وہ لڑکی کبھی نا جیت سکتی... لیکن اصل حکم کی صفت تو یہی تھی نا کہ طاقت ہونے کے باوجود جاہلوں کے طریقے سے انہیں جواب نا دیا جائے... وہ ان کے طریقے سے جواب دیتا تو ایک لڑکی کی عزت تار تار ہو جاتی وہ ثابت کر سکتا تھا کہ یہ سب جھوٹ ہے... ڈی این اے ہو سکتا تھا انا سچی ہوتی تو اس پر کیا کرتی لیکن.... شومیز گیلانی کا اعتبار .....بہت بری طرح ٹوٹ چکا تھا

"شومیز تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے؟ میں نے تمہاری خاطر اسلام قبول کیا۔"

شومیز کی اتنے دن سے بے رخی اس سے برداشت نا ہوئی تو وہ بول پڑی... وہ روز یونی جاتا اپنا کام کرتا مسجد جاتا یا سو جاتا... شومیز اس کے جواب میں کچھ نا بولا... اتوار کا دن تھا اس نے مسجد جانا تھا... وہ روز خدا کے سامنے روتا تھا... اسے خدا سے شکوہ نہیں تھا... لیکن لوگوں کے اتنے بھیانک چہرے اس نے دیکھے تھے کہ بس خدا ہی نظر آتا تھا جس پر وہ اعتبار کر سکتا تھا.... شومیز خاموشی سے اپنی جیکٹ اٹھا کر نکل رہا تھا....

”شومیز اگر میں تم پر الزام نا لگاتی تو... تو تم مجھ سے کبھی شادی نا کرتے۔ “

شومیز کے دروازے کی طرف بڑھتے قدم رکے.... اس نے مڑ کر انا کو دیکھا تھا.... اتنے دنوں سے اس نے انا کو ایک نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا ایک ہفتے سے وہ اس کے ساتھ رہ رہی تھی...

”اگر تم الزام نا لگاتی تو میں تم ہی سے شادی کرتا۔ “

اس نے بہت تحمل سے کہا....

انا میرا مذہب اجازت نہیں دیتا کہ میں ایک عورت کی عزت نا کروں... میرا مذہب عورت کی عزت کرنا سیکھاتا ہے... اسلام بہت پیارا مذہب ہے... “ “

شومیز نے مسکراتے ہوئے کہا... کالی لیدر کی جیکٹ اس کے ہاتھ میں تھی... اس نے ہاتھ سینے پر باندھے ہوئے تھے...

“ شومیز تم نے انکار کر دیا تھا... “

“ میں دوبارہ بھی انکار کر سکتا تھا... تم بھی جانتی ہو میں نے تمہارا... “

شومیز کہتے کہتے رکا... ایک تکلیف تھی جو اس نے محسوس کی تھی..

“ انا جو چیز میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا... “

....وہ بہت مشکل سے ضبط کرتے واپس مڑا

...اناخاموشی سے کھڑی رہی

پورے دو ہفتوں کے بعد شومیز امام مسجد سے ملا تھا... ان کا پر وقار چہرہ دیکھ کر وہ انتہائی خوش ہوا تھا... ان کی نورانی شکل بہت پر سکون تھی....جماعت کے بعد وہ اس کے پاس آ کر بیٹھے..... شومیز ناتو بے چین تھا نا ہی الجھن میں تھا اس کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہت پر سکون ہے۔

"کیا سبق سیکھا اس آیت سے ؟ "

...یقناوہ نہیں بھولے تھے کہ شومیز کون تھا

" ....بہت کچھ سیکھا اس آیت سے "

...وہ مسکرایا

"کیا کچھ سیکھا؟ "

سب سے پہلے تو یہ سیکھا کہ اس آیت میں جاہل ان کو نہیں کہا گیا جو ان پڑھ ہوتے ہیں.... بلکہ ان کو کہا گیا " جو حقیقت میں جاہل ہوتے ہیں... جن کو کسی سے بات کرنے کی نہیں تمیز... بغیر تحقیق کیے کسی پر بھڑکنے لگتے ہیں "

... شومیز کے سامنے ان سب کے چہرے آئے تھے جو اس پر الزام لگا رہے تھے

" ....اور بھی بہت کچھ ہے آیت میں "

...امام صاحب نے شومیز کو دیکھتے ہوئے کہا...نورانی مسکراہٹ ان کے چہرے پر تھی

" ....جی میں نے حلم کے بارے میں سیکھا ہے "

"کیا ہے حلم؟ "

...وہ جانتے تو تھے لیکن وہ شومیز سے سننا چاہتے تھے

"...بردبار ہونا یعنی ناگواری اور غصہ کے اظہار پر قدرت کے باوجود نرمی سے کام لینا متحمل مزاج ہونا "

تم جانتے ہو اس آیت میں لفظ" جب "استعمال ہوا ہے...اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو "

"کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں

جب کا مطلب ہے یہ ضرور ہو گا...اللہ نے "اگر "استعمال نہیں کیا....اگر اللہ" اگر" استعمال کرتے تو ممکن تھا کہ زندگی میں کبھی آپکو ایسے لوگوں کا سامنا نا کرنا پڑتا... لیکن اللہ نے لفظ جب استعمال کیا....یقیناً تم اتنی گہرائی میں گئے ہو تو تم نے ضرور ایسا کچھ برداشت کیا ہے.... حلم کا حکم ہے... لیکن اس کا ہرگز

" ... مطلب یہ نہیں کہ لوگ آپ کو برا کہتے رہیں اور آپ ان سے کچھ نا کہیں

...انہوں نے جب شومیز کو یہ بتایا تو اس نے ایک دفعہ جھکا سر اٹھا کر امام صاحب کو دیکھا

"کوئی حد ہے حلم کے حکم کی؟ "

ہے کیوں نہیں ہے اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ اسلام سے فرمایا تھا کہ فرعون سے اچھے سے پیش آنا، وہ " فرعون جس نے موسیٰ علیہ اسلام کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی، وہ ہر سال ہزاروں بچوں کا قتل کرتا تھا، خود کو خدا کہتا تھا، کتنی وجوہات تھی اس سے نفرت کرنے کی اور اللہ نے فرمایا کہ جب تم اس کے پاس جاو تو "اس سے نرمی سے بات کرنا!! اگر انہیں فرعون سے نرمی کا برتاو رکھنے کا کہا جا سکتا ہے

"لیکن کیوں نرمی برتنے کا حکم دیا گیا ہے؟ "

... شومیز نے سوال کیا... اس نے بھی تو نرمی برتی تھی... لیکن اس پر کس قدر گھٹیا الزام لگا تھا

"نرمی کا حکم اس لیے دیا گیا کہ ہو سکتا وہ تمہاری نرمی دیکھ کر تمہارے دین پر ایمان لے آئے۔ "

ہاں ایسا تو ہو سکتا ہے.... اگر وہ اب بھی انا کے ساتھ نرمی برتے گا تو ہو سکتا ہے وہ دل سے ایمان لے

.... آئے

"تمہارا نکاح ہو گیا ہے؟ "

.... امام مسجد کو یقنا نکاح خواں نے بتایا تھا

" ... آپ سے کیا چھپانا؟ "

.... شومیز نے ان کو جوں کا توں سب بتا دیا

تم نے سب ٹھیک کیا... لیکن تمہیں اپنی سچائی ثابت کرنی چاہیے تھی.... لیکن تم نے جس نیت سے نکاح "

کیا وہ اللہ دیکھ رہا ہے... تم نے سچائی نہیں ثابت کی کہ تمہیں ان کی حد تک گرنا پڑ نا تھا... اب دیکھنا اللہ

" .... تمہیں اجر دے گا

... انہوں نے شومیز کو حوصلہ دیا تھا

" ... بس ایک خدا کی ذات پر ہی تو یقین ہے "

وہ دھیما سا مسکرایا.... اور سچ تھا... سب چہرے اس نے دیکھ لیے تھے انا کو وہ اپنا سمجھتا تھا لیکن اس نے بھی

اپنی حقیقت دیکھا دی تھی یا اللہ نے اسے بتا دیا تھا کہ اس کے سوا کوئی نہیں اعتبار کے

.... قابل

شومیز گھر پہنچا تو انا گھر نہیں تھی... اس نے اس کے ساتھ اتنا سب کچھ کیا تھا لیکن پھر بھی اس شخص کا ضمیر اسے اجازت نہیں دے رہا تھا کہ وہ یوں لاپرواہ ہو کر بیٹھ جاتا اتنی صبح تو وہ یونیورسٹی بھی نہیں جا سکتی تھی... اور نکاح کے بعد تو اس کی والدہ بھی اس سے ناراض تھیں... وہ یقیناً اس سے ناراض تھیں.... شومیز ان کی طرف جا کر دیکھنا چاہتا تھا... لیکن وہ صوفے ہر ہارے ہوئے انداز میں بیٹھا... گزری زندگی کے بارے میں سوچنے لگا.... کیسے اس کی زندگی لمحوں میں بدلی تھی... اسلام کے راستے پر چلنے کے بعد اس نے جانا تھا کہ یہ کوئی آسان راستہ نہیں ہے... وہ لمحوں میں فیصلہ کر کے اس راستے پر آیا تھا... لیکن اب شاید اسے منزل پانے کے لیے یہ زندگی کم لگنے لگی تھی...

اس نے خود کو تلاش کرنا تھا.... اور خود تلاش ایسے ہی نہیں کیا جاتا... ابھی تو بہت طویل راستہ تھا جو اسے طے کرنا تھا... اور وہ ابھی ہی تھک کر بیٹھ گیا تھا... اسے اس لڑکی کی کوئی فکر نہیں تھی البتہ وہ اس کی ذمہ داری تو تھی... جو بھی تھا اس کے ذاتی دکھ اس کے ساتھ تھے...

شومیز گہرا سانس بھرتے ہوئے اٹھا.... اس کی زندگی میں شاید محبت ایسی ہی تھی... تو ایسے ہی صحیح... اس نے اپنی جیکٹ کو ٹھیک کرتے ہوئے دل میں سوچا...

شومیز انا کی والدہ کے گھر آیا تھا.... وہ صحیح تھا وہ اپنی والدہ کی گھر ہی آئی تھی.... شومیز لاونج میں کھڑا تھا... وہ دونوں اندر موجود تھیں...

”ماما میں نے اپنی مرضی سے اس سے شادی کی ہے... اور میں حق رکھتی ہوں اپنے فیصلے کرنے کا۔“ انا اپنی والدہ کو کہہ رہی تھی...

"ٹھیک ہے پھر اسی شخص کو رکھنا... اور تم نے اسلام قبول کر لیا؟ "

اس نے انا کی والدہ کی آواز میں بے یقینی محسوس کی تھی... انا تیزی سے باہر نکلی تھی... اور لاونج میں شومیز کو دیکھ کر ٹھٹکی تھی...

"تم یہاں؟ "

اس نے شومیز کو دیکھتے ہوئے کہا شومیز نے ہاتھ جیکٹ کی جیبوں میں ڈالے ہوئے تھے اس نے شانے اچکائے...

"چلو گی میرے ساتھ؟ "

شومیز اس کے لیے کوئی جذبات محسوس نہیں کرتا تھا.... لیکن اگر وہ اس کی محبت کی خاطر مسلمان ہوئی تھی تو وہ اس کے جذبات کی قدر ضرور کرتا تھا... انا کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی... اس کی بلی جیسی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی اس نے اثبات میں سر ہلایا... شومیز بھی جواباً مسکرایا... وہ شومیز کے ساتھ چل دی تھی.... باہر موسم صاف تھا برف باری کا سلسلہ بھی تھم چکا تھا... شومیز اور انا کی والدہ کا گھر دور نہیں تھا اور ابھی تک اسے گاڑی کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوئی تھی وہ پیدل زیادہ چلتا تھا... لیکن اب اگر انا اس کی ذمہ داری تھی تو وہ اس کی ضروریات پوری کرنا چاہتا تھا... لیکن خود پر الزام لگنے کا دکھ اس کے اندر گھل مل سا گیا تھا... وہ مسکراتا تھا لیکن اندر سے ختم ہو رہا تھا....

بہت مشکل تھا چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ سجانا بہت مشکل تھا اس کے لیے... لیکن وہ خدا کی رضا کی خاطر سب کرنا چاہتا تھا... وہ عام انسان تھا.... اور انسان تو کمزور ہی ہوتا ہے... وہ صرف مضبوط بننے کی کوشش ہی کر سکتا تھا... دن گزر رہے تھے... اس نے اپنے بزنس کی بنیاد ڈال دی تھی.... وہ ان دنوں اتنا مصروف رہا

تھا کہ نماز کے علاوہ وہ مسجد میں زیادہ دیر رک ہی نہیں پاتا تھا... وہ خدا کے قریب ہوتا جا رہا تھا لیکن بے سکونی اس کی زندگی کا حصہ بن گئی تھی...

بہار کے دن شروع ہو چکے تھے آسمان پر اب بارش کے کالے بادل چھانے لگے تھے... اب آئے دن بارشوں کا سلسلہ شروع ہو چکا اور تیز ہوائیں تو شروع سے ہی ایڈنبرا کی شان رہی تھیں...

شومیز بہت دنوں کے بعد اتوار کو باقائدہ بالکل فارغ تھا وہ آج درست سے امام مسجد کے پاس بیٹھنا چاہتا تھا... اس نے اگلی صفت کا سبق بھی تو نہیں لیا تھا ہو سکتا اس کی بے سکونی اس آیت سے دور ہو جائے... ہو سکتا اس کے دل کا اطمینان حاصل کر لے...

صبح فجر کے وقت نماز ادا کرنے کے بعد شومیز باہر مسجد کی سیڑھیوں کے پاس پڑے بینچ پر بیٹھ گیا اور امام مسجد کا انتظار کرنے لگا.... اب بہار کے دن تھے تو سردی ویسے نہیں ہوتی تھی اس لیے وہ باہر بیٹھ کر ہی انتظار کرنے لگا.... کچھ دیر گزری تھی وہ باہر تشریف لائے...

"ارے آج خدا کے دروازے پر؟"

انہوں نے شومیز کو بینچ پر بیٹھے دیکھا تو مسکرائے....

"جی ہاں... اس کے تو دروازے پر ہی آجائیں تو وہ نواز دیتا ہے..."

شومیز نے بھی انہی کے انداز میں جواب دیا تو اس کے پاس بینچ پر ہی بیٹھ گئے...

"بہت دنوں بعد فرصت ملی؟"

"جی بس مصروفیت ہی کچھ بہت تھیں...."

"بالکل دنیاوی کام بھی ساتھ ساتھ ہی چلتے ہیں۔"

انہوں نے مسکراتے ہوئے شومیز کو دیکھا جہاں بے سکونی چھائی تھی.. پیشانی پر بل تھے۔

"خیریت؟ بے سکون نظر آتے ہو۔"

شومیز مسکرایا... وہ کتنی جلدی اس کا چہرہ پڑھ لیتے تھے۔

"بہت بے سکون ہوں... جھوٹے الزام کا دکھ اب تک چبھتا ہے.. وہ میری بیوی ہے لیکن میں اس کو بیوی کا درجہ نہیں دے پایا... میں دل سے ملال نہیں نکال سکتا... سوچتا ہوں کہ تب تک سکون حاصل نہیں ہو گا جب تک سچ سب کے سامنے نا آجائے میں بے گناہ ثابت نا ہو جاوں۔"

بے بسی تھی جو اس کی آواز میں نمایاں تھی۔

"کیوں چاہتے ہو سچ سامنے آجائے؟"

"تاکہ میرے دل کو سکون حاصل ہو۔"

"وہ تو رحمن کے بندوں کو ویسے بھی رہتا ہے... تم جانتے ہو حقیقت کیا ہے؟ رحمن جانتا ہے حقیقت کیا ہے؟ تم اپنے عمل کے جوابدہ ہو دوسروں کے عمل کے جواب دہ نہیں... انہوں نے جو تمہارے ساتھ کیا وہ ان کا ظرف تھا تم ان کے ساتھ جو کرو گے یہ تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا... سچ ثابت کرنا ہی تھا تو وقت پر کرتے... لیکن تب تمہیں جو مناسب لگا تم نے کیا... اب فیصلہ اللہ پر چھوڑ دو یقیناً وہ بہترین فیصلے کرنے والا ہے۔"

انہوں نے شومیز کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا... شومیز کی آنکھوں میں بے بسی کی جگہ اب شرمندگی نے لی تھی... وہ رحمن کے راستے پر چل کر بے سکون کیسے ہو سکتا تھا؟ کیا اس کو خدا پر یقین نہیں تھا؟

"آپ مجھے اگلی آیت کے بارے میں بتائیں نا۔"

...اس نے بالکل بچوں کی طرح سوال کیا تھا

ہاں بالکل اور مجھے امید ہے وہی تمہاری اس مشکل کا حل بھی ثابت ہو گا... میرے بچے اگلے آیت سنانے " سے پہلے میں تمہیں عبادت میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین کروں گا.... کیونکہ اس آیت کو پڑھنے کے بعد رحمن کے بندے عبادت کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں... جبکہ دنیا کا ہر کام عبادت کے ساتھ ان کا "فرض ہوتا ہے اور فرض ادا کرنا بھی تو عبادت ہے۔

.. شومیز بہت بغور ان کی بات سن رہا تھا... اسے بس سکون چاہیے تھا

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا "

" اور وہ لوگ جو راتیں گزارتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدے میں پڑ کر اور کھڑے رہ کر

اس سے کیا مراد ہوئی؟ نماز تو ادا کی جاتی ہے.... اور پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں پھر خاص رات کے " "وقت سجدے پر کیوں زور دیا گیا؟

... شومیز نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا

اس سے مراد ہے "قیام الیل، تہجد" یہ رات کے اندھیرے میں اللہ کے آگے کی جانے والی نفلی عبادت "

...ہے

جانتے ہو زیادہ تر لوگ اس صفت کو اپناتے ہیں.... اور جب بھی کوئی بات ہو نا کہ کوئی شخص اللہ کے بہت قریب ہے تو ہمارے ذہن میں سب سے پہلے یہی بات آتی کہ یہ تہجد گزار ہو گا... لیکن زرا سا غور کرو... اللہ نے جب صفات بیان کرنا شروع کی تو سب سے پہلے ان کو اپنا بندہ کہا جو غصے پر قابو پاتے ہیں... اور پھر ان کی "جو راتوں کو اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس میں بہت بڑا راز پوشیدہ ہے۔

"کیساراز؟"

شومیز حیران ہوا تھا بھلا اس میں کیساراز تھا.... اس راز کو تم خود تلاش کرو گے... شومیز جان گیا تھا وہ چاہتے تھے شومیز خود قرآن کو سمجھے خود عمل کرے اور پھر اس کی اہمیت کو پہچان جائے۔

" .... انشاللہ میں جان جاؤں گا "

"مجھے تم پر پورا یقین ہے۔ "

سورج نے ابھی آنکھ دیکھا دی تھی... امام مسجد نے اس کے کندھے پر تھپکی ماری اور اٹھ کر سیڑھیاں اترنے لگے.... شومیز ان کو آہستگی سے نیچے اترتے ہوئے دیکھتا رہا

انا اور شومیز میں کوئی رشتہ قائم نہیں ہوا تھا... شاید اب کبھی ہو بھی نہیں سکتا تھا شومیز کو یہی لگتا تھا کہ وہ اب کسی کے ساتھ رشتہ قائم نہیں کر سکتا... اعتبار... یہ لفظ اسے جھوٹا لگنے لگا تھا... اعتبار صرف خدا کی ذات کا تھا... باقی لوگ تو آپ کو لمحے دھوکا دے سکتے تھے اور یہ چیز شومیز گیلانی سے بڑھ کر کون جانتا تھا؟ لیکن آج کے امام مسجد کی باتوں نے اسے امید دلائی تھی... وہ جان رہا تھا وہ اسلام کی حقیقت کو پہچان رہا تھا وہ خود کو پہچان رہا تھا... وقت لگتا خود کو تلاش کرنے میں... یا شاید زندگی لگ جاتی ہے وہ بس یہی سوچتا تھا... تہجد کا طریقہ وہ نیٹ سے دیکھ چکا تھا... کیسی عبادت ہو گی یہ؟ وہ دل ہی دل میں سوچتا سوچ چکا تھا اس نے الرام ...لگا لیا تھا

.... یہ سب اسے نیٹ سے پتا چل گیا تھا کہ تہجد پڑھنے کے لیے سونا لازمی ہے چاہے کچھ دیر ہی صحیح ایک بجے اس کی آنکھ خود بخود ہی کھل چکی تھی جبکہ وہ دو بجے کا الرام لگا کر سویا تھا.... جب خدا کا بلوا آتا تو وہ

نیت پہچان جاتا ہے.. نہیں تو کئی لوگ الزام لگا کر بھی سوئے رہتے اور فجر سے بھی محروم رہتے ہیں۔
اس نے وضو کیا...رات کے اس پہر جب ساری دنیا سو رہی تھی تو وہ رب کے حضور سجدے میں تھا.... کیا تھی دل کی کیفیت.... اس کا دل پھٹ رہا تھا.... ساری اذیت تکلیف وہ خدا کے سامنے کھول کر بیان کرنا چاہتا تھا.... جسم کی رگوں میں دوڑتا خون جیسے اب اپنی روانی آہستہ کر چکا تھا.... دماغ سجدے کی حالت میں رونے پر مجبور کر رہا تھا اور دل... وہ تو جیسے سارے بوجھ نکال کر باہر کر پھینک رہا تھا.... وہ نہیں جانتا تھا اس وقت جب سب سو جاتے ہیں... تب وہ سنتا ہے... وہ اپنے خاص بندوں کی سنتا ہے.... اپنے اتنے دنوں کی بے بسی وہ خدا کے سامنے بیان کر رہا تھا.... بتا رہا تھا کیسے کیسے اسے دکھ دیا گیا تھا.....
"اے اللہ تیرے بندہ ہوں... اور بہت کمزور ہوں... مضبوط نہیں ہوں... بہت کمزور ہوں.... تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عباد الرحمن کی مکمل مثال ہیں... وہ مکمل طور پر مضبوط تھے... میں ان کی نسل سے ہوں لیکن میں بہت کمزور ہوں... مجھے تیری رحمت چاہیے ہے... مجھے اپنی پناہ میں لے لے... میرے دل کو اتنا تو مضبوط کر دے کہ مجھے لوگوں کی باتوں سے فرق نا پڑے... میں تیرا بہت کمزور بندہ ہوں... بہت ہی کمزور..."
وہ خدا کے سامنے رو کر خود کتنا پر سکون محسوس کر رہا تھا..... سب تکلیفیں اس کے سامنے بیان کر دی تھیں... وہ اس کا بندہ تھا وہ اس کا غلام تھا تو تکلیف بھی تو مالک کو سننی تھی... اس نے اپنا دکھ اپنے مالک سے بانٹ لیا تھا....
وہ پر سکون تھا... اس کو قرار آ گیا تھا... کتنے دنوں سے وہ بے قرار تھا... اندر ہی اندر گھٹ رہا تھا لیکن آج وہ ایڈنبرا کی تازی ہوا کو محسوس کرنا چاہتا تھا... فجر کے نماز کے لیے اس نے مسجد جانا تھا... کھڑکی کے پاس آ کر

....اس نے آسمان کو دیکھا

آپ اپنے رنگوں سے دنیا کو حیران کرتے ہیں نا.... آپکا ہر رنگ کتنا خوبصورت ہے.... اپنے کمزور بندے "
"کو تکلیف دیتے ہیں... اور پھر اپنی آیات کے ذریعے مرہم بھی لگا دیتے ہیں۔

وہ خدا کے رنگوں پر حیران ہو رہا تھا.... کتنے پیارے رنگ تھے... ایک لمحے میں بے سکونی ختم کرنے والے
....رنگ تھے

"!شومیز "

اس کی سماعتوں کو کسی آشنا سی آواز نے اپنی جانب متوجہ کیا... شومیز نے مڑ کر دیکھا دروازے پر انا کھڑی
تھی.... ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے.... دو مگ اس کے ہاتھ میں تھے... شومیز نے مسکراتے ہوئے اسے
....دیکھا

" .... آؤ "

آج وہ سکون میں تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا اس کی وجہ سے کوئی اور بے سکون ہو.... اس کے اعمال اس کے
....ساتھ تھے اور دوسروں کے اعمال ان کے ساتھ تھے وہ کسی کا جوابدہ نہیں تھا

...انا مسکراتے ہوئے آگے آئی اور کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی... شومیز نے اس سے کافی کا مگ تھام لیا

" ...شکریہ "

"تمہیں مجھے شکریہ کہنے کی ضرورت کب سے پڑنے لگی اور کیا ہم دوست بھی نہیں رہے؟ "

...اس نے آنکھوں میں تکلیف لیے شومیز کی آنکھوں میں جھانکا

شکریہ تو ہر انسان کو کہنا چاہیے... چھوٹی سی چھوٹی بات پر کہنا چاہیے.... اگر ہم خدا کے بندوں کا شکریہ ادا "

"نہیں کرنا سیکھیں گے تو پھر اس کا شکر یہ کیسے کرنا سیکھیں گے ؟

... شومیز نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اور ایک گھونٹ کافی کا بھرا

"یہ سب اسلام سیکھاتا ہے ؟ "

.... انا نے اسے دیکھا جو باہر آسمان کے طرف دیکھ رہا تھا

ہاں شکر ادا کرنا اسلام سیکھاتا ہے... صبر کرنا بھی وہی تو سیکھاتا ہے عورت کی عزت کرنا بھی یہی دین "

"سیکھاتا ہے... غصے پر قابو پانا بھی یہی دین سیکھاتا ہے۔

... انا نے اچنبے سے اسے دیکھا

"شومیز غصے پر قابو پانا حماقت ہوتی ہے۔ "

وہ جیسے اس کا مذاق اڑا رہی تھی۔

"کیوں ؟ "

... شومیز نے اسے بغور دیکھا

کیونکہ جب تک ہم اپنا غصہ کسی چیز پر نکال نہیں لیتے ہمیں چین نہیں آتا... بے شک وہ کوئی چیز توڑ کر "
اتاریں کسی پر چلا کر غصہ اتاریں یا کچھ بھی کریں... جب تک غصہ نکال نا لیں ہم اضطرابی کا شکار رہتے
"ہیں۔

.... شومیز کی چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ در آئی

" .... تم جانتی ہو تم نے آج میری مدد کی "

"کیسے ؟ "

انا حیران ہوئی تھی شومیز کے چہرے پر چمک تھی کچھ پا لینے کی چمک تھی... اس نے گھڑی پر وقت دیکھا تو فجر کا وقت ہو رہا تھا... شومیز نے جلدی جلدی کافی کا کپ پاس پڑی میز پر رکھا اور باہر جانے کے لیے اپنا موبائل اٹھالیا.....

"... سمجھ گیا ہوں میں "
امام صاحب پاس سے گزر رہے تھے جب اس نے انہیں آواز سے روکا... آج اتوار نہیں تھا آج سوموار تھا اور وہ اتنی جلدی سمجھ گیا تھا وہ حیران تو بالکل نہیں ہوئے تھے... وہیں کارپیٹ کے فرش پر دونوں بیٹھ گئے تھے۔
".... جانتا تھا جلد سمجھ جاؤ گے... وہ اپنے بندے کو زیادہ دیر پریشان نہیں کرتا "
غصے کو قابو کرنے والی آیت اس لیے پہلے آئی ہے... کہ جب رحمن کے بندے اپنے غصے کو قابو کرتے " کرتے بے چین اور بے سکون ہو جائیں گے تو ان کو اگلی آیت راہ دیکھائی گی... تہجد میں سکون ہے... وہ بے "... سکونی جو ایک صفت کو اپنانے سے ختم ہوئی وہ اگلی ہی صفت اپنانے سے لمحوں میں ختم ہو جاتی
... امام مسجد اس کی بات پر مسکرائے
سجدے میں بڑی طاقت ہے.... جب اس کے حضور جھکتے تو یاد رہتا کہ غرور نہیں کرنا.... یاد رہتا کے "
".... تعریف کے قابل وہ خدا ہی ہے.... یاد رہتا کہ تکلیفوں کو سمیٹنے والا وہی ہے
بالکل... جب سجدے میں جھکا جاتا اور یقین ہوتا کہ وہاں صرف ہم ہیں اور ہمارا خالق ہے اور کوئی نہیں "

ہے تو بس ساری پریشانیاں اور دکھ درد ایسے محسوس ہوتے ہیں جیسے جسم سے نکل کر زمین میں منتقل ہو رہے

"... ہوں

.... اس نے کھوئے ہوئے انداز میں اپنی حالت بیان کی تھی

جب اللہ کی خاطر کچھ بھی کیا جائے ناشومیز گیلانی! تو بے چینی نہیں ہونی چاہیے... کیونکہ وہ بہتر تدبیر "

کرنے والا ہے... لیکن اگر ہو ہی رہی ہے تو سجدے سے بہتر کوئی حل نہیں یاد رکھنا... ابھی شروعات ہے...

"ابھی تو تلاش شروع ہوئی ہے۔

"تنہائی میں کی گئی عبادت اللہ کو بے حد پسند ہے... اسی لیے تہجد کا مقام بلند ہے نا؟ "

..... شومیز نے ان سے سوال کیا

بے شک.... رات کے وقت آپ تنہا ہوتے ہو اس وقت دل سے عبادت کی جاتی ہے... میرے نزدیک "

"... تہجد کی عبادت میں دکھاوا نہیں وہاں صرف آپ ہوتے اور رحمن ہوتا

"... بجا فرمایا اور اس وقت اپنے رازق سے کچھ چھپانے کا دل نہیں کرتا"

اس سے تو انسان کچھ چھپا بھی نہیں سکتا وہ تو انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے... یہ تو بس انسان "

"... خود کو دھوکے میں رکھتا کہ اس نے اللہ سے کچھ چھپا کر کوئی کام کر لیا

... شومیز انہیں دیکھتا رہا وہ کتنی سچی باتیں کرتے تھے

فرق صرف یہ ہوتا کہ وہ چاہتا کہ میرا بندہ مجھے یاد کرے اپنے منہ سے مانگے... ابھی تم دیکھو گے رات کے "

وقت سجدے کی فضیلت یہ ہو گی کہ صبح کے وقت تم اپنے کام اور خوبصورتی اور خدا پر یقین کے ساتھ ادا کرو

گے... دل میں اطمینان ہو گا کہ وہ ساتھ ہے... اس کا خاص رحم ساتھ ہے... تمہیں لوگوں کی باتوں سے

فرق نہیں پڑے گا.... تمہاری دکھ درد رات میں ہی ان آنسوں میں بہہ جائیں گے جو رات کی تنہائی میں بہائے جائیں گے۔"

...انہوں نے شومیز کو دیکھا... اور پھر قرآن پاک پڑھتے لوگوں کو دیکھا

"چلو آؤ کچھ دیر تلاوت کرتے ہیں۔"

اس کے بعد امام مسجد اور شومیز گیلانی دونوں نے مل کر تلاوت قرآن پاک کی.... کچھ دیر بعد قرآن پاک کو بند کرتے ہوئے امام مسجد بولے....

وَالَّذِینَ یَقُولُونَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا. اِنَّهَا. سَاۗءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّ مُقَامًا...

اور وہ لوگ جو دعائیں مانگتے ہیں: اے ہمارے رب! ٹال دے ہم سے جہنم کا عذاب، بے شک اس کا عذاب ہے جان کالاگو. اس کا جرمانہ بہت بھاری ہے، بہت زیادہ ہے، میں اسے برداش نہیں کر سکتا. میں جہنم کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا. "یہ رہنے کے لیے ایک خوفناک جگہ ہے چاہے وہاں کچھ دیر ٹھہرا جائے یا زیادہ وقت کے لیے"

...وہ حیران ہوا تھا ایک دم سے انہوں نے یہ صفت کیوں بتائی تھی... جبکہ ہر ہفتے کی بات ہوئی تھی "مجھے یہ صفت بہت پسند ہے... اور انتہائی خوبصورت ہے!" ایک گروہ ہے لوگوں کا جس سے اللہ محبت کرتا ہے کیونکہ وہ جو بس ایک چیز اللہ سے مانگتے ہیں وہ یہ ہے کہ "یا اللہ! میں جہنم نہیں دیکھنا چاہتا"... تم اس کے رحم کی حد دیکھو.... وہ خود کہہ رہا ہے کہ مجھ سے جہنم نا مانگو...."

" ... لیکن جہنم تو کوئی بھی نہیں مانگتا امام صاحب "

.... شومیز گویا ہوا

چند روز قبل میرے پاس میرے ایک رشتہ دار آئے... اس نے مجھ سے ایک سوال پوچھا، وہ کہتا کہ میں " بہت سے حرام کاموں میں مبتلا ہوں مگر میں ہمیشہ کے لیے تو جہنم نہیں جاونگا نا، ہے نا؟ کیونکہ میں مسلمان "ہوں. تو اگر میں جہنم جاونگا بھی تو وہ "ہمیشہ" کے لیے نہیں ہو گا نا؟

شومیز سن کر حیران نہیں ہوا تھا اس عورت کو یہی تو کہنا چاہیے تھا... مسلمان یہی تو سوچتے کہ وہ نبی پاک صلی .... اللہ علیہ وسلم کی امتی ہونے کے ناطے بخش دیے جائیں گے لیکن اپنی سزا پا کر جنت میں داخل ہونگے

"اس نے غلط کیا کہا تھا؟ "

.... شومیز نے حیرانی سے پوچھا

یہ یقینی جہنم رہنے کے لیے خوفناک جگہ ہے، "مُستَقَرًا" کچھ دیر کے لیے". "وَمُقَامًا" طویل مدت کے " لیے".... اب اللہ کے اس بندے دعا کرتے ہیں کہ میں جہنم نہیں جانا چاہتا، نہ تھوڑے وقت کے لیے اور نا ہی طویل مدت کے لیے. میں نہیں اسے دیکھنا چاہتا. اللہ پیار کرتا ہے ان لوگوں سے جو اس بات کو سمجھتے ہیں " ... کہ انہیں جہنم کا کوئی حصہ نہیں چاہیے، وہ قلیل مدت ہو یا طویل

" ... لیکن انسان پاک تو نہیں کہ وہ بغیر سزا کاٹے ہی جنت میں چلا جائے "

..... شومیز نے شانے اچکاتے ہوئے کہا

میں نے بہت سے مسلمانوں کے منہ سے سنا ہے کہ کچھ نہیں ہوتا، تھوڑا سا حرام کھا لیتے ہیں کچھ دن جہنم " جائیں گے اس کے بعد تو جنت ہے نا.. اللہ فرماتے ہیں یہ لوگ عباد الرحمٰن نہیں ہیں. عباد الرحمٰن وہ لوگ ہیں

جو کہتے ہیں یا اللہ! میں جہنم نہیں دیکھنا چاہتا، نا ایک دن کے لیے، نا ہی دو دن کے لیے، ایک منٹ کے لیے

نہیں، ایک سیکنڈ کے لیے نہیں. اور نا ہی مستقل. مجھے جہنم نہیں جانا ...."

.... وہ شومیز کے چہرے کے تاثرات سے محظوظ ہو رہے تھے جو سمجھ نہیں پا رہا تھا

"جانتے بھی ہو جہنم کا عذاب کیسا ہے؟ "

..... اس نے نفعی میں سر ہلایا تو وہ مسکرائے

"سورت الانبیاء میں ایک آیت ہے جو جہنم کی کم سے کم سزا کو بیان کرتی ہے "

"کیا ہے وہ سزا؟"

.... سوال شومیز نے کیا تھا... پاس بیٹھے ایک اور نوجوان نے کیا تھا جو کب سے ان کی باتیں سن رہا تھا

وہاں لفظ "نفحہ" استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے جھونکا، اور نفحہ اصل میں ٹھنڈے جھونکے کے لیے " استعمال ہوتا ہے، اور نفحہ تب استعمال ہوتا ہے جب آپ دروازہ بند کرتے ہیں تو کچھ گرم ہوا اندر آتی ہے، وہ گرم ہوا کا جھونکا جو اندر آتا ہے یا باہر جاتا ہے اسے نفحہ کہتے ہیں. اللہ نے فرمایا وہ لوگ "نفحہ" چکھیں گے، اور وہ بھی جہنم کے باہر ہی سے، اور وہ ہوا کا جھونکا انہیں بہت کم ہی چھو کر جائے گا مگر وہ شخص کہے گا" میں نے ایسی سزا اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں جہنم کے سب سے ہیبت ناک حصے میں ہوں۔"

شومیز اور اس کے ساتھ بیٹھے لڑکے کے رونگٹے کھڑے ہو چکے تھے... کیا کم سے کم سزا بھی اتنی بھیانک ہے؟

"اور سب ہیبت ناک؟ "

...اس لڑکے کی آواز میں کپکپاہٹ تھی...جو تینوں نے محسوس کی تھی

آپ صل اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا، "ویل". جہنم کا سب سے ہیبت ناک حصہ ہے لیکن اس سے ان کو ڈرنا چاہیے جو اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں.... کیا خدا کی رحمت پر یقین نہیں؟ اللہ سے ڈرو اس کے عذاب سے ڈرو لیکن اس کی رحمت سے کبھی مایوس نا ہو یہی اس آیت میں بھی ہے کہ رحمن کے خاص بندے اس سے رحم کی دعا کرتے ہیں اور جہنم سے ڈرتے بھی ہیں... تاکہ گناہ کم سے کم کریں"....

انہوں نے کتنی خوبصورتی سے اسے مایوسی گناہ ہے سیکھا دیا تھا..... وہ کہیں نا کہیں مایوس ہی تھا کہ اس پر جھوٹے الزام لگے... اور سچ سامنے نہیں آیا اسے اپنے رب پر کامل یقین کرنا تھا ....

"آپ نے یہ آیت مجھے آج ہی کیوں سمجھائی؟ ہم تو ہر اتوار کے اتوار بات کرتے ہیں نا؟"

....شومیز کے ذہن میں جو الجھن تھی وہ اس نے بیان کر دی تھی

"میرے بچے ہر کہانی جو شروع ہوتی ہے اس کا اختتام لازم ہوتا ہے تمہاری اور میری کہانی بھی یہاں تک ہی تھی۔"

....چہرے پر مسکراہٹ سجائے انہیں نے اسے آگاہ کیا تھا

"کیا مطلب؟ آپ اب آگے مجھے نہیں سمجھائیں گے؟"

"کیا تم اس قابل ہو نہیں گئے کہ خود خدا کے کلام کو سمجھ سکو؟ اور میرا نمبر تو تمہارے پاس ہے جب کوئی بات ذہن میں آئے فون کر دینا مجھے اب یہاں سے جانا ہے۔"

....وہ مسکراتے ہوئے اٹھے تھے.... شومیز مسکرایا.... وہ مایوس نہیں ہو سکتا تھا وہ خدا کا بندہ تھا

"کہاں جا رہے ہیں؟"

".... کسی اور شومیز کو ڈھونڈنے "

شومیز گیلانی بہت بدل چکا تھا امام مسجد تو نہیں تھے لیکن وہ وہاں جا کر نماز ادا کرتا تھا.... انا کو اس نے ایک نیا موقع دے دیا تھا.... اس نے انا کو بیوی قبول کر لیا تھا... یونی میں بھی سب آہستہ آہستہ ٹھیک ہو رہا تھا کوئی اس کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتا تھا.... جیک سے بھی اس کے تعلقات بہتر ہو گئے تھے.... اور اسی سال .... اللہ نے انا اور اسے بیٹی سے نوازا تھا جس کا نام انہوں نے حور رکھا تھا

"... یہ میری بیٹی ہے.... حور "

حور کی پری میچور ڈیلیوری ہوئی تھی.... لیکن وہ بہت تندرست تھی... آہستہ آہستہ وہ بزنس میں ترقی کر رہا تھا.... شناور شاہ سے پیسے لیے تھے اور کچھ پیسے اس کی سیونگز تھیں... اس نے اپنی فیکٹری بنالی تھی اور .... یونیورسٹی کی پڑھائی بھی ان کی مکمل ہو گئی تھی

حور پانچ سال کی ہو گئی تھی اور شومیز اب پہلے جیسا نہیں رہا تھا اب وہ پر وقار مرد بن چکا تھا... جسامت میں بھی بہت فرق تھا... جم اس نے نہیں چھوڑی تھی.... انا بھی مزید خوبصورت ہو گئی تھی اس نے اپنا نام بدل کر فاطمہ رکھ لیا تھا ....

"!فاطمہ "

... شومیز نے اسے آواز دی تھی... جبکہ پانچ سال کی حور بھاگ کر اس کے پاس آئی تھی

" !بابا "

شومیز جو آفس جانے کے لیے تیار تھا وہ حور کے اس کے پاس بھاگ آنے پر اس نے اسے گود میں اٹھالیا تھا....

"جی بابا کی جان؟ "

شومیز نے اسے بوسہ دیتے ہوئے کہا.....

اتنی ہی دیر میں شومیز کے موبائل فون بجنے لگا تھا... شومیز اور انا اب تک اسی فلیٹ میں تھے....

" بابا کالنگ.... "

شومیز نے نمبر اٹھایا تو شناور شاہ کی بھرائی ہوئے آواز سنائی دی۔

"شومیز تمہارے دادا جان نہیں رہے۔ "

شومیز نے چند افسوس کے کلمات ادا کیے....

"جی میں کل کی فلائیٹ سے آجاؤں گا۔ "

شومیز نے فون رکھا تو حور نے پوچھا....

"کون تھا بابا؟ "

" آپ کے دادا تھے... "

شومیز نے اسے اب نیچے اتارا تو انا نمودار ہوئی... مسکراتے چہرہ لیے وہ اس تک آئی تھی...

"تم آفس جا رہے ہو؟ "

"ہاں بہت ضروری میٹنگ ہے... شام میں ہو سکتا لیٹ ہی آؤں... "

.... انا نے برا سا منہ بنایا

"جانتی ہو نا کام بہت ضروری ہے۔"

... شومیز نے انا کا برا منہ بنتے دیکھا تو فوراً اس سے معذرت کی

"..اتنے بڑے بزنس مین بن گئے ہو فیملی کے لیے وقت نہیں"

.... حور ان دونوں کو کھڑی دیکھ رہی تھی

"میں ناشتہ بھی نہیں کروں گا... آفس میں کچھ کھالوں گا۔"

...... شومیز گھڑی دیکھتے ہوئے اپنا لیپ ٹاپ والا بیگ اٹھاتے ہوئے باہر نکل گیا تھا

____

"اب مجھے لگتا کہ مجھے جانا چاہیے؟"

کھولے دروازے سے آواز آئی تھی.... فلیٹ کی چابیاں شومیز کے پاس بھی تھیں.... وہ اندر داخل ہو چکا تھا... لیکن قدموں کی آواز پیدا نہیں کی تھی... اس وقت حور سو رہی ہوتی تھی اور وہ عموماً اس وقت گھر نہیں آتا تھا.... آج تو اس نے اپنے پیکنگ کرنی تھی کیونکہ اس کی صبح کی فلائیٹ تھی اس لیے گھر جلدی آگیا تھا... جو بھی تھا اس کے دادا جان فوت ہوئے تھے... اس کا جانا لازم تھا لیکن مرد کی آواز پر اس کے قدم منجمد ہو گئے ....

".... نہیں تھوڑی دیر اور رک جاؤ"

"ارے نہیں یار تمہارا بیوقوف شوہر آتا ہی ہو گا۔"

دونوں آوازیں اس کی جانی پہچانی تھیں.... ایک تو وہ باخوبی پہچان رہا تھا... فاطمہ تھی... اس کی بیوی لیکن وہ

...کس کو روک رہی تھی

"....اوہ...وہ میرا شوہر نہیں ہے تم بھی جانتے ہو"

....شومیز کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آرہا تھا

جانتا ہوں لیکن وہ بیوقوف تو تمہیں اپنی بیوی سمجھتا ہے اسے لگتا تم اس کی فاطمہ ہو... جبکہ تم انا ہو.... "

"میری انا۔

یہ کیا تھا وہ کیا سن رہا تھا؟ کیا وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا تھا؟

ہاں وہ یہی سمجھتا ہے میں اس کی محبت میں اسلام قبول کر چکی ہوں.... جبکہ میں ایک یہودی لڑکی ہوں... "

"...یہودی لڑکی

....ان دونوں کا قہقہہ گونجا تھا.... شومیز کو اپنا آپ ختم ہوتا نظر آرہا تھا

وہ تو جولیا کو بھی اپنی بیٹی سمجھتا ہے...اسی لگتا کہ یہ پری میچور ڈیلیوری تھی... جبکہ حقیقت تو یہ ہے وہ میری "

"بیٹی ہے....وہ انا اور جیک کی بیٹی ہے۔

اس کے اعتبار کا پھر سے قتل ہوا تھا...اور اب صرف قتل نہیں ہوا تھا اسے پل پل کی موت دے دی گئی تھی

....

حور.... میری بیٹی ہی نہیں.... پانچ سال سے میں جس کو اپنا وجود سمجھتا آیا اپنا حصہ سمجھتا آیا وہ میرا خون "

"...ہی نہیں...وہ سید شومیز گیلانی کا خون ہی نہیں

اس نے بے یقینی سے الفاظ دہرائے.... کیسے انکشافات تھے یہ؟ پانچ سال؟ پانچ سال اس کے یقین کا قتل ہوتا رہا؟ پانچ سال جس کو وہ اپنی بیوی سمجھتا رہا وہ دل سے مسلمان نہیں ہوئی تھی؟ وہ ناٹک تھا پر

....کیوں؟قسمت اس ہر مہربان تھی اس کو سب جواب آج ہی ملنے تھے

ہاں بس اب میں اس سے طلاق لے لوں گی.... اس کے پاس اتنا سرمایہ تو اکٹھا ہو گیا ہے کہ طلاق کے بعد "

"...ملنے والی جائیداد سے ہم دونوں کی زندگی آسانی سے گزرے گی

بالکل اب ایسا ہی ہونا چاہیے.... یہی تو سوچا تھا ہم دونوں نے... ہم جانتے تھے یہ ایک دن بزنس کھڑا "

"... کرے گا.... اور اس سے بہتر شارٹ کٹ نہیں تھا پیسے کمانے کا

......شومیز کو سارا گھر گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

کسی کے قدموں کی چاپ سے ڈائری اس کے کانپتے ہاتھوں سے گری تھی.... آنکھیں رونے کے باعث لال تھیں.... اور آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے... کھڑکی کھلی ہونے کے باعث تیز ہوا کے جھونکے نیچے پڑی ڈائری کے کھلے پنوں کے پرتنے میں مصروف تھے جس کا خاصہ شور پیدا ہو رہا تھا...

سیڑھیوں سے آتی قدموں کی آواز میں اضافہ ہو رہا تھا.... ایرج جلدی سے ہوش میں آئی اور ڈائری اٹھا کر شومیز کے بیڈ کے لحاف میں چھپادی... اس کے آنسو تھے کہ چھم چھم آنکھوں سے برستے جا رہے تھے... بمشکل خود پر قابو پاتی وہ جلدی سے الماری کی طرف گئی تھی... اور ایسے کھڑی ہو گئی جیسے کچھ نکال رہی ہو.... شومیز کمرے میں داخل ہو چکا تھا.... ایرج نے آہستہ آہستہ اس کی طرف سرخ پڑتی آنکھوں کے ...ساتھ دیکھا

"جان گئی؟"

وہ جو زبردستی اپنے آنسو کو تھامے کھڑی تھی بے ساختہ اس سوال پر اس کی آنکھوں سے ایک آنسو نکل کر .... گال پر بہہ گیا تھا

"...جان سے گئی"

باب نمبر ۵

شاہین

"....ایرج میری بات کو غور سے سننا... جیسا تم سوچ رہی ہو ویسا"

ایرج کو اپنی آنکھوں کے سامنے دھواں معلوم ہو رہا تھا... سارا گھر چکرانے لگا تھا... سامنے کھڑے شخص میں ہمت تھی کہ وہ سب برداشت کرے ایسے کھڑا تھا جیسے اس کی زندگی میں کچھ ہوا ہی نا ہو پر وہ... وہ اس قدر کمزور تھی کہ وہ سب پڑھ کر ہی اپنے ہوش کھونے لگی تھی.... تو جس پر گزری تھی وہ کیسے زندہ تھا؟

شومیز نے اس کے بعد ایرج سے کیا کہا اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا.... دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس کے سامنے فرش پر پڑی تھی....

"....ایرج"

شومیز چلا کر اس کے قریب آیا تھا.... اس نے اسے فرش سے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا.... ایک دم سے ایرج کو کیا ہو گیا تھا؟ وہ ایسے بے ہوش ہو گئی تھی.... شومیز نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس اٹھایا.... اور اس کی آنکھوں پر چھینٹے مارے.... دوسری دفعہ میں ایرج نے اپنی آنکھیں آہستگی سے کھولیں تھیں.... بھگیں پلکیں بھاری ہو رہی تھی... شومیز نے ایرج کے ہاتھ کو ہاتھ لگایا تو وہ بالکل برف کر طرح ٹھنڈا تھا...

"تم نے کھانا کھایا؟"

اس نے نفعی میں سر ہلایا..... ایرج کا بی پی لو تھا....

"اچھا ٹھیک ہے تم آرام کرو میں کچھ بنا کر لاتا ہوں۔"

.... شومیز نے اس کے پاس سے اٹھتے ہوئے کہا.... اس نے شومیز کو کمرے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا کتنا حوصلہ ہے؟ میں سوچتی تھی کہ میں بدنصیب ہوں مجھے جس سے محبت ہوئی وہ میرا نہیں.... لیکن "حقیقت تو یہ ہے وہ انا بدنصیب ہے... اس نے آپ جیسے انمول ہیرے کو کھو دیا.... لیکن شاہ! آپ کی ایرج ... آپ کو کبھی نہیں چھوڑے گی "

اس میں اٹھنے کی واقعی ہمت نہیں ہو رہی تھی.... لیکن اسے ڈائری اٹھا کر الماری میں اسی جگہ پر رکھنی تھی.... ایرج بہت مشکل سے اٹھی... لحاف کے نیچے سے ڈائری نکال کر وہ آہستہ قدموں کے ساتھ الماری .... کے پاس گئی... اور پھر اسے اسی جگہ رکھ دیا جہاں سے اٹھائی تھی

" ... پانچ سال.... اس شخص کا بھروسہ کتنا ٹوٹا ہوا ہو گا"

.... ایرج سوچتے ہوئے آہستگی کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی

وہ بالکل ویسا نہیں تھا جیسا اوپر سے دیکھا تا تھا... اس کا اندر خالی تھی... وہ ہر وقت مسکرانے والا شخص اندر" ".... سے کھوکھلا تھا

انا کس قدر گھٹیا تھی.... لیکن ایک منٹ.... اس نے کہا کہ شومیز گیلانی کی وہ بیوی نہیں جبکہ پانچ سال وہ " اس کی بیوی بن کر رہی ہے.... اس نے کہا شومیز کی وہ کاغذات میں بیوی نہیں ہے.... اور ایرج کے جانے " .... کے بعد ہی

... اسے سمجھ آ رہا تھا.... کچھ تو تھا جو انا کرنے جا رہی تھی... کچھ ایسا جس سے وہ انجان تھی

"...ایرج "

....وہ ہاتھ میں ٹرے لیے اس کے پاس آرہا تھا

"تم اٹھی کیوں؟ "

...وہ مصنوعی غصہ دیکھاتے ہوئے اس کے پاس آیا...ایرج مسکرائی

"....بس ویسے ہی "

"...اچھا چلو ادھر آؤ "

شومیز نے ٹرے شیشے کی میز پر رکھی...اس میں دو گلاس پانی کے تھے...اور ساتھ بریڈ اور انڈے فرائی کیے ...ہوئے تھے

....ایرج اٹھ کر صوفے نما کرسی پر بیٹھی....شومیز بھی اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا

"...کھاؤ "

شومیز نے اسے پلیٹ میں بریڈ اور انڈہ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی کھائیں۔ "

نجانے کیوں اسے دیکھ کر اب اس بھی اس کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں....کیوں وہ اتنا اچھا تھا؟ دنیا نے اس کے ساتھ اتنا برا کیا اسے چاہیے تھا وہ اس دنیا کے کسی بھی شخص کے ساتھ اچھائی نا کرتا لیکن وہ ان سب سے ....کیوں اتنا مختلف تھا

"...پی بی تمہارا لو ہے....میرا نہیں "

....شومیز اس سے آنکھیں چرا رہا تھا

باہر شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے.... دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی.... دونوں نے خاموشی سے کھانا مکمل کیا.... بہت کچھ تھا جو ایرج کہنا چاہتی تھی... لیکن حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی... شومیز.... اسے سب بتانا چاہتا تھا لیکن ہمت جواب دے رہی تھی

"... ایرج "

شومیز نے ہمت کر کے اسے مخاطب کیا.... تیز ہوا کی لہریں کھڑکی پہ لگے پردوں لہرانے میں مصروف... تھی... ایرج اس سے کچھ نہیں سننا چاہتی تھی وہ اب سنتی تو شاید ہمت نا رکھ پاتی

"ایرج وہ تصاویر جھوٹ ہیں میں ایسا نہیں ہوں۔ "

شومیز نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا تھا.... ایرج لحظے بھر کو اسے دیکھے گئی.... مطلب اسے یہ معلوم نہیں ہوا.... تھا کہ ایرج نے اس کی ڈائری پڑھی ہے.... وہ ان تصاویر کی وجہ سے پریشان تھا

"کون سی تصاویر؟ "

.... ایرج نے انجان بنتے ہوئے پوچھا

"وہی.... ایرج تم جانتی ہو۔ "

... شومیز الفاظ اکٹھے نہیں کر پا رہا تھا... اور وہ نہیں چاہتی تھی وہ اپنے زخموں کو تازہ کرے

" .... اچھاوہ "

ایرج نے اب اپنا لہجہ پہلے جیسا شوخ کرتے ہوئے کہا... شومیز حیران رہ گیا... ایک دم چہرے کے تاثرات... بدلے... ایرج کو فرق ہی نہیں پڑتا تھا کہ وہ تصاویر اس کی تھیں

"سب جانتی ہوں... فکر نا کریں۔ "

.... ایرج نے اسے ایسا کہا جیسے حوصلہ دے رہی ہو

"کیا جانتی ہو؟"

"... جانتی ہوں کہ مکار جھوٹی لڑکی نے وہ تصویریں بنائیں"

"تم جانتی ہو؟ کیا جانتی ہو؟"

"سب جانتی ہوں۔"

... وہ ایرج کی آنکھوں کی گہرائی میں دیکھ رہا تھا

"کیا؟"

ایرج جو جذبات کی رو میں بہہ رہی تھی اس نے خود پر قابو پایا... وہ چاہتی تو شومیز کو بتا سکتی تھی کہ اس نے اس کی ڈائری پڑھ لی تھی... لیکن وہ اسے بتانا نہیں چاہتی تھی کہ وہ اسے جانتی ہے... وہ نہیں چاہتی تھی کہ .... اسے ایرج کی آنکھوں میں اپنے لیے ہمدردی محسوس ہو

"سب کہ وہ ڈرامہ ہے.... اور یہ بھی کہ وہ آپکی بیوی ہے۔"

ایرج نے مسکراتے ہوئے کہا... شومیز تو حیران ہو رہا تھا کہ وہ سب جانتی تھی لیکن اس نے کبھی اسے ... محسوس ہی نہیں ہونے دیا تھا

"... وہ میری بیوی نہیں"

"ہاں یہودی بیوی کیسے ہو سکتی ہے؟ لیکن کاغذات میں تو ہے نا۔"

ایرج اس سے جاننا چاہتی تھی کہ کیا واقعی کاغذات میں اس کی بیوی ہے۔

"ہاں بس یہی مسلئہ ہے۔"

شومیز نے ہامی بھری تھی... تو اس کا شک ٹھیک تھا انا اس کو بکواس کر رہی تھی وہ صرف ایرج کو یہاں سے بھیجنا چاہتی تھی ....

"شاہ.... بہت گڑبڑ ہے ...."

ایرج نے نفعی میں سر ہلاتے ہوئے کہا ....

"کیا؟"

ایرج نے اس کو ایک ایک بات بتا دی کیسے اس کو کام پر کھا گیا کیسے آپ کے ساتھ انا کو دیکھایا گیا... اس طرح کے میں آپ پر شک کروں... ایک ایک بات اس نے شومیز کو بتا دی ....

"داد دینی پڑی گی تمہیں ایرج۔"

شومیز اس کی ذہانت پر اسے داد دے رہا تھا ...

"اسے چھوڑیں شاہ.... یہ نمرہ انا اکیلی نہیں ہیں ان کے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔"

"ہاں جیک ہے ...."

ایرج نے جیک کے نام پر شومیز کو دیکھا... جیسے پوچھ رہی ہو وہ کون ہے؟ وہ تو جانتی تھی لیکن شاہ تو یہ نہیں جانتا تھا کہ ایرج سب کچھ جانتی ہے۔

"اس کا بوائے فرینڈ ہے۔"

شومیز نے ناگواری کی تاثرات سے کہا ....

"شاہ نہیں نہیں... وہ جو بھی ہے آپ سمجھ نہیں رہے وہ دونوں مجھے پاکستان بھیجنا چاہتی ہیں... مطلب کچھ تو اور ہے۔"

.....ایرج اب اٹھ کر ادھر ادھر چکر لگانے لگی

ایک ہی حل ہے... میں پاکستان جاوں... اور ان کے پلان کے مطابق سب ہو اور ان کے ساتھ کا پتا چل "
سکے۔"

اس نے اپنے سامنے چکر کاٹتی لڑکی کو گھور کر دیکھا تھا... باہر سے آنے والی ہوا نے ماحول میں ہلکی سی خنکی
....پیدا کر دی تھی

"ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ "

....شومیز دوٹوک لہجے میں بولا

"جانتے بھی ہیں ان تصاویر کے ساتھ کیا سے کیا ہو سکتا؟ "

ایرج نے رک کر بیڈ پر بیٹھے شومیز کو دیکھا... جو بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔

"جو بھی ہو... میرے ساتھ ہو.... لیکن میں تمہیں پاکستان نہیں جانے دوں گا۔ "

"کیا ہے وہاں؟ بتائیں مجھے؟ کیوں نہیں جا سکتی میں؟ "

.... ایرج اب زچ ہوتے ہوئے بولی تھی... تنگ آگئی تھی وہ یہ سن سن کر کہ وہ نہیں جا سکتی

" ....ہاں ٹھیک ہے تم جاؤ "

ایک سے بیڈ پر سے اٹھتے ہوئے شومیز گیلانی کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی.... کچھ تو تھا جو اس کے دماغ
.... میں چل رہا تھا.... شومیز نے سارا لائحہ عمل ایرج کو بتایا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"پاکستان!"

ائیر پورٹ پر آج وہ اکیلی کھڑی تھی.... کتنا بدل گئی تھی وہ... ہینڈ کیری کھینچتے ہوئے وہ باہر نکلی تھی... اپنا دیس اپنا ہی ہوتا یہاں کی ہوائیں... یہاں کا سورج... یہاں کا چاند.... سب ویسا تھا لیکن یہاں اپنائیت تھی... ان آس پاس چلتے لوگوں سے انس تھا محبت تھی.... آج وہ اکیلی آئی تھی... اسے نا تو انگریزی بولنے میں کوئی مسئلہ ہوا تھا نا بورڈنگ میں مسئلہ ہوا تھا... اسے یاد تھا جب پہلی دفعہ وہ شومیز کے ساتھ گئی تھی وہ کچھ نہیں جانتی تھی اور وہ اسے سب بتاتا رہا... وہ اسے کیوں سب بتاتا رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی لیکن آج وہ سب ... جانتی تھی... اس نے اسے اکیلا چلنے کے قابل بنا دیا تھا

"رجو واپس آگئی ہے۔"

ایرج نے باہر نکلتے ہوئے کہا.... وہاں جا کر جو کچھ اس میں نہیں بدلا تھا وہ اس کا لباس تھا.... کالا پراندہ کمر پر .... ڈالے سیاہ لباس جس پر شیشے بنے ہوئے اور نیچے سفید کھوسہ پہنے وہ باہر آچکی تھی

ایرج کے فون کی بیل بجنے لگی.... اس کے پاس یہ نمبر شومیز گیلانی کا تھا جو وہ پاکستان آکر استعمال کرتا تھا۔ ... موبائل پر نمبر دیکھتے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیری

"جی جناب؟"

.... ایرج نے فون اٹھاتے ساتھ کہا

"پہنچ گئی؟"

"ہاں لاہور ائیر پورٹ پر ہوں... آپ کو یاد کر رہی ہوں۔"

"وہاں ڈرائیور کھڑا ہو گا۔"

شومیز اس کے طنز کو نظر انداز کرتا اسے بتانے لگا۔

''انگریز شاہ رجو اپنے دیس واپس آئی ہے.... یہاں وہ سب جانتی۔''

....ایرج نے اسے جتاتے ہوئے کہا

''ٹھیک ہے ٹھیک ہے... جانتی ہو نا کیا کرنا؟''

''سب جانتی ہوں۔''

....ایرج نے مسکراتے ہوئے کہا

''ٹھیک ہے... گھر پہنچ کر رابطہ کرنا''

''...ضرور''

ایرج نے فون رکھ دیا تھا... اور ڈرائیور کو ڈھونڈنے لگی... شومیز نے ڈرائیور کی تصویر اسے بھیجی تھی.... لیکن وہ حیران تب ہوئی جب اس نے سامنے کھڑی شاہینہ کو دیکھا۔

''استانی جی؟''

ایرج آہستہ آہستہ قدم چلتے اس کے پاس آئی تھی بہت سے لوگوں میں کھڑی تھی لیکن آج بہت مختلف لگ ...رہی تھی... دوپٹہ آج بھی سر پر تھا لیکن کپڑے انتہائی خوبصورت تھے

''آپ یہاں؟''

ایرج کا سامان اس سے ایک نوکرانی نے پکڑ لیا تھا۔

''میری بہو آ رہی تھی میں نا آتی یہاں۔''

....ایرج تو ان کی بات سن کر ہی حیران رہ گئی تھی

”تو کیا آپ جانتی ہیں؟ “

“ ...سب جانتی ہوں... ایسا کام کوئی اور کر ہی نہیں سکتا تھا “

....شاہینہ نے مسکراتے ہوئے ایرج کو دیکھا

”چلو آؤ... چلیں۔ “

....شاہینہ اور ایرج ساتھ ساتھ چلنے لگی تھیں

”کتنا بدل گئی ہو۔ “

...شاہینہ نے اس کے لہجے پر تبصرہ کیا

”بس شومیز گیلانی کے رنگ ہی ایسے ہیں جو مجھ پر چڑھ گئے ہیں۔ “

ایرج نے مسکراتے ہوئے کہا

“ ...وہ تو ہے ہی ایسا “

شاہینہ کے لہجے میں شومیز کے لیے محبت وہ محسوس کر سکتی تھی۔

”!اسلام علیکم “

حسین شہزاد نے ایرج کو سلام کیا وہ اس گھر کے بڑے سے لاونج میں بیٹھی تھی جب وہ پر وقار شخصیت والا شخص اس کے سامنے آکر بیٹھا تھا... پاس ہی ردا بھی بیٹھی تھی جو کب سے ایرج کو کبھی پیار کوئی چیز کھانے کو دے رہی تھی کبھی کوئی چیز دے رہی تھی۔

“ ..وعلیکم اسلام !تو آپ ہیں استانی جی کے شوہر “

ایرج نے چہکتے ہوئے کہا اور اس کی آواز میں معصومیت نے حسین شہزاد کو مسکرانے پر مجبور کر دیا اور اس ...نے اثبات میں سر ہلایا

" ... کھانا لگ گیا ہے... آجائیں سب "

شاہینہ نے سب کو ڈائننگ ہال میں بلاتے ہوئے کہا.... وہ تینوں اٹھ کر وہاں آ گئے.... ایرج کی بھوک تو چائے کے ساتھ لوازمات نے ہی ختم کر دی تھی اب تو اسے نیند آ رہی تھی۔

"...استانی جی "

" ...اب تم مجھے پھوپھو کہا کرو "

شاہینہ نے اس کی بات کاٹی۔

"اب آپ مجھ سے رشتہ بدل رہی ہیں؟ "

ایرج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں مجھے اچھا لگے گا۔ "

...شاہینہ نے مسکراتے ہوئے کہا

"ارے بھائی اگر وہ استانی کہنا چاہتی تو کہنے دیں بیگم۔ "

... حسین شہزاد نے ایرج کا ساتھ دیا تو وہ خوش ہوئی... شاہینہ تو بس مسکرا کر رہ گئی

"استانی جی مجھے بہت نیند آ رہی میں سونا چاہتی ہوں۔ "

.... ایرج ابھی تک بیٹھی نہیں تھی... سب لوگ بیٹھ چکے تھے

" ...ہاں شاہینہ وہ بہت لمبی فلائیٹ سے آئی ہے... اسے آرام کرنے دیں "

... ردانے نہایت شائستگی سے کہا

"امم نوراں... بی بی جی کو ان کا کمرہ دیکھا کر آؤ۔ "

ایرج ایک دم حیران ہوئی تھی۔۔۔۔ ایک وقت تھا وہ اس جگہ پر کھڑی ہوتی تھی.... صرف شومیز گیلانی کی بیوی ہونے کی وجہ سے اس کی اتنی عزت؟ یا شومیز گیلانی کے پیسے کی وجہ سے؟ ٹھیک ہے استانی صاحبہ ویسی نہیں ہیں... لیکن حقیقت تو یہی تھی.. آج دو مہینوں کے بعد وہ وہاں کھڑی تھی جہاں اسے بی بی جی کہا جا رہا تھا...

ایرج سوچتے سوچتے اس لڑکی کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی.... شومیز گیلانی نے اس سے نکاح کیا... کیوں کیا وہ نہیں جانتی تھی... لیکن اس نکاح کو ختم تو ہونا تھا... اس کے بعد کیا ہونا تھا؟

.... ایرج اب مزید کچھ بھی سوچنا نہیں چاہتی تھی

"جو ہو گا وہ خدا کی تدبیر ہو گی اور وہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ "

ایرج اب کمرے میں آچکی تھی اس کا سامان رکھا جا چکا تھا... لیکن وہ نیند میں اس قدر تھی کہ اب وہ کچھ بھی نہیں سوچنا چاہتی تھی ...

"تمہارا کام ہو گیا ہے سجاد گیلانی! اب میرا کام بھی کر دو۔ "

... انا نے فون پر بات کرتے ہوئے کہا

"کیا وہ پاکستان آگئی ہے؟ "

" .... ہاں وہ پاکستان جا چکی ہے... کل خود اس کو ایئر پورٹ چھوڑ کر آئی ہوں "

....سجاد کا قہقہ گونجا تھا

"اور وہ تصاویر؟ "

....انا کے ماتھے پر تیوری آئی

"صبر رکھو وہ بھی دے دوں گی۔ "

"تو پیسے بھی تب ہی دوں گا "

...وہ شومیز گیلانی نہیں تھا جس کو وہ دھوکا دے سکتی تھی وہ سجاد گیلانی تھا جسے اپنا کام نکلوانا آتا تھا

انا نے غصے سے فون رکھ دیا...اس نے تو سوچا تھا کہ ان تصاویر کے ذریعے وہ ایرج کو بھی بھیج دے گی واپس اور ان کو استعمال کر کے شومیز سے طلاق بھی لے لے گی....سجاد گیلانی...سے اس کا رابطہ پاکستان سے واپس آنے کے بعد ہوا تھا...وہ نہیں جانتی تھی اس کا نمبر سجاد گیلانی کے پاس کیسے آیا تھا اور کیوں؟ سجاد نے ....اسے اچھے پیسوں کی پیشکش کی تھی شومیز گیلانی سے تو وہ طلاق لینا ہی چاہتی تھی

جب وہ پاکستان گئی تھی تو وہ شومیز کو منانے گئی تھی وہ چاہتی تھی کہ وہ اس پر ایک پھر سے یقین کر لے....

....کیونکہ جس دن شومیز نے سب سنا تھا

____

"اچھا انا میں چلتا ہوں۔ "

جیک نے ابھی کمرے سے قدم باہر ہی رکھا تھا کہ سامنے کھڑے شومیز کو دیکھ کر انا اور جیک ایک دم حیران رہ گئے تھے....انا تیزی سے شومیز کے پاس آئی تھی۔

"تم کب آئے شومیز؟ دیکھو جیک آیا ہوا ہے۔ "

.... انا نے اس انداز میں کہا جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو.... شومیز کچھ کہے سنے بغیر وہاں سے نکل گیا تھا

"مجھے لگتا اس نے سب سن لیا ہے۔"

... جیک نے انا سے کہا

"نہیں اگر سنا ہوتا تو اس طرح ہی چپ کر کے چلا جاتا؟ اس نے بس تمہیں دیکھ لیا اس لیے گیا ہے۔"

.... انا کو اب بھی یقین تھا کہ شومیز نے کچھ نہیں سنا

"چلو ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔"

.... جیک شانے اچکاتے ہوئے باہر نکل گیا تھا

اصل جھٹکا تو انا کو تب لگا تھا جب اسے معلوم ہوا کہ شومیز بغیر بتائے پاکستان جا چکا ہے۔ اس لیے اس نے ..... پاکستان جانے کی ٹھان لی

جب پاکستان گئی تب بھی شومیز کا لہجہ اس اس کے ساتھ نارمل تھا.... لیکن وہ خلوص وہ محبت اسے محسوس نہیں ہوئی تھی.... شومیز نے اسے واپس آنے کا کہا اور وعدہ کر لیا کہ وہ بھی واپس آجائے گا.... انا بہت خوش تھی کہ اسے کچھ معلوم نہیں ہوا تھا اور بس کچھ ہی دنوں میں اس طلاق بھی لے لے گی... لیکن اس .... کے پاؤں سے زمین تب نکلی جب اسے معلوم ہوا کہ یہ فلیٹ بک چکا ہے

"شومیز تم نے فلیٹ بیچ دیا؟"

انا نے بے یقینی سے اسے فون پر کہا تھا۔

"...ہوں... بیچ دیا ہے"

.... شومیز نے یہ کہہ کر فون کاٹ دیا تھا

.... نمرہ اور انا کی دوستی اتفاقاً ہوئی تھی جب نمرہ نے پھولوں کا گلدستہ لینا تھا اور اسی دوکان میں انا بھی تھی

”آپکو یہ پھول پسند ہیں؟ “

... جولیا نے نمرہ سے پوچھا تھا... وہ بچی اسے بہت خوبصورت لگی تھی... اس کی ماں بھی اس کے ساتھ تھی

”جی مجھے پسند ہیں... بلکہ بہت پسند ہیں۔ “

اس نے للی کا بوکے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کہا۔

”میرے بابا کو بھی پسند ہیں۔ “

.... جولیا نے پیار سے کہا تھا

”کون ہیں آپکے بابا؟ “

وہ اس بچی سے خاصی بے تکلف ہو رہی تھی۔

”سید شومیز گیلانی۔ “

اس نے فخر سے اس کا نام لیا تھا۔

“ تم شومیز گیلانی کی بیٹی ہو؟ “

... نمرہ نے حیرت سے دیکھا

”آپ ان کی بیوی ہیں؟ “

نمرہ نے اب انا سے سوال کیا تھا... جس نے اثبات میں سر ہلایا اب وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے.... اور نا ہی یہ اس کی بیٹی ہے۔

”تم کیا کرتی ہو؟ “

انا نے نمرہ سے پوچھا۔

"آپ کے شوہر کی کمپنی میں کام کرتی ہوں۔"

نمرہ کو انا سے بات چیت بڑھانا اپنے فائدے میں لگا تھا جبکہ انا کو بھی اس سے بات چیت اپنے مفاد میں لگی تھی آخر کو طلاق کے بعد اسے کمپنی کے شئیرز ہی اسے ملنے تھے۔ اور اس طرح ان کی دوستی ہو چکی تھی انا اپنی والدہ کے گھر رہ رہی تھی... لیکن مزید حیرت کا جھٹکا اسے تب لگا جب اس نے ایرج کو شومیز کے ساتھ دیکھا تھا... اسے سب سمجھ آ گیا تھا کہ شومیز سب جان چکا ہے... اور اب صرف ایک ہی راستہ تھا کہ وہ شومیز سے طلاق لے لیتی....

اسی دوران اس سے سجاد گیلانی نے رابطہ کیا تھا... اور یہ پیشکش کی کہ اگر وہ ایرج فاطمہ کو واپس پاکستان بھیج دے تو وہ اسے تین لاکھ ڈالر دے گا۔ اور اس کے پیسے کی ہوس نے اسے یہ کرنے پر بھی مجبور کر دیا تھا.... اتفاق تو یہ ہوا تھا کہ نمرہ کے گھر کے سامنے ہی شومیز گیلانی کا نیا گھر تھا....

انا جانتی تھی نمرہ بھی لالچی ہے... وہ لالچ میں آ کر کچھ بھی کرے گی.... پھر ان دونوں نے ایرج کو دوست بنانے کا دھوکا دیا... پھر اس کو کام دیا... اور یہی ان کا پلان تھا کہ ایرج تصاویر دیکھ کر بدگمان ہو جائے گی اور یہاں سے چلی جائے گی جبکہ شومیز کو وہ ان تصاویر کے ذریعے بلیک میل کر کے طلاق لے لے گی... کہ وہ تصاویر وہ اس کے گھر بھجوا دے گی۔

لیکن اب سجاد گیلانی کمینگی کر رہا تھا اسے اب وہ تصاویر بھی چاہیے تھیں۔۔۔

\-------------------

انا کل سے میرا موبائل نہیں مل رہا مجھے سمجھ نہیں آ رہی گیا کہاں؟ ایرج کو ائیر پورٹ چھوڑنے کے بعد "

"سے مل ہی نہیں رہا۔

...وہ دونوں پنجابی تڑکا ہوٹل میں بیٹھی تھیں...ایرج کے جانے کے بعد وہ بند ہی پڑا تھا

"....تم نے کہیں گرا دیا ہو گا"

....انا کہتے کہتے رکی

"کیا کہا؟ ایرج کے جانے کے بعد؟"

....اس نے ایک دم آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا...نمرہ نے نفعی میں سر ہلایا

"...دیکھو اپنا موبائل"

انا نے ایک دم سے اپنا موبائل نکالا.... تصاویر نکالیں...سب غائب تھا...سب کچھ غائب تھا....وہاں کچھ

.... بھی نہیں تھا.....انا کے چہرے کے تاثرات نے نمرہ کو پریشان کر دیا

"کیا ہوا؟"

نمرہ نے اضطرابی کی حالت میں پوچھا....انا نے اس کے سامنے موبائل کیا...وہاں خالی لکھا ہوا آ رہا تھا۔

"....وہ کھیل گئی ہمارے ساتھ"

....انا کو یاد آیا تھا

جب وہ ائیر پورٹ کی جانب رواں دواں تھیں تو ایرج ایک دم سے بولی تھی۔

انا میں اپنا موبائل بھی گھر رکھ آئی ہوں...شومیز گیلانی مجھے ٹریس نا کر لے۔۔۔۔ دیکھو یہ نمبر میرے ابا کا"

"....ہے...مجھے ان سے بات کرنی ہے

....اس نے ایک کاغذ پر لکھا ہوا نمبر اس کے سامنے کیا

"ہاں ٹھیک ہے... ائیر پورٹ چل کر کر لینا۔ "

.... ایرج نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا

.... وہ جب ائیر پورٹ پہنچی تھیں تو اس نے ایرج کو نمبر ملا کر دیا تھا... ایرج ایک طرف چلی گئی تھی

"تم بیک ایپ کرو۔ "

.... نمرہ فوراسے بولی تھی

" .... نہیں ہو سکتا وہ چالاک لومڑی جسے ہم معصوم سمجھ رہی تھیں اس نے فیکٹری ریسیٹ کر دیا "

انا نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا تھا..... اتنی ہی دیر میں ایک نمبر سے فون آنے لگا۔

" .... تمہارے نمبر سے فون آرہا ہے.... اٹھاؤ اسے "

... انا نے فوراسے اپنا موبائل نمرہ کے آگے کیا... اس نے فون اٹھایا

... نمرہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے

"کیسا دیا جھٹکا دوست ؟ "

.... لفظ دوست پر زور دیتے ہوئے کسی نے اردو میں کہا تھا

"ایرج تم ؟ "

... نمرہ نے بے یقینی سے کہا

ہاں گاوں کی بھولی گوار رجو.... تم دونوں کے ساتھ کھیل آئی ہے... تمہیں کیا لگا تھا کھیل صرف تمہیں " آتا ہے ؟ مس نمرہ بی بی.... مجھے اپنے شوہر پر یقین تھا... تم دونوں ایک بیوی کے یقین کو توڑ نہیں سکی اس انا "سے کہہ دینا شومیز گیلانی کی ایک ہی بیوی ہے ایرج فاطمہ۔

.....فون کٹ کر دیا گیا تھا

"سجاد تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟ "

عالیہ سنگار میز کے پاس کھڑے سجاد گیلانی کے پاس آئی تھی۔

"میں نے تم سے ایک دفعہ کہا ہے کہ میرے معملات میں دور رہو تو بہتر ہو گا۔ "

سجاد نے خود پر پرفیوم چھڑکتے ہوئے کہا...اس کا انداز بہت عام سا تھا... جیسے عالیہ کیا کہہ رہی ہو اسے فرق ہی نا پڑتا ہو۔

"تم بہت پچھتاؤ گے سجاد گیلانی....بہت۔ "

عالیہ نے اسے تاسف سے دیکھا۔

سجاد گیلانی کو کوئی کہے کہ عشق میں برباد ہو جاوگے تو وہ قبول کر لے گا... لیکن کوئی یہ کہے کہ عشق کر کے "پچھتائے گا یہ کبھی نہیں ہو سکتا.... کیونکہ عشق میں پچھتاؤ تھوڑی ہوتا۔

سجاد گیلانی نے خود کو شیشے میں ایک نظر پھر سے دیکھا اور اپنے کالر ٹھیک کرتے ہوئے اسے نظر انداز کر رہا تھا۔ عالیہ نے اسے افسوس سے دیکھا جو شخص اپنے لیے بربادی مانگ رہا تھا۔

"تمہارے ہاتھ میں وقت کے ضائع کے علاوہ کچھ نہیں آئے گا۔ "

....عالیہ نے دل میں سوچا

”اور تم میری باتیں مت سنا کرو۔ “

سجاد جانتا تھا اس نے انا اور سجاد کی باتیں سن لیں تھیں اس لیے یہ سوال کر رہی تھی۔

”تم خود کو برباد کر رہے ہو۔ “

”مجھے برباد ہونا اچھا لگتا ہے۔ “

سجاد کہتے ساتھ باہر نکل گیا.... جبکہ عالیہ محض افسوس کے سوا کچھ نا کر سکی۔

سجاد گیلانی سیڑھیوں سے اتر ہی رہا تھا کہ سامنے سے اسے شناور شاہ آتے ہوئے دیکھائی دیے۔

”!اسلام علیکم تایا جی “

سجاد نے سعادت مندی سے جواب دیا جبکہ شناور شاہ کا تھپڑ وہ کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔

”وعلیکم اسلام! میں تمہاری طرف ہی آ رہا تھا۔ “

وہ دونوں وہیں گول طرز کی بنی سیڑھیوں میں ہی ٹھہر گئے۔

”جی کوئی کام تھا مجھے بلا لیتے۔ “

”ہاں کام ہی تھا.... تم لاہور جا رہے ہو؟ “

انہوں نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔

”جی.... “

"تو پھر اپنی پھوپھو کی طرف چکر لگاتے رہا کرو... تم جانتے ہو نا ہم کیا چاہتے ہیں؟ "

... انہوں نے جیسے سجاد کو سمجھانا چاہا

"جی جانتا ہوں آپ پھوپھو کی زمین چاہتے ہیں "

... سجاد کے لہجہ طنز والا نہیں تھا لیکن وہ نا محسوس سے انداز میں طنز کر چکا تھا

"ٹھیک ہے تایا جان میں چلتا ہوں۔ "

سجاد نے اجازت چاہی۔

"ٹھیک ہے۔ "

وہ بھی واپس مڑ گئے تھے غالباً ان کا کام ہو گیا تھا۔

"دولت اور عشق کا لالچ انسان کو بربادی کے دہانے پر لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ "

.... سجاد گیلانی نے مسکراتے ہوئے دل میں سوچا تھا

"!اسلام علیکم "

فون اٹھاتے ساتھ ایرج نے سلام کیا۔

"وعلیکم اسلام! کیا حال ہے؟ "

"میں ٹھیک ہوں.... آپ کا کیا حال ہے؟ "

ایرج نے جواب طلب کیا۔

"الحمدللہ۔ "

مختصر سا جواب آیا تھا... ایرج سمجھ گئی تھی وہ آج خوش نہیں ہے آج شومیز گیلانی نے اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے کاغذات میں بھی طلاق دے دینی تھی کسی عجیب تھی اس کی قسمت بھی... وہ ایسے شخص کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی جس کی محبت سے رہائی ممکن بھی نہیں تھی اور وہ قید اسے اندر ہی اندر ختم بھی کر رہی تھی.... ایرج ننگے قدموں سے فرش پر چلتے ہوئے کھڑکی کے پاس آئی باہر کا لاہور کا موسم دیکھا ابر آلود تھا لگتا تھا بارش خوب جم کر برسنے والی ہے وہ چاہتی تھی بارش ہو جائے.... وہ ایک بار ان بارش کی بوندوں میں آنسو بہا لے.... وہ اس شخص کی تکلیف میں مبتلا تھی جو کسی اور کی تکلیف میں مبتلا تھا۔

دونوں طرف لمبی خاموشی تھی.... پھر اس خاموشی کی ایرج نے اپنی آواز سے توڑا۔

"شاہ میں بے سکون ہوں۔ "

جواب وہ جانتی تھی جواب تہجد تھا وہ اس کی ڈائری میں لکھی ہر بات پڑھ چکی تھی اور اسے سب یاد بھی تھا لیکن... آج وہ شومیز گیلانی کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔

غریبوں کو دو.... جو ہو سکتا ہے دو.... خدا کی قسم جو سکون کسی کے چہرے پر خوشی دیکھ کر ملتا ہے وہ سکون "

".... کہیں نہیں

جواب بالکل خلاف توقع تھا۔

”شاہ میں بھلا کسی کو کیا دے سکتی ہوں؟ میرے پاس ہے ہی کیا جو کسی کو دوں؟ “

”کیا دینے والی چیز صرف پیسے ہی ہوتے؟ “

شومیز کے سوال پر وہ حیران ہوئی۔

”وقت سے قیمتی کچھ نہیں ہوتا “

”شاہ آپ نے مجھے تہجد کا نہیں کہا۔ “

ایرج نے بات بدلی.... نجانے کیوں اسے شومیز کی باتیں عجیب لگیں۔

”کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ جواب تم جانتی ہو... میں تمہیں وہ بتانا چاہتا تھا جو تم نہیں جانتی۔ “

ایرج کو خاصی خجالت محسوس ہوئی مطلب وہ جان گیا تھا کہ وہ اس کی ڈائری پڑھتی ہے۔

”خود کو جھکا دینے سے بڑی کوئی عاجزی نہیں.... خود کو جھکا لینے میں بہت سکون ہے۔ “

”شاہ آپ اتنے عاجز کیسے ہیں؟ “

”اذیت انسان کو عاجز بنا دیتی ہے۔ “

شومیز نے فوراً جواب دیا۔

”اذیت کیسے عاجز بناتی ہے؟ “

وہ آسمان پر چھا جانے والے بادلوں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

اذیت انسان کو خدا کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے... اور جب خدا کے سامنے جھکا جاتا ہے تو سمجھ آتی “

"انسان کے اختیار میں کچھ نہیں وہ تو غلام ہے اپنے رحمن کا... پھر خماری کیسی؟

لفظ جب ایرج کے ذہن میں آیا تھا..... "جب" مطلب زندگی میں ہر انسان کو کبھی نا کبھی تو خدا کے حضور لازمی جھکنا ہے کچھ دیر سے جھکتے تو کچھ جلد جھک جاتے ہیں۔

"شاہ اذیت کی آخری حد کیا ہے۔"

"دل میں کسی کو رکھتے ہوئے بھی اسے بھولنے کی کوشش اذیت کی آخری حد ہے۔"

ایرج پھیکا سا مسکرائی.... ان دونوں میں کتنی باتیں مشترکہ تھیں.... دونوں ہی بھولنے کی کوشش کر رہے تھے...... ایرج اس کو اور وہ کسی اور کو

"اپنا کام یاد ہے نا؟"

شومیز نے باتوں کا رخ کام کی طرف موڑا۔

"جی بہت اچھے سے...."

اس نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا.... اسے یاد تھا... وہ بس شومیز کی زندگی میں تب تک ہے جب تک اس کا کام نہیں ہو جاتا اس کے بعد دونوں کے راستے الگ تھے....

"ایرج بچے آپ تیار ہیں؟"

حسین شہزاد نے ایرج کے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا دروازہ کھلا تھا... اس لیے وہ سیدھا اندر ہی آ گئے.... ایرج سیاہ چادر سے خود کو لپیٹے ہوئے ایک ہاتھ میں سفید پرس پکڑے ہوئے پاؤں میں سادہ چپل پہنے ہوئے بالکل تیار تھی۔ لیکن حسین شہزاد کی نظروں نے اسے عجیب دیکھا۔

"بچے آپ جانتی ہیں نا آپ کس کام کے لیے جا رہی ہیں؟ پھر ایسے کپڑے کوئی آفیشل ڈریسنگ کر لیں۔"

ان کا اشارہ اس کی سیاہ چادر... سفید شلوار قمیض جس پر شیشے لگے تھے اور پاؤں میں سادہ چپل پر تھی۔

... ایرج نے ایک نظر خود کو دیکھا

"کیا ہوا ہے؟"

اس نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

"نہیں میرا مطلب... آپ ٹھیک لگ رہی ہیں لیکن جہاں ہم جا رہے ہیں وہاں بہت بڑے بڑے لوگ آئے ہونگے۔"

"ان بڑوں کا اصل بھی مٹی ہے اور میرا بھی.... میں اپنا اصل بھول نہیں سکتی میں گاوں کی لڑکی ہوں آج ہائی کلاس لوگوں میں جا کر اپنی اوقات بھول جاؤں؟ اور نامناسب کپڑے نہیں پہن سکتی۔"

"جی ٹھیک ہے....."

انہوں نے شانے اچکائے اور واپس مڑ گئے ایرج بھی ان کے ساتھ گھبراتے ہوئے قدم رکھنے لگی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

سیاہ چادر.... پاؤں میں سفید چپل.... ہاتھ میں سفید پرس..... سفید سوٹ.... کون تھی جو اتنے سادے سے لباس میں اتنے بڑے لوگوں کی محفل میں کھڑی تھی....

سجاد گیلانی نے اس لان میں قدم رکھا جہاں رات کے اندھیرے میں بتیوں اور قمقموں کی روشنیاں اس پارٹی کی زینت میں اضافہ کر رہی تھیں.... اس محفل میں بہت سے لوگ موجود تھے لیکن سب کی نظروں کا مرکز وہ نئی لڑکی تھی جو وہاں موجود تھی.... جو حسین شہزاد کے ساتھ کھڑی کسی اور سے مل رہی تھی سجاد گیلانی کی طرف اس کی کمر تھی....

مہمانوں کی ریفریشمنٹ کے لیے موسیقی کا انتظام کیا گیا تھا.... جو مدھم مدھم گا رہے تھے.... نصرت صاحب کے گانے کو کوئی اپنی سریلی آواز میں گا رہا تھا۔

"....پوچھ کالے بدلاں توں سینے وچ آگ لاگے لنگ گئیاں کئی برساتاں "

سجاد گیلانی اب مزید آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے اس کے قریب آ چکا تھا۔

"....پوچھ کالے بدلاں توں سینے وچ آگ لاگے لنگ گئیاں کئی برساتاں ""

اس نے ایک دم مڑ کر دیکھا تھا.... گندمی رنگت... تیکھے نقوش... سیاہ آنکھیں..... وہی تھی.... وہ وہی تھی.... وہ رجو تھی.... اس کو ایک لمحے کے لیے لگا تھا آسمان کے کالے بادل ایک دم سے برسنا شروع ہو گئے ہیں۔

ٹور گئے او سجناں نیندراں کھو کے جاگ کی کڈیاں راتاں.... آوی جاناستا.... واستا پیار دا اے روتاں "

"... سونیاں مڑ نہیں آنیاں

ایرج کی آنکھیں اس سے دوچار ہوئیں.... ایرج نے ایک دم اسے نظر انداز کرتے ہوئے دوسری طرف .... دیکھا

.... ایرج کو سجاد شاہ کی نظریں پریشان کر گئیں تھیں

شومیز نے کہا تھاوہ پارٹی پر اس کے ساتھ ہو گا لیکن وہ اب تک کیوں نہیں آیا تھا؟ کیا وجہ تھی؟ اس کا شومیز سے صبح کے بعد رابطہ بھی تو نہیں ہوا تھا.... اور وہ اتنی جلدی آ بھی نہیں سکتا تھا... اس نے آج ہی انا کو طلاق دینی تھی... اور وہ صبح ہی آ سکتا تھا... لیکن شومیز نے اس سے وعدہ کیا تھاوہ آجائے گا لیکن وہ نہیں آ سکا تھا.... مجبوری وہ جانتی تھی طلاق تو اس نے کل ہی دے دینی تھی پھر دیر کیوں کی وہ نہیں جانتی تھی۔

"... دل تینوں دے بیٹھی خاورے اسے لیے کرنا اے بے پروایاں "

ایرج کا دل چاہا وقت خود کو دہرائے اور شومیز گیلانی اسے دروازے سے آتا ہوا دکھائی دے لیکن اس دفعہ وہ نہیں آیا تھا... اسے یہاں لوگوں میں بہت عجیب محسوس ہو رہا تھا.... اور سجاد شاہ اسے ایسے کیوں دیکھ رہا تھا..... کیا وجہ تھی؟

سجاد قدم قدم اٹھا کر اس کے قریب آ رہا تھا..... ایرج ایک کونے میں کھڑی تھی... حسین شہزاد اس کے پاس اب نہیں تھا.... وہ اکیلی تھی... ایرج کا دل چاہا سب چھوڑ کر وہاں سے چل دے.... لیکن وہ ایسا نہیں ... کر سکتی تھی

"تم آ گئی واپس؟ "

.... ایرج نے اسے کہتے سنا... وہ اس کے نزدیک آچکا تھا

ایرج نے اسے ماتھے پر تیوری لاتے ہوئے دیکھا.... وہ اسے سجاد گیلانی محسوس نہیں ہوا تھا.... آنکھوں میں سرخ رنگ لئے وہ اسے تکے گیا.... اسے رہ رہ کر شومیز گیلانی پر غصہ آرہا تھا شاہ نے اسے کیوں نہیں بتایا کہ ... یہ بھی یہاں ہو گا

" .... ارے سجاد "

حسین شہزاد مسکراتے ہوئے ان کے طرف بڑھ رہے تھے... ایرج نے شکر کا کلمہ پڑھا... لیکن سجاد گیلانی .... اسے اب بھی گھور رہا تھا

"جانتے ہو یہ کون ہے؟ "

حسین شہزاد اب سجاد کو ایرج سے ملوانا چاہ رہے تھے جبکہ شاید وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔

" .... یہ "

اس سے پہلے کے سجاد کچھ بولتا حسین شہزاد خود ہی بول پڑے۔

"یہ سید کارپوریشن کی سی ای او ہیں.... مسٹر شومیز گیلانی کی وائف تمہاری بھابی۔ "

سجاد کو اپنی سماعتوں پر یقین نا آیا.... وہ جانتا تھا شومیز نے اس سے نکاح کیا ہو گا لیکن سی ای او؟ یہ سب کیا

تھا؟

ایرج ایک دم سیدھی ہوئی.... اس نے اپنی ساری ہمت جمع کرتے ہوئے اپنا تعارف خود کروانا چاہا۔
"جی میں ان کو جانتی ہوں... کیوں سجاد شاہ؟ لیکن یہ مجھے شاید نہیں جانتے میں مسسز شومیز گیلانی۔ "
اس نے پر اعتماد لہجے میں اپنا تعارف کروایا.... جبکہ سجاد گیلانی کو کوئی کہتا کہ وہ اپنا دل رجو کے لیے نکال کر
.....رکھ دے تو اسے اتنی تکلیف نا ہوتی جتنی ان الفاظ نے دی تھی

یہ لڑکی ہے شومیز گیلانی کی بیوی؟ اس کے کپڑے دیکھو اس کی پر سنلیٹی کو دیکھ کر لگتا تو نہیں اس کی بیوی "
"کوئی جاہل ہو گی

ایرج نے دو عورتوں کو تبصرہ کرتے سنا وہ اس لان میں سجے پنڈال سے باہر نکل رہی تھی جہاں کی روشنیوں میں اسے اپنا وجود حقیر معلوم ہو رہا تھا وہ بہت با اعتماد آئی تھی لیکن سجاد گیلانی کو ایک دم سے اپنے سامنے کھڑے پانا اور اس کی نظروں کی چبھن وہ محسوس کر سکتی تھی ایرج ان کی باتوں پر رکی انہیں نے اس کی رکتے قدم دیکھے تو اس کی گھورنا بند کیا جبکہ ایرج ان کی طرف بڑھی وہ اب اپنی باتوں میں محو ہو چکی تھیں۔
"کیسی ہیں آپ؟ "
ایرج نے اس عورت کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے کالے رنگ کی شیفون کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی آستینیں

بالکل عریاں تھیں۔

"ٹھیک ہوں۔ "

وہ ایک دم سے ایرج کی خود اعتمادی پر گڑبڑا گئی۔

میں نے سوچا آپ ان سے پوچھ رہی ہیں کہ کیا میں ہی شومیز گیلانی کی بیوی ہوں؟تو میں کیوں ناخود ہی بتا" دوں۔"

... ایرج نے خالص انگلش میں بولا تھا... ان دونوں عورتوں کے منہ کھلے رہ گئے

"جی صرف بیوی نہیں سید کارپوریشن کی اونر بھی ہوں "

ایرج نے صرف اتنا ہی کہا تھا اور وہ مڑی... وہ ان سے کبھی بات نا کرتی لیکن ان کی باتوں نے اسے روک لیا اب دل ہی دل میں وہ شومیز کو برا بھلا کہہ رہی تھی آخر کیا ضرورت تھی سب کچھ اس کے نام کرنے کی؟اب یہاں اس کے ساتھ بھی نہیں تھا جو کوئی جیسے مرضی چاہے اس کے خلاف بات کردے وہ کس کس کا منہ بند کرے گی۔

ایرج نے حسین شہزاد کو دیکھا جو ابھی تک کچھ لوگوں سے باتیں کر رہا تھا اس کھلے لان میں تیز ہوا چل رہی تھی۔ایرج کی نظر ساتھ کھڑے سجاد گیلانی پر پڑی جو اب تک اسے ہی دیکھ رہا تھا... ایرج بے بسی سے دوسری طرف دیکھنے لگی اس کا بس نہیں چل رہا تھا سجاد گیلانی کی آنکھیں نکال لے جس طرح وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

شرم بھی نہیں ہے اس شاہ کو... مانا کہ اس کو نہیں پتا تھا کہ میں شومیز کی بیوی ہوں پر اب تو پتا چل گیا نا پھر "

"بھی عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہا۔

ایرج کو اب کوفت ہو رہی تھی... ایرج ابھی ایک طرف ہی کھڑی تھی کہ اس کے پاس ایک نوجوان آکر کھڑا ہوا۔

"!ہائے "

ایرج کے سامنے اس نے ہاتھ کیا پینتیس سالہ وہ نوجوان ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے دوسرا ایرج کے آگے کیے کھڑا تھا۔

"جی؟ "

ایرج نے ہاتھ ملائے بغیر پوچھا لہجہ اس نے پھر سے پر اعتماد کر لیا تھا اس نے اپنا ہاتھ خاصی شرمندگی سے پیچھے کیا جبکہ ڈھیٹ بن کر وہیں کھڑا رہا۔

"شومیز گیلانی کی بیوی ہو؟ "

"جی کوئی شک؟ "

ایرج نے دوٹوک لہجے میں جواب کے بدلے میں سوال کیا۔

"نہیں کوئی شک نہیں "

اس نے خباثت سے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

ایرج خود ہی اس کے سامنے سے ہٹ گئی... سر جھٹکتے ہوئے اس نے واپس مڑ کر اس شخص کو دیکھا جو ابھی تک اسے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

ایرج حسین شہزاد کے پاس گئی سجاد بھی ادھر ہی تھا اس نے محسوس کیا تھا کہ وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا لیکن اس نے نظر انداز کرنا مناسب سمجھا۔

"میں گھر جانا چاہتی ہوں آپ مجھے بھیجوا دیں۔"

ایرج نے حسین شہزاد سے کہا۔

"ابھی چلتے ہیں چلو آؤ تمہیں مسٹر عباس سے ملواتا ہوں پاکستان کے جانے مانے بزنس مین ہیں۔"

ایرج اب انہیں کچھ نا کہہ سکی البتہ اس نے سجاد کو وہاں سے جاتے ہوئے ضرور دیکھا تھا۔

سجاد سیدھا اسی نوجوان کے پاس گیا تھا جو ایرج کے پاس آیا تھا وہ چند مزید لوگوں کے ساتھ باتیں کرنے میں مشغول تھا۔

"ایکسوز می۔"

سجاد نے دوسروں کو کہا جو اس سے باتیں کر رہے تھے ہاتھ میں جوس کے گلاس تھے وہ دونوں ہی مسکراتے ہوئے ایک طرف ہو گئے تھے۔

"اوہ ہو سجاد گیلانی بزنس کی دنیا میں قدم رکھنے والا نیا کھلاڑی۔"

اس نے محظوظ سے انداز میں کہا سجاد کے ماتھے پر بل پڑے۔

"اس سے دور رہو۔ "

سجاد کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا اس نے ایک ایک لفظ دانت پیستے ہوئے ادا کیا۔

"کس نے ؟ "

.... اس کے چہرے پر ابھی بھی مسکراہٹ تھی

"اوہ... شومیز گیلانی کی بیوی سے ؟ "

اس شخص نے دوبارہ دور کھڑی ایرج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری طرف دیکھ کر بات کرو۔ "

سجاد نے غصے پر ضبط رکھتے ہوئے کہا۔

ویسے جہاں تک مجھے انفارمیشن ملی ہے یہ شومیز گیلانی کی بیوی ہے میرے اسے دیکھنے سے تمہیں کیوں "

"تکلیف ہو رہی ہے ؟

اس نے معنی خیز نگاہوں سے سجاد گیلانی کو دیکھا۔

اپنی بکواس اپنے پاس رکھو... اور تمہارا کردار کیسا ہے یہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے تو اسے دیکھنے کی بھی "

"جرات کی تو آنکھیں نکال کر ہاتھ میں دے دوں گا یاد رکھنا۔

سجاد اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا جس کے چہرے کی مسکراہٹ اور بھی گہری ہوتی جا رہی تھی۔

تمہیں کیا لگتا ہے ؟ ایک بزنس مین اپنی بیوی کو بزنس میں کیوں لاتا ہے ؟ تاکہ وہ مزید کامیابی حاصل کر "

"سکے سمجھ تو تم گئے ہو گے ؟

اس سے پہلے کہ سجاد کچھ اور کہتا وہ وہاں سے مسکراتے ہوئے چل دیا.... سجاد نے ایک نظر دور کھڑی ایرج پر ڈالی جس کا کسی سے تعارف کروایا جا رہا تھا۔

کل کی خبر اخباروں کی زینت بن چکی تھی ہر جگہ چھپ چکا تھا کہ سید شومیز گیلانی نے اپنی بیوی کے نام سب کچھ کر دیا ہے بزنس کی دنیا میں یہ کوئی چھوٹی خبر نہیں تھی... ایرج کو کالز پر کالز موصول ہو رہی تھیں... یہ شومیز کا ہی نمبر تھا... کوئی ایرج کی آواز سن کر اسے مبارک دے رہا تھا اور کوئی حیرت ظاہر کر رہا تھا ایک چیز تھی جو اسے مسلسل پریشان کر رہی تھی اور وہ تھی کہ شومیز نے اب تک اس سے رابطہ نہیں کیا تھا لیکن کیوں ؟

ایرج بہت اداس سا محسوس کر رہی تھی کل سے شومیز سے بات نہیں ہوئی تھی... ایرج کا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا تھا۔

"آجاو۔ "

اس نے اجازت دی تو شاہینہ کی ملازمہ دروازے پر کھڑی تھی۔

"آپ کو بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں ناشتہ کر لیں۔ "

.... ایرج نے سر ہلا دیا

"آپ کی شاہ سے بات ہوئی؟ "

اس نے حسین شہزاد کو دیکھا شاہینہ نے بھی جواب طلب نظروں سے اسے دیکھا جس نے نفعی میں سر ہلایا

...اور املیٹ کانٹے کی مدد سے منہ میں ڈالا

"کل سجاد بھی تھا پارٹی میں؟ "

شاہینہ نے سوال کیا شاہینہ کا انداز ایرج کو مشکوک کر رہا تھا۔

"جی تھے سجاد شاہ "

اس نے ہامی بھری۔

"اس نے تمہیں کچھ کہا نہیں؟ "

....ان کی آنکھوں میں حیرت نمایاں تھی

"نہیں۔ "

ایرج نے عام سے انداز میں جواب دیا.... جبکہ ایک لمحہ اور نہیں گزرا تھا انہیں ہال میں سے آوازیں آنا ... محسوس ہو گئیں

"کہاں ہے وہ لڑکی؟ کہاں چھپا کر رکھا اس کو تم لوگوں نے؟ "

.... یہ آواز شناور شاہ کی تھی.... ایرج تو ایک دم ڈر گئی... شاہینہ کا ہاتھ بھی رکا تھا

"بھائی جان؟ "

"ممکن تھا کہ وہ آئیں گے خیر چلو دیکھتے ہیں۔ "

حسین شہزاد نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا.... اور اٹھ گئے ان کے انداز سے واضح تھا کہ وہ جانتے ہیں یہ آئیں گے ....ردابیگم بھی اس طرح یہ سب دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی

"کیا ہوا بھائی صاحب؟ "

حسین شہزاد نے ہال میں قدم رکھتے کہا.... وہاں وہ اکیلے موجود نہیں تھے سجاد گیلانی علی گیلانی بھی موجود تھا.... اور عمارہ بھی ساتھ ہی تھی.... سجاد ایک طرف ہاتھ باندھے کسی تماشائی کی طرح کھڑا ہو گیا تھا شناور شاہ کا غصہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا۔

ایرج آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی باہر آئی تھی.... ہاتھوں کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے وہ یقیناً بہت گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی....

"یہ رہی وہ بدذات لڑکی.... "

عمارہ اس کی جانب بڑھی تھی.... اس کا ہاتھ تھام لیا تھا.... ایرج نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا....

"آپ مجھے گالی نہیں دے سکتیں.... "

"بکواس بند کرو.... "

شناور شاہ چلائے تھے....

"ایک غلام ہمارے گھر کی بہو کبھی نہیں ہو سکتی کہاں ہے شومیز؟ "

علی شاہ چلائے تھے.... ایرج نے ایک لمحے کے لیے سر اٹھا کر علی شاہ کو دیکھا تھا۔

"غلام؟ "

.... اس نے حیرت کے الفاظ دہرائے

" میں سجاد کو غلط کہہ رہا تھا.... تم حسین شہزاد تم شومیز کے ساتھ ملے ہوئے تھے یہ شاہینہ کا رشتہ یہ سب یہ بھی... میرا اپنا خون مجھ پر وار کرتا رہا مجھے اندازہ تک نا ہوا۔"

ایرج کی دنیا تو غلام لفظ میں ہی قید ہو گئی.... وہ غلام کیسی غلام کس کی غلام؟

"میں کسی کی غلام نہیں ہوں.... میں شومیز گیلانی کی بیوی ہوں۔ "

اس نے خود کو کہتے پایا تھا.... اس آواز ان سب سے بھی اونچی تھی.... لیکن وہ اپنی آواز سن نہیں پا رہی تھی ....

"تم سجاد کی غلام ہو سنا تم نے۔ "

..... ایرج کو عمارہ نے کہا تھا

" جھوٹ بول رہی آپ.... میں کسی کی غلام نہیں ہوں میں صرف شومیز گیلانی کی بیوی ہوں سنا آپ نے.... "

.... اس نے اونچی آواز میں کہا تھا

...... اتنی دیر میں حسین شہزاد کا موبائل بجنے لگا

انہوں نے موبائل اٹھالیا تھا.... مخالف نے کچھ کہا تھا... ان کے چہرے کے تاثرات سب جان سکتے تھے.... ..... کیا ہوا تھا... انہوں نے موبائل رکھ دیا تھا

"شومیز گیلانی نہیں رہا"

اس نے اس آواز کو اپنے کانوں سے سنا تھا۔

"کیا بکواس ہے یہ؟ شومیز؟ شاہ؟۔"

رجو نے نفعی میں سر ہلاتے ہوئے کہا تھا آنکھوں میں بے یقینی لیے وہ سامنے خبر دینے والے کو دیکھ رہی تھی اسے رونے کی آوازیں آرہی تھیں لیکن اس کا دماغ کام کرنا بند کر چکا تھا.... ایرج نے وہاں کھڑے سب ہی نفوس کو روتے پایا تھا.... لیکن... شاہ نے تو وعدہ کیا تھا وہ آئے گا اس نے وعدہ کیا تھا پھر کیسے؟

"آپ مذاق کر رہے ہیں نا؟"

رجو نے حسین شہزاد کو دوبارہ دیکھا آنکھوں میں آنسو کانپتے ہاتھ چہرے پر مسکراہٹ جیسے امید ہو کہ حسین شہزاد کہے گا کہ بچے میں تو تم سے مذاق کر رہا ہوں وہ ایرج کا جواب دینے کی بجائے افسوس سے صوفے پر بیٹھ گئے تھے.... اس نے استانی جی کو روتے دیکھا.... شومیز کی چچی کی بھی آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے.... شومیز کے والد ان کو دیکھنے کی اس کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی.... اسے لگ رہا تھا جیسے اسے آسمان سے لا کر زمین پر لا کر پٹخ دیا ہو اور کہا جا رہا ہو یہ ہے تمہاری اوقات رجو.... یہ ہو تم.... جس کی زندگی میں سکون کہیں

نہیں لکھا جس کو اپنے عشق سے جدا ہونا ہی تھا اسے اس شخص سے جدا ہونا ہی تھا... وہ زندہ رہتا تو طلاق لے کر اور اب.......

اس نے سب کو روتا پایا لیکن اس کا وجود وہ کیا تھا؟ شومیز گیلانی کی بیوی؟ بیوہ؟ یا سجاد گیلانی کی غلام؟ جس سے شومیز نے نکاح کر لیا تھا؟

ایک دم سے ماحول بدل گیا تھا.... وہاں غصہ کی جگہ سب رو رہے تھے.... اس نے تو اپنی دنیا ختم ہوتی محسوس پائی تھی... وہ زمین پر گر چکی تھی... وہ گر ہی تو گئی تھی.... اس کا دل چاہ رہا تھا بالوں کو نوچ ڈالے.... اس کے سر میں خاک ڈال دی جائے..... اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ کچھ نہیں جانتی تھی.... شاہینہ اس کے پاس آئی تھی...

"بس میری بچی صبر کرو...."

وہ خود رو رہی تھیں... لیکن اسے تسلی دے رہی تھیں..... اس نے سب کو ادھر سے ادھر جاتے محسوس کیا تھا....

اس کو عمارہ حویلی لے جا رہی تھی.... اب اس کو کہیں بھی لے جاتے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا.....

سامنے سفید شرٹ اور سفید جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

" .....رب کا خوف کریں شاہ صاحب مجھے ایسے نہ گھورں میں نے کچھ کہا ہی نہیں "

وہ سفید رنگت سیاہ کالی آنکھوں والا پچیس سالہ نوجوان اب اسے نا سمجھی سے دیکھ رہا تھا تیکھا ناک، خوبصورت ہونٹ سیاہ بال جو کہ سٹائلش سے کٹ ہوئے ہوئے تھے۔ قد تقریباً چھ فٹ چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی نا سمجھی جے تاثرات لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"? what are u saying"

("تم کیا کہہ رہی ہو؟)

اس نے انگلش میں سوال کیا۔

"رب تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے شاہ نو اردو نہیں آتی نہیں تو رجو آج تیرا قتل ابا نے ہی کرنا تھا۔ "

وہ اس کے سامنے کھڑے کھڑے ہی اللہ کا شکر ادا کرنے لگی ہاتھ میں صفائی والا کپڑا پکڑا ہوا تھا اب وہ بس وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی۔

" اچھا شاہ صاحب میں جاتی ہوں.... آپ اپنے کمرے میں انجوئے کریں۔۔۔۔ "

وہ تیز تیز بولتی وہاں سے نکل آئی۔

" ....رجو آج تو تیرے بال بال بچے بچ گئے ہیں "

اس نے کمرے میں دوبارہ جھانکتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا اب وہ اپنی الماری کھول چکا تھا۔

ایرج اس کے کمرے میں کھڑی تھی وہ وہیں الماری کے پاس کھڑا تھا..... شومیز کا سوئم کا ختم ہو چکا تھا....وہ

نہیں جانتی تھی اس کو کس نے کیا کیا کہا تھا؟اس نے کسی کی کوئی بات شاید سنی ہی نہیں تھی.....یا سن کر بھی .....اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا

ایک دفعہ واپس آجاو مجھے ایک دفعہ بتا جاؤ اتنے اچھے کیوں تھے؟کیوں میری خاطر اپنے خاندان والوں "
" سے دشمنی مول لی تھی؟

ایرج ایک دم سے بلک بلک رونے لگی تھی....اس نے اس کمرے میں شومیز کی خوشبو محسوس کی تھی....
....یہی اس نے پہلی دفعہ اسے دیکھا تھا

"کیوں آئے تھے میری زندگی میں؟ "

....وہ اسی چھوٹے بچے کی تصویر کے پاس آچکی تھی

مجھے چوڑیاں بھی تولا کر دینی تھیں.... آجاوناواپس ایک بات پھر سے مجھے چوڑیاں بھیج دو....میں واپس "
نہیں کرتی وعدہ کرتی ہوں اب گھڑا اٹوٹنے پر لڑتی بھی نہیں....ایڈ نبرا کا گھر ہم دونوں کا انتظار کر رہا ہے آجاو
" ....نا

...وہ کسی بچے کی طرح اس بچے کی تصویر سے ضد لگا رہی تھی

" .... آپ آئیں گے ناتو ہم وہ محل بھی تو دیکھنا....ابھی ہم وہاں بھی تو نہیں گئے تھے "

....اس نے خود کو زمین پر گرا لیا تھا.....وہ فرش پر بیٹھ گئی تھی

میں اس حویلی کی غلام تھی.... آپ نے مجھے اپنی زندگی میں بیوی کی جگہ دی....اور اب پھر سے مجھے چھوڑ "

"گئے ہیں؟

.....وہ روتے روتے سائیڈ ٹیبل کے ساتھ لگ چکی تھی

تین دن تین سے اس نے کسی سے بات نہیں کی تھی....اس حویلی کی دیواریں اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھیں....اس کی سیاہ آنکھیں.... سفید رنگت....ایرج بے ہوش ہو چکی تھی... تین دن سے پانی کے سوا

....اس کے حلق میں کچھ نہیں گیا تھا

....شاہینہ نے شومیز کے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھا تو اندر آئی....بیڈ کے پاس اس کو ایک بے ہوش وجود ملا

ایرج نے آنکھیں کھولیں تو اس نے خود کو اسی کے کمرے میں موجود پایا تھا جہاں اسے آنے کی اس نے کھلی

....اجازت دی تھی

"....آئندہ.... کمرے میں آنے کی اجازت کی ضرورت نہیں جب دل چاہے آجایا کرنا "

....شاہینہ اس کے سامنے کھڑی تھی

مجھے لے جائیں یہاں سے....وہ یہی کہیں ہیں....مجھے ان کی اجازت چاہیے اس کمرے میں آنے کے "

"....لیے

اس نے روتے ہوئے شاہینہ کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے....اٹھتے ساتھ اس کی آنکھوں نے برسات

..شروع کردی تھی

"ایرج بیٹا تم بہت کمزور ہو گئی ہو... کچھ کھالو۔ "

شاہینہ نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے چالوں کا چمچ اس کے منہ کے آگے کیا جس کو اس نے ایک طرف کرُ دیا۔

نہیں کھانا مجھے.... آپ جانتی ہیں شاہ میرے لیے اپنے ہاتھ سے کھانا بناتا تھا ہم ساتھ بیٹھ کر کھاتے " تھے.... ہم بہت خوش تھے.... وہ میرے ساتھ چائے پیتے تھے.... مجھے ان کے ساتھ ایڈنبرا کے سرد "شاموں میں بیٹھ چائے پینی کیا آپ پلا سکتی ہیں؟

....اس نے شاہینہ کو لاجواب کر دیا تھا

"ایرج میں تمہارا غم سمجھ سکتی ہوں۔ "

" .... نہیں سمجھ سکتیں... کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا "

....ایرج اب اٹھ کر بیٹھ گئی تھی.... شاہینہ کے چہرے پر بے بسی وہ دیکھ رہی تھی

"دیکھنا وقت سب ٹھیک کر دے گا آہستہ آہستہ تم سب بھول جاؤ گی۔ "

آپ جانتی انہوں نے مجھ سے آخری بات کیا کی تھی؟ انہوں نے کہا تھا دل میں کسی کو رکھتے ہوئے بھی " میں کہتی ہوں نہیں... جو دل میں ہو وہ کبھی بھول ہی .... بھولنے کی کوشش کرنا اذیت کی آخری حد ہے "نہیں سکتے.... وقت آگے بڑھ جاتا انسان وہی کھڑا رہتا اذیت کی آخری حد کسی کو پا کر کھو دینا ہوتی ہے۔

اسے اپنے اندر آگ کے شعلے جلتے محسوس ہو رہے تھے.... اس نے شاہینہ کی گود میں سر رکھ دیا تھا..... وہ بس رونا چاہتی تھی...

"کب تک روگی میری بچی؟ "

" جب تک آخری سانس ہے...."

شاہینہ اس کی بے بسی کو محسوس کر سکتی تھی.... وہ آزاد ہو کر بھی قید ہو گئی تھی....

آپ کہتی تھیں نا جس کہ جو اس قابل ہو گا جس کو سر اٹھا کر دیکھا جائے وہ ان جیسا نہیں ہو گا استانی جی "

" میرے شاہ ویسے ہی تھے....

اس کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا.... شاہینہ نے اسے پانی کے ساتھ نیند کی گولی دی تھی.... جس کے زیر اثر وہ نیند کے آغوش میں جا چکی تھی....

شاہینہ باہر نکلی تو اسے حسین شہزاد کھڑے ہوئے ملے تھے....

"کچھ کھایا اس نے؟ "

"نہیں "

شاہینہ نے افسوس سے کہا تھا....

"پتا چلا شومیز کا قتل کس نے کیا؟ "

"پتا چل بھی جائے تو تمہارے بھائی اس کو کچھ نہیں کہیں گے۔ "

شاہینہ کو اس کے منہ سے یہ بات سن کر حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔

"کیا مطلب؟"

"....میں سو فیصد یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں یہ کام تمہارے چھوٹے بھتیجے کا ہے"

.... حسین شہزاد کی بات پر شاہینہ کو یقین نا آیا

"وہ اتنا گھٹیا نہیں ہو سکتا۔"

....شاہینہ نے جواب دیا

"ٹھیک ہے... مت مانو۔"

.... حسین شہزاد نے شانے اچکائے

"اس کو ساتھ لے چلیں؟"

.....انہیں نے کمرے کی طرف اشارہ کیا وہ ایرج کا کہہ رہے تھے

"نہیں اس کی عدت ہے کیسے لے جا سکتے ہیں؟"

"ٹھیک ہے.... ویسے بھی تمہارے بھائی اس کو اب کچھ نہیں کہتے شومیز کی جائیداد کی مالک ہے۔"

.... حسین شہزاد نے جیسے مذاق اڑایا تھا

"....بس کریں حسین میرے بھائی اتنے بھی نہیں گرے ہوئے"

"....اندازہ ہو جائے گا تمہیں"

.......وہ بس یہ کہہ کر چل دیے.... شاید وہ شاہینہ سے بحث میں پڑنا ہی نہیں چاہتے تھے

ایک ہفتہ گزر چکا تھا.... ایرج شومیز کے کمرے میں ہی تھی... کبھی روتی تو کبھی اس کی یادوں کو یاد کر کے ہنسنے لگتی.....وہ اس کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی... کھانا اسے وہی دے دیا جاتا تھا.... ایرج کا سامان اس کے بیگز میں ہی تھا... وہ بھلا اس کی الماری سے کپڑے کیسے ہٹا سکتی تھی؟ جہاں وہ خود جوڑتی تھی؟

ایرج اٹھ کر اس کی الماری کے پاس آئی.... الماری کے لاک تو کھول دیے گئے تھے لیکن اس نے آج ہمت کی تھی.... اس کپڑے ویسے ہی نفاست کے ساتھ وہاں کھڑے تھے.... ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر تھی.... لیکن .....ایک چیز اس کی نظر سے گزری.... یہ دوسری دفعہ گزر رہی تھی

.....لال رنگ کی ڈائری

یہ تو شاہ کی ڈائری تھی.... یہ تو وہی تھی جو اس نے ایڈنبرا دیکھی تھی لیکن تب اسے پڑھنا نہیں آتا تھا....

باہر اسے بادل کے گرجنے کی آواز آئی تھی.... اس نے کھڑکی جی جانب دیکھا جہاں سے ٹپ ٹپ پانی کی .....بوندوں کی گرنے کی آواز آرہی تھی

.....اس نے پھر سے اس ڈائری کو دیکھا.... لال ڈائری

.....وہ اٹھا کر بیڈ پر لے آئی تھی

....پہلا صفحہ کھولا

"Shomaiz Gillani mystery "

.....وہی الفاظ تھے

کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے کوئی لڑکی تصویر صاف کرتی نظر آئی تھی کمر پر پراندہ تھا ہاتھ میں صفائی والا کپڑا تھا تیزی سے اس تصویر پر مارتے ہوئے خود سے ناآشناسی زبان میں کچھ کہہ رہی تھی.... شومیز اسے بغور دیکھنے لگا.... دلچسپی سے اس نے جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈال لیے... کل سے وہ واپس آیا تھا یہاں کی اسے کوئی چیز نہیں اچھی لگی تھی پانچ سال کا دھوکا ایک لمحے میں بھولا بھی تو نہیں جا سکتا تھا.... وہ ایک دم مڑی تھی..... گندمی رنگت.... تیکھا ناک.... سیاہ آنکھیں.... گھبرایا ہوا چہرا..... ایک دم تیز تیز بولتی .....ہوئی وہ اس کے سامنے آ کھڑی تھی..... شومیز کو اس کے ایک لفظ کی سمجھ نا آئی

"کیا کہہ رہی ہو؟ "

شومیز نے اس سے انگریزی میں پوچھا وہ بھی کتنا پاگل تھا اسے جس کی سمجھ نہیں آرہی تھی اس کی سمجھ اسے ....کیسے آتی

وہ لڑکی خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے باہر جا رہی تھی... اس نے اس کے ہاتھوں کی اشارے دیکھے تھے....

شومیز سر جھٹک کر اپنی الماری کی جانب چل دیا تھا... اسے سجاد کے ساتھ جانا تھا بابا جان نے کہا تھا کہ کھیت ...دیکھ آئے سجاد اسے سب سمجھا دے گا اس لیے وہ نہا کر کپڑے بدلنے آیا تھا

وہ جو کل سے سنجیدہ تھا اور حویلی میں تقریباً اسے سارے ہی سنجیدہ لگے تھے پر یہ لڑکی.... خود سے باتیں کرنے والی لڑکی.... کتنی خوبصورت تھی.... اور آج وہ اپنے اتنے غم بھلا کر اس کے انداز پر خود سے مسکرایا تھا.... اتنے دن سے وہ مسکرانے والی عادت تو بھول ہی چکا تھا.....

نہانے کے بعد جب وہ سجاد کے ساتھ کھیتوں میں گیا تو اس لڑکی کو بالکل بھول چکا تھا.... اس کے ذہن سے ہی نکل گیا تھا... کہ کوئی اسے ایسی ملی تھی لیکن ایک بار پھر اس نے شومیز کی توجہ مرکز اپنی جانب کر لیا تھا وہ دیوار پر چڑھ رہی تھی....

کوئی ایسے کیسے دیوار پر چڑھ سکتا ہے؟ شومیز اب تو واقعی حیران رہ گیا تھا.... اس نے سجاد سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا اس نے اسے اس کا نام نہیں بتایا بس یہی بتایا کہ وہ عجیب ہے.... وہی کالا لباس گندمی رنگت..... گھبرایا ہوا چہرہ.... بڑی بڑی آنکھوں میں سرما..... کالا پراندہ.... شومیز جب سے سونے کے لیے لیٹا تھا اس کے ذہن میں وہی چہرہ گردش کر رہا.....

"نجانے کیا بول رہی تھی خود سے لیکن جو بھی کہہ رہی تھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ "

اس نے دل میں سوچا۔

"اس کا نام کیا ہو گا؟ لیکن اس کو تو انگلش آتی ہی نہیں اس سے کیسے پوچھوں گا؟ "

شومیز کو نیند نہیں آرہی تھی اس لیے بس وہ اسی لڑکی کو سوچوں میں گم تھا۔

"صبح ڈیری فارم پر جا کر پتا کروں گا۔ "

....اس نے دل میں سوچا

"لیکن اگر وہاں بھی کسی کو میری سمجھ نہ آئی تو؟ لیکن پتا ضرور کروں گا۔"

شومیز ساری رات اسی گندمی رنگت والی کی سیاہ آنکھوں میں کھویا رہا تھا.....وہ جو اتنے دن سے سو نہیں سکا تھا....اناکا بھیانک چہرا.....وہ بھی تو معصوم لگتی تھی لیکن وہ معصوم تھی نہیں وہ بھی ایسی ہی تھی

"یہ بھی ویسی ہی ہو گی....اور میں کیوں بار بار اس کا سوچ رہا ہوں۔"

اس نے اپنی سوچوں کو ختم کرنا چاہا...منہ پر تکیہ رکھ لیا کہ نیند آجائے لیکن بار بار وہ آنکھوں کے سامنے آرہی تھی.....شومیز کو لگا تھا شاید وہ اس کی آنکھوں سے اب کبھی باہر نکل ہی نہیں سکے گا....ایسے جیسے کسی کو بند کمرے میں ڈال کر اس کی چابی گم کر دی جائے....لیکن ایک بار پھر سے وہ کسی کی آنکھوں میں قید نہیں ہونا چاہتا تھا....ایک بار پھر سے وہ دھوکا نہیں کھانا چاہتا تھا.....انہی سوچوں میں کب صبح ہوئی اسے معلوم ہی نا ہوا کتنے دنوں سے وہ انا کی بے وفائی کو یاد کرتے کرتے سو ہی نہیں پاتا تھا....اور آج وہ اس لڑکی کا سوچتے سوچتے سو نہیں پایا تھا....

اٹھا اور جوگنگ پر جانے لگا....وہ یہ سوچ کر نکلا تھا کہ اس لڑکی کا اس نے پتا نہیں کرنا لیکن قدم اور قسمت اسے ڈیری فارم کی جانب ہی لے کر جا رہے تھے....وہ نا چاہتے ہوئے بھی قسمت کے اشارے پر ناچتا ہوا وہاں پہنچ گیا تھا....وہاں اسے چند لوگ کھڑے ہوئے ملے تھے...."ارے دیکھو دیکھو شومیز شاہ کھوپہ آئیں ہیں صاف کرسی لاؤ...."

تین چار نوکر کرسی لینے کے لیے بھاگے تھے... شومیز گاڑی پر نہیں آیا تھا جیسا کہ دوسرے پیر آتے تھے...

وہ پیدل آیا تھا شاید وہ جوکنگ کرتا کرتا صبح صبح وہاں تک آ گیا تھا۔

دونوکر وہاں بھینس کا دودھ دوہنے میں مصروف تھے۔

"شاہ صاحب یہاں آ کر بیٹھے۔"

ایک نوکر صاف کرسی لے کر آیا تھا شومیز کا سانس ابھی تک پھولا ہوا تھا اس نے ٹریک سوٹ پہنا ہوا تھا یقنا

وہ جوکنگ کرتا ہوا ادھر آیا تھا۔

"نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

اس نے انگلیش میں کہا۔

"ہیں جی؟"

سب نے بے ساختہ ناسمجھی سے اسے دیکھا تو اسے یاد آیا یہاں اس کی سمجھ کسی کو نہیں آنے والی۔ پھر اس نے نفعی میں سر ہلا دیا۔

"......اچھا اچھا پیر جی کہہ رہے ہیں کہ ان کو نہیں بیٹھنا"

ایک لڑکا بولا تھا جس کی عمر کم سے کم ستارہ سال دیکھائی دیتی تھی وہ نوجوان دیکھائی دیتا تھا جب وہاں سے کرسی ہٹا کی گئی تو شومیز کو تھوڑا سکون ملا کہ کوئی تو اس کو وہاں سمجھ سکتا تھا۔

"شاہ صاحب کیا چاہیے آپ کو؟"

ان میں سے ایک نے پوچھا.... جس کی شومیز کو بلکل سمجھ نہ آئی.... لیکن وہ جس مقصد کے لیے آیا تھا اسے بس وہی پورا کرنا تھا اس کو اس لڑکی کا نام جاننا تھا اس کو اس کے والد کا نام یاد تھا.... کل اس کو سجاد نے بتایا تھا۔

"رشید صاحب کی بیٹی کا نام کیا ہے؟ "

جس روانی میں شومیز بول رہا تھا ان میں سے کسی کو بھی سمجھ نہ آئی اور وہ سب اسے بس گھورتے گئے جسے وہ کوئی روداد یا کوئی ڈرانی کہانی سنا رہا ہو.... لیکن پھر شومیز کو اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ بہت جلدی جلدی انگریزی بول رہا تھا جس کی وجہ سے ان سب میں سے کسی کو کوئی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ اب اس نے ایک ایک لفظ ادا کرنا شروع کیے۔

"رشید...... صاحب...... کی..... بیٹی..... کا.... نام.... کیا ہے؟ "

اب کی بار انہیں رشید کے علاوہ کچھ سمجھ نا آیا اب سب اپنے اپنے تکے لگانے لگے۔

"...شاہ جی کہہ رہے ہیں کہ شیدا کدھر ہے "

ایک نے کہا۔

" ... نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ شیدے کو بلا کر لاؤ "

شومیز تو انہیں دیکھے ہی جارہا تھا نجانے وہ کیا کہہ رہے تھے۔

"نہیں شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ شیدا کدھر رہتا ہے؟ "

ان میں سے ایک نے کہا.... لیکن شومیز کو اندازہ ہو چکا ہے وہ بہت غلط لوگوں سے پوچھ رہا ہے.... اب اس نے مزید یہی کہا کہ

" .....کچھ نہیں... اور واپس مڑ گیا "

لیکن ان لوگوں کے تو ہوش اڑ گئے

" ....شاہ صاحب ناراض ہو کر جا رہے ہیں اب تم سب لوگوں کی نوکری گئی "

ایک آدمی جو پیچھے کھڑا تھا اس نے ہاتھ میں دودھ کا برتن پکڑے ہو تبصرہ کیا۔

"شاہ صاحب کے چہرے سے تو نہیں لگ رہا تھا اب نجانے کیا ہو گا۔ "

ایک پریشانی کی حالت میں کہہ رہا تھا جبکہ شومیز جوکنگ کرتے ہوئے دور تک جا چکا تھا۔

"آج بھی اس کا نام نہیں پتا لگا وہ ہو گی کہاں؟ یہاں تو نہیں ملی؟ "

اس نے دل میں سوچا کانوں میں اس نے ائیر پوڈز لگائے ہوئے تھے۔

" ....پتا تو میں لگا لوں گا "

.....اس نے دل میں سوچا

وہ کانوں میں قرآن پاک کی تلاوت سنتے ہوئے واپس آ گیا تھا..... گھر آیا تو بھی وہ لڑکی اسے وہاں نہیں ملی تھی .....

.....اس کو بابا جان نے بلایا تھا

" جی بابا جان ؟ "

..... شومیز نے ان کے کمرے میں داخل ہوتے ساتھ بہت ادب سے پوچھا تھا

"تم جب سے واپس آئے ہو کہیں باہر نہیں گئے۔ "

....شناور شاہ اس کا اترا ہوا چہرا دیکھ سکتے تھے....وہ جب سے آیا تھا کسی پریشانی میں لاحق تھا

"جی موقع ہی نہیں ملا۔ "

..... شومیز نے سرسری سا کہا

ٹھیک ہے.... آج شام کو تم لوگ ٹیوب ویل پہ نہا آنا... آب وہوا بدلی ہے شاید اس وجہ سے تم پریشان "

"سے ہو۔

وہ انہیں بتانا چاہتا تھا کہ بابا جان یہ آب وہوا کے بدلنے کی وجہ سے نہیں ہے یہ تو زندگی کے تلخ پہلو کھلنے کی وجہ سے ہے.... آپ مجھ سے پوچھیں نا بیٹا تم نے اتنے دن کیسے گزارے؟ کیا تمہیں ہماری ضرورت محسوس ہوئی؟ کیا کبھی تمہارا اکیلے پن سے دل گھبرایا؟ کیا تمہیں وہاں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ لیکن انہیں نے ایسا

.....کچھ نہیں پوچھا تھا... شومیز نے محض سر ہلا دیا

اس کے آنے پر سب خوش تھے..... لیکن کوئی اس سے گزرے ماہ وسال کے بارے میں نہیں پوچھتا تھا....
کیا کسی کو کوئی فکر نہیں تھی؟ کیا کسی کو کوئی پرواہ نہیں تھی؟ وہ اپنی تکلیف ان پر کبھی آشنا نا ہونے دیتا لیکن

....اس سے پوچھا تو جاتا..... لیکن یہاں سب اپنی زندگیوں میں مصروف تھے

شومیز جب کمرے میں داخل ہونے لگا تھا تو وہی رات والی لڑکی باہر نکل رہی تھی.... ایک دم سے اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی....

شومیز نے اس سے اس کا نام پوچھا..... اس لڑکی کے چہرے کی خوشی اس نے اس کے چہرے پر دیکھی تھی.... شومیز اسے اشارے سے سمجھانا چاہ رہا تھا.... لیکن سمجھا نہیں سکا تھا... پھر اس نے اس کا نام پوچھا....

وہ فوراسے بولنے لگی تھی....

اس نے انگلش میں اپنا نام بتایا شومیز کو سن کر خوشی ہوئی... کہ اس کو انگلش آتی تھی.... لیکن اگلے ہی لمحے جب شومیز نے اسے دوبارہ دوسرا سوال پوچھا کہ تمہیں انگریزی آتی تو وہ چپ سی ہو گئی.... اور وہاں سے چل دی تھی.... اسے شاید کسی نے بلا لیا تھا.... جب وہ کمرے سے چلی گئی تو نجانے کیوں شومیز گیلانی اس کی سوچوں میں گم ہو گیا تھا.... چلو تمہارا نام تو پتا چلا دلچسپ لڑکی!"

نجانے کیوں وہ خوش ہوا تھا کہ اسے اس لڑکی کا نام معلوم ہو گیا تھا۔ وہ لڑکی اس کے ہواسوں پر چھا چکی تھی .....

لیکن کیوں؟ کیا وجہ تھی؟

شام کے وقت اسے سجاد بلانے آیا تھا.... کہ اس کے دوست آ چکے ہیں اور وہ نہانے چلیں.... شومیز نا چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ چل پڑا....

ان سب سے وہ بہت اچھے انداز میں ملا تھا.... وہ مسکرانے والی خصوصیت کیسے بھول سکتا تھا؟ اس کے غم اس کے ساتھ تھے... اس کی ذات کے ساتھ تھے.... وہ کسی اور کے نہیں ہو سکتے تھے....

کوئی کسی جگہ پر کھڑا رہ کر نہیں دیکھ سکتا کہ اس کے اندر کیا چل رہا جب تک وہ خود اسی درد سے نا گزرے....

وہ لوگ جب ڈیری فارم پہنچے تو اسے دور سے ہی وہ لڑکی نظر آ گئی تھی جو ان کے کسی نوکر کے ساتھ بحث کر رہی تھی وہاں سے بہت سے لوگ جا چکے تھے لیکن وہ وہیں کھڑی تھی..... جب وہ لوگ نزدیک پہنچے تو شومیز نے اسے دیکھا....

وہ پانی بھرتے ہوئے کتنی خوبصورت لگ رہی تھی.... پانی کی کچھ چھینٹے اس کے چہرے پر گر رہی تھیں.... ان سے بچنے کے لیے اس نے چہرہ دوسری جانب کیا ہوا تھا۔

اس نے جب سجاد کو غصے میں دیکھا تو اس سے پوچھا۔

"کیا ہوا ہے؟ "

شومیز نے سجاد سے پوچھا جو نوکر کو جاتے دیکھ رہا تھا۔

اوہ یار بس کچھ نہیں.... اس لڑکی نے دماغ خراب کیا ہوا ہے.... ہمیشہ وہی کام کرتی جس سے منع کیا "
جائے -۔۔۔ ابھی سب کو کہا گیا تھا کہ ہم لوگ آرہے ہیں تو جس جس نے پانی بھرنا ہے ابھی بھر لے لیکن
"یہ بیوقوف لڑکی ابھی تک یہی ہے میں نے حمزہ سے کہا ہے اس کو دفع کرے یہاں سے ہم نے نہانا ہے۔

سجاد نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور سگریٹ نکالنے لگا۔

"شیطان کے بھائی لگتے ہو۔ "

شومیز یہ بات اسے کرنا نہیں چاہتا تھا نا ہی اس کا کوئی ارادہ تھا کہ وہ سجاد کو نیچا دیکھائے لیکن شومیز کی بات پر
وہاں کھڑے سارے نفوس حیران رہ گئے وہ جو سگریٹ کو سلگا رہا تھا اب حیرانی سے اسے کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ "

اس لڑکی کو وہاں سے بھگا کر یہی ثابت کرنا چاہتے ہو نا کہ تم مالک ہو اور یہ جگہ تمہاری ہے.... اور تم جب "
چاہو اسے وہاں سے نکال سکتے ہو.... تو یہ تکبر ہی ہوا اور جانتے ہو تکبر سب سے پہلے شیطان نے کیا تھا....
[02/34] وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ڭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ 34۔
اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے
"انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔

شومیز کے منہ سے عربی کی آیت اور اس کے بعد اس کا ترجمہ سن کر ان تینوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے.... وہ بہت حیران ہوا تھا آخر اللہ کا کلام تو ہر مسلمان کو یاد ہونا چاہیے....... لیکن وہاں وہ لوگ تو حیران رہ چکے تھے۔

"کیا تھا اگر ہم کچھ دیر یہاں کھڑے ہو کر صبر کر لیتے؟ لیکن تم نے یہ چیز باور کروانے کے لیے کہ یہ سب تمہاری ملکیت ہے اس لڑکی کو بھگانا مناسب سمجھا.... جو صاف ظاہر کرتا ہے کہ غرور کی ایک علامت ہے.... تکبر خدا کو نہیں پسند سجاد۔"

وہ اسے سمجھانا چاہ رہا تھا شومیز اس سے بڑا تھا اور وہ سجاد کو تکبر کے بارے میں بتانا چاہتا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ سجاد اپنی توہین پر سخت چڑ گیا تھا.... ماحول شاید اور بھی ناگوار بن جاتا اگر سجاد کا دوست اسد اس بات کو بدلتا نا....

"ارے بس بس وہ دیکھو وہ تو بھر کر جا رہی ہے پانی.... اب تم دونوں بس کرو ہم نہانے آئے ہیں... ایک دوسرے کو لیکچر نہیں دینے آئے۔"

اس کا انداز مزاحیہ تھا جس کی وجہ سے سب کا خوشگوار ہو گیا جب کہ شومیز نے پیچھے مڑ کر جاتی رجو کو دیکھا جس نے سر پر گھڑا رکھا ہوا تھا.... اس نے گردن ترچھی کر کے اس کو دیکھا تھا.... لیکن جیسے ہی اس کی نظر اس سے مل کر دوچار ہوئیں اس کا توازن بگڑا..... اور گھڑا نیچے گرا اور گرتے ہی چور چور ہو گیا.... وہ جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا اب کبھی اس کو دیکھ رہا تھا تو کبھی اس کے گھڑے کو..... شومیز بھاگ کر اس کے پاس

.... آیا.... باقی سب حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے

شومیز جب اس کے پاس پہنچا تو وہ کچھ بولے جا رہی تھی... وہی اس دلچسپ لڑکی کی خود سے باتیں کرنے کی عادت.... لیکن آج... اب وہ اس کی ساری باتیں ریکارڈ کرنے والا تھا.... اس نے موبائل کا ریکارڈنگ موڈ ..... آن کر دیا تھا.... اور بغور اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا تھا

اس کے بعد جب وہ اٹھ کر گئی تھی تب بھی وہ اسے ہی دیکھتا رہا تھا.... اس کی نظروں نے دور تک اس کا تعاقب کیا تھا..... اور پھر کچھ دیر بعد ہی وہ وہاں آ گیا تھا جہاں سجاد لوگ کھڑے تھے..... اس کو سجاد کے رویے میں اسی وقت بدلاؤ محسوس ہو گیا تھا اور اس نے اسی لمحے معذرت بھی کر لی تھی.... وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے کسی کا بھی دل دکھے.... اور سجاد کے ساتھ بحث اس نے اس کے دوستوں کے سامنے کی تھی تو معافی بھی ان کے سامنے مانگنا چاہتا تھا۔

گھر آ کر اس نے وہ ریکارڈنگ سنی تھی.... جیسے جیسے وہ سن رہا تھا اسے اس کی گندمی رنگت اور چہرے کے تاثرات یاد آ رہے تھے... کچھ الفاظ پنجابی میں ادا کیے گئے تھے.... جو اسے سمجھنے میں مشکل پیش آئی تھی..... لیکن کیسے وہ لڑکی اس کے ذہن پر چاہ سی گئی تھی.... اسے انا کی یاد تک نہیں آ رہی تھی.... کچھ تو ...... خاص تھا اس لڑکی میں.... کچھ تو ایسا تھا جو کوئی اور نہیں دیکھ پایا تھا

وہ بار بار اس کے الفاظ سن رہا تھا

واہ واہ اب میرا گھڑا توڑ کر بڑے خوش ہو.... اس کا نقصان کون بھرے گا؟ اماں نے جو میری ٹانگیں توڑنی "

"ہیں اس کا نقصان کون بھرے گا؟

وہ ہنس رہا تھا.... وہ مسکرا رہا تھا اس کے لفظوں کے سحر نے اسے جکڑ لیا تھا.... وہ خود کو قید ہوتا محسوس کر رہا

.... تھا

ابھی کے ابھی میرا حساب پورا کرو.... گھڑے کے پیسے دو نہیں تو وہ جو میری ماں ہے نا اس نے مجھے میلے کی "

چوڑیوں کے پیسے نہیں دینے۔ جب بھی سامنے آتے ہو کچھ نہ کچھ غلط ہو جاتا ہے..... اللہ بچائے آپکے شر

"..... سے

..... وہ سچ میں ہنس رہا تھا.... کیا واقعی وہ ایسا تھا؟ کہ اس کے شر سے بچا جاتا.... وہ بہت محظوظ ہو رہا تھا

" ارے واہ... میرا گھڑا توڑ کر اب سوری ہو رہی ہے "

"جا انگریز شاہ رجو نے تمہیں کھلے دل سے معاف کیا.... تم بھی کیا یاد رکھو گے۔ "

.... تو اس نے جرم کیا کیا تھا کہ اسے کھلے دل سے معاف کیا جا رہا تھا؟ وہ بہت حیران ہو رہا تھا

.... بہت مزے کی لگی تھی اسے یہ لڑکے..... وہ اس کا نقصان ضرور بھرے گا

اگلے دن شومیز کے کوئی خاص کام نہیں تھے.... اسے انا کے بار بار فون آرہے تھے جسے وہ نظر انداز کر رہا تھا.... وہ نہیں اٹھانا چاہتا تھا... وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کوئی بھی ایسی بات کرے جو کسی عورت کے لیے .... نامناسب ہو.... اس کا مذہب عورت کے ساتھ جس طرح پیش آنا سیکھاتا تھا وہ اس پر پورا اترنا چاہتا تھا اور انا پر یقین کر لے یہ ممکن ہی نہیں تھا.... وہ اس پر دوبار یقین کر کے دھوکا کھا چکا تھا.... اب مزید نہیں کھا سکتا تھا.... وہ چاہتا تھا اپنا سارا بزنس وہاں سے وائینڈ اپ کر کے پاکستان شفٹ ہو جائے.... وہ جس کو پانچ سال تک بیوی مانتا آیا تھا.... جس کو اپنی بیٹی سمجھتا تھا وہ اس کی نا تو بیوی تھی نا ہی بیٹی تھی.... وہ جن کی خاطر وہاں رہنا چاہتا تھا وہ ہی اس کے نہیں تھے اب وہاں رہنے کا کیا فائدہ تھا؟

شومیز ایسے ہی لان میں ٹہلنے کے لیے باہر نکلا تھا..... لیکن اسے کسی کمرے سے شور آتا سنائی دیا تھا.... وہ اس سمت گیا تھا.... لیکن کمرے کا ماحول دیکھ کر وہ ایک دم حیرت کے عالم سے گزرا تھا... سجاد گیلانی اپنی ہی بہن پر چلا رہا تھا اور اس پر ہاتھ اٹھانے لگا تھا.... اس حویلی میں عورتوں پر ہاتھ بھی اٹھایا جاتا تھا.... یہ .... انکشاف اس پر نیا تھا

یہاں گھر کے ساتھ مسجدیں تو تھیں لیکن ان کے دل اس خدا کے گھر سے خالی تھی.... خدا کا خوف اسے اب تک کسی کی آنکھوں میں نظر نہیں آیا تھا.... شومیز نے اس کا اٹھتا ہاتھ روکا تھا..... وہ اس لڑکی پر ہاتھ نہیں .... اٹھا سکا تھا جس نے اس کے ساتھ پانچ سال تک دغا کیا تھا... جس نے اس پر جھوٹا الزام لگایا تھا لیکن یہاں.... یہاں وہ سب کچھ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا... سجاد کے ساتھ اس کی بہت بحث ہوئی تھی.....

وہ ہر گز اسے برا نہیں کہنا چاہتا تھا لیکن سجاد اس کی باتوں کو سمجھنے کی بجائے الٹ مطلب نکال رہا تھا.....
شومیز شاید اب بھی کچھ نا کہتا وہ خاموشی سے گزر جاتا لیکن اس نے غلط کو قبول کرنے والی ایک دفعہ غلطی کی تھی اس نے ثابت نہیں کیا تھا کہ وہ سچا ہے.... اور آج تک وہ اسی کی سزا کاٹ رہا تھا.... وقت پر غلط کو غلط کہہ دینا ہی بہتر ہوتا اس نے سیکھ لیا تھا..... کچھ ہی دیر میں شناور شاہ نے اسے بلایا تھا.... اس نے نہایت ادب سے اپنا موقف رکھا تھا.... کسی سے بد تمیزی سے بات نہیں کی تھی..... شناور شاہ نے انہیں میلے کی تیاریوں ...... کا کہا تھا... شومیز اس کمرے سے نکلنے سے پہلے ہی اپنا دل سجاد کے لیے صاف کر چکا تھا

اس کی سوچ سے سب بہت مختلف تھے.... یہاں جیسا وہ سوچتا تھا ویسے نہیں تھے.... بہت سی عجیب باتیں تھیں جو اس نے پہلی دفعہ دیکھی تھیں.... عورت پر تو ہاتھ یورپ میں اٹھانا برا سمجھا جاتا تھا تو اسلام کی ریاست میں کیسے کوئی اٹھا سکتا تھا؟ اور وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے؟
شام کو وہ میلے پر گیا تھا سجاد کے ساتھ.... وہاں خاص ہجوم نہیں تھا.... اس میلے کی تصویریں اس نے فیسبک .... پر دیکھ رکھی تھیں.... خاصا بڑا میلا لگتا تھا.... میڈیا کی کوریج کا مرکز بھی تھا
کچھ دوکانیں لگ چکی تھیں.... شومیز کو ایک چیز جو پسند آئی تھی وہ اپنے گھر والوں کا صدقہ خیرات تھا.... کم ..... سے کم اللہ کے بندوں کی صفت میں سے ایک یہ صفت تو تھی ان میں
اس نے ایک مٹی کے برتنوں کی دوکان دیکھی تھی..... بے ساختہ اسے اس لڑکی کا چہرہ یاد آیا اور اس کے

....الزامات....وہ مسکرایا

اس نے قیمت پوچھی تھی....وہ چاہتا تو وہ گھڑا خرید کر اسے دے سکتا تھا لیکن نہیں...اسے اس کی کرچیوں کا نقصان پورا کرنا تھا.... لیکن وہ اسے گھڑا دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا کیونکہ اس لڑکی کو کوئی چیز تحفے میں ......دینا مطلب اس پر حق جیتانا تھا جو کہ اس کا نہیں تھا

وہ ایک کہانی تھا جسے وہ خود بھی نہیں سمجھ پایا تھا اور اسے ایسے ہی لگتا تھا کہ خود کو سمجھتے سمجھتے تلاش کرتے کرتے وہ ختم ہو جائے گا.... لیکن یہ تلاش ختم نہیں ہو گی....اس حویلی میں بہت سے اور راز تھے...جو وہ .... نہیں جانتا تھا....بہت سے کردار اسے مشکوک لگے تھے...بہت سے کردار اسے کہانی لگے تھے وہ تو خود کو تلاش نہیں سکا تھا تو ان کو کیسے پہچان سکتا تھا....اسے تو خود کو پہچاننے کے لیے روز شیشہ دیکھنا پڑتا .... تھا.... لیکن وہ پہچاننا چاہتا تھا

اگلے دن شومیز سجاد کے ساتھ میلے پر گیا تھا....وہاں کے معاملات تو سجاد ہی دیکھ رہا تھا لیکن وہ سب کے ساتھ گھل مل جانا چاہتا تھا اسے اب یہاں ہی تو رہنا تھا.... شومیز سارا دن کافی تھک چکا تھا....رات کو وہ .... کمرے میں اندھیرا کر کے لیٹا تھا....اسے سکون ملتا تھا....اس اندھیرے میں سکون ملتا تھا

انا کی بار بار اسے کالز آ رہی تھیں لیکن وہ سن نہیں رہا تھا... آخر وہ اب کیا چاہتی تھی؟ شومیز نے اپنا فلیٹ بیچ دیا تھا.... جو اس کی بیوی نہیں تھی اسے وہاں رہنے کا کوئی حق بھی نہیں تھا

لیکن تکلیف اسے اب بھی ہو رہی تھی.... پانچ سال جس کو اپنی بیٹی سمجھا حور کی معصومانہ باتیں وہ پانچ دنوں میں کیسے بھول سکتا تھا؟

شومیز ابھی اس اندھیرے میں لیٹا ہی ہوا تھا کہ کوئی ایک دم سے اس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا..... باہر کی روشنی سے اندر کچھ روشنی ہوئی تھی لیکن آنے والے کا چہرہ اب بھی اندھیرے میں تھا.... ..... اس کے کپڑوں پر لگے شیشے چمک رہے تھے.... اس نے اپنا لیمپ آن کر دیا

سامنے گندمی رنگت والی لڑکی کھڑی تھی..... شومیز اٹھ کر بیٹھ گیا ایک دم حیران ہوا تھا کہ ایرج اس کے کمرے میں اس وقت کیا کر رہی تھی؟ اس نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور اسے سننے کے لئے تیار کھڑا تھا.... اس نے ریکارڈنگ ان کر دی تھی..... ایرج نے چوڑیاں اس کے سامنے کیں.... پیلی چوڑیاں... اس کے سامنے تھیں.... وہ حیران تھا.... وہ لڑکی اس وقت اس سے یہ پوچھنے آئی تھی کہ یہ کیا ہیں؟ شومیز اس کی عقل پر حیران ہوا تھا.... اس نے اسے بتایا لیکن شاید مقابل کو اس کی سمجھ نہیں آئی تھی.... پھر اس نے چوڑیاں سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیں اور کچھ بولتے ہوئے وہ باہر نکل چکی تھی..... شومیز تو .... اس کے رویے پر ہی حیران رہ چکا تھا.... پھر سے انا کالنگ لکھا آ رہا تھا

.... شومیز نے بے بسی سے موبائل کو دیکھتے ہوئے ایک طرف رکھ دیا تھا

اگلے دن میلا باقائدہ لگ چکا تھا..... شومیز بھی سجاد کے ہمراہ وہاں گیا تھا... وہاں سجاد کے کچھ دوست موجود تھے جن سے وہ پہلے مل چکا تھا یا کچھ لوگ اور موجود تھے....

شومیز نے ایک پیارے سے بچے کو ہاتھ میں برتن لیے قطار کو توڑتے دیکھا تھا.... وہاں بیٹھے اور کھڑے سب ہی نفسوس اس بچے کو گھور رہے تھے.... لیکن اسے اس بچے کی معصومیت پر پیار آرہا تھا.... نجانے اسے کتنی بھوک لگی تھی جو وہ اس طرح بھاگ کر آگے آگیا تھا.... شومیز اٹھا اور اٹھ کر اسے گود میں اٹھالیا.... وہ حور کو بھی تو ایسے اٹھالیتا تھا وہ بھی تو کپڑے گندے کر لیتی تھی.... شومیز نے اسے اس کی پسند کے چاول ڈلوا کر دیے تھے.... لیکن اس بعد جو ہوا تھا وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا..... سجاد شاہ بغیر کچھ کہے سنے وہاں سے جا چکا تھا.... البتہ بہت سی نظریں اس نے خود پر پیار بھری پڑتی محسوس کیں تھیں.....

اس کو آج تھپڑ پڑا تھا.... اس کے بابا جان نے اسے تھپڑ مارا تھا اور وجہ یہ تھی کہ اس نے بھوکے بچے کو کھانا کھلایا تھا.... وہ غلط تھا.... وہ غلط تھا ان میں رحمن کے بندوں والی وہ صفت تو تھی کہ وہ جیسے اپنی زندگی گزار رہے تھے ویسے ہی صدقہ بھی کرتے تھے.... وہ غلط تھا.... ایسا نہیں تھا...

اگر خود اتنی مہنگی گاڑیوں میں سوار ہونا اپنی شادیوں پر اتنا خرچہ کرنا تو غریبوں کو کھانے صرف دکھاوے کے لیے کھلانا..... یہ سب اس کی سمجھ سے باہر تھا

اس موبائل پر سرچ کیا.... وہ اس آیت کو یاد کرنا چاہتا تھا وہ عباد الرحمن کی اس صفت کو ذہن میں دہرانا چاہتا تھا....

وَالَّذِینَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ یُسْرِفُوا وَلَمْ یَقْتُرُوا وَكَانَ بَیْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا

اور وہ لوگ جو جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں اور ہوتا ہے (ان کا خرچ کرنا) ان دونوں کے درمیان اعتدال سے.

.... اس میں تو یہ لکھا ہے کہ اللہ کے بندے برابری کے ساتھ خرچ کرتے ہیں نا بہت ہی زیادہ نا بہت ہی کم .... لیکن یہاں برابری نہیں تھی

میں ساری زندگی یہی سوچتا آیا کہ پاکستان میں سب خوش ہونگے پاکستان میں سب کو اسلام کا پتا ہو گا... "یقیناً یہاں بھی اچھے لوگ ہونگے لیکن کیا اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے بھی ہر شخص اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہا ہے؟"

شومیز انہی سوچوں میں گم تھا جب شاہینہ لان میں آئی تھی.... کچھ دیر پھوپھو سے بات کرنے کے بعد وہ قبرستان جانا چاہتا تھا.... وہ اپنے ایمان کو وہیں تازہ کرتا تھا اسے وہ لوگ جو اس دنیا سے جا چکے تھے وہ نشان

عبرت لگتے تھے.... ایک وہی جگہ تھی جہاں اس کو سکون ملتا تھا.... لوگوں کو اس جگہ سے خوف آتا تھا لیکن اسے..... اسے.... سکون ملتا تھا وجہ یہ تھی کہ وہ سوچتا تھا ایک دن اسے دنیا کی قید سے آزادی مل جائے گی.... یہاں کے فریبی لوگوں سے آزادی مل جائے گی.... شومیز گاڑی پر نہیں جانا چاہتا تھا... وہ پیدل جانا چاہتا تھا وہ چاہتا تھا اسے اس کی اوقات یاد رہے کہ ایک دن آئے گا جب وہ یہاں لوگوں کے کندھوں کے سہارے آئے گا..... کسی گاڑی پر نہیں آئے گا..... شومیز جب اس ہجوم سے گزر رہا تھا تو اس نے ایرج کی آواز سنی تھی اس کی آواز میں کیا سحر تھا جو وہ مسکرا اٹھا تھا....

شومیز ایک قبر کے کنارے بیٹھ گیا تھا.... وہ نہیں جانتا تھا وہ کس کی قبر تھی؟ لیکن جو کوئی بھی تھا کبھی وہ اس زمین فانی پر اکڑ کر ضرور چلا ہو گا.... انسان کوئی فرشتے تو نہیں جو ان کو سب کچھ معلوم ہو انسان تو کمزور ہیں... ان کو تو راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے.... ہر لمحے ہر وقت اور وہ راہنما قرآن سے بڑھ کیا ہو سکتا؟ لیکن یہاں جب بھی وہ قرآن یا اسلام سے دلیل دیتا تھا تب ہی اسے غلط سمجھا جاتا تھا... اس ایسے سمجھا جاتا تھا جیسے وہ کسی اور ہی دنیا سے آیا ہو....

شومیز انہی سوچوں میں بیٹھا تھا.... یہاں سب انا پرست تھے سب کو اپنی انا کی فکر تھی.... اپنی خواہشات کی خاطر وہ کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھے... لیکن کسی غریب کو اللہ کی رضا کی خاطر کچھ دینا؟ یہ ان کو منظور نہیں تھا صرف اپنی واہ واہ کروانے کی خاطر وہ کچھ بھی کر سکتے تھے.... لیکن یہاں میانہ روی کہاں تھی؟

ایک دم سے اس کے سامنے کوئی آ کر کھڑا ہو گیا تھا.... شومیز لمحے بھر میں پہچان گیا تھا وہ ایرج تھی.... اس کے بعد ان میں باتیں شروع ہوئی تو شومیز نے گوگل کا سہارا لیا.... اس لڑکی سے پہلی دفعہ اس کی اس طرح بات ہو رہی تھی.... وہ باقی سب سے بہت مختلف تھی... یا شاید اسے لگ رہی تھی.... شومیز کو سایہ نظر آیا تھا ....

"کون ہے ؟ کون ہے ؟ وہاں ؟ "

.... شومیز نے انگریزی میں آواز دے کر پکارا.... لیکن وہاں جو سایہ بنا تھا وہ غائب ہو چکا تھا

"چھوڑیں شاہ.... میلے کی وجہ سے کوئی ادھر آ گیا ہو گا.... بلاوجہ پریشان نا ہوں۔ "

جب شومیز دوبارہ سے اس کی بات سننے لگا تو رجو نے کہا جس پر شومیز پھر سے چند لمحات کے لیے موبائل میں ..... مصروف ہوا.... پھر رجو کے آگے کیا..... وہ جانتا تھا اس پر نظر رکھی جا رہی ہے

میرے نزدیک کوئی کام بلاوجہ نہیں ہوتا.... ایرج.... ہر کام کی.... کوئی نا کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے ہر کام "

"....کے پیچھے گہرا مقصد، گہری بات چھپی ہوتی ہے

"اچھا شاہ تو بتائیں کوئی ایسی بات جس میں گہری بات چھپی ہو۔ "

..... ایرج نے جب اس سے سوال کیا تو وہ اپنی ہی بات پر غور کرنے لگا

"وقت آنے پر تمہیں بھی معلوم ہو جائے گا۔ "

شومیز نے اسے گھڑے والی بات پر کہا تھا اگر وہ گھڑا ناٹوٹتا تو شومیز کبھی نا جان پاتا کہ سجاد کتنا مغرور ہے اگر وہ گھڑا ناٹوٹتا تو وہ کبھی نا جان پاتا کہ یہ لڑکی اتنی دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ بدزبان بھی ہے وہ شومیز دل میں مسکرایا تھا.... اور اس گھڑے کے ٹوٹنے میں کتنا بڑا اسبق چھپا تھا وہ مٹی کا بنا تھا اور اس مٹی کے برتن میں پانی ٹھنڈا رہتا تھا.... تو انسان بھی تو مٹی کا بنا تو وہ کیوں نہیں ٹھنڈا رہ سکتا؟ جبکہ مٹی کی چیز کو ایک نا ایک دن مٹی میں مل جانا ہوتا ہے... جیسے وہ گھڑا ٹوٹا تھا.... لیکن وہ اسے بتاتا بھی تو شاید اسے سمجھ نا آتی اس لیے اس نے بات ٹال دی۔

دیکھیں شاہ یا تو آپ مجھے بتاتے نا اب یہ بات کر دی تو ساری بات بتائیں.... اب ساری زندگی میرے پیٹ " "میں درد ہی رہے گا.... کہ شاہ نے وہ بات کیوں کی تھی؟

...اس کی بے صبری دیکھ کر وہ مسکرایا تھا

"..... صبر کرنا سیکھو دلچسپ لڑکی "

"شاہ سچ بتانا بے عزتی ہوئی ہے نا؟ "

شومیز اس کی بات پڑھ کر مسکرایا.... مطلب وہ لڑکی جانتی تھی کہ میں نے اس گاؤں کے شاہوں کا نظم و ضبط توڑا ہے..... اور یقنا گھر میں کوئی بات ہوئی تھی... مطلب یہاں کا نظام ہی ایسا تھا کہ ہر شخص یہ بات جانتا تھا بس ایک وہی نہیں جانتا تھا.... ہاں جب بھی کچھ ہوتا ہے تو اس کے پیچھے گہرا راز چھپا ہوتا ہے.... .... اسے اپنے ہی الفاظ یاد آئے تھے.. وہ کیسے بھول گیا کہ یہ تو ہونا ہی تھا.... شومیز نے ایرج کو جواب دیا تھا

" عزت اور ذلت اللہ کے اختیار میں ہے.... لڑکی! جب اس نے بے عزت کرنا ہو گا تو یقنا میں نے کوئی ایسا کام کیا ہو گا.... مجھے نہیں لگتا میں نے کوئی ایسا کام کیا ہے... میرا دل سکون میں ہے.... اگر میں نے کچھ غلط کیا ہوتا تو یقناً میرا دل کہیں نا کہیں بے چین ہوتا..."

" تو سی واقعی شاہوں کی اولاد ہو؟ "

اس کے اگلے سوال پر شومیز حیران ہو گیا.... اس نے کون سی خاص بات کر دی تھی کہ اسے اس گھر کا بیٹا ہونے میں بھی شک تھا..... آخر کیا سمجھتے ہیں لوگ ان سب کو؟ کیوں اس نے حیرت سے شومیز سے سوال کیا تھا؟

"کیوں شاہوں کی اولاد کیسی ہوتی ہے؟ "

شومیز نے جان بوجھ کر سوال کے بدلے سوال کیا وہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر وہ کیا سوچتی ہے۔

شاہ بہت ہی غرور والے ہوتے ہیں.... اور سجاد شاہ اس کے سامنے تو میں اتنا بے دھڑک ہو کر بولوں تو یقینا "میری زبان کاٹ کر ہاتھ میں پکڑا دے۔"

کچھ دیر کے بعد شومیز قہقہہ لگا کر ہنس دیا..... رجو نے پہلی دفعہ اس کا قہقہہ سنا تھا.... اس کی بات نے شومیز گیلانی کو بہت محظوظ کیا تھا لیکن وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ سادات ایسی نہیں ہوتی اور ہر سید ایک جیسا نہیں ہوتا۔

لڑکی تم بھول رہی ہو.... میں ایک سید ہوں اور جانتی ہو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کہیں غرور نہیں تھا.... اور ان کی اولاد ہونے کے ناطے مجھ میں غرور نہیں ہونا چاہیے جو کہ نہیں ہے... اور نا ہی ان کے کسی امتی میں غرور ہونا چاہیے...."

....رجو اٹھ کھڑی ہوئی.... ساتھ ہی شومیز بھی کھڑا ہو گیا

وہ جانتا تھا وہ گھر جانے کے لیے کھڑی ہو گئی ہے..... وہ اسے اکیلے کیسے جانے دے سکتا تھا؟

"... چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں "

....شومیز کے موبائل پر آواز سن کر رجو فورا بولی

"... نہیں نہیں شاہ..... میں چلی جاؤں گی.... آپ جنوں سے باتیں کرو "

....اس نے جاتے جاتے کہا اور بھاگ کر چلی گئی.... اس کا دل تھا وہ دیر تک بولتی رہتی اور وہ سنتا رہتا

شومیز دوبارہ وہیں بیٹھ گیا تھا دور تک اس نے ایرج کو جاتے ہوئے دیکھا تھا.... وہ اس سے دور کیوں بھاگ گئی تھی؟ ایرج جب اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو اس نے دوبارہ اس کی بات سوچتے ہوئے موبائل نکالا.... کیا گہری بات چھپی ہوئی تھی.... اور آج والے واقع میں کیا گہری بات چھپی تھی؟ اس نے موبائل نکال کر امام مسجد کو میسج کیا.... ان کے ساتھ اس کا رابطہ ختم نہیں ہوا تھا لیکن بہت کم رابطہ ہوتا تھا۔

"اسلام علیکم!"

"وعلیکم اسلام!"

....جواب آ گیا تھا.... شومیز پڑھ کر مسکرایا اور ان کا نورانی چہرہ ایک بار پھر سے ذہن میں آیا تھا

"کیسے ہیں آپ؟"

"اللہ کا خاص کرم ہے بچے تم سناؤ؟ پاکستان ہو آجکل؟"

وہ مسکرایا تھا وہ جانتے تھے کہ وہ پاکستان ہے... مطلب وہ اس کی خبر رکھتے تھے۔

"جی پاکستان ہوں.... لیکن جیسا میں سوچتا تھا ویسا کچھ نہیں ہے یہاں۔"

...اس نے اپنے دل کی الجھن ان سے لمحے بھر میں بیان کر دی تھی

"اور تم کیسا سوچتے تھے؟"

....سوال آیا تھا

"میں سوچتا تھا کہ میں دین سے بہت دور ہوں کیونکہ میرے نزدیک خدا کا گھر نہیں تھا.... لیکن یہاں کے

"لوگ خدا کا گھر نزدیک ہونے کے باوجود بھی اس سے بہت دور ہیں۔

ایک وہی تو تھے جن کے سامنے وہ اپنی الجھن بیان کر سکتا تھا اور وہ اسے سمجھ سکتے تھے۔

خدا کا گھر تو ہمارا دل ہوتا ہے میرے بچے.... اس دل میں ہم نے خدا کو کس قدر جگہ دی ہوئی یہ تو صرف "

"ہم ہی جانتے ہیں.... اور تم ان کے دل میں نہیں رہتے۔

"بجا فرمایا آپ نے.... لیکن یہاں صدقہ خیرات بھی صرف لوگوں کو دیکھانے کے لیے کی جاتی۔ "

.... اس نے آج صبح والے واقعی کا ذکر کیا.... کچھ دیر بعد اسے جواب موصول ہوا

وہ صدقہ جس بھی نیت سے دیتے ہیں یہ ان کی مرضی ہے.... ہاں ان کو بتائے بغیر بھی تم ان کی سوچ بدل "

"سکتے ہو۔

"مطلب؟ "

"کیا تم نے سورۃ فرقان کی اگلی آیت نہیں پڑھی تھی؟ "

.... اس نے پڑھی تھی... اسے یاد تھی

"جی پڑھی تھی مجھے یاد ہے.... میں اس پر عمل بھی کرتا ہوں "

.... شومیز نے انہیں جواب دیا.... وہ زیادہ خرچ نہیں کرتا تھا نا ہی زیادہ کنجوسی کرتا تھا

"تم نے اسے صرف اخراجات تک ہی سوچا اس کو اپنانے کے فوائد سوچے؟ "

.... شومیز نے آیت کو دماغ میں دہرایا

وَالَّذِینَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ یُسْرِفُوا وَلَمْ یَقْتُرُوا وَکَانَ بَیْنَ ذَلِکَ قَوَامًا

اور وہ لوگ جو جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں اور ہوتا ہے (ان کا خرچ کرنا) ان دونوں کے درمیان اعتدال سے.

" اگر تمہارے پاس پیسے ہونے کے باوجود بھی تم اپنی خواہشات کو مارتے ہو اور وہ چیز نہیں خریدتے جس کی تمہیں ضرورت نہیں تو یقینا تم نے اپنے نفس کو مار لیا۔"

ان کا ایک اور میسج آیا تھا.....

" یہ سب اپنے نفس کے غلام بن چکے ہیں... یہ صرف اپنے نفس کی تسکین کی خاطر صدقہ کرتے ہیں.... ان کی خواہش ہی تو ہے کہ دوسروں سے بڑھ کر دیکھائیں..... تو جب بھی برابری کے فائدے ان کے سامنے رکھے جائیں گے تو یہ وہ بھی اپنا لیں گے۔"

چند لمحوں میں انہوں نے اسے کتنا بڑا اسبق سیکھا دیا تھا.... برابری کریں گے یعنی امیروں کی طرح غریبوں کو بھی کھانا کھلایا جائے تو ان کی زیادہ تعریف ہو گی... ان کے نفس کو زیادہ تسکین ملے گی.... چلو غلط ہی صحیح.... لیکن کچھ تو صحیح راستے پر آئیں گے۔

اس نے مسکراتے ہوئے دل میں سوچا تھا....

"زندگی میں اندھیرا مجھے پسند کیوں ہے؟"

آج بھی وہ نیلی موم بتی لیے کھڑا تھا.... کمرے میں اندھیرا... لیکن وہ ایک پیلی روشنی اس کے چہرے کو شیشے میں واضح کر رہی تھی....

"کوئی نہیں جانتا لیکن میں جانتا ہوں.... زندگی میں ایک تمہیں ہی چاہا...."

اس نے آنکھیں بند کر لیں تھیں.... وہی گندمی رنگت سرمے سے بھری ہوئیں سیاہ آنکھیں.... خوبصورت ہونٹ تیکھاناک اس کی نظروں میں گھوم گیا تھا..... وہ اسے چاہنے لگا تھا اور وہ اس کا اقرار خود سے کر رہا تھا.... انا سے محبت اسے نہیں ہوئی تھی اگر کوئی جذبہ تھا بھی تو اس الزام کے بعد ختم ہو گیا تھا لیکن اس لڑکی نے نا صرف اس کی توجہ حاصل کی تھی بلکہ اس کے دل کو بھی اپنے قابو میں کر لیا تھا.... اگر کوئی شومیز گیلانی سے پوچھتا کہ محبت کسے کہتے ہیں تو وہ آنکھیں بند کیے جواب دیتا" ایرج فاطمہ"

"تم بھی مجھے ملو گی یا نہیں؟"

لیکن مجھے امید ہے اس خدا نے جس نے مجھے تم سے ملوایا وہ اب ہمیں ایک بھی کرے گا.... میری زندگی کا یہ اندھیرا شاید تم ختم کر دو...."

چہرے پر مسکراہٹ.... آنکھوں کو چھوتی ہوئی وہ مسکراہٹ.... اسے بہت خوبصورت لگی تھی....

اس نے ایک پھونک سے اسے بند کیا اور سنگار میز کا دراز کھول کر اس میں رکھ دی اور اسی اندھیرے میں چلتا ہوا اپنے بیڈ پر آ گیا..... لیکن پیلا سوٹ... ایرج کا پیلا سوٹ اس کے لیے امید تھا.... وہ امید تھی کہ وہ اس کی زندگی کے اندھیروں میں روشنی بھر دے گی....

دروازہ کھلنے کی آواز نے اس کی نیند میں خلل پیدا کیا تھا نجانے کتنی راتوں کے بعد تو وہ سویا تھا... اور اتنی گہری نیند سویا تھا... وہ ایرج کو سوچتے سوچتے سویا تھا کیسے نا اسے نیند آتی؟

".....اوہ تیری شاہ تو سو رہا ہے"

کسی کی اونچی آواز نے اسے جگا دیا تھا..... شومیز جو اوندھا لیٹا تھا اب سیدھا ہو کر بیٹھا.... اتنی حسین صبح اس کی آج تک نہیں ہوئی تھی.... گھبرایا ہوا چہرہ.... وہی خوبصورت سی رنگت.... ازلی خود سے باتیں کرنے والا انداز......

"....تم"

....شومیز نے اٹھ کر آنکھیں ملتے ہوئے کہا.... ابھی وہ اپنا موبائل اٹھاتا کہ رجو بولنا شروع ہو گئی

شاہ.... دیکھو میں... مجھے نہیں پتا تھا... آپ سو رہے ہو... سو جاؤ سو جاؤ..... اللہ معاف کرے آپ بھی کرنا..."

اس نے ٹھک سے دروازہ بند کر دیا۔

شومیز نے گھڑی دیکھی....وہ اتنی دیر تک سوتا رہ گیا..... لیکن آج کی صبح ایک رنگین صبح اسے محسوس ہو رہی تھی....

"....یہ لڑکی بات کیوں نہیں سنتی پوری"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا....اور بیڈ سے اتر آیا......جو بھی تھا وہ دل لڑکی اس کے دل و دماغ پر چھا چکی تھی اور کس لمحے اس کے دل میں اتر چکی تھی اسے خود بھی اندازہ نہیں ہوا تھا....یہی تو محبت تھی....دلچسپی سے عشق تک کے سفر کا نام......

ایرج کے جانے کے بعد اس کو شناور شاہ کے کمرے میں بلایا گیا تھا....اس کے بابا جانی نے اس سے سجاد کے ساتھ نا جانے کی وجہ دریافت کی تھی۔

"بابا میں وہاں جانا پسند نہیں کرتا جہاں میری باتوں اور میرے احساسات کی قدر نا ہو....بیشک وہ کسی کا دل ہو یا کسی محفل یا کسی جگہ...."

شومیز خاموش ہو گیا.... لیکن وہ کہنا چاہتا تھا کہ بابا بچپن سے لے کر آج تک میں صرف تڑپا ہوں آپ کے پیار کے لیے.... آپکی ایک فون کال کے لیے.... جس میں مجھ سے پوچھا جائے کہ شومیز تمہیں میری یاد تو نہیں آتی؟... کچھ دیر تو شناور شاہ اس کے چہرے کو دیکھتے رہے لیکن پھر بولے

"کیا چاہتے ہو؟"

بس یہ کہ آپ لنگر بھی ایسے تقسیم کریں جیسے شادیوں میں بڑے لوگوں کو کھانا دیتے ہیں.... ہر کوئی آئے "
اپنی مرضی سے ڈال کر لے جائے.... کسی کی تذلیل نا ہو.... سب کو ایسے سمجھا جائے جیسے وہ ہمارے برابر
"ہیں.... امید کرتا ہوں یہ آپ کے اس نظم ضبط سے زیادہ اچھا آپکی سیاست پر اثر انداز ہو گا۔

شومیز مسکرایا تھا.... وہ اپنے دل کی باتیں ان سے کبھی نہیں کر سکتا تھا... اپنے لیے وہ آواز نہیں اٹھا سکتا تھا
دوسروں کے لیے ہی صحیح یہی تو زندگی ہے...... یہی تو جینے کا نام ہے.... اپنی خواہشات اپنا نفس مار کر
دوسروں کے لیے جیا جائے..... شناور شاہ سوچ میں مبتلا ہوئے تھے...... جو بھی تھا شومیز نے جس وجہ سے
بھی کہا تھا... لیکن دیکھنے میں انہیں فائدہ مند لگ رہا تھا.... شومیز ان کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ رہا
.... تھا شومیز نے مزید کہا

اس علاقے میں بات پھیل جائے گی کہ پہلی دفعہ میلے میں کسی نے اس طرح کھانا دیا.... آپکی دھوم "
ہو گی.... بلکہ اس علاقے میں ہی نہیں پاکستان میں... پہلی بار ایسا ہو گا.... آپکی سیاست میں آپکو اس سے
"....زیادہ فائدہ کبھی نہیں ہو گا

شومیز نے زیرلب مسکراہٹ کو دباتے ہوئے کہا.... شناور شاہ خوش ہوئے تھے.... شومیز اس خوشی کو جان
.... گیا تھا

" ... اگر تم مجھے کل ہی یہ تجویز دیتے تو کل والا تماشا نا ہوتا "

" ... کل تک مجھے بھی نہیں پتا تھا یہ تجویز آپکو پسند آئے گی "

اس نے دل میں سوچا لیکن بظاہر محض مسکرایا.... اسے سچ میں کل تک نہیں پتا تھا اس نے تورات کو ہی امام مسجد کی بات پر عمل کرنے کا سوچا تھا کہ کیوں نا ان کو برابری کے فائدے کسی اور انداز سے بتائیں جائیں .... مسلمان ایسے ہی تو ہو گئے تھے دنیا کے فائدے انہیں اپنی جانب متوجہ کرتے تھے نا کہ آخرت کا اجر وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ یہاں ان کو جو چیز بدل سکتی ہے وہ اسلام نہیں بلکہ اسلام کے راستے پر چلنے سے ملنے والے فائدے بدل سکتے ہیں۔

ٹھیک ہے تم دربار جاؤ..... اور جیسے انتظامات تم چاہتے ہو تمہیں فراہم کر دیے جائیں گے میں ایک ہفتے "

"کے لیے اسلام آباد جا رہا ہوں۔ واپسی پر تم سے ملاقات ہوتی ہے تمہارے چچا بھی ساتھ جائیں گے۔

وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تھپتھپاتے ہوئے باہر نکل گئے.... جبکہ شومیز مسکراہٹ لیے انہیں ... دیکھتا رہا

" .....لالچ "

..... اس نے محض یہی کہا...... دنیاوی لالچ انسان کو کچھ بھی کرنے پر مجبور کر دیتا ہے کچھ بھی

اس سب کی وجہ سے اس نے سجاد کا اپنے ساتھ بدلتا رویہ بھی دیکھا تھا وہ سجاد کو سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ اس کی جگہ نہیں لینا چاہتا لیکن سجاد تھا کہ سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا.... رات کے وقت شومیز لان میں چہل قدمی کر رہا تھا جب اس نے دروازے سے اندر داخل ہونے والے وجود کو دیکھا.... شومیز ایک دم حیران رہ گیا تھا....

.. اناوہ انا کو اپنے سامنے یوں کھڑا پا کر ایک دم سے پریشان ضرور ہوا تھا

”تم یہاں ؟“

....وہ حیرانی کے عالم میں آنکھیں پھاڑے پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا

”کیا مجھے یہاں نہیں ہونا چاہیے ؟ “

.... اگلے ہی لمحے شومیز نے خود کو سنبھال لیا

”تم یہاں کیوں آئی ہو ؟ “

”تم مجھے اور ایڈنبرا کو چھوڑ کر کیوں آئے ؟ “

”مجھے وہ شہر چھوڑنا تھا وہاں میرا کوئی نہیں تھا۔ “

اس کے چہرے پر تلخی رقم تھی.... انا کو اس کے جواب نے خاموش کر دیا.... اسے کوئی ملال نہیں تھا لیکن تلخی صرف اس وجہ سے اس کے لہجے میں تھی کہ کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیوں آیا؟

”کیا مجھے اپنے گھر نہیں آنے دو گے ؟ “

شومیز مسکرا دیا.... وہ اتنا بے مروت نہیں تھا... اسے اب انا سے کوئی شکوہ نہیں تھا اگر وہ اسے دھوکا نا دیتی تو شاید وہ کبھی پاکستان نا آتا اور نا ہی اس دلچسپ لڑکی سے ملتا.... جو نا چاہتے ہوئے بھی اس کے دل میں گھر کر گئی تھی ....

"....تم میری ایک بہت اچھی دوست ہو....اور مجھے خوشی ہوئی کہ تم یہاں آئی "

....شومیز مسکرایا تھا....اور اس کا سامان پکڑ لیا

"....آؤ اندر "

....وہ اسے اندر لے آیا....انا جس وقت آئی تھی تو شومیز اتفاقاً لان میں موجود تھا

"تم آرام کرو.... صبح بات کرتے ہیں۔ "

شومیز نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا....اور اے سی چلا دیا...اور کمرے سے باہر نکل گیا....وہ اس کی بیوی

..... نہیں تھی وہ ایک یہودی تھی.....اور اس وقت اس کا اس کمرے میں رہنا نامناسب تھا

شومیز کمرے میں آکر سوچتا رہا کہ آخر اب بھی اس لڑکی کو امید تھی کہ مجھے کچھ علم نہیں؟ یا اب اس کا کیا ارادہ تھا؟ جو بھی تھا لیکن اس لڑکی نے اسے سمجھ دلائی تھی کہ شومیز گیلانی کی زندگی میں ایرج فاطمہ کی کیا جگہ ہے؟ وہ نہیں جانتا تھا کہ آخر کیوں اس کا دل اس لڑکی کی جانب کھینچا چلا جا رہا تھا..... لیکن جو بھی تھا وہ اس کی محبت شومیز گیلانی کی آنکھوں میں رقص کرنے لگی تھی....یہ قسمت کا کھیل تھا یا جذبات کی سازش

.... تھی وہ نہیں جانتا تھا وہ بس اتنا جانتا تھا ایرج فاطمہ ایک معمولی سی لڑکی اس کے دل میں بس چکی ہے

اگلے دن شومیز صبح صبح جاگنگ کے لیے نکلا تھا...وہ اب یوٹیوب پر کلاسسز لینے لگا تھا انگلش سے اردو کی....

....اور بہت جلد اردو سیکھ رہا تھا

شومیز جب گھر آیا تو سامنے لان میں اسے ایرج نظر آئی....وہ ایک بلی سے باتیں کر رہی تھی.... شومیز

اسے ہاتھ باندھے دیکھنا لگا.... کبھی وہ خود سے باتیں کرتی تھی تو کبھی جانوروں سے... لیکن ہر دفعہ اس کی توجہ کو اپنی جانب مرکوز کر لیتی تھی.....

شومیز اس کے قریب جاکر کھڑا ہو گیا.....

ایرج ایک دم مڑی.....

اس نے اپنی پلکیں جھکا لیں تھیں شومیز کو اس کا انداز بے حد پسند آیا تھا

"کیا حال ہے؟"

شومیز کے سوال پر اس کی جھکی پلکیں اوپر کی جانب اٹھی.....یہی تو مشرقی لڑکیوں کی خوبصورتی تھی جو اس نے پہلی دفعہ دیکھی تھی۔۔۔

"کیا ہوا ہے؟"

اس نے رجو سے سوال کیا جب وہ اسے گھور رہی تھی یقناوہ اس کے اردو بولنے پر حیران ہوئی تھی

"...شاہ....توسی....اردو"

....رجو نے اٹک اٹک کر کہا

".....ہاں"

شومیز نے یہ کہا لیکن پھر خاموش ہو گیا....اور موبائل نکال لیا....اور کچھ دیر بعد بولا...ابھی اسے مکمل اردو کب آئی تھی

"ہاں... میں... سیکھ... رہا... ہوں۔ "

.....اس نے ایک ایک لفظ ادا کرتے ہوئے رجو کو بتایا

" ....شاہ.... اس سے اچھا ہے انگریزی بول لیا کرو "

.....رجو ہنسنے لگی تھی شومیز کے انداز پر

شومیز اسے مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا... اس کی مسکراہٹ کتنی خوبصورت تھی.... ایک گندمی رنگت کی لڑکی... وہ اس کی آنکھوں کو مسکراتا دیکھ رہا تھا..... کوئی کیسے اس طرح کھکھلا کر ہنس سکتا.... دنیا کتنی بناوٹی ہو گئی.... اب تو لوگوں کی مسکراہٹ بھی کتنی بناوٹی ہوتی ہیں... لیکن وہ لڑکی... وہ دنیا سے بے پرواہ ہو کر ....ہنس رہی تھی

چند لمحے ہی لگے تھے.... رجو نے ہنسنا بند کر دیا تھا.... لیکن اس کو بہت برا لگا تھا... آخر کیوں وہ دنیا سے انجان لڑکی اب ہنسنا بند کر چکی تھی... رجو جلدی سے حویلی کے اندر داخل ہو چکی تھی..... شومیز نے اسے اندر جاتے دیکھا.... وہ گھبرا گئی تھی.... اس نے یوٹیوب پہ چلنے والی کلاس بند کر دی.... اور لان میں پڑی کرسیوں پر بیٹھ گیا..... ساون کی گھٹائیں کتنی خوبصورت تھیں.... اسے یہ گھٹائیں ایڈنبرا کے بادل یاد کروا ....رہی تھیں.... شومیز مسکراتے ہوئے آسمان کو دیکھنے لگا

جب انا کے کمرے سے چلانے کی آواز آئی تھی تو وہ گیا تھا اوپر.... وہ چھپکلی سے ڈرتی ہوئی کھڑی تھی.... اور شومیز یہ بات جانتا تھا کہ اسے ڈر لگتا.... لیکن ہمیشہ کی طرح اسے حیران کرنے والی ایرج فاطمہ تھی.... وہ

اس کی آنکھوں میں چھپی ہنسی کو باخوب محسوس کر سکتا تھا.... وہ لڑکی ہونے کے باوجود چھپکلی سے نہیں ڈری تھی بلکہ خود اس کو مارا تھا.... شومیز کو یقنا اس نے حیران کیا تھا .....

شومیز نے چچی جان اور دلکش لوگوں سے انا کا وہی تعارف کروایا تھا جو وہ تھی.... وہ اس کی بیوی نہیں تھی.... اگر ہوتی تو وہ بغیر کسی سے ڈرے اپنی بیوی کے طور پر ہی متعارف کرواتا..... وہ تو شاید اس کی دوست بھی نہیں تھی لیکن مروتا اس نے کہہ دیا تھا ....

دوپہر کے وقت کھانے پر جب شومیز کو بلایا گیا تو اس کو انا کا خیال آیا اس نے بھی کچھ نہیں کھایا تھا.... اس غرض سے وہ انا کو لینے کے لیے اس کے کمرے میں آیا لیکن وہاں ایرج پہلے سے ہی موجود اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی.... شومیز نے خود ہی انا کو کھانے کا کہا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا.... وہ اس کے اس عمل پر غصہ ضرور ہوا تھا لیکن اسے اپنے غصے پر قابو رکھنا آتا تھا.... اس نے ایرج کی نظریں بھی محسوس کیں تھیں... یقنا اس کو برا لگا تھا..... لیکن اس سے بھی زیادہ عجیب تو ڈائینگ ہال میں ہوا تھا.... دادی جان کا عجیب رویہ.... اس نے جب ایرج کی مثال دے کر انہیں سمجھانا چاہا کہ یہ مسلۂ ان کی "میں" کا ہے اور کچھ نہیں تب بھی وہ غلط سمجھ بیٹھیں .....

شومیز نے بعد میں ان سے اپنی غلطی کی معافی بھی مانگی تھی اور انا کو کھانا بھی بھجوا دیا تھا ....

شومیز اس کے کمرے میں اس سے کھانے کا پوچھنے گیا تھا.... انا نے جو لیا کا نام لیا ....

تو اب وہ بچی حور بھی نہیں رہی تھی.... اب انا اس کے سامنے بے دھڑک اسے جو لیا کہہ رہی تھی جب انا جانتی تھی کہ شومیز سب جان چکا تو اسے اب کون سا دھوکا دینے آئی تھی؟ محبت کا دھوکا؟ انا نے اس سے .... واپس جانے کا پوچھا.... جو شومیز نے منع کر دیا لیکن اس لڑکی سے محبت لفظ سن کر وہ حیران رہ گیا تھا محبت تو اس نے اب سیکھی تھی.... انا سے تو صرف دل لگی تھی.... اسی لیے تو اسے کھونے سے ڈرتا نہیں تھا .... لیکن محبت.... محبت تو ایرج فاطمہ تھی... جسے وہ شاید کبھی نہیں بتا سکتا تھا

شومیز جب باہر آیا تھا تو اسے ایرج دروازے میں بیٹھی نظر آئی تھی لیکن اس نے شومیز کی کسی بات کا جواب .... نہیں دیا تھا.... وہ حیران ہوا تھا لیکن کوئی بات نہیں کی

شومیز اگلا سارا دن آفس کے کام میں مصروف رہا تھا.... اسے کالز اور میٹنگز آٹینڈ کرنی تھی جو اس نے سب موبائل پر کیں تھیں..... شام کے وقت شومیز باہر نکل رہا تھا جب اس نے ایرج کو باہر جاتے ہوئے دیکھا تھا.... شومیز نے ایرج کو روکا تھا... جو اس کی آواز پر رک گئی تھی لیکن اس کے بعد اس نے شومیز کو بہت باتیں سنائی تھیں۔۔۔ شومیز سمجھ گیا تھا وہ اس سے ناراض ہی ہے.... ایرج جا چکی تھی لیکن اس کی آنکھیں کھول گئی تھی... وہ جو یہ سمجھ رہا تھا کہ انا کے یہاں آنے سے کسی کو کوئی مسلۂ نہیں ہوا ہو گا وہ غلط تھا لوگ غلط .... بھی تو سمجھ سکتے تھے.... شومیز وہاں سے ہٹ گیا تھا

رات کے وقت جب آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اس وقت شومیز لان میں ٹہل رہا تھا... کافی

.... دیر وہ ٹہلتے ہوئے اکتا چکا تھا.... اس کو ایرج کی بے رخی پریشان کر رہی تھی

شومیز اب حویلی کی پچھلی جانب جا رہا تھا.... ایک تنگ گلی جہاں بہت سی کھڑکیاں کھولیں تھیں جو مختلف ... کمروں کی تھیں

"رجو یہاں رکی تھی؟ "

ایرج کے نام پر وہ رکا.... اسے سمجھ نا آئی.... لیکن سجاد اس کی بات کر رہا تھا.... کیوں؟ اس کا نام لے رہا تھا کیوں؟

شومیز نے اپنا موبائل نکال لیا تھا.... وہ ایسا بالکل نہیں تھا کہ دوسروں کی باتیں سنتا لیکن ایرج کے نام پر وہ ..... مجبور ہو گیا تھا

اس نے دو لوگوں کی باتیں سنی تھیں.... سمجھ نہیں آئی تھیں.... لیکن اس نے سنی تھی.... ایک کوئی عورت ..... تھی.... اور دوسرا سجاد تھا اس کی آواز تو اسے اچھے سے معلوم تھی

.... شومیز اپنے کمرے میں آ چکا تھا.... وہ ساری باتیں ٹرانسلیٹر پر سن رہا تھا

جی کل رات وہ یہاں ہی رکی تھی.... آپ صحیح کہہ رہے ہیں جلد سے جلد اسے یہاں رہنے کی عادت ڈال " "لینی چاہیے... میں آہستہ آہستہ اسے سب سیکھا دوں گی۔

"تم جانتی ہو نا وہ میرے نام کی غلام ہے؟ "

”جی شاہ جی میں جانتی ہوں.... آپ فکر نا کریں میں اسے سب سمجھا دوں گی۔ “

....اس لڑکی کی آواز اس نے سنی تھی

“ ایرج غلام تھی؟ سجاد کی؟ کیسی غلام؟“

....شومیز کو اپنا آپ کسی گہری کھائی میں گرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

“ ....مجھے امید ہے “

..... سجاد کی آواز اس نے سنی تھی

....بس یہی باتیں تھیں... اس کے بعد وہ لڑکی چلی گئی تھی

..... شومیز کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا

”ایرج غلام تھی؟ لونڈی تھی؟ سجاد گیلانی کی؟ “

شومیز ہاتھ میں موبائل لئے بیٹھا سامنے بیٹھے شخص کو روتے ہوئے دیکھ رہا تھا.... جو کچھ بیان کر رہا تھا.....
شومیز کمزور بننا نہیں چاہتا تھا... لیکن انسان تو کمزور ہی ہے.... شروع سے کمزور ہے... کبھی حالات کمزور بنا
.... دیتے تو کبھی جذبات

”تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ نے اپنی بیٹی کو اپنی مرضی سے ان کی غلامی میں دے دیا؟ “

شومیز ان کو موبائل پر ترجمہ سنا رہا تھا.... اور ان کی باتیں سن رہا تھا.... وہ ان کے چہرے پر آنسوؤں کے

.... ساتھ ساتھ بے بسی بھی دیکھ رہا تھا لیکن اپنے لہجے میں خود کو ٹوٹا ہوا محسوس کر رہا تھا

" .... نہیں نہیں "

"یا پھر بیچ دیا؟ "

.... شومیز کے لہجے میں تلخی رقم تھی .... صرف تلخی نہیں .... تکلیف بے بسی سب تھا

" .... میں نے اپنی بیٹی کو نہیں بیچا "

"پھر کیا کیا ہے ؟ "

.... شومیز نے آنکھوں سے آنسو بہتا ہوا محسوس کیا تھا

"شاہ صاحب ..... ہم غریب کر بھی کیا سکتے ہیں ؟ "

" ... آپ نے اس رہائش اس پیسے کے عوض اپنی بیٹی کو بیچا ہے "

.... شومیز تلخ باتیں کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن آج وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھا

شومیز گیلانی ... بھوک سب کچھ کروا لیتی ہے .... تم باہر کے ملک رہ کر آئے ہو تمہیں پاکستان اور یہاں کی " غربت کا اندازہ نہیں ہے ... میں نے اپنی بیٹی کے لیے اچھا فیصلہ کیا ہے ... وہ غلام بن کر ہی لیکن حویلی میں تو رہے گی اور اسلام میں یہ سب جائز ہے۔"

.... اب رجو کے ابا نے رونے کے ساتھ ساتھ اپنی باتوں کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی تھی

کیا کہا؟ آپ جانتے بھی ہیں اسلام میں لونڈی کون تھی ؟ آپ جانتے بھی ہیں اسلام میں غلام عورتیں کون "

"تھیں؟

"غلام عورتیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھیں۔"

ایرج کے ابا نے اپنی بات کی دلیل دی.... شومیز خاموش ہو گیا.... اس کے پاس اب شاید کوئی جواب نہیں تھا....

"کیوں خاموش ہو گئے شاہ صاحب؟ کیا ایک غریب کی بیٹی سے آپ کرو گے نکاح"

ان کی بات سنتے ساتھ شومیز کے ذہن نے فوراً سے اس بات کو قبول کرنا چاہا....

"کروں گا نکاح.... دیکھاوں گا میں کہ غریب کی بیٹی بھی لڑکی ہوتی اس سے نکاح میں کوئی جرم نہیں۔"

شومیز کی بات سن کر رات کے گہرے سائے میں ایرج کے ابا کو سورج کی کرنوں کی طرح امید کی کرنیں نظر آئیں تھیں....

"کیا سچ میں؟ کیا سچ میں آپ رجو سے نکاح کریں گے؟"

رات کے پھیلے گہرے اندھیرے میں ایک باپ کی آنکھوں کی چمک نے شومیز کو حیران کیا تھا....

جی کروں گا... لیکن آپ مجھ سے وعدہ کریں ایرج کو کبھی نہیں بتائیں گے کہ اس کے باپ نے اسے بیچا تھا.... میں نہیں چاہتا اس لڑکی کی آنکھوں کی مسکراہٹ کہیں کھو جائے.... یہ ایک بہت خوبصورت رشتہ ہوتا باپ بیٹی کا رشتہ...."

شومیز نے ان سے وعدہ لینا چاہا.... حور اس کی بیٹی نہیں تھی لیکن اس نے اس رشتے کو محسوس تو کیا تھا....

.....ایرج کے ابانے فوراہامی بھری.... شومیز کے سر پر ہاتھ رکھا

.....اللہ آپ جیسا بیٹا ہر گھر میں پیدا ہو تا کہ ہم غریبوں کو بھی اپنی بیٹیوں کے نصیبوں کی فکر نا کرنی پڑے "

"

"......کل رات اسی وقت میں آپ کو سب بتادوں گا "

شومیز وہاں سے اٹھ گیا تھا.... وہ اس ریکارڈنگ سننے کے بعد سیدھا ایرج کے ابا کے پاس آیا تھا.... وہ سب ان کے منہ سے سننا چاہتا تھا.... لیکن ان کے ہامی بھرنے کے بعد تو وہ خود سے بات کرنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا...... یہاں لوگ اس قدر اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے

شومیز ساری رات نہیں سو سکا.... اگر وہ سجاد کی غلام تھی تو وہ اسے آزاد کروائے بغیر کیسے اس سے نکاح کر سکتا تھا؟ اور سجاد اسے سجاد سے ایسی کوئی امید نہیں تھی کہ وہ ایرج کو شومیز کی خاطر آزاد کر دے؟

شومیز پھر سے بے سکون ہو رہا تھا.... ایک لمحہ نہیں تھا جو اس کا سکون سے گزرا ہو.... اس نے قرآن پاک ...پڑھا تھا اور ترجمے کے ساتھ پڑھا تھا.... غلاموں کا ذکر بھی قرآن پاک میں ہی تھا

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تُقْسِطُواْ فِي الْيَتَامَى فَانكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تَعْدِلُواْ فَوَاحِدَةً أَوْ مَا

مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ

النساء،4: 3

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو" جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے) پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) "یا وہ کنیزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں۔

.....ساری رات اس کے ذہن میں قرآن پاک کی مختلف آیات گردش کرتی رہیں

وَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ مِنۡکُمۡ طَوۡلًا اَنۡ یَّنۡکِحَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ فَمِنۡ مَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ مِّنۡ فَتَیٰتِکُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ

النساء،4: 25

اور تم میں سے جو کوئی (اتنی) استطاعت نہ رکھتا ہو کہ آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکے تو ان مسلمان" "کنیزوں سے نکاح کرلے جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں ہیں۔

وہ اس کی ملکیت نہیں تھی وہ سجاد گیلانی کی ملکیت تھی... پھر کیسے وہ اس سے نکاح کرے گا؟ شومیز بے بسی کے آخری درجے پر تھا.... وہ دعوی تو کر آیا تھا کہ وہ ایرج سے نکاح کرے گا لیکن کیسے؟ کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟

اس کے سوالوں کے جواب صرف ایک ہی شخص کے پاس تھے..... اور وہ تھے امام مسجد.... شومیز نے ان کو فون ملانا شروع کر دیا لیکن ان کا نمبر بند جا رہا تھا.... وہ بے بسی کے عالم میں کمرے کے ارد گرد چکر کاٹنے لگا تھا.... جو بھی کرنا تھا اسے کل رات تک کرنا تھا.... لیکن کیسے ؟ اور کیا کرنا تھا؟

.....ایڈنبرا

.....اسے اپنے مسلے کا ایک ہی حل نظر آیا تھا

شومیز نے سب سے پہلے محمد کو فون کیا وہ پاکستان میں ہی تو تھا.... محمد جو اس کو چھوٹے بھائیوں کی طرح عزیز .... تھا اور محمد بھی تو شومیز کو بڑا بھائی ہی سمجھتا تھا

"محمد کل رات کو مولوی صاحب اور چند گواہان کا انتظام کرنا ہے لیکن خیال رہے اعتماد والے لوگ ہوں۔ "

"ارے واہ واہ میرا بھائی نکاح کر رہا ہے۔ "

.... محمد نے مزاحیہ انداز میں کہا

" .... محمد اس وقت میں بالکل مذاق نہیں کر سکتا "

شومیز کی سنجیدہ آواز سن کر وہ بھی سمجھ گیا کہ معاملہ تھوڑا گمبھیر ہے۔

"محمد کیا کسی کو بتائے بغیر پاسپورٹ بن سکتا ہے ؟ "

.... شومیز نے آہستگی سے اب پوچھا

"ویسے شومیز بھائی خیریت تو ہے لڑکی کڈنیپ کر کے تو نہیں لے جانی؟ "

... اب محمد پھر سے اپنی حس مزاح کے جوہر دیکھا رہا تھا

"محمد کہانا مذاق نہیں کر رہا۔ "

.... شومیز کے لہجے میں اب سختی تھی

ویسے میں نے آج تک کوئی الیگل کام کیا نہیں پر ہو جائے گا.... پاکستان میں کون سا ایسا کام ہے جو پیسے سے " نہیں ہو سکتا؟"

..... اس نے تو مذاق میں ہی کہا تھا لیکن وہ ایک تلخ حقیقت بیان کر چکا تھا

اگلا سارا دن شومیز نے امام مسجد سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان سے رابطہ نہیں ہو سکا تھا.... لیکن شومیز کے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا وہ چاہتا تو سجاد گیلانی سے ایرج فاطمہ کو دوگنی قیمت میں خرید لیتا.... لیکن کیا محبت کا یہی تقاضہ تھا کہ اس کو خریدا جائے؟ وہ ایسا ہر گز نہیں کر سکتا تھا..... اگر وہ آج ایرج فاطمہ کو خریدتا تو نجانے کتنی ہی ایرج فاطمہ اور غلام بنتی رہتی وہ ایرج فاطمہ کو اپنے پیروں پر کھڑا دیکھنا چاہتا تھا..... وہ چاہتا تھا وہ لڑکی خود کو خود آزاد کروائے..... وہ اس قابل بن جائے کہ وہ خود آزاد ہو سکے...... اس کے دل میں ملال نا ہو کہ اسے کسی نے آزاد کروایا.... شومیز کو یہ سارا دن لگ گیا تھا انتظامات کرتے

ہوئے.... اب انہوں نے لائحہ عمل اگلے دن ترتیب دینا تھا..... شومیز گاڑی بھی محمد کے کسی دوست کی منگوائی تھی ایرج کو اغواہ کرنے والے بھی محمد اور شومیز خود ہی تھے ایرج کے والد صاحب بھی ساتھ ہی تھے......

جب ایرج کو ہوش آیا تھا تو شومیز نے محسوس کیا تھا وہ ہکا بکا اسے دیکھے گئی تھی.... شومیز نے ایرج کے والد کو منظر عام سے ہٹ جانے کا کہا تھا.... تا کہ جب وہ اس کے سامنے آئیں تو ایرج کو یہی لگے کہ شومیز نے اس کے باپ کو مجبور کیا....

" ... تمہیں مجھ سے نکاح کرنا ہو گا ابھی اسی وقت "

شومیز اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جہاں بے یقینی تھی۔

"شاہ آپکا دماغ ٹھیک ہے ؟ "

میر ادماغ بلکل درست ہے.... تمہاری بہتری اسی میں ہے تم نکاح کر لو.... نہیں تو میرے پاس دوسرا طریقہ ہے.... اپنی بات منوانے کا.... "

دیکھ شاہ... مانا میں تمہاری نوکر ہوں... پر میں اس طرح کی گھٹیا حرکت کبھی نہیں کروں گی... اور نا ہی مجھے موت سے ڈر لگتا ہے.... "

شومیز کا دل کر رہا تھا زمین پھٹ جائے اور وہ دفن ہو جائے کیونکہ وہ ایرج فاطمہ کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت نہیں برداشت کر سکتا تھا.... اس کو کون سمجھائے کہ وہ اس کی نوکر نہیں اس کے دل پر راج کرنے والی ملکہ تھی شومیز گیلانی کی ملکہ جسے شومیز گیلانی چاہ کر بھی اپنا نہیں بنا سکتا تھا....

"دوسرا طریقہ کیا؟ مار ڈالو گے؟ اس ذلت کے نکاح سے وہ عزت کی موت بہتر ہے شاہ.... رجو وہ موت قبول کرے گی۔"

اس کی آنکھوں کی وحشت نے شومیز کے دل کو چھلنی کیا تھا....

"نہیں...."

شومیز مسکرایا تھا.... وہ صرف اپنے لئے ان آنکھوں میں نفرت ہی محسوس کر رہا تھا

"شومیز شاہ...."

شومیز اب مزید کچھ نا بولا.....

"بتاؤ اب نکاح کرو گی یا نہیں؟"

شومیز نے ایک ایک لفظ اردو میں ادا کیا... وہ سب موبائل سے دیکھ کر بول رہا تھا....

اس کے بعد اس کے ابا نے اسے راضی کیا تھا وہ نہیں جانتا تھا کیسے راضی کیا لیکن انہوں نے کر لیا تھا....

شومیز نے بس انہیں حقیقت بتانے سے روکا تھا.... ایرج نے کافی دیر کے بعد رضامندی ظاہر کر دی تھی.... وہ شومیز گیلانی کے نکاح میں آچکی تھی.... لیکن وہ شومیز گیلانی کی زندگی میں نہیں آسکتی تھی یہ اس کی

..... آنکھوں میں نفرت نے اسے بتا دیا تھا

شومیز نے محمد کا شکریہ ادا کیا تھا اور ایرج اور اس کے ابا کو گھر بھیجوا دیا تھا.... شومیز کو ابھی بہت سے کام کرنے تھے ایرج کا آئی کارڈ پر اپنا نام لکھوانا تھا اس کے ڈاکومنٹس ایڈ نبرا بھجوانے تھے.... اس سارے کام میں محمد نے اس کی مدد کرنی تھی.... لیکن اس سے پہلے اسے انا کو یہاں سے بھیجنا تھا... شومیز اپنی گاڑی پر گاوں گیا تھا.... وہ لڑکی ایسے نہیں جانے والی تھی.... اس لئے شومیز نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایڈ نبرا آئے گا اور اسے تو آنا ہی تھا.... اس نے بابا جان سے بزنس میٹنگ کا کہہ کر جھوٹ بولا تھا.... وہ بولنا نہیں .... چاہتا تھا لیکن وہ مجبور تھا

____

شومیز سارے معاملات سے نپٹ کر سید ھا سجاد کی منگنی پر گیا تھا اور یہ بابا جان کا ہی حکم تھا.... شومیز گیلانی کو بالکل اندازہ نہیں تھا کہ ایرج فاطمہ وہاں ہو گی..... ہلکے گلابی رنگ کا جوڑا کھلے سیاہ سلکی بال کو ہر وقت پراندے کی قید میں رہتے تھے آج آزاد تھے.... شومیز گیلانی کو اپنے دل کی دھڑکن بند ہوتی محسوس ہوئی.... وہ بلاشبہ گندمی رنگت والی معصوم سی پری لگ رہی تھی... شومیز کو لگا تھا وہ ایک بار پھر اس پر دل ہار بیٹھا ہے.... وہ گردن جھکائے اس کی جانب آرہی تھی اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھی.... لیکن وہ اس کے پاس سے ہوتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی.... شومیز اس کی پشت کو دیکھ رہا تھا جہاں اس کے بال کھلے ہوئے

....تھے.... پہلی دفعہ اس نے ایرج کو اس طرح دیکھا تھا

" ...باباجان مجھے ایڈنبرا جانا مجھے بہت نقصان ہو رہا ہے بزنس میں "

.... شومیز باباجان کو اطلاع دے رہا تھا.... وہ لوگ کچھ دیر قبل ہی واپس آئے تھے

"تم نے تو سب یہاں شفٹ نہیں کرنا تھا؟ بزنس وغیرہ؟ "

...شناور کچھ حیران ہوئے تھے

" .... باباجان یہاں نیو سیٹ آپ کرنے کا ارادہ ہے "

"ٹھیک ہے جیسے تمہیں مناسب لگے۔ "

شناور شاہ بھی کافی تھکے ہوئے نظر آرہے تھے.... اور شومیز کو بھی بہت نیند آرہی تھی.... شومیز ان کے کمرے سے نکلتے ہوئے سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا .....

خلاف توقع اس نے دل کی دھڑکن کو بند ہوتے محسوس کیا...وہ اس کے سامنے تھی.... شومیز اپنے چہرے کے تاثرات سے دل کے حالات واضح نہیں کر سکتا تھا ...

"تم؟ "

شومیز نے رجو کو دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا.... انداز ایسا تھا جیسے وہ اسے دیکھ کر نا تو پریشان ہوا ہو نا ہی

حیران.... وہ کہتے ساتھ دروازہ بند کر کے اپنی گھڑی اتارنے لگا.... ایک ہاتھ سے اس جمائی روکنے کی کوشش کی اور پھر سے گھڑی اتارنے میں مصروف ہو گیا اور اب کی بار اتار کر وہ اپنے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھ گیا... رجو اس کے سارے عمل کو دیکھ رہی تھی.... اس کو فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا کہ وہ بھی اس کے کمرے میں موجود ہے۔

"کہاں تھے؟"

...بالکل روایتی بیویوں والا انداز شومیز سن کر محظوظ ہوا تھا

"....انا کو چھوڑنے گیا تھا"

... اس نے اردو میں جواب دیا تھا وہ اب اچھی خاصی اردو بولنے لگا تھا

"اچھا تو چھوڑنے میں انے (اتنے) دن لگ جاتے ہیں؟"

.... شومیز اب بیڈ پر بیٹھ کر اپنے جوتے اتار رہا تھا

"ہاں نکاح بھی رجسٹرڈ کروانا تھا۔"

وہ باتوں کو ٹالنے کی کوشش کر رہا تھا کہیں نا کہیں خوشی بھی تھی کہ کوئی تو تھا جسے اس کا انتظار تھا

"... اس دن وقت نہیں ملا تھا اس لیے"

.... شومیز نے شانے اچکا دیے اور اب وہ جوتے اتار کر کھڑا تھا

"کل میرے لیے بریانی بنا دینا۔"

....شومیز نے موضوع بدلتے ہوئے کہا

.....ایرج اسے تکے جا رہی تھی

"کیا ہوا؟ "

....شومیز نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر سوال کیا

" .... مینو بریانی نہیں بنانی آتی "

....رجو نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

" ...تو سیکھ لو "

شاہ میں یہاں صفائی کرنے آتی ہوں.... کمرہ صاف کروانا تو بتاؤ ابھی رجو صاف کر دے گی پر یہ کھانا پکانا "

" .... نہیں ہوتا مجھ سے.... ہاں سرخ مرچوں والا پلاؤ آتا بنانا... اور ایتھے وہ کوئی کھاتا نہیں

....شومیز کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

" ...میں کھالوں گا "

شومیز نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا... اب رجو جو اس کو گردن جھکا کر دیکھ رہی تھی اس کے کھڑا

....ہونے کی وجہ سے اسے اب گردن اوپر کرنی پڑی

"...پر مجھے یہاں کوئی بنانے نہیں دے گا "

....رجو نے منہ بناتے ہوئے کہا

" ....ہاں پر میں گھر سے بنالاؤں گی "

....رجو نے جیسے فوراً حل نکال لیا تھا چہرے خوشی سے چمک اٹھا تھا

"اچھا لیکن مجھے تو کل ہی کھانا... یہاں ہی بنا لینا۔ "

.... شومیز نے اب سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے کہا.... وہ جان بوجھ کر اب بات کو طول دے رہا تھا

"نہیں نا.... یہاں وہ جو بینا ہے وہ مجھے بنانے دے گی؟ "

رجو نے سوال کیا اس سے... شومیز کی مسکراہٹ گہری ہو گئی..... وہ اس کے چہرے پر ابھرنے والے

.... معصوم سے تاثرات سے مزہ اٹھا رہا تھا

"چلو اپنے گھر میں بنا کے کھلا دینا۔ "

.... شومیز نے ایڈ نبرا کے گھر کی طرف اشارہ کیا...... جو شومیز نے اس کے نام پر خریدا تھا

"آپ کھو پہ آئیں گے چاول کھانے؟ "

...رجو نے فوراً سے سوال کیا... آنکھوں میں حیرت تھی.... شومیز نے کندھے اچکائے

" .... جاؤ سو جاؤ "

... شومیز نے اس سے جانے کو کہا.... وہ خود بھی بہت تھکا ہوا تھا اور وہ جانتا تھا وہ بھی بہت تھکی ہوئی ہو گی

"!شاہ "

رجو نے مخاطب کیا.... آنکھوں میں بے چینی تھی.... اضطراب آنکھیں شومیز کو کچھ پریشان کر گئیں

تھیں۔

"شاہ آپ مجھے چھوڑیں گے تو نہیں۔"

کتنی بے یقینی تھی اس کے لہجے میں.... آنکھوں میں معصومیت سموئے وہ شاہ سے سوال کر رہی تھی شومیز

...نے اس کا ناک پکڑ لیا

"... کبھی نہیں دلچسپ لڑکی"

اب اس نے اس کا ناک پکڑ کر کھنیچا... شومیز چاہ کر بھی اس پر اپنے دل کے حالات بیان نہیں

.... کر سکتا تھا..... کیا بتاتا کہ ایرج میں مر جاؤں گا اس دن تمہیں چھوڑوں گا

"....لیکن"

....رجو کی بات ادھوری رہ گئی

"....سو جاؤ جا کر"

شومیز نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا....وہ ایک لمحہ بھی مزید رو کتی تو شاید وہ اسے سب سچ بتا دیتا شاید وہ

.... دل کے ہاتھوں کمزور ہو جاتا

"اچھا... اچھا جا رہی ہوں... پر مجھے اب ڈر لگ رہا ہے کسی نے دیکھ لیا تو؟"

"تو کیا ہو گا؟ کہہ دینا میری بیوی ہو۔"

... وہ چاہتا تھا ساری دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ایرج فاطمہ اس کی شریک حیات ہے

" ...اتنا آسان نہیں ہے سب "

اتنا مشکل بھی نہیں ہے... جب تک ہم کسی چیز کو مشکل سمجھتے رہیں گے تو وہ مشکل ہی لگے گی جیسے تمہیں "

"انگریزی مشکل لگتی... یقنا تم وہ بھی نہیں سیکھ سکتی۔

..... شومیز اپنی بات کو اور طرف لے جا چکا تھا

" ... انگریز شاہ میں انگریزی بول لیتی ہوں.... وہ الگ بات ہے میں بولتی نہیں "

رجو نے اب اسے جتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں بھی کہتا ہوں کہ تمہیں آتی ہے پر بولنا بھی سیکھ لو تو کیا ہی بات ہے۔ "

"کیوں؟ "

رجو نے کمر پر پھر سے ہاتھ باندھ لیے تھے جیسے اس سے لڑائی کے لیے تیار ہو۔

"کیونکہ تمہارا نکاح انگریز شاہ جو ہوا ہے۔ "

شومیز اپنی بات پر خود بھی ہنس دیا تھا لیکن اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا رجو بھی مسکرائی تھی لیکن گالوں پر شرمیلی سی مسکراہٹ تھی جو اس کی گندمی رنگت کو مزید نکھار رہی تھی.... رجو وہاں سے نکل آئی ..

شومیز آج بھی رشید سے ملنے کے لیے ڈیری فارم کے پچھلے حصے میں آیا تھا.... صبح صادق کا وقت تھا.... فجر کی نماز کے بعد شومیز نے انہیں فون کر دیا تھا کہ ان سے ملنا ہے۔

"میں ایرج کو یہاں سے لے جانا چاہتا ہوں۔ "

... شومیز نے ان کو بتایا.... ان کے چہرے پر پریشانی واضح تھی

آپ فکر نا کریں... جس رات میں اور ایرج نکلیں گے اسی رات آپ کو یہاں سے کراچی کے لیے روانہ کر "

" .... دیا جائے گا... آپ کو محمد خود لے کر جائے گا

... شومیز نے انہیں یقین دلاتے ہوئے کہا

" ... پر یہاں تو "

آپ یہاں کی فکر نا کریں... کسی کو معلوم نہیں ہوسکے گا کہ آپ کو میں نے یہاں سے نکالا.... اور یہ اپنی "

" .... بے عزتی ہونے کے ڈر سے آپ لوگوں کو شاید ڈھونڈیں بھی نا

"میں آپکا احسان زندگی بھر نہیں دے سکتا شاہ۔ "

یہ کوئی احسان نہیں ہے.... آپ یہ بیگز لیں ان میں کچھ سامان ہے ایرج کے لیے.... اس کا باقی سامان بھی "

"پیک کر دیں۔

.... شومیز اسی اندھیرے میں ہی وہاں سے آ چکا تھا

شومیز اور ایرج ایڈنبرا آ چکے تھے.... شومیز چاہتا تو شہر میں ہی گھر لے سکتا تھا لیکن اسے ایرج کو اس شہر کے ماحول سے ایک دفعہ دور رکھنا تھا اپنے جاننے والوں سے ایک دفعہ دور رکھنا تھا وہ سچ نہیں جانتی تھی اور وہ

نہیں چاہتا تھا کہ اس سے پہلے کوئی اور اسے سچ بتائے اور کسی اور انداز میں بتائے۔ گھر پہنچ کر شومیز سونا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے بھی وہ کراچی ایرج کے ابا اور بے بے کی خیریت معلوم کرنا چاہتا تھا.....

شومیز نے محمد کو فون کیا....

"اسلام علیکم!"

فون اٹھاتے ساتھ محمد نے سلام کیا....

"وعلیکم اسلام"

"پہنچ گئے آپ لوگ؟"

شومیز کمرے میں آکر اب بیڈ پر نیم دراز لیٹ چکا تھا...

"جی بھائی ہم لوگ کل ہی پہنچ گئے تھے.... آپ سنائیں بھابی کی سنائیں؟"

محمد نے اسے تنگ کرنے والے انداز میں پوچھا.... جبکہ شومیز محض ہنس کر رہ گیا وہ اسے کیا بتاتا کہ اس نے اس لڑکی کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھی ہے.... اور اس کو آزاد کروائے بغیر وہ اس کی بیوی کیسے ہو سکتی ہے؟

"تم میری رشید صاحب سے بات کراو"

شومیز نے بات بدلتے ہوئے کہا...

"کی حال اے شاہ جی؟"

”جی میں ٹھیک ہوں آپ کا کیا حال ہے؟ “

”پتر کیسا ہو سکتا ہوں رجو کیسی ہے؟ “

شومیز ان کی آواز فکر مندی محسوس کر سکتا تھا۔

”وہ بھی ٹھیک ہے.... کیا بات کرنا چاہیں گے؟ “

.... شومیز نے سوال کیا تو انہوں نے منع کر دیا

”نہیں پتر... نہیں... میری بچی مجھ سے سوال کرے گی اور میں جواب نہیں دے سکوں گا۔ “

... وہ التجائی انداز میں کہہ رہا تھا

”جی جیسے آپکو مناسب لگے۔ چلیں میں بات میں بعد کرتا ہوں۔ “

شومیز کو بہت بھوک لگ رہی تھی اور نیند بھی بہت آرہی تھی... اس نے پہلے سونا مناسب سمجھا.... ایرج تو وہاں جوس اور لیز کھا کر آچکی تھی اس نے تو مروتا بھی شومیز سے نہیں پوچھا تھا... شومیز اس کو سوچ کر مسکرا کر رہ گیا تھا بس.... وہ جانتا تھا کہ ایرج بہت افسردہ ہے لیکن وہ اس وقت اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا.... یہی اس کے لیے بہتر تھا... شومیز ابھی نیند کی وادی میں اترنے ہی لگا تھا کہ کوئی زور زور سے چلاتا ہوا .... اوپر آیا

“ ... شاہ.... شاہ “

... شومیز ایک دم گھبرا کر اٹھ بیٹھا کہ کہیں اسے کوئی مسلۂ نا ہو

"کیا ہوا ایرج کوئی مسلۂ ہے؟ "

"وہ نیچے والا ٹیم (ٹائم) پیس خراب ہے اوا ابھی تین بجا رہا ہے۔ "

.... شومیز حیران ہوا کیسے خراب ہو سکتا اس نے اپنی اسٹنٹ کو خود بھیجا تھا کہ گھر سب چیک کر کے جائے

"کیوں ٹھیک تو تھا؟ "

شومیز نے اپنی گھڑی دیکھی.... اور سر پر ہاتھ مارا... وہ کتنا بیوقوف تھا وہ اسے وقت کی تبدیلی کے بارے میں

.....بتانا ہی بھول گیا

رجو یہاں کا وقت پاکستان کے وقت سے چار گھنٹے پیچھے ہے... اور میں نے اس وقت تمہیں پاکستانی وقت "

"کے مطابق بتا دیا تھا معافی دے دو۔

... شومیز نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا

" ...لے بھلا میں کیا کہا ہے.... اچھا اب سو جاؤ سارے راستے میرا سر کھایا آپ نے "

.... کتنی جلدی وہ لڑکی مکر جاتی تھی.... اسکے جانے کے بعد شومیز خود ہی مسکرانے لگا

____

شومیز اس کے بعد ایک گھنٹا ہی بمشکل سو پایا تھا.... اس کی آنکھ ایک فون بیل نے توڑی تھی.... وہ جب اٹھا تو

... اس کا سارا جسم تھکاوٹ کی وجہ سے درد کر رہا تھا

"تم آ گئے ہو؟ "

...انا کی آواز نے شومیز کو غصہ دلایا.... لیکن وہ اس غصے کو پی جانا چاہتا تھا

"ہاں آ گیا ہوں۔ "

"یہ لو حور سے بات کرو۔ "

شومیز کو لگا جیسے پھر سے اس کے جذبات کے ساتھ کھیلا جا رہا تھا... پھر سے اسے جذبات کے ہاتھوں کمزور کیا جا رہا تھا.... لیکن وہ کمزور نہیں ہونا چاہتا تھا.... شومیز نے اس بچی کی آواز سننے سے پہلے ہی فون کاٹ دیا تھا....

"ہمیں ہر چیز میں برابری رکھنی چاہیے خواہ وہ جذبات ہوں یا خواہشات۔ "

اس کے جذبات اس بچی سے جوڑے تھے جو اس کی تھی ہی نہیں.... اور وہی جذبات کے رو میں زیادہ بہہ جاتا تو بھی نقصان ہی اٹھاتا.... اور اس کی خواہش ایرج سے بڑھ کر کون ہو سکتی تھی؟ لیکن وہ خواہش بھی پوری نہیں کر سکتا تھا وہ اس کی تھی ہی نہیں.... وہ اس کی ہو کر بھی اس کی نہیں تھی... اور یہ تکلیف اسے اندر ہی اندر کہیں سے کھا رہی تھی....

شومیز ان سوچوں سے نکلنا چاہتا تھا.... وہ خود کو اب مزید اذیت نہیں دینا چاہتا تھا.... اس کی بیوی جو پانچ سال اس کی بن کر رہی وہ دھوکا تھا.... وہ بچی اس کی نہیں تھی.... اور اب؟ اب جو اس کی بیوی تھی جس سے شاید اس دنیا میں سب سے زیادہ چاہتا تھا وہ اس کی بیوی ہو کر بھی اس کی نہیں تھی وہ غلام تھی.... وہ

....اس سے نفرت کرتی تھی

شومیز جھٹکے سے اٹھا تھا اسے اس اندھیرے سے کہیں دور بھاگنا تھا.... لیکن کہاں؟ کہاں فرار ملتا ہے؟ شومیز کو وحشت ہو رہی تھی.... وہ چاہتا تو ایرج کو ایک لمحے میں اس سے خرید سکتا تھا.... لیکن اگر محبت بھی پیسوں سے مل جائے تو وہ محبت تھوڑی ہوئی؟ وہ تو سودا ہوا.... وہ کتنا بے بس تھا....

شومیز ان سب سوچوں کو ختم کرتے ہوئے اٹھا اور واش روم گیا.... خود کو آئینے میں دیکھا.... آنکھیں نیند کی وجہ سے لال تھیں... لیکن دل؟ دل عشق کی وجہ سے سیاہ نہیں کرنا چاہتا تھا وہ.... غلط راستہ تو تھا وہ اسے اپنا سکتا تھا لیکن کس حق سے؟ وہ دل کو سیاہ نہیں کرنا چاہتا تھا.... شومیز گیلانی تم کبھی ایرج فاطمہ کے سامنے اپنی محبت کی شدت کو واضح نہیں کر پاوگے.... کبھی نہیں....

....شومیز باہر سے ہی کھانا لے آیا تھا.... اسے لگا تھا کہ ایرج ابھی تک سو رہی ہو گی لیکن وہ غلط تھا

"کھانا لے کر آئے ہو؟ "

....اس نے اسے اپنے سامنے کھڑے پایا

"....ہاں کیونکہ میں نے سوچا ایرج نے تو مرچی والا پلاؤ پکانا نہیں میں باہر سے ہی لے آؤں "

.....شومیز ماحول کو خوشگوار بنانا چاہتا تھا

" ...ہاں تو گھر کوئی چیز پڑی ہوتی تو بنا ہی دیتی "

" ....اچھا فلحال تو یہ کھاؤ پھر وہ بھی بنا کہ کھلا دینا "

شومیز نے کھانا نکالتے ہوئے کہا

"ارے یہاں سے یہ بھی مل جاتا ہے ؟ "

"ہاں رستم ہوٹل سے لایا ہوں خالص پاکستانی کھانا ملتا ہے....اور حلال بھی ہوتا ہے۔ "

"میں مدد کرواں ؟ "

"نہیں میڈم آپ بس دیکھیں.... آپ کے ہاتھوں پر ابھی مہندی لگی ہوئی ہے۔ "

وہ صرف اسے تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا

" .... اب شاہ ایسی بھی بات نہیں آپ چیزیں لا دیتے میں گھر میں بنا دیتی اتنا تو مجھے بنانا آتا ہے "

" ....ہاں جیسے مجھے آج صبح لیز اور جوس کی صلح ماری تھی "

اس نے ایرج کے چہرے پر شرمندگی دیکھی تو محظوظ ہوا

"اتنا سب کچھ ؟ کوئی مہمان آرہے ہیں کیا؟ "

" .... نہیں ہمارے لیے...مجھے بہت بھوک لگی ہے "

رجواب خود ہی آگے کو آکر سارا کھانا میز پر لگا رہی تھی..... ایک کرسی پر وہ خود بیٹھ گیا اور ایک پر ایرج....

.... شومیز اپنا کھانا نکال چکا تھا.... لیکن ایرج بیٹھی رہی

"کیا سوچ رہی ہو؟ "

" .... میں نے اس گلاس میں پانی نہیں پینا اس میں انگریز شراب پیتے "

شومیز کا دل کیا ایک دفعہ اس کی سوچ پر اچھی طرح ماتم کر لے.... لیکن اس نے اٹھ کر سامنے کیبن سے دو

.... دوسرے گلاس نکال لیے

" .... اب یہ مت کہنا کہ نیلی پلیٹ میں نہیں کھانا "

.... شومیز نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا

" ... نہیں جی... پلیٹ سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے "

اچھا کل میں تمہیں بسم للہ سٹور پر لے چلوں گا وہاں سے تمام پاکستانی مصالحے اور کھانے کی اشیا مل جائیں "

"گی۔

.... شومیز نے اسے بتایا... وہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے ہر چیز لے آئے

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شومیز اسے جان بوجھ کر شہر گھمانا چاہتا تھا تا کہ وہ اس شہر سے واقف ہو جائے.... اس نے ایرج کو فون بھی

لے کر دینا تھا.... اسی غرض سے وہ دونوں پرنسز اسٹریٹ گئے تھے... وہاں ایرج نے پھر سے چوڑیوں کا

ذکر کیا تھا... اسے بے ساختہ وہ پیلی چوڑیاں یاد آئیں تھیں... وہ چوڑیاں ایرج اس کو کیوں دے کر گئی تھی؟

.... شومیز نے وہ ریکارڈنگ نہیں سنی تھی

"کیا کہا تھا اس میں ایرج نے؟"

شومیز اس سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن نہیں پوچھ سکا تھا.... اس نے یہی سوچا کہ گھر جا کر وہ سنے گا کہ ایرج نے

.... اس سے کیا کہا تھا؟ اس کے بعد وہ دونوں سٹور گئے تھے اور ایرج ضرورت کی ہر چیز خرید لی تھی

گھر آنے کے بعد شومیز لونگ روم میں آ کر بیٹھ گیا تھا جبکہ ایرج کچن میں جا چکی تھی.... شومیز نے سب سے

.... پہلے اس کی وہ چوڑیوں والی ریکارڈنگ سنی

دیکھو انگریز شاہ.... یہ چوڑیاں دے کر مجھے پریشان مت کرو..... نا میں نے آپکی بھیجی ہوئی چوڑیاں پہننی "

نا مجھے ضرورت.... آپ نا یہ چوڑیاں... اپنی محبوبہ کے لیے رکھیں.... اووووو نہیں نہیں بلکہ انگریز شاہ کہاں

مکار شاہ....... آپ کو اردو آتی آپ بس لوگوں کو دیکھاتے ہیں کہ آپ کو اردو نہیں آتی.... بڑے تیز بنتے

".....ہونار جو نے آپکی چوری پکڑ لی ہے

تو کیا وہ اس کو ایسا سمجھتی تھی؟ وہ ایسا نہیں تھا.... وہ سمجھتی تھی کہ میں مکار ہوں؟

شومیز سامنے ٹی وی سکرین پر دیکھتے ہوئے یہی سوچ رہا تھا.... اس کو یہ جان کر بہت اذیت ہو رہی تھی....

.... ایرج کیوں نہیں سمجھ سکی کہ میں ایسا نہیں ہوں

" .... یہ لیں چائے.... آج میں خود ہی بنا کر لائی ہوں "

رجو کی آواز نے اسے اس کی سوچوں سے نکالا... وہ ایرج کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے؟

رجو بھی وہاں بیٹھ گئی.... شومیز بظاہر ٹی وی دیکھ رہا تھا لیکن حقیقت میں وہ اسے دیکھ رہا تھا جو باہر دیکھنے میں مصروف تھی

"شاہ کبھی زندگی کالی رات لگی ہے؟ "

شومیز اس کے سوال پر گہرے سوچ میں ڈوب گیا.... وہ اس کو کیا بتاتا کہ اس کی زندگی تو خود اندھیری رات تھی ....

"زندگی روشن کب ہوتی ہے؟ "

شومیز نے جواب کے بدلے سوال کیا.... وہ جاننا چاہتا تھا کہ روشنی کب ہوتی ہے؟

".... مطلب؟ زندگی روشن ہی ہوتی ہے پر کبھی کبھی کالی رات لگنے لگتی "

ایرج نے اس کی طرف دیکھا..... وہ اس کی الجھی نظروں کو دیکھ رہا تھا.... وہ زندگی کی حقیقت ابھی تو جانتی ہی نہیں تھی... وہ تو ابھی اپنی زندگی سے انجان ہونے کے باوجود بھی ابھی سے مایوس ہو گئی تھی اور وہ؟ وہ تو ... جانتے ہوئے بھی کہ اس کی زندگی کسی اور کی ہے

زندگی تو سفر، آزمائش اور خوشی کی لہروں میں بہتا ہوا یقین اور مایوسی کے لمحوں سے گزارتا ہوا، زندگی کی "
طاقتوں اور دل کی بے چینی سے لڑتا ہوا اپنے رب کی ذات کو دل میں سما لینے اور اسی کی خاطر اپنی راہوں کو
"...بدل لینے کا نام ہے لیکن

شومیز اب اسے سمجھانا چاہتا تھا کہ زندگی صرف خدا کو دل میں سما لینے کا نام ہے اور رب کی رضا پر خوش ہونا
ہے۔

ہم لوگ چند لمحوں کی ناکامی کو زندگی کی ہار سمجھ کر زندگی کو کالی گہری رات سمجھ لیتے ہیں.... کتنے آئے اور "
کتنے گئے ؟ لیکن جنھوں نے اپنے عمل درست رکھے اور اپنے رب کی رضا کی خاطر عاجزی اختیار کی اور رب
کے فیصلوں پر یقین کیا اور اس کی حدوں میں رہے انہوں نے گہری کالی رات کو روشن کر لیا اور اپنے رب کو
" ..پالیا

ایرج چند لمحوں میں مایوس ہو گئی تھی.... اسے ابھی تھکنا نہیں تھا اسے ابھی لڑنا تھا

" ...شاہ مجھے زندگی کو روشن کرنا نہیں آرہا "

وہ اسے کیا بتاتا ابھی تو بہت لمبا سفر ہے

" ... آجائے گا... وقت لگے گا.... ایرج "

....شومیز ایک دم مسکرایا

" .... تم نے ابھی کچھ نہیں کھویا "

”میں نے اپنے ماں باپ کھوئے ہیں “

وہ اسے کیا بتاتا کہ ماں باپ سے کچھ دیر کی دوری اسے برداشت نہیں ہو رہی تھی تو اس سے جب وہ دور ہو جائے گی تو وہ کیا کہے گا اس نے کسے کھو دیا؟

”کس نے کہا ہے یہ تم سے ؟ وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں “

... وہ اسے سمجھانا چاہتا تھا اس کے ماں باپ اس سے دور نہیں ہوئے بس مجبوری کہ وہ بات نہیں کر سکتے

لیکن میری ان سے بات نہیں ہو رہی... آپ نہیں سمجھ سکتے میرا اس وقت دل کر رہا ایک لمحہ بھی نا لگے “

“اور وہ میرے سامنے ہوں

اور وہ ؟ ایرج تو یہ سب اب اس کے سامنے بیان کر رہی تھی ایرج تو سب کچھ کر سکتی ہے لیکن جب وہ یہاں آیا تھا وہ تو کسی کے سامنے اپنا دکھ بیان نہیں کر سکتا تھا.... لیکن وہ اسے ایسے کمزور نہیں دیکھنا چاہتا تھا

بس ؟ اتنے میں پریشان ہو گئی ؟ انسان تو ازل سے خواہشات کا غلام رہا ہے... ایک مسلمان لڑکی کو تو بہادر “ ہونا چاہیے.... سوچو اگر تم کسی مقام پر کھڑی ہوتی تم کوئی آفیسر ہوتی یا تم بھی پیسے کی طاقت رکھتی تو کیا میں تم سے نکاح کر پاتا؟ نہیں کبھی نہیں کر سکتا تھا.... میں تمہیں تمہارے ماں باپ سے بات کرنے سے بھی نہیں روک سکتا تھا... کیونکہ تم طاقت رکھتی... تم زندگی کی ایک مشکل کو اندھیرا سمجھ کر بیٹھی ہو تو جب ”مشکلات کے پہاڑ آجائیں گے اس دن تم کیا کرو گی لڑکی ؟

... وہ اسے سمجھانا چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے لیے کچھ کرے..... وہ بہادر بنے

اس مشکل میں روشنی تلاش کرو.... ہو سکتا تمہاری زندگی میں چھایا باقی اندھیرا ابھی ختم ہو جائے؟ ہو سکتا "
"تم کچھ ایسا کر جاؤ جو آتی دنیا تک یاد رکھا جائے۔

شومیز اسے کہنا چاہتا تھا کہ اپنی خواہش کو کمزوری مت بننے دینا بلکہ اس کو طاقت بناؤ اور کچھ بن کر
......دیکھاو

شاہ میں کیا کر سکتی ہوں؟ میں ایک ان پڑھ جاہل لڑکی ہوں..... جس نے مر مر کر میٹرک پاس کی.... وہ "
"کیا دنیا میں نام بنائے گی۔

" کیوں تم کیا انسان نہیں ہو؟ یا وہ انسان نہیں ہیں جو کچھ کر کے دیکھاتی ہیں؟ "

.... شومیز صرف چاہتا تھا وہ اپنی جنگ خود لڑے ہر لڑکی اپنی جنگ خود لڑے

ان کے پاس بہت سے وسائل ہوتے ہیں... ان کے ماں باپ ان کے ساتھ ہوتے ہیں..... میں اکیلی ہو گئی "
" ...ہوں

اس گہری کالی رات میں ہم اپنے خالق کو بھول جاتے ہیں جس نے ہمیں سب دیا.... کیسے ہو اکیلی کیا وہ "
"ساتھ نہیں؟ یا تمہارا ایمان نہیں؟

اللہ تے ہی ایمان ہے شاہ.... ورنہ اس دنیا میں انسانیت تو ختم ہو گئی ہے.... ہر طرف مطلبی دنیا ہے.. آپ "
"نے مجھ سے نکاح کیوں کیا؟

شومیز اس کے سوال پر خاموش ہو گیا وہ اسے کچھ نہیں بتا سکتا تھا

بتائیں؟ "

" .... میں نے آپکی آنکھوں میں انا کے لیے محبت دیکھی ہے "

..... شومیز پہلے حیران ہوا......... لیکن پھر مسکرادیا

. محبت؟ کیسے دیکھی تم نے محبت.... وہ یہ کہہ کر ہنسا "

"اور تم محبت کو کیا سمجھتی ہو؟"

وہ سننا چاہتا تھا وہ محبت کو کیا سمجھتی جو اس نے انا کے لیے دیکھ لی اپنے لیے نا دیکھی

" ... آپ اس کی پرواہ کرتے ہیں.... اس کی خاطر اپنی دادی سے لڑائی مول لی.... اور "

"اور؟ "

وہ اسے بتانا چاہتا تھا تمہاری خاطر تو می دنیا سے دشمنی مول لینا چاہتا ہوں

"اور مجھے لگتا ہے آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ "

شومیز ہنسا.... مسکراہٹ میں کتنی چبھن تھی.... وہ کیوں نہیں سمجھ سکی شومیز گیلانی محبت صرف ایرج فاطمہ

سے کرتا ہے... لیکن وہ اظہار محبت کس منہ سے کرتا وہ حق ہی نہیں رکھتا تھا

اس کی جگہ کوئی اور بھی ہوتی تو میں یہی کرتا.... مجھے غلط کو غلط کہنا آتا ہے.... اور میں چاہتا ہوں تم بھی "

" .... غلط کو غلط کہو

شومیز صرف اسے آنے والے کل کے لیے تیار کر رہا تھا

"شومیز شاہ آج کل غلط کو غلط کہنے والوں کی زبانیں کاٹ دی جاتی ہیں "

"لیکن اگر وہی انسان کسی مقام پر کھڑا ہو تو وہ غلط کی جڑیں بھی کاٹ سکتا ہے۔ "

اس نے اسے خاموش پایا

یار یہ زندگی ہے.... اس کا مقصد ہے.... بے مقصد زندگی تو جانور بھی گزار رہے ہیں.... پھر ہمیں اللہ نے " عقل کیوں دی؟ تاکہ ہم اسے استعمال کریں.... ناکہ بس یہی کہتے رہیں کہ غلط کو غلط کہنے سے ہم دنیا سے "الگ ہو جائیں گے۔

بارش تھم چکی تھی لیکن باہر ہوا بہت تیز چل رہی تھی... وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا وہ سب سمجھا بھی پایا ہے یا نہیں

" .... میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے میں اپنے والدین کے پاس واپس چلی جاؤں "

اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ اندر سے تڑپا تھا لیکن اسے اپنے جذبات پر قابو رکھنا تھا

میں تمہیں اتنا کچھ بتا چکا ہوں سمجھ دار کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے۔" اب وہ اس بات ہر مزید بحث نہیں " .....چاہتا تھا

شومیز کہہ کر چپ ہو گیا دونوں کے چائے کے کپ ٹھنڈے ہو چکے تھے.... شومیز نے چائے دیکھی.... جو میز پر پڑی تھی... جبکہ ایرج کا کپ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

"..بہت شکریہ میڈم چائے بنا کر دینے کے بعد ٹھنڈی کر کے دینے کا "

شومیز نے مسکراہٹ کے ساتھ اس پر طنز کیا تھا.... وہ بس ایرج کو ہنسانا چاہتا تھا

" ...ہاں میں نے تو نہیں کہا تھا نا پیو... خود ہی رکھ دیا تھا "

" ...جی میڈم آپ کبھی کچھ کہتی ہی کب ہیں؟ آپ تو عمل کر کے دیکھاتی ہیں "

ایرج بے ساختہ مسکرائی.... وہ کامیاب ہو گیا تھا..... اسے دلی سکون ملا تھا

.... اگلے دن شومیز نے آفس جانا تھا اس لیے وہ جلدی سو گیا تھا

شومیز جاتے وقت جان بوجھ کر نوٹ انگلش میں لکھ کر گیا تھا تا کہ ایرج انگلش سمجھنے کی کوشش کرے....

شومیز جب آفس پہنچا تو بہت سی میٹنگز آج اسے اٹینڈ کرنی تھیں.... پہلے اس نے جو سوچا تھا کہ بزنس پاکستان کے جائے گا اس کا ارادہ اس نے اب ترک کر دیا تھا اس لیے یہاں کی ساری ڈیلیز اسے اب دیکھنی .... تھیں.... شومیز دوپہر کے وقت بالکل فارغ تھا.... اس کے آفس میں کوئی داخل ہوا تھا

.... سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر شکن ابھری

"کیوں آئی ہو یہاں؟ "

" ... اپنا حق لینے "

...جواب فوراً آیا تھا.... شومیز اپنی کرسی سے اٹھا

"کیسا حق ؟ "

.... شومیز نے خود پر ضبط رکھتے ہوئے کہا

میں تمہاری بیوی ہوں.... تم نے وہ فلیٹ بھی بیچ دیا.... اور وہاں سے شادی کر کے بھی آ گئے واہ اور تمہیں "

"لگا میں اپنا حق نہیں لوں گی۔

مجھے تم سے ایسی کوئی امید نہیں تھی.... میں جانتا تھا دولت کی ہوس نے تمہیں اندھا کیا ہوا ہے... طلاق "

کے کاغذات تیار کروا رہا ہوں لیکن جائیداد میں سے تمہیں ایک روپیہ نہیں لینے دوں گا کیس کروں گا

" ... تمہارے خلاف ایک دفعہ غلطی کر چکا ہوں خاموش رہنے کی اب نہیں رہوں گا اور وہ بچی

.... شومیز کی آنکھوں میں اب دکھ تھا

"وہ بچی میری بیٹی نہیں یہ بھی ثابت کر سکتا ہوں۔ "

میں جانتی تھی کہ تم سب کچھ جان چکے ہو.... تم کیس ہار جاؤ گے ؟ اور تمہاری بیوی تو نہیں جانتی ہماری "

" ..... شادی کے بارے میں

وہ جانتا تھا کہ انا نے پتا کروا لیا ہو گا... کہ شومیز شادی کر کے آیا... لیکن یہ دھمکی؟ انا اس کے آفس سے جا

.... چکی تھی.... جبکہ شومیز نے بے بسی سے میز پر ہاتھ کا مکا مارا

"ایرج تو مجھے پہلے ہی غلط سمجھتی اور اب یہ ؟ کیا کروں ؟ "

.... شومیز کے لیے نئی پریشانی تھی یہ اب

....اس کے بعد وہ دیر تک اکیلا اپنے آفس میں بیٹھا رہا کوئی میٹنگ نہیں اٹینڈ کی

رات کو دیر سے گھر گیا تو ایرج اس کا انتظار کر رہی تھی لیکن انا کی باتیں اب بھی اس کے ذہن میں گونج رہی تھیں....وہ ایرج کے ساتھ روکھا لہجہ نہیں رکھ سکتا تھا لیکن وہ پریشان تھا....وہ لڑکی تو پہلے ہی اسے غلط سمجھتی تھی....شومیز گیلانی کو ساری دنیا غلط سمجھتی تو بھی اسے فرق نا پڑتا لیکن ایرج فاطمہ ؟

شومیز کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کے رات کی سرد مہری پر وہ ناراض ہو چکی ہے جبکہ اس کا تو کوئی قصور ہی نہیں تھا....شومیز نے اگلے دن محسوس کیا تھا کہ ایرج اس سے بات نہیں کر رہی تھی...بلکہ بس چائے بنا کر رکھ دیتی تھی...تین دن وہ یہی سوچتا رہا کہ اسے کیسے منائے؟ وہ اپنے جذبات کا اظہار کرنے میں ایسا ہی تھا.... اسے کسی کو منانا نہیں آتا تھا...یا شاید اس نے سیکھا ہی نہیں تھا بچپن سے کوئی رشتہ بھی تو اس کے پاس نہیں تھا جو اسے نخرے دیکھاتا اور وہ مناتا...انا تھی تو پہلے تو وہ کبھی اس سے ناراض نہیں ہوتی اور بعد میں بھی شومیز کو ایسے محسوس نہیں ہوتا تھا جیسے اب ہو رہا تھا....اس کی خاموشی چبھتی تھی اسے.... تین دن اس نے کیسے گزارے تھے وہی جانتا تھا....

....آخر وہ خود ہی بول پڑا

"ناراض ہو؟ "

اس نے پانی والی بوتل نیچے کرتے ہوئے کہا...ایرج جو کچن سے باہر قدم رکھنے ہی والی تھی رک کر اسے مڑ کر دیکھا....

”نہیں “

....اس کی آنکھوں شکوہ تھا

”پھر اس طرح کیوں؟ تین دن سے تم میرے سے بات نہیں کر رہی؟ آخر کیوں؟ “

....شومیز نے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا ..

“ ....تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی؟ کھانا بنا کر دے رہی ہو.... لیکن ساتھ بیٹھ کر کھا نہیں رہی “

....شومیز نے اب اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا

...وہ خاموش رہی

“ ....ایرج یار مجھے منانا نہیں آتا “

....شومیز نے اب اپنی خامی کا اعتراف کر لیا....اور شرمندگی سے سر جھکا لیا

“ ...میں تین دن سے دیکھ رہا ہوں تم ناراض ہو پر مجھے منانا نہیں آتا “

”شاہ! منایا بھی من پسند شخص کو جاتا ہے۔ “

شومیز نے اس کو دیکھا کیا اس کی آنکھوں میں اسے اپنے لیے پسندیدگی نظر نہیں آتی تھی؟

”....کل ہفتہ ہے میں تمھیں ایڈنبرا کاسل لے جاؤں گا سارا دن تمہارے ساتھ گزاروں گا “

...مجھے نہیں چاہیے آپکا وقت....میں گھر میں اکیلی ہی خوش ہوں “

...اس نے اس کا اکھڑا ہوا لہجہ دیکھا

"یار... اچھا سوری... معاف کر دو "

.... شومیز نے اس سے معافی مانگی

.... ایرج کا چہرہ ابھی بھی دوسری طرف تھا اور وہ شیشے کے دروازے سے باہر باغیچے کو دیکھ رہی تھی

"اچھا ٹھیک ہے... کل میں تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا... اور کھانا بھی مجھے نہیں کھانا اگر تم نے نا کھایا تو۔ "

شومیز چپ چاپ وہاں سے نکل گیا.... وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا... لیکن وہ دھمکی دے چکا تھا.... وہ زبردستی کا .... قائل نہیں تھا... لیکن وہ ایسے مان بھی تو نہیں رہی تھی

"اب چلنا پسند کرو گی ساتھ یا پھر اٹھا کر لے جاؤں "

شومیز نے ایرج کو لان میں کھڑے دیکھا.... اس نے محسوس کیا تھا وہ ایک دم ڈر گئی... لیکن خود ہی سنبھل .... بھی گئی

" .... نہیں جانا مجھے "

... ایرج تنک کر بولی

"تو پھر میں اٹھا کر لے جاؤں اور میں یہ حق رکھتا ہوں۔ "

شومیز کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں.... یہ مسکراہٹ اوپر سے تھی.... وہ جانتا تھا وہ ایسا کوئی حق نہیں رکھتا

تھا....

"...شومیز شاہ! آپ ایسا کوئی حق نہیں رکھتے.... یہ رشتہ میرے سے زبردستی جوڑا ہے "

تو شومیز گیلانی جان لو اپنی حقیقت.... شومیز کا دل کیا وہ اسے سب سچ بتا دے.... لیکن نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا.....

تو میں نے گن پوائنٹ پر تو نہیں کیا تھا نکاح آپ میڈم نے خود قبول کیا...اور جہاں تک میرا خیال ہے " آپ مجھے اپنا شوہر مانتی ہیں تو نکاح جیسے بھی ہوا تھا آپکی قبولیت دل سے تھی....ورنہ روز میرے لیے کھانا نہیں بنتا.. "

شومیز نے ماحول کو بدلنا چاہا تھا.....

" ...نہیں مانتی میں آپکو شوہر "

...کوئی اس لڑکی کو بتائے شومیز گیلانی یہ نہیں سن سکتا وہ دل میں سوچ کر رہ گیا تھا

" ...ٹھیک ہے...اٹھا کر لے جاتا ہوں "

....شومیز نے تو صرف بات کی تھی وہ ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھت تھا

"نہیں نہیں...میں چل رہی ہوں۔ "

...ایرج نے چلنے کی ہامی بھری

"تو پھر آپ تیار ہی ہیں...ایسے ہی نکل چلتے ہیں...یا تیار ہونا؟ "

"نہیں جی میں آپکی گولڈن کیڑی انا کی طرح میک آپ نہیں لگاتی۔ "

...ایرج کہہ کر آگے کو چل دی.... شومیز نے سر جھٹکا اور اس کے پیچھے آ گیا

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے بہت دیر سے خاموشی تھی شومیز چاہتا تھا وہ اس سے بات کرے وہ مزید کسی اور بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا وہ اس وقت کو محسوس کرنا چاہتا تھا جب وہ اس کے ساتھ تھی

گھوم لیں گے؟ ٹھیک (royal mile) کا سل تو ساڑھے نو بجے کھلے گا تب تک ہم ایڈنبرا کا رویل مائل "

ہے؟"

.... شومیز نے اس کی طرف دیکھا جو سامنے دیکھ رہی تھی

"اب مجھے کیا پتا یہ سب کیا ہوتا ہے۔ "

اس نے اس کے لہجے میں بیزاری محسوس کی تھی

" ...تو اسی لئے تو لے جا رہا ہوں کہ پتا چل جائے یہ سب کیا ہوتا "

.... شومیز نے مسکرا کر جواب دیا.... وہ اس کی بیزاری سے بھی نفرت نہیں کر سکتا تھا

"شاہ آپ مسکراتے ہوئے بہت خوبصورت لگتے ہیں "

.... شومیز پھیکا سا مسکرایا

یہ چہرے کی مسکراہٹیں دل کی اداسیاں یہ موسموں کے بدلنے کی گھبراہٹ یہ آنکھوں کی نمی کے پیچھے "

" .... آرزوں کی وادیاں یہ ہنسی کے پیچھے کی کہانیاں ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا

"شاہ پہلے تو آپ کو اردو نہیں آتی تھی اب آگئی تو اتنی اوکھی (مشکل) بول کر میرا جینا حرام کریں۔"

....ایرج نے چڑ کر کہا تو شومیز قہقہہ لگا کر ہنسا

وہ اس کے ساتھ چل رہی تھی...وہ چاہتا تھا وقت تھم جائے وقت رک جائے وہ اسی وقت میں کہیں گم ہو جائیں.... گزرتا لمحہ اس پر بھاری ہو رہا تھا... آخر ایک دن ایرج نے اسے چھوڑ کر چلے جانا تھا...وہ باتیں کرتے کرتے کاسل آچکے تھے.... شومیز نے اسے کاسل دیکھایا تھا.... اور اب وہ دونوں اس شہر کا پرکشش منظر دیکھنے کے لیے کھڑے تھے.... جب ایرج نے اس سے غیر متوقع سوال کر دیا تھا ....

"شاہ! محبت کیا ہوتی ہے؟"

....شومیز گیلانی جواب دینا چاہتا تھا ایرج فاطمہ کی آنکھیں.... اس کا خود سے باتیں کرنے کا انداز

"اٹریکشن اور عشق کے درمیان کا جو وقت ہوتا ہے اسے محبت کہتے ہیں۔"

....ایرج فاطمہ اس کا عشق تھا یا محبت؟ یہ انکشاف اس پر ہونے جا رہا تھا

"مطلب؟ اٹریکشن کیا؟"

"....کسی کی طرف مائل ہونا"

.....وہ مائل ہوا تھا وہ ایرج کی طرف مائل ہی تو ہوا تھا

"تو وہ تو انسان کسی خوبصورت شخص کی طرف ہی مائل ہوتا ہے نا؟ "

ہاں کبھی وہ شخص خوبصورت ہوتا تو کبھی اس کی باتیں.... کبھی اس کا اخلاق ہمیں اپنی طرف مائل کرتا تو "

" کبھی ہم خدا کی رضا سے اس کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

........اس کے ساتھ تو یہ سب ہوا تھا

کبھی سنا کسی سفید لڑکے کو کالی لڑکی سے محبت ہو گئی ہو؟ یہ سب باتیں صرف افسانوں میں اچھی لگتی ہیں "

حقیقت میں ان کا وجود نہیں ہوتا.... آجکل لوگ ایٹریکشن کو محبت سمجھ لیتے ہیں.... میرے نزدیک محبت بہت مختلف ہے.... محبت وہ ہے جس میں ہم ایک دوسرے کو سمجھنے لگ جاتے ہیں.... ایک دوسرے کی قدر کرتے ہیں... ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں... سب سے بڑھ کر ایک دوسرے پر یقین کرتے ہیں.... تم

" ....نے سنا ہو گا محبت کی شادیاں کامیاب نہیں رہتی

اس کی شادی کون سی کامیاب ہونے والی تھی؟ وہ یہ سوچ کر مسکرایا

ایرج لوگ ایٹریکشن کو محبت سمجھ کر شادی کر تو لیتے ہیں لیکن جب وہ ایک دوسرے کو سمجھنے لگتے تو انہیں "

" .... معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تو محبت کی ہی نہیں

"شاہ! ہمیں کیسے پتا چلتا ہے ہمیں محبت ہے یا عشق؟ "

وہ حیران ہوا.... کیسا سوال کر دیا تھا اس نے؟ یہ جواب تو وہ خود کو بھی نہیں دینا چاہتا تھا

میرے نزدیک محبت میں کہیں نا کہیں خود غرضی آ ہی جاتی ہے.... ہم اپنے بارے میں سوچ ہی لیتے ہیں "

"....لیکن عشق

...وہ خاموش ہو گیا تھا.... نہیں وہ انکشاف نہیں کر سکتا ایرج اس کی محبت ہی رہے تو ٹھیک تھا عشق نہیں

"چپ کیوں ہو گئے؟ "

شومیز نے اس کی طرف دیکھا..... کیا بتاتا وہ اسے؟ وہ اس کی کمزوری کے ساتھ کھیل رہی تھی

"....ایرج عشق "

....اس نے لمبا سانس لیا

عشق میں میں خود غرضی نہیں ہوتی ہم اپنے بارے میں نہیں سوچتے... ہم صرف اپنے محبوب کے بارے " میں سوچتے.... محبت میں ہم سمجھوتہ کر لیتے ہیں لیکن عشق میں.... عشق میں سمجھوتہ نہیں ہوتا... عشق میں ہمیں وہی شخص چاہیے ہوتا.... اور اگر وہ نہیں تو کوئی نہیں... اور عشق میں محبوب کسی اور کا ہو تو وہ

" اذیت....وہ اذیت

شومیز کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی....وہ اسے بتانا چاہتا تھا ایرج فاطمہ جب سجاد نے تمہارا نام اپنے ساتھ منسوب کیا تھا اس دن بس ایک موت واقعی نہیں ہوئی سجاد گیلانی پر باقی ہر اذیت کو برداشت کیا میں نے.....

"...شاہ بس کریں.... چھوڑیں یہ سب "

ایرج نے خود ہی موضوع بدل دیا... شومیز اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتا تھا... اگر اسے آنکھوں سے ..... دل میں اترنا آتا ہوا تو؟ وہ ڈر سا گیا تھا.... اس کے بعد ایرج نے اور باتیں شروع کر دی تھیں

شومیز جب بابا جان کے کمرے سے باہر نکلا تو سجاد نے اسے روک لیا.... اس کو تب پتا چلا کہ سجاد گیلانی کو وہ ایرج سے لاپرواہ سمجھ رہا تھا لیکن وہ سب جانتا تھا لیکن کیسے؟ شومیز نے اس کا موبائل فون جان بوجھ کر توڑا .... تھا کیونکہ وہ اس کی ریکارڈنگ کر رہا تھا

شومیز جب کمرے میں آیا تو بہت الجھا ہوا تھا... اور اس الجھن کو ایک ہی تھی جو دور کر سکتی تھی اور وہ تھی ایرج فاطمہ.... شومیز نے ایرج کو فون کیا تھا.... تو وہ اس سے ناراض تھی کہ اس نے اسے فون نہیں کیا جبکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کتنا پریشان ہے اور اپنی پریشانی اسے بتا بھی نہیں سکتا تھا... لیکن وہ تب زیادہ پریشان ہوا جب ایرج کو روتا ہوا پایا.... وہ سچ میں ایک بار کہہ دیتی کہ آپ واپس آ جائیں تو وہ اگلے دن ہی واپسی کی فلائیٹ پکڑ لیتا.... لیکن اس نے فون بند کر دیا تھا.... اگلے دن شومیز جب جوگنگ پر گیا تو اسے وہ ایرج کی انگوٹھی یاد آئی.... وہ اسی لمحے واپس گھر آیا تھا.... اس نے سب کو دیکھا تھا سب آ چکے تھے ان میں سے کچھ کو وہ جانتا تھا کچھ کو نہیں جانتا تھا.... لیکن اس وقت اسے وہ انگوٹھی ڈھونڈنی تھی لیکن اس کا شک صحیح نکلا تھا وہ انگوٹھی ہی سجاد گیلانی کو ملی تھی.... شام کے وقت ڈھولک پر رباب اس کے پاس آ کر کھڑی ہوئی تھی.... اور اس نے اشارے اشارے میں اسے کچھ بتانا چاہا لیکن وہ سمجھ نا سکا.... لیکن اگلے ہی دن شومیز کو رباب کی

سمجھ آگئی تھی...... مطلب وہ جانتی تھی ایسا رشتے کا کچھ ہونے والا ہے..... شومیز کو تو تب سمجھ ہی نہیں آیا ... تھا کہ سجاد نے یہ سب بھی کر سکتا

وہ اس کو جتنا کمزور سمجھ رہا تھا وہ تھا نہیں.... سجاد گیلانی سے اس کی ٹکر ہوئی تھی.... شومیز نے رباب پر یقین کر کے اس کا نام تو لے دیا تھا لیکن سمجھ نہیں آئی تھی کہ اسے ہی کیوں یہ اختیار تھا؟ رباب یا دلکش سے کیا پوچھا گیا تھا کہ کیا وہ شومیز کو پسند کرتی یا نہیں؟

لیکن اگلے دن دلکش کی اچانک موت نے اسے بہت افسردہ کر دیا تھا... لیکن وہ حیران بھی بہت ہوا تھا کل تک وہ بالکل ٹھیک تھی پھر اچانک موت کیسے؟

حیرت کا ایک اور دھچکا اسے تب لگا جب رباب نے اسے دلکش کی موت کا ذمہ دار ٹھہرایا.... اس کی وجہ بھی ..... اسے اگلے دن رباب سے ہی پتا چل گئی تھی

لیکن جس لمحے رباب نے اسے قرآن کی شادی کا بتایا تھا اسے رباب کی ایک بات پر بھی یقین نہیں آیا تھا.... ... وہ تو جا چکی تھی.... لیکن شومیز کو سکون نہیں آرہا تھا

اتنا بڑا سچ؟ قرآن سے شادی؟ کیسی رسم تھی یہ؟ کیا حقیقت تھی اس کی؟ قرآن جو ذریعہ ہدایت ہے اس سے شادی؟ کیسی شادی؟

شومیز کو لگا وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہے.... جس کا سیاہ حصہ یہ ہے؟

شومیز کو ٹھنڈے پسینے آرہے تھے.... پھوپھو اتنے سال سے؟

لیکن اسلام اتنا ظالم مذہب نہیں ہو سکتا.... یہ جھوٹ ہے اسلام میں ہو ہی نہیں سکتی اسی رسم.... شومیز نے .... اپنا موبائل نکالا اور قرآن سے شادی لکھ کر سرچ کیا

پاکستان میں بعض صوبوں میں ایک ایسی حرکت ہو رہی ہے جس سے ایک مسلمان عورت کو اس کے " معاشرتی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ یہ فعل قرآن کے ساتھ نام نہاد شادی ہے [حق بخشیش کے نام سے جانا جاتا ہے]، جو ملک کے جنوب میں واقع صوبہ سندھ میں عام ہے۔

اس قسم کی شادی میں، کم عمر لڑکیوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ خود کو قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے وقف کریں۔ اس کے بعد ان کے اہل خانہ اس لڑکی کی شادی کو مقدس کتاب سے منانے کے لئے ایک تقریب کا انعقاد کرتے ہیں۔ ایک لڑکی قرآن پر ہاتھ رکھتی ہے اور قسم کھاتی ہے کہ اس کی موت تک وہ قرآن کی " دلہن ہے۔

.... شومیز جیسے جیسے پڑھ رہا تھا اس کی آنکھیں حیرت سے کھلتی جا رہی تھیں

اس رجحان نے پورے پاکستان میں کافی تنازعہ کھڑا کیا ہے کیونکہ حکومت اس طرح کے عمل پر پابندی " عائد کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تاہم، کچھ خاندان کسی عورت کو کسی بھی شخص سے شادی کرنے سے روکنے کے لئے " قرآن سے شادی " کی ترغیب دیتے ہیں۔

قرآن پاک سے شادی شدہ خواتین کو مرد سے رشتہ کرنے یا کسی سے شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مزید یہ کہ اگر مردوں کا قرآن سے شادی شدہ عورت سے کوئی رشتہ ہے تو وہ ملعون ہیں۔

یہ رجحان سندھ کے امیر اور جاگیر دار خاندانوں میں زیادہ قابل ذکر ہے۔ سب سے پہلے یہ منصوبہ بنایا گیا تھا کہ خواتین کو ان کے وراثت کے حقوق سے انکار کیا جائے اور اس وجہ سے کہ بیٹیوں یا بہنوں کے ذریعہ بیرونی لوگوں کو جائیداد کے حوالے کیا جائے [۔ ان کے شریک حیات یا بچے] پاکستانی دارالحکومت، اسلام آباد میں آزاد ذرائع کے مطابق، صوبہ سندھ میں لگ بھگ 10،000 لڑکیوں کی شادی قرآن سے ہے۔" تو یہ سب سندھ کی طرف عام ہے اور یہ صرف جائیداد کو بچانے کے لیے ایک ڈھارس ہے جس کا میرے "....اسلام سے کوئی تعلق نہیں

....شومیز نے شکر کا سانس لیا....یقنا اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں تھی

پاکستان 1947 میں ہندوستان سے علیحدہ ہوا جس پر برطانیہ تقریبا دو صدیوں سے قابض تھا۔ تقسیم مذہبی" بنیاد پر ہوئی۔ ہندوستان متعدد مذاہب، فرقوں اور نسلوں کا گھر تھا۔ تاہم، مسلمان اور ہندو پرانے ہندوستان میں تنازعات کے اہم نکات تھے کیونکہ یہ تعداد کے لحاظ سے سب سے بڑے مذاہب تھے۔ مذہبی معاشروں کے اختلاف کی وجہ سے، متعدد ہندو روایات دیگر معاشروں میں برقرار رہی ہیں یہاں تک کہ خود مختار اسلامی ریاست پاکستان کی آزادی کے بعد بھی یہ رسم پاکستان کا حصہ رہی ہے....کچھ لوگوں کا کہنا ہے "کہ ایک بے جان مقدس شے سے شادی کا رواج، ہندوؤں کی رسم ہے۔

شومیز کو یقین نہیں آرہا تھا کہ یہاں یورپ سے زیادہ جاہلیت پھیلی ہوئی تھی.... لیکن سب کو ان اندھیروں سے کیسے نکالنا تھا؟ وہ بیڈ پر لیٹ گیا.... سارا کمرہ اسے گھومتا ہوا نظر آرہا تھا.... ایک لڑکی اپنی جان سے گئی اس بے بنیاد رسم کی وجہ سے؟ جبکہ پاکستان میں کئی ایسی لڑکیاں تھیں... صرف جائیداد کی خاطر؟ کوئی دادا جان سے اب کیوں نہیں پوچھتا کہ آخر اتنی زمین کے مالک ہونے کے باوجود وہ دو گز کی قبر میں کیوں لیٹیں ہیں؟ وہ کیوں نہیں ہر چیز کو اپنے ساتھ لے جا سکے؟

شومیز نے ساری رات لائحہ عمل ترتیب دیا تھا.... آخر کیا اور کیسے کرنا چاہیے؟ سب سے پہلا قدم تھا اپنی اور رباب کی شادی روکنی... جو اس نے سوچ لیا تھا اور رباب کو بھی سمجھا دیا تھا.... اس نے رباب کو ایک چھوٹا .... فون دیا تھا.... تاکہ وہ اس سے رابطہ کر سکے

شومیز ایڈنبرا واپس جاتے ہوئے بابا جان کو بھی اپنے طریقے سے سمجھا کر گیا تھا کہ وہ ابھی شادی نہیں کرنا .... چاہتا.... اور وہ اس کی بات مان بھی گئے تھے

شومیز نے رباب سے انگوٹھی ڈھونڈنے کو کہا تھا اور اسے ایڈنبرا پہنچانے کا کہا تھا.... شومیز جب واپس آیا تو ... شومیز خوش ہوا تھا ... اس نے ایرج میں بہت بدلاؤ دیکھا تھا... وہ بہت سے لفظ انگلش میں بولنے لگی تھی ایرج نے اسے اپنے کام کے بارے میں بتایا تھا.... شومیز جانتا تھا کہ وہ کسی سے مل رہی ہے لیکن کون وہ یہ

نہیں جانتا تھا.... اور اب ایک دم سے کام؟ وہ چاہتا تھا کہ پہلے تصدیق کرے پھر ایرج کو اجازت دے لیکن ... ایرج بضد ہو گئی تھی تو شومیز کو ہار ماننی پڑی تھی

شومیز کی حسین شہزاد سے ملاقات پہلی دفعہ ویڈیو کال پر ہوئی تھی... حسین شہزاد سجاد کے ساتھ کوئی ڈیل کر رہے تھے اس کا شومیز کو علم نہیں تھا البتہ اس کی یہ ملاقات موجودہ ایڈنبرا کی سنٹرل مسجد کے امام نے کروائی تھی.... شومیز نے ان کو ساری حقیقت بتائی تھی.... اور انہوں نے اسے حسین شہزاد کا بتایا تھا کہ وہ اس طرح کے کاموں میں اور غلط رسومات کو ختم کرنے میں پیش پیش ہیں.... لیکن خدا کی قدرت یہ تھی کہ .... وہی شخص سجاد گیلانی کے ساتھ ڈیلز کر رہا تھا

حسین شہزاد نے شومیز کی مدد کی ہامی بھری تھی... لیکن شومیز نے شرط رکھی تھی کہ اگر حسین شہزاد کو اس کی پھوپھو پسند آئیں گی تب ہی وہ شادی کا لائحہ عمل آگے بڑھائیں گے.... وہ نہیں ایک ایسا رشتہ بنانا چاہتا تھا ..... جو مجبوری میں ہو کیونکہ اس کی پھوپھو پہلے ہی بہت دکھ دیکھ چکی تھیں

\-------------------

ایک مہینے بعد محمد بھی ایڈنبرا آچکا تھا وہ چاہتا تھا کہ محمد ساری چھان بین کرے.... جب وہ پاکستان تھا تب اس نے سامنے گھر والی لڑکی کی معلومات لے لی تھی.... اور وہ شومیز کی ہی کمپنی میں کام کرتی تھی اس لیے اسے

یقین تھا.... لیکن جب اسے محمد نے یہ خبر دی کہ انا بھی ان کی پارٹنر ہے شومیز کی عقل تب ٹھکانے لگی تھی.... مطلب وہ لڑکی صرف دھمکی نہیں دے رہی تھی بلکہ وہ سچ میں ایرج تک پہنچ چکی تھی... شومیز جو اسے طلاق دینے ہی والا تھا اور اس پر کیس کرنے والا تھا اب ایسا ہر گز نہیں کر سکتا تھا... وہ ایرج کو نقصان بھی پہنچا سکتی تھی.... اور ایرج ایگریمنٹ سائن کر چکی تھی.... اب ایک ہی حل تھا وہ انا سے ملتا اور اسے ایرج سے دور رہنے کا کہتا..... اسی غرض سے وہ انا سے پرنسز اسٹریٹ ملا.... لیکن وہ اس کی ایک بات سننے کو تیار نہیں تھی....

وہ تھکا ہارا گھر آیا تو ایرج کو پہلے کی طرح چہکتا نہیں پایا بلکہ وہ رو رہی تھی.... وہ نہیں جانتا تھا کیوں رو رہی شاید بے بے اور اپنے ابا کی وجہ سے؟ لیکن شومیز اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا....

وہ اس کا دل بہلانے کے لیے اسے باہر کھانا کھلانے لے گیا تھا....

واپسی پر شومیز اپنے کمرے میں گیا تھا... اس نے محمد کو فون کیا تھا... وہ اسے ساری صورتحال سے آگاہ کر رہا تھا.... ایک وہی تھا جو شومیز کے سارے راز جانتا تھا....

"ہاں یار وہ انا بہت شاطر نکلی... دھمکی دے رہی ہے کہ اگر پراپرٹی میں سے آدھا حصہ نا دیا تو ایرج کو نقصان پہنچائے گی۔"

"تو اب پھر؟"

"اب یہی کہ میں اسے وہ سب دینے لگا ہوں... میں اپنی ایرج کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا..."

"بھائی لیکن پھر بھابی؟ "

"بس سارا کام ہو جائے تو میں اسے پاکستان واپس بھیج دوں گا۔ "

.........جب وہ مڑا تو ایرج کھڑی تھی شومیز نے محمد سے بعد میں بات کرنے کا کہا اور فون رکھ دیا

وہ نہیں جانتا تھا کہ ایرج نے کیا سنا کیا نہیں؟

....اس نے ایرج کو چائے کے لیے روکا اور پھر دونوں نے ایک ساتھ چائے پی لیکن خاموشی حائل رہی

اسامہ نے شومیز کو بتایا کہ انا نے اپنے گھر پارٹی رکھی ہے...شومیز اس وقت آفس میں تھا جب اسامہ کا فون

... آیا تھا....اس کے دوست نہیں جانتے تھے کہ آخر کیا مسلہٗ چل رہا تھا ان کا

"نہیں یار مجھے کام ہے میں نہیں آسکوں گا۔ "

"آنا تو چاہیے یار وہ اپنے ہوٹل کی کامیابی کی خوشی میں دعوت دے رہی ہے۔ "

"اچھا؟ "

....شومیز نے ایک فائل کھولی تھی...لیکن اب اس نے غور کیا تو اسے یاد آیا اسامہ نے کیا کہا تھا

"مطلب وہاں ایرج بھی جائے گی؟ نہیں وہ اسے وہاں اکیلے نہیں بھیج سکتا تھا۔ "

"...اچھا اسامہ میں بھی آؤں گا "

....شومیز نے کہتے ساتھ فون رکھا....وہ ایرج کو وہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا

شومیز جب پارٹی میں گیا تو اس کے ساتھ اسامہ بھی تھا.... سب سے پہلے اس نے ایرج کو دیکھا جو بالکل ٹھیک کھڑی تھی... وہ وہاں سب کے ساتھ بیٹھ گیا گزرے لمحوں کی کچھ یادیں تھیں جو ان سے وہ سن کر ہنس رہا تھا.... لیکن کچھ ہی لمحوں کے بعد آریان نے انا سے پوچھا

"یار وہ لڑکی کون ہے؟ "

اس نے ایرج کی طرف اشارہ کیا.... شومیز کے تاثرات بدلے... اتنی ہی دیر میں جیک بھی آ گیا تھا... شومیز ... اسے دیکھ کر ہرگز غصہ نہیں ہوا تھا بلکہ آریان کی اگلی بات پر اسے خود پر اپنا بس محسوس نہیں ہوا

"اس سے سیٹنگ کروادو۔ "

.... شومیز اسی لمحے وہاں سے اٹھا تھا.... ایرج کا ہاتھ پکڑ کر وہ باہر نکل آیا تھا

واپس آنے کے بعد ایرج تو اوپر چلی گئی تھی لیکن شومیز وہیں نیچے بیٹھ گیا.... تیز بارش میں اسے سجاد کے الفاظ نہیں بھول رہے تھے وہ اس کی غلام تھی؟ وہ اسے چھوڑ جائے گی؟ جیسے سب اسے چھوڑ جاتے ہیں؟ جیسے سب اس کو اس کی کسی نا کسی خامی کی بنا پر چھوڑ جاتے ہیں ویسے وہ بھی اسے چھوڑ جائے گی..... اور آریان کے غلیظ الفاظ.... نہیں برداشت کر سکتا تھا وہ.... اس سے برداشت ہو ہی نہیں سکتے تھے..... کتنی ہی .... دیر وہ بارش میں بھیگتا رہا اور اپنے رب سے فریاد کرتا رہا کہ اب یہ خوشی اس سے نا چھینی جائے

... شومیز ابھی وہاں بیٹھا خاموش آنسو بہا ہی رہا تھا کہ ایرج کی آواز اس کی سماعتوں کو ٹکرائی

"آپ یہاں ؟ "

اس نے اپنے کندھے پر اس کا ہاتھ محسوس کیا

.... شومیز ہنوز بیٹھا رہا

" .... آپکو کو تو بخار ہے"

زبردستی اس نے شومیز کو وہاں سے اٹھایا۔۔۔۔اور اوپر کمرے میں لے کر آئی.... شومیز نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی... ایرج نے اسے گولیاں دیں.... وہ مسکراتا چہرہ آج کیسے بوجھا ہوا تھا.... گولیوں کے

.... زیر اثر اسے نیند آنے لگی تھی لیکن اب وہ بول رہا تھا

" ... تم... تم مجھے مت چھوڑ کر جانا.... تت تم.... میری ہو "

سوچ سوچ کر اس کے سر میں شدید درد اٹھ رہا تھا..... وہ نہیں جانتا تھا کہ کب وہ اتنا کمزور ہو گیا کہ وہ سب

.... حال دل اس کو سنانے لگ گیا

تم میری آخری امید ہو.... آخری امید.... تمہارے دم سے میری سانسیں ہیں.... تم گئی تو میں مر جاؤں "

" ... گا... جہاں محبت ہے وہاں زندگی ہے... تم نا ہوئی تو میں

.... شومیز سو جانا چاہتا تھا ایک گہری لمبی نیند

تم نہیں جانتی تم میرے لیے کیا ہو.... پراسرار محبت، غیر یقینی خزانہ، آپ کو زیادہ تکلیف ہو یا خوشی! "

لازوال عذاب آپ کے آس پاس رہتے ہیں.... پھر بھی کون زندہ رہے گا، اور تیرے بغیر زندہ رہے گا مت

".... جاناتم... انا! پہلی محبت

.... وہ بتانا چاہتا تھا کہ تم غلط سمجھتی ہو.... انا میری محبت کبھی تھی ہی نہیں.... لیکن وہ بے ہوش ہو گیا تھا

\------------

شومیز جب صبح اٹھا تو اس کو بخار تھا.... اس کی سب سے پہلے نظر پڑی تھی.... وہ صوفے پر سوئی ہوئی

.... تھی.... شومیز نے فجر کی نماز ادا کی اور دعا میں بس ایرج فاطمہ ہی تھی جو وہ مانگ سکتا تھا

شومیز کو آج آفس جانا تھا اسے بہت سے کام تھے.... اور اسے انا سے بھی ملنا تھا اور اسے خبر دار کرنا تھا کہ

.... اس کی بیوی سے دور رہے

شومیز ایرج کے لیے ایک نوٹ لکھ کر گیا تھا.... کہ وہ آج نا جائے... وہ چاہتا تھا کہ جتنا جلدی ہو سکے وہ ایرج

... کو اس سب سے باہر نکالے

.... انا تقریباً شام کے وقت آئی تھی.... شومیز اس وقت اپنے آفس میں کام کر رہا تھا

".... بہت تکلیف ہوئی "

... انا نے آتے ساتھ ایرج کے نام پر طنز کیا تھا

دیکھو تم ایرج سے دور رہو... میں جائیداد میں سے حصہ تمہیں دینے کے لیے تیار ہوں.... لیکن تم اس "

”سے دور رہو

”ٹھیک ہے.... مجھے اس سے کوئی لینا دینا بھی نہیں میرا مسلۂ تمہارے ساتھ ہے جو تم حل کر دو گے۔ “

.... شومیز بمشکل خود پر ضبط کرتے ہوئے بیٹھا رہا

.... انا اب مزید وہاں رکنا نہیں چاہتی تھی اور شومیز اس کا چہرہ مزید دیکھنا نہیں چاہتا تھا

شومیز جب گھر گیا تو ایرج پریشان تھی.... اب بھی اسے یہی محسوس ہوا کہ وہ اپنے والدین سے بہت اداس

.... ہے اور وہ اتنا ظالم نہیں تھا کہ بات نا کرواتا اس لیے شومیز نے خود ہی بات کروادی تھی

شومیز کو لندن جانا تھا۔۔وہاں میٹنگ تھی... لیکن اس سے آگے پاکستان بھی جانا تھا... وہ اس دفعہ اپنے

.... ڈائری اپنے ساتھ لایا تھا

حسین شہزاد کو پھوپھو پسند آگئی تھیں... لیکن آگے کیا کرنا تھا یہ ان دونوں نے پلان کرنا تھا.... سجاد کے سامنے وہ دونوں فارمل انداز میں ملے تھے اور یہ ان کی باقائدہ پہلی ملاقات تھی... شومیز کو بذات خود بھی وہ پسند آئے تھے.... شومیز ایک رات انہی کے گھر رکا تھا.... اور وہاں ان دونوں نے مل کر پلان کو ترتیب دی تھی کہ آگے کیا کرنا ہے؟

شومیز گاوں بھی اسی سلسلے میں گیا تھا.... اور کاغذات بھی اسی نے بدلے تھے.... وہ جانتا تھا کہ بابا جان سجاد پر یقین کر کے کاغذات پر دستخط کر دیں گے.... اور شاید یہ ان کی قسمت تھی کہ ایسے ہی ہوا تھا.... اللہ ان کا

..... مدد گار تھا اور جب اللہ حق کے ساتھ ہو تو باطل کو مٹانے میں کوئی روکاوٹ نہیں آسکتی

شومیز جاتے ہوئے اپنی ڈائری پاکستان ہی بھول گیا تھا......

بادلوں کے گرجنے کی آواز کے ساتھ اس کی سسکیوں کی آوازیں کہیں دب رہی تھیں....رات کے گہرے سائے باہر پھیلے ہوئے تھے....اور بارش زور و شور سے جاری تھی.... کبھی بجلی گرجتی تو کبھی کھلی کھڑکی سے پانی کی بوندیں ہوا کے ساتھ اندر آتے اسے بھیگا رہی تھیں.... لیکن وہ ادھر زمین پر بیٹھی پہلے ہی آنسوؤں کے سیلاب میں بھیگ چکی تھی.....

"اتنے دکھ اتنے غم وہ اپنے اندر سمائے ہوئے تھا.....ایک بار....شاہ ایک بار ایرج سے بات تو کرتے۔"

ایرج اس کی ڈائری کو گلے سے لگائے زاروقطار رونے میں مصروف تھی....باہر طوفان ابھی بھی چل رہا تھا....ایرج فاطمہ کے اندر کا طوفان شاید کبھی نہیں تھم سکتا تھا.....

"وہ انا.... خدا اس کو غرق کر دیں....اسے نا اس دنیا نا اس دنیا کہیں بھی سکون نا ملے۔"

ایرج اب تک رو رہی تھی....کاش میں آپکی آنکھوں میں چھائے درد کو سمجھ پاتی شاہ....کاش ایرج سمجھ جاتی کہ شومیز گیلانی اس پر مر مٹا ہے۔

ایرج ان چند دنوں میں دبلی پتلی ہو چکی تھی.... آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اس کی ادھوری محبت کی گواہی تھے....

میں سوچتی تھی شاہ وہ چوڑیاں ٹوٹی ہی اسی لیے تھیں کہ میں آپکی کبھی نہیں ہو سکتی........ لیکن شاہ آج "

سمجھ گئی انہیں تو ٹوٹنا ہی تھا ناٹوٹتی تو ایرج پہن لیتی اور شومیز کی ایرج کسی اور کی دی ہوئی چوڑیاں کیسے پہن سکتی تھی ؟ "

ایرج زمین سے اٹھ کر دروازے تک آئی.... اس کا دم گھٹ رہا تھا.... وہ پانی پینے کی غرض سے اٹھی تھی .....

ایرج کو یہ دیواریں تکلیف پہنچا رہی تھیں... کچھ بھی تو نہیں تھا اس کا یہاں.... کچھ بھی نہیں تھا... اس کا گھر تو وہ تھا جو ایڈنبرا میں تھا.... غلام تو وہ تھی.... شومیز کی یادوں میں قید ایک غلام تھی ....

ایرج جب کچن میں آئی تو وہاں اسے عالیہ کھڑی ملی.... وہ کچھ کر رہی تھی... ایرج نے معمولی سے نظر اس پر ڈالی اور فریج کی جانب آئی...

"تمہارے کتنے رنگ ہیں لڑکی ؟ "

عالیہ نے اسے مخاطب کیا تھا.... ایرج تو حیران ہی رہ گئی تھی کہ اس نے ایرج کو مخاطب کس انداز میں کیا ... ایرج کی حالت کسی بیمار سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

"حویلی کی نوکرانی ہو کر دو بھائیوں کو اپنے جال میں پھنسالیا۔ "

ایرج کو لگا وہ مزید اس کی بات برداشت نہیں کر پائے گی ....

"ایک کو کھا گئی اور دوسرا اب تمہارے پیچھے ہے۔ "

"بس کرو.... اس سے پہلے کہ تمہارے شوہر کا قتل کرنے کی بجائے تمہارا قتل میرے ہاتھوں ہو جائے۔ "

.... ایرج خود پر ضبط رکھنا چاہتی تھی لیکن وہ نا رکھ پائی

"تمہاری اتنی ہمت تم نوکرانی ہو کر مجھ سے زبان لڑاتی ہو؟ "

عالیہ اسے تھپڑ مارنے ہی لگی تھی کہ ایرج نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا... کچن میں شور سن کر ایک دو نوکرانیاں آئی تھیں.. ان میں بینا بھی تھی۔

اپنے اس گھٹیا شوہر کو سمجھا دینا ایرج فاطمہ کمزور نہیں ہے... شومیز گیلانی کی بیوی ہے... اور اگر اس کا ہاتھ "

"ہوا نا میرے شوہر کے قتل میں تو اس حویلی کو آگ لگا دوں گی اور جلنے والے تم سب ہو گے۔

.... ایرج کی آنکھوں سے وحشت جھلک رہی تھی

" .... رجو تم بی بی جی سے "

بینا کچھ بولتی اس سے پہلے ہی ایرج بول پڑی۔

تم اپنی بکواس بند رکھنا... تم اس ڈرپوک رجو غلام رجو سے بات نہیں کر رہی تم ایرج فاطمہ سے بات "

"کر رہی ہو جو کھڑے کھڑے اس حویلی کو خرید سکتی ہے سنا تم نے۔

... ایرج پانی پیے بغیر ہی شاہینہ کے کمرے میں گئی تھی وہ ادھر ہی تھی

"ایرج میری بچی کیا ہوا ہے؟ "

.... شاہینہ اس کی حالت دیکھ کر پریشان حال بیڈ سے اٹھی تھی

"آپ نے قرآن شریف پڑھا ہے نا؟ "

....ایرج کے سوال پر وہ حیران ہوئی

"ہوا کیا ہے ؟ "

....شاہینہ اس کو اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہو چکی تھی

"آپ نے قرآن پاک پڑھا ہے نا؟ "

....ایرج نے سوال دہرایا تو شاہینہ نے سر اثبات میں ہلایا

"پھر مجھے اسلام کی رو سے بتائیں میں کون ہوں؟ شومیز گیلانی کی بیوی یا سجاد گیلانی کی غلام؟ "

...ایرج کے سوال پر وہ حیران پریشان ہو گئیں....اور خاموش کھڑی رہیں

"بتائیں نا؟ "

ایرج اب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی....شاہینہ نے اسے بیڈ پر بیٹھایا....اور خود بھی ساتھ آ کر بیٹھ گئی....

"مجھے میری حقیقت بتائیں میں کون ہوں؟ "

.....ایرج نے اب التجائی انداز میں پوچھا

"تم غلام نہیں ہو میری بچی....تم نہیں ہو۔ "

"آپ مجھے اسلام کے مطابق بتائیں میں کون ہوں؟ "

.... ایرج نے شومیز کی ڈائری میں وہ آیات پڑھیں تھیں

لونڈی، غلام اسلام کے دور اول میں یا تو وہ لوگ تھے جن کو صدیوں سے معاشرے کے غالب طبقے نے دبا" رکھا تھا اور ان کی باقاعدہ تجارت ہوتی تھی اور منڈی میں قیمت لگتی تھی۔ اس غلامی کی بس اتنی سی قانونی پوزیشن تھی کہ وہ دنیا میں کسی چیز کے مالک نہ تھے اور جب سے انہوں نے ہوش سنبھالا اپنا بکنا بکانا دیکھا۔ نہ کوئی گھر، نہ وطن، نہ ان کی سوچ، نہ رائے، نہ ارادہ و اختیار، اس غلامی کو اسلام نے مختلف صورتوں سے "کفارات و صدقات کی شکل میں ختم کیا اور کسی آزاد کو غلام بنانا گناہ کبیرہ قرار دیا

"کیا مطلب؟ "

"اس کا مطلب ہے کہ غلام اسلام کے اوّل دور میں تھے.... بعد میں ختم ہو گئے تھے۔ "

"لیکن لونڈیاں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تھیں۔ "

.... ایرج جہاں تک جانتی تھی اس نے سوال کیا

میری بچی وہ لونڈیاں وہ نہیں تھیں... وہ کسی آزاد انسان کو خریدا نہیں جاتا تھا.... وہ تو مال غنیمت کے طور " "پر جو عورتیں آتی تھیں ان کو غلام بنایا جاتا تھا۔

.... ایرج حیران ہوئی مال غنیمت کے بارے میں اس نے نویں جماعت میں پڑھا تھا

آج کے دور میں ہم قرآن و سنت کو پڑھے اور دیکھے بغیر خود سے فتوے لگانے میں مشغول ہیں. اور اسی " بات کو درست سمجھتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہے. کنیز یا لونڈی کے بارے میں ہم میں سے اکثریت غلط فہمی کا

".شکار ہے. جسے ہر کسی کو دور کر لینا چاہیئے

"کیسی غلط فہمی؟ "

اس نے استانی جی کو دیکھا۔

کنیز یا لونڈی اس عورت کو کہتے ہیں جو جنگ کے بعد قیدی کے طور پر پکڑی جائے. وہ اب مال غنیمت کے " طور پر اس فاتح لشکر کی ملکیت ہے. اس طرح کنیز اور غلام بھی مال غنیمت کی تقسیم کے لحاظ سے بانٹ لیئے .جائیں

اس بات کو مد نظر رکھیں کہ کسی مرد اور عورت (خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم) کو زبردستی اغواء کر کے غلام ".یا کنیز بنانا گناہ اور ظلم ہے

"لیکن میں میں تو کسی جنگ میں قیدی نہیں بنی۔ "

...ایرج نے خود پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

یہی تو میں تمہیں سمجھانا چاہ رہی ہوں.... تم ایک آزاد لڑکی ہو بلکہ آجکل تو لونڈیاں آ ہی نہیں سکتیں....نا " اس طرح جہاد ہوتے ہیں نا ہی کوئی عورتیں قید ہوتی ہیں... تم آزاد پیدا ہونے والی روح ہو تمہیں آزاد رہنا " ہے

آج کے دور میں چونکہ غلام اور کنیز کا تصور ختم ہو چکا ہے تو ہمارے پاس صرف نکاح ہی جائز اور واحد راستہ "

".ہے

تو آپ میرے شاہ کو بتائیں نا کہ ایرج ان کی بیوی ہے.... اپنی بیوی کے لیے وہ واپس کیوں نہیں "

"آجاتے۔

....ایرج نے اب روتے روتے ان کی گود میں سر رکھ لیا تھا

"آپ جانتی شومیز شاہ کا قتل اور کسی نے نہیں.... سجاد شاہ نے کروایا۔ "

....شاہینہ کو تو ایک دم جھٹکا لگا

"ایرج یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ سجاد اتنا نہیں گر سکتا۔ "

میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں استانی جی! وہی اس انا کے ساتھ ملا ہوا تھا.... لیکن میں ایک بات بتا رہی "
ہوں... میں برباد کر دوں گی.... سب کو برباد کر دوں گی.... اگر سجاد گیلانی نے میرے شوہر کے ساتھ کچھ
"کیا تھا تو وہ زندہ نہیں رہے گا۔

ایرج اب اٹھ چکی تھی..... وہ جان گئی تھی کہ وہ کسی کی غلام نہیں ہے.... کسی کی بھی.... وہ صرف شومیز کی
.... تھی

ایرج ساری رات نا سو سکی... "شومیز کاش اپنے امام مسجد سے بات کر لیتے آپ وہ آپ کو بتا دیتے کہ میں
" .... آپکی ہی بیوی ہوں

ساری رات وہ یہ سوچ سوچ کر روتی رہی تھی.... وہ اس کی بیوی ہونے کے باوجود وہ سمجھتا تھا کہ اس نے غلط کیا ہے۔

..... ایرج رات کی جاگی صبح سورج کو بادلوں میں چھپا دیکھ کر کھڑکی تک آئی تھی

"کمزور نہیں ہوں میں.... بتادوں گی دنیا کو "

.... ایرج نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا.... وہ ابھی باہر ہی دیکھ رہی تھی جب اس کا دروازہ ناک ہوا ایرج نے مڑ کر دیکھا تو رباب کھڑی تھی.... حالت تو اس کی بھی کچھ ٹھیک نہیں تھی.... لیکن ایرج کی طرح .... کمزور نہیں تھی

"آجائیں۔ "

ایرج نے اسے اندر بلایا.... رباب لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اندر داخل ہوئی اور اس کمرے کی دیواروں کو دیکھنے لگی جو شومیز گیلانی کی موجودگی کی گواہ تھیں۔

"کیسی ہو؟ "

رباب اب اس کے پاس آچکی تھی... رباب اس کی حالت دیکھ کر افسوس سے ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گئی۔

"ان کے بغیر کیسی ہو سکتی ہوں؟ "

ایرج نے سوال کر کے خود کو باہر دیکھنے میں مصروف کر لیا جہاں بہت سارے پرندے آسمان پر اپنا غول بنائے اپنے رزق کی تلاش میں جا رہے تھے۔

"بہت محبت تھی اس سے؟ "

رباب کے سوال پر ایرج نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا وہ شخص محبت کے بغیر اور کسی جذبے کے قابل تھا؟ "

رباب کی آنکھ سے بھی آنسو بہہ گیا تھا.... بہت دیر دونوں میں خاموشی حائل رہی.... پھر اس خاموشی کو ..ایرج کی آواز نے توڑا

"آپ نے ان کا بہت ساتھ دیا ہے۔ "

....ایرج کے الفاظ شاید اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے

نہیں رجو اس نے میرا بہت ساتھ دیا.... جانتی ہو تم سچ کہہ رہی ہو وہ کسی اور جذبے کے قابل نہیں تھا.... " شومیز گیلانی سے صرف محبت کی جا سکتی تھی.... شاید کہیں نا کہیں میں بھی کرنے لگ گئی تھی.... لیکن میں "اس محبت میں خود غرض بن کر بہت سی دلکش کی قاتل نہیں بن سکتی تھی۔

....ایرج نے اس کی آنکھوں سے گرتا آنسو دیکھا

"میں نے اس کی آنکھوں میں تمہارے لیے عشق کا جذبہ دیکھا تھا۔ "

....رباب کی بات پر اسے یقین نا آیا.... وہ دوسری لڑکی ہو کر سمجھ گئی لیکن وہ کیوں نا سمجھ پائی

"مجھے آگے بھی آپ کے ساتھ کی ضرورت ہے۔ "

ایرج نے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ پاؤ گی لیکن تم اپنا خیال رکھو... بہت کمزور ہو گئی ہو۔ "

ایرج مسکرائی... اس کی مسکراہٹ میں وہ رنگ نہیں تھے جو شومیز گیلانی کے ہوتے ہوئے تھے۔

"اب ہی تو طاقتور ہوئی ہوں.... اچھا ہے دشمن کمزور سمجھتا رہے تا کہ اس کی جڑیں کاٹی جا سکیں۔ "

"تایا جان کی حالت تو مجھ سے دیکھی نہیں جاتی... کمرے میں بند ہیں۔ "

.... رباب نے اسے شناور شاہ کے بارے میں بتایا

"کیا ہوا ہے انہیں؟ "

.... ایرج نے سوال کیا... وہ تو اپنے غم میں اتنی ڈوب چکی تھی کہ اسے کسی کا علم نہیں تھا

پتا نہیں.... بابا اور سجاد ان کے کمرے میں نہیں جانے دیتے ہیں کہتے ان کو شومیز کی موت کا گہرا اثر ہوا "

"ہے اور کچھ دماغی طور پر بیمار ہو گئے ہیں۔

"مطلب؟ "

... ایرج نے ناسمجھی سے دیکھا

" .... پتا نہیں یار بس ان کو کھانا وہاں دے دیا جاتا ہے "

"اور سارے کام کون سنبھال رہا ہے؟ "

.... ایرج نے چونک کر پوچھا

"... سجاد اور بابا "

....ایرج کی سمجھ میں آرہا تھا....یہ سب سجاد نے ہی کیا ہے.... صرف اس حویلی کے لالچ میں

"تم مجھے بڑے شاہ کے پاس لے جاؤ گی؟"

"لیکن تم تو عدت میں ہو"

....رباب نے ایرج سے کہا

"وہ میرے شوہر کے باپ ہیں....وہ محرم ہیں میرے۔"

"....اوہ ہاں"

....رباب نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

"لیکن یار سجاد وہاں کسی کو جانے نہیں دے رہا...وہ کہتا تایا جان خونخوار ہو گئے ہیں۔"

"...اچھا"

....ایرج خاموش ہو گئی....رات دیر تک بارش نے صبح کا ماحول بہت خوشگوار کیا ہوا تھا

رباب تو وہاں سے چلی گئی تھی...البتہ ایرج ضرور پریشان تھی...آخر کیسے طبعیت خراب ہو گئی بڑے شاہ

....کی؟ سجاد گیلانی اور علی گیلانی کے ذہن میں کچھ تو تھا

ایرج یہ سب خاموشی سے نہیں دیکھ سکتی تھی....اسے حویلی میں کوئی اعتبار والا بندہ چاہیے تھا...جو ہر وقت

کی خبر اسے لا کر دیتا.... لیکن ایسا کون تھا؟

"بینا.....اس سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔"

ایرج سوچتے ہوئے سر پر دوپٹہ کر کے باہر نکلی... اس نے اپنا چہرہ اچھی طرح چھپایا ہوا تھا.... اس نے سوچا تھا اگر وہ عدت کر ہی رہی تھی تو عدت کو پورے احترام سے سر انجام دے گی.... ایسے نہیں کرنا..... کہ بس باہر جانے سے روکنا خود کو.... بلکہ گھر میں موجود نا محروموں سے بھی پردہ کرنا....

"ایرج سب سے پہلے بینا کے کمرے میں گئی تھی.... "

وہ وہاں موجود نہیں تھی.... یقیناً وہ حویلی کے پچھلے صحن میں تھی.... ایرج حویلی کے پچھلے صحن میں آگئی تھی.... وہاں پر بہت تین لڑکیاں اور تھیں جو بینا کی زیر نگرانی کپڑے دھو رہی تھیں....

"بینا میری بات سنو گی؟ "

ایرج نے بینا کو مخاطب کیا جس نے ناگواری سے اسے دیکھا....

"نہیں سننی مجھے تمہاری بات۔ "

"ٹھیک ہے... لیکن اگر کبھی لگے کہ آزادی کی جنگ میں تم بھی شامل ہونا چاہتی ہو تو ضرور میرے کمرے تک آنا۔"

ایرج یہ کہہ کر چل دی تھی....

جبکہ بینا اس کی بات کو سوچتی ہی رہ گئی....

(آخری باب (زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے؟

" ....جیک تم یہ ٹھیک نہیں کر رہے"

انا جیک کی طرف لپکی جو اپنی بیٹی جولیا کو اٹھا چکا تھا۔

"کیا اچھا نہیں کر رہا؟ تم چاہتی ہو کہ میں اپنی بیٹی تمہارے پاس چھوڑ دوں تا کہ اسے بھی تم اپنے جیسا بنا لو؟ "

انا کا تو منہ کھلا کا کھلا رہ گیا.... اسے یہ سب کہہ کون رہا تھا؟ وہ جس کی خاطر اس نے زندگی کے پانچ سال برباد کیے تھے؟ پانچ سال کسی کو دھوکے میں رکھا تھا؟

"جیک یہ ہماری بیٹی ہے۔ "

....انا کی آنکھیں اب بھیگ چکی تھیں

یہ میری بیٹی ہے انا.... وہ شومیز گیلانی تھا... جس نے اسے اپنی بیٹی سمجھا.... کل کو تم کسی اور کو بوائے "فرینڈ بنا لو تو وہ شومیز گیلانی کی طرح نہیں ہو گا

جیک کے بولے گئے الفاظ... انا کو کسی چاقو کی طرح لگ رہے تھے... جیک شومیز کی تعریف کر رہا تھا؟

"تم اس شخص کی تعریف کر رہے ہو؟ "

....انا نے کس قدر حیرت سے اسے دیکھا تھا

نہیں لیکن جو سچ ہے وہ بتا رہا ہوں.... میں شومیز گیلانی نہیں ہوں کہ سچ جانتے ہوئے بھی تمہیں معاف کر "
" ....دوں.... اس کے ساتھ شادی کر کے میرے ساتھ ریلیشن میں تھی تو میرے ساتھ شادی کر کے کسی

جیک کی بات منہ میں ہی رہ گئی تھی یا شاید وہ بولنا نہیں چاہتا تھا... جیک انا کے گھر سے باہر نکل رہا تھا جبکہ وہ اپنی ہار کو دیکھ رہی تھی ہاں وہ ہار ہی تو گئی تھی.... شومیز گیلانی کی چپ نے اس سے بدلا تو لے لیا تھا.... اور یہ بدلا شاید ہی وہ خود اس سے لے پاتا وہ پوری طرح برباد ہو چکی تھی.... جیک جولیا کو اس سے دور کے جا چکا تھا... وہ بچی روتی رہی تھی.... کیا اس نے ماں بن کر دیکھایا تھا؟ آج اسے اس بچی کے رونے کی آوازیں کیوں آ رہی تھیں؟ کیا اس نے کبھی اپنی بچی سے پوچھا تھا کہ اسے کیا چاہیے؟

...اس کے اگر کسی نے لاڈ اٹھائے تھے تو وہ شومیز گیلانی تھی

"میں ہار گئی ہوں شومیز گیلانی.... تم اس جنگ میں جیت گئے ہو جو تم نے کبھی لڑی ہی نہیں تھی "

انا وہیں نیچے بیٹھ گئی تھی.... اب بھی دور تک دروازے کو تک رہی تھی جہاں سے جیک اپنی بیٹی جولیا کو لے جا چکا تھا.... وہ چاہتی تو کیس کرتی لیکن کیا اس میں اب اتنی ہمت تھی؟

وہ سارا پیسہ برباد پہلے ہی کر چکی تھی.... اس نے اس ہوٹل میں انویسٹ کر دیا تھا.... اور وہ بھی اس نے اپنی چالاکیوں میں برباد کر دیا تھا... اس نے شومیز گیلانی کو اس لمحے یہ کہہ کر ٹھکرایا تھا کہ اس کے پاس جیک جتنی دولت نہیں لیکن آج اس کے پاس اس سے دوگنی دولت تھی.... شومیز گیلانی اسے طلاق دے کر جا چکا تھا اور اس کے ہاتھ ایک پھوٹی کوڑی تک نہیں آئی تھی کیونکہ شومیز گیلانی کے نام کچھ بھی نہیں تھا.... اور سجاد گیلانی اس نے توانا کا فون ہی نہیں اٹھایا تھا.... اور جیک؟

جس کی خاطر اس نے یہ سب کیا؟ وہ ہی اسے چھوڑ کر جا چکا تھا؟

آج اسے شدت سے احساس ہو رہا تھا ہر مرد شومیز گیلانی نہیں ہوتا۔

انا درد سے رو رہی تھی اس کی ماں اسے چپ کروا رہی تھی لیکن وہ کوشش بے سود تھی.... وہ کس کس گناہ کے لیے روتی؟

شومیز گیلانی پر جھوٹا الزام لگانے کے؟

پانچ سال اسے دھوکا دینے کے؟

پانچ سال اپنی بیٹی کو اس کے اصل باپ سے دور رکھنے کے؟

یا پھر؟ شومیز کو دوبارہ ذلیل کرنے کی کوشش کے؟

"انابس کرو.... مت رو اتنا... یہ سب تمہیں اپنے کیے کی سزا مل رہی ہے۔ "

اس کی ماں اسے سہارا دے رہی تھی.... وہ جو نیچے بیٹھ کر روئے چلی جا رہی تھی۔

"ماما.... دیکھیں وہ مجھ سے میری بیٹی بھی لے گیا۔ "

انا تم نے تو کسی سے اس کی عزت چھینی تھی..... یہ مکافات عمل ہے....بیٹی بھی عزت ہوتی اور آج "
دیکھو.... وہ تم سے وہ لے گیا۔"

"ماما.... کیا میں اتنی بری ہوں؟ "

"تم بری تھی نہیں... تم بہت بری بن گئی تھی۔ "

اب اس کی ماں کی آنکھ میں بھی آنسو تھے.... اس کی ماں نے اسے کتنا منع کیا تھا کہ وہ ایسے نا کرے....وہ
....شومیز گیلانی کے خلاف نہیں تھیں وہ تو اپنی بیٹی کی نیت کے خلاف تھیں

ماما.... آپ جانتی جب میں نے اس سے جھوٹ بولا تھا اس پر الزام لگایا تھا.... تو وہ چپ چاپ مان گیا "
"... تھا.... وہ خاموش ہو گیا تھا

....انا سسکیوں کے ساتھ کہہ رہی تھی

ماما اس کی اس دن کی خاموشی اس کی جیت کا پتا دیتی تھی.... اور میرے اندر کی چیخیں جو آج کوئی بھی نہیں " سن سکتا سوائے میرے... یہ میری اس دن کی ہار کا پتا دیتی ہیں۔"

....وہ اپنی ماں کے گرد لپٹ چکی تھی

"....انا میں نے تمہیں کب کب نہیں منع کیا؟ تم اگر اب ہی رک جاتی تو "

ماما آپ کو پتا دولت کے نشے میں انسان اندھا ہو جاتا ہے..... میں جانتی تھی جیک کے پاس بہت دولت " ہے.... لیکن وہ بھی یہ بات جانتا تھا کہ آنے والے سالوں میں شومیز کے پاس بہت کچھ ہو گا... بس اسی لیے ہم نے مل کر سوچا تھا کہ شومیز کے ساتھ یہ کریں گے.... ماما مل کر سوچا تھا اور اب وہ دیکھیں کیسے جا چکا ہے۔"

....انا دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھی

" ....انا یہ دنیا مکافات عمل ہے.... تم نے اپنے کیے کی سزا پا لی ہے وہ بھی پا لے گا "

اس کی ماں اپنی بیٹی کی بے بسی پر رونا چاہتی تھی لیکن شاید جیسے وہ بہت پہلے سے ہی تیار تھی کہ ایسے تو ہونا ہی ....ہے ایک دن

"نہیں ماما... ابھی کہاں پائی ہے سزا؟ ابھی تو بس شروع ہوئی ہے.... سزا تو وہ ہے جو آہستہ آہستہ مجھے اندر ہی اندر سے ختم کرے گی... آپ جانتی میں نے اسے یہ کہہ کر چھوڑا تھا کہ وہ مسلمان ہے۔"

انا نے سرخ آنکھیں اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا جو یقینا اس کے رونے پر افسردہ تھیں...

"وہ کہتا تھا اس کا مذہب بہت خوبصورت ہے.... مجھے آج سمجھ لگی ماما اس کا مذہب واقعی بہت خوبصورت ہے۔ اس کے مذہب میں عورت کی عزت کرنا تھا.... اس نے میری عزت کی.... اس نے کبھی بھی مجھے بے عزت نہیں ہونے دیا...."

انا آج اس کی کہی ہوئی باتیں سمجھ رہی تھی... آج اس کا وہ رویہ سمجھ رہی تھی.... وہ کیوں اسے کچھ نہیں کہتا تھا؟ وہ کیوں خاموش رہتا تھا؟ آج وہ سب سمجھ گئی تھی یہ خوبصورتی اس کے دین کی تھی... اس کا پاک دین اسے یہ سب سیکھاتا تھا....

"میں نے اس کے ساتھ بہت برا کیا... شاید ایسا سلوک کیسی جانور کے ساتھ بھی نہیں کیا جاتا.... جو میں نے اس کے ساتھ کیا تھا...."

انا کے اپنے اندر آگ جلتی محسوس ہو رہی تھی.... یہ بدلے کی آگ نہیں تھی... یہ تو وہ آگ تھی جو اس کے اندر جل اٹھی تھی جو وہ کئی سالوں سے دوسروں کی زندگیوں میں لگا رہی تھی۔

ماما مجھے مسلمان ہونا...ماماوہ سکون میں ہے.... اور اسے سکون میں ہی رہنا چاہیے کہ وہ دین اسلام کا پیروکار "
تھا.... اور میں؟ میں غلط راستے پر تھی میں بھٹکے ہوئے راستے پر تھی... وہ روز اپنی آواز میں قرآن سناتا تھا
"...میں نہیں جانتی تھی کہ اس کلام میں اتنا سکون کیوں تھا لیکن آج سمجھ گئی ہوں

....انا آنسو صاف کرتی اٹھی تھی

"کہاں جارہی ہو؟"

...انا کی والدہ نے دریافت کیا

میں چاہتی ہوں میں سچے دل سے اسلام قبول کروں.... میں اس شخص کے ہاتھوں مسلمان ہونا چاہتی ہوں "
"جس نے مجھے اس دین کی خوبصورتی بتادی میں پاکستان جانا چاہتی ہوں۔

....انا نے جیسے ایک دم فیصلہ کرلیا

انا آج میں تمہیں نہیں روکوں گی کیونکہ آج تمہاری آنکھوں میں فریب نہیں جھلک رہا بلکہ آج ان "
"آنکھوں میں نئی چمک ہے۔

....انا اپنی ماں کی بات پر مسکرائی تھی.... اور اپنی ماں کو گلے لگالیا

"میں دعا کروں گی اسلام کی خوبصورتی آپ پر بھی آشکار ہو جائے۔ "

"ایرج تم بھائی جان کو کہاں لے کر جانا چاہتی ہو؟ اور تمہاری عدت؟ "

شاہینہ پھوپھو اب ایرج کے کمرے میں آئی تھیں... ایرج اپنے بیڈ پر بیٹھی کچھ لکھ رہی تھی.... ایک چھوٹی سی کاپی اس کے سامنے پڑی تھی اور ایک بال پوائنٹ اس کے ہاتھ میں تھی۔ شاہینہ اس کے پاس آکر بیڈ پر بیٹھی تھی۔

"میں ان کو علاج کے لئے لے جانا چاہتی ہوں جس کے وہ حقدار ہیں۔ "

"لیکن سجاد علاج کروارہا ہے۔ "

...شاہینہ گویا ہوئی

بس کریں استانی جی.... آپ اچھے سے جانتی ہیں آپ انجان مت بنیں... سجاد شاہ نے ان کی حالت "

"دیکھیں کیا کر دی؟ وہ انہیں مارتا بھی ہے... آپ کیوں سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بن رہی ہیں؟

ایرج نے اب پینسل رکھ دی.... اور شاہینہ کی طرف دیکھا۔

ایرج تم کبھی نہیں سمجھ سکتی سجاد جیسا بھی ہے... اچھا ہے برا ہے... جیسا بھی ہے اب وہ اس گھر کا واحد چشم "
" ....و چراغ ہے

" ...او "

ایرج نے ہونٹوں کو گول کرتے ہوئے کہا۔

سچ کہا آپ نے.... وہ واحد رہ گیا ہے... لیکن شومیز گیلانی؟ وہ تو آیا ہی نہیں تھا.... اس نے تو اس حویلی "
سے جہالت ختم کرنے کے لیے کچھ کیا ہی نہیں تھا.... افسوس ہوتا ہے آپ پر.... سجاد گیلانی یہاں ظلم کے
پہاڑ توڑ دے اور کوئی اسے کچھ نا کہے... وہ تو واحد مرد ہے اس گھر کا... ارے ایسے مردانگی سے سجاد گیلانی
"چوڑیاں پہن لے جو صرف مجبور اور اس سے کمزور لوگوں کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ایرج کی باتیں کسی نے سنی تھیں... اس نے محسوس کیا تھا کھڑکی کے پاس کوئی کھڑا تھا... جو اب دروازے
سے اندر داخل ہو رہا تھا سامنے سجاد گیلانی تھا.... ایرج نے اپنے چہرے کے تاثرات بدلے... یقناوہ سجاد کے
یوں داخل ہونے پر سخت غصے میں آگئی تھی۔

"کون سا ظلم ڈھایا میں نے تم پر؟ "

سجاد دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔۔شاہینہ تو اس کے یوں داخل ہونے پر ڈر گئی تھی اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی ایرج نے اپنا دوپٹہ سر پر کیا۔۔۔۔اور بیڈ سے اتر کر کھڑی ہوئی...

"سجاد گیلانی پہلی بات تو یہ کہ یہ کمرہ۔۔۔حویلی کی کسی نوکر کا نہیں نا ہی تمہاری کسی غلام کا۔۔۔۔اور نا ہی ان کا جو تمہاری سوچ کی غلام ہیں۔۔۔۔ یہ کمرہ ایرج فاطمہ کا ہے۔۔۔۔شومیز گیلانی کی بیوی کا..."

"ارے بس۔۔۔۔بیوی بیوی۔۔۔۔ کون سی بیوی؟وہ میری غلام کو یہاں سے بھگا کر لے گیا تھا۔۔۔۔ بھگوڑا ہے۔۔۔۔"

اس سے پہلے کے سجاد کچھ اور بولتا ایرج نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر زوردار چماٹ رسید کی تھی....

"میرے شوہر کے خلاف ایک لفظ نہیں۔۔۔ورنہ یقین کرو سجاد گیلانی تمہاری زبان مجھے کاٹنی پڑی تو کاٹ دوں گی اور جلانی پڑی تو جلا دوں گی مجھے کمزور مت سمجھنا اوروں کی طرح۔"

"کیا ہے اس شومیز میں؟"

جانتے ہو سجاد گیلانی؟ کوئلہ اور ہیرا ایک ہی جگہ جنم لیتے ہیں، لیکن اپنی قدر و قیمت کے لحاظ سے الگ الگ بھاؤ رکھتے ہیں، ایک تاج میں جڑا جاتا ہے، دوسرا چولہے کا ایندھن بنتا ہے۔ اور شومیز گیلانی اور سجاد گیلانی کی مثال بھی بالکل ایسے ہی ہے۔"

ایرج وہاں ایک لمحہ بھی نہیں روکی تھی... شاہینہ نے ایک نظر سجاد کو دیکھا جس نے ایرج کی اس حرکت پر اسے کچھ نہیں کہا تھا محض اپنے گال پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا....

شاہینہ بھی باہر نکل گئی....

"یہ تم تھی جس نے مجھے تھپڑ مار لیا.... کوئی اور ہوتا تو اس کی جان لے لیتا.... لیکن تم میں تو میری جان بستی ہے۔"

سجاد دل میں سوچتے ہوئے وہاں سے نکل آیا.... وہ سیدھا باہر کی جانب گیا تھا... اس وقت وہ حویلی میں رہنا بھی نہیں چاہتا تھا.... آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں....

سجاد سیدھا باہر ڈیرے کے لان میں آیا تھا... وہاں اس وقت کوئی نہیں بیٹھا تھا... وہ لان میں پڑی لوہے کی کرسیوں پر بیٹھ گیا جن کے درمیان میں لوہے کا میز پڑا تھا... بے بسی سے ہاتھ اس نے اپنا میز پر مارا...

" عشق ؟ صرف عشق نے مجبور کر دیا؟ ورنہ اس لڑکی کی اوقات کیا تھی ؟ مجھے ؟ "

.... سجاد نے پھر اپنی گال پر ہاتھ رکھا

"کوئی نہیں جانتا سجاد شاہ نے اس لڑکی سے کب اور کیسے عشق کیا؟ "

.... سجاد خود سے بات کر رہا تھا.... خود کو بتا رہا تھا

" .... میں نے اس سے تب عشق کیا جب میں عشق کا مطلب بھی نہیں جانتا تھا "

سجاد نے اپنا موبائل کھول لیا تھا.... اس نے ایک تصویر کھول لی تھی جس میں ایک لڑکی جھولے پر بیٹھی .... مسکرا رہی تھی.... وہ میلے کی تصویر تھی اور وہ لڑکی ایرج تھی

اپنی آنکھوں کے سامنے تمہیں بڑے ہوتے دیکھا.... تم نہیں جانتی کوئی نہیں جانتا... سجاد گیلانی نے " "تمہارے سوا کسی کو دیکھا ہی کب تھا؟ جانتا تھا کہ تم صرف میری ہو۔

.... سجاد کی آنکھ نم ہو گئی تھی... آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی... وہ تصویر سے باتیں کر رہا تھا

کیا محبت صرف وہی ہوتی ہے ؟ جس کا اظہار لفظوں میں کیا جائے ؟ بچپن سے لے کر بڑے ہوتے تک یہی " سنا تم پر صرف میرا حق ہے.... جانتا ہوں میرا رویہ ٹھیک نہیں رہا تمہارے ساتھ... میں ایسا ہی ہوں لیکن کیا "ایسے لوگوں کو کسی کی محبت نصیب نہیں ہوتی ؟ کیا مجھ جیسوں کو کوئی حق نہیں کہ ہم سے کوئی محبت کرے ؟

سجاد نے اب ایک اور تصویر نکال لی تھی جس میں ایرج ایک نالے کے کنارے پر بیٹھی تھی اور پاؤں پانی میں تھے... یہ تصویریں بہت دور سے لی گئیں تھیں۔

"...شومیز"

... سجاد نے اس کا نام لیا تو کڑواہٹ کا ایک گھونٹ اپنے اندر اتارا

شومیز نے تمہیں مجھ سے چھیننے کی کوشش کی لیکن میں نے اسے ختم کر دیا... صرف تمہاری خاطر.... اور" تمہاری خاطر میں کسی بھی حد تک جاؤں گا مجھے شناور تایا کی دولت سے کوئی لینا دینا نہیں... مجھے صرف تم چاہیے تھی... میری شومیز گیلانی سے کوئی دشمنی نہیں تھی... لیکن اس نے تمہیں مجھ سے چھینا... میں نے "اس سے اسکی سانسیں چھین لیں۔

سجاد کی آنکھیں لال ہو چکی تھیں... بے ساختہ اس نے اپنے جذبات کو قابو کرنا چاہا لیکن وہ بے بس ہو گیا تھا .... وہ رو دیا تھا

دل ہے یہاں بھی.... تمہیں وہ کیوں نہیں نظر آتا؟ ساری دنیا سے جیت گیا سجاد گیلانی تم سے ہار گیا" ہے.... نہیں مجھ سے محبت کے گیت سنائی جاتے لیکن صرف تمہیں ہی چاہا ہے اور تمہیں پانی کی لیے کسی بھی "حد تک جاؤں گا۔

......سجاد نے ایک نمبر ملایا

"بس لے آوانہیں۔"

....سجاد نے فون بند کر دیا

"مجھے یہ ٹھیک نہیں لگ رہا...مجھے خود جا کر ایرج اور بابا جان کو وہاں سے لے آنا چاہیے۔"

شومیز ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا... حسین شہزاد اس کے کمرے میں آیا تھا...وہ دونوں صوفوں پر آمنے سامنے ...بیٹھے ہوئے تھے

"اور تمہیں یہ کیوں لگتا کہ سجاد جو تم پر ایک دفعہ حملہ کروا سکتا ہے وہ دوبارہ نہیں کروا سکتا؟"

حسین شہزاد نے پانی کا گلاس منہ سے لگایا تھا جبکہ شومیز کے چہرے پر وہ پریشانی دیکھ سکتے تھے۔

آپ سمجھ نہیں رہے...وہ انسان ضد میں آکر کچھ بھی کر سکتا ہے....اور اب تو بابا جان کی طبعیت بھی "...نہیں ٹھیک...ان کو اس حالت میں چھوڑنا

.... شومیز سر جھٹک کر رہ گیا

"تم اپنے باپ سے کتنا پیار کرتے ہو؟ "

.... شومیز حسین شہزاد کی بات پر چونکا

"کیا مطلب؟ "

"پوچھ رہا ہوں کہ تم اپنے باپ سے کتنا پیار کرتے ہو؟ "

" ... بہت زیادہ "

.. شومیز نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ بھی سب کاموں میں برابر کا شریک تھا؟ "

جی یہ جانتے ہوئے بھی... کیونکہ وہ میرے باپ ہیں.. انہوں نے جو کیا وہ ان کے اعمال تھے... اب میں "
" .... جو کروں گا وہ میرے اعمال ہونگے

"حسین شہزاد نے اپنی زندگی میں تم جیسا بندہ نہیں دیکھا شومیز گیلانی "

اللہ جب قرآن میں فرمارہے ہیں کہ ماں باپ کے آگے سے افف تک نا کرو تو پھر یہ تو سوال ہی نہیں اٹھتا " کہ میں سوچوں کیا مجھے بھی ان کی خدمت کرنی چاہیے یا نہیں؟ کیونکہ امام مسجد نے مجھے کہا تھا جہاں بات حکم الہی کی آجاتی ہے نا میرے بچے وہاں کیوں کیا کب کیسے ؟ کا سوال نہیں اٹھتا وہاں تو بس قربانی دینی پڑتی اپنی عزیز چیز کی"

شومیز نے ان کو امام مسجد کی بات ویسے ہی بتادی جیسے انہوں نے اسے سمجھائی تھی۔

"تمہارے نزدیک عزیز چیز کیا ہے ؟ "

"ہر وہ چیز جو انسان کو کمزور بنادیتی ہے۔ "

....جواب لمحے بھر میں آیا تھا

"اور کون کون سی چیزیں کمزور بنادیتی ہیں ؟ "

"...ہر وہ چیز جسے چھوڑتے ہوئے انسان کو تکلیف ہو... جس کے دور جانے سے انسان کو تکلیف ہو "

"سچ کہتے ہو تم.... اس میں انسان اور بے جان دونوں چیزیں شامل ہوتی ہیں۔"

.... حسین شہزاد نے صوفے کے ساتھ اپنا سر ٹکاتے ہوئے کہا

مجھے سکون نہیں آرہا ایرج اور بابا جان وہاں محفوظ نہیں ہیں آپ تو جانتے ہیں میں سجاد کے غرور ٹوٹنے کی "
وجہ بنا ہوں میں نے ایرج سے نکاح کیا اس کے مطابق اس کی غلام سے نکاح کیا.... وہ اگر مجھے مارنے تک جا
" .... سکتا تو کچھ بھی کر سکتا ہے

.... شومیز پھر سے اضطرابی کی حالت میں بولا

شومیز اگر اس کو معلوم ہو گیا کہ تم زندہ ہو تو کیا وہ پھر سے تم پر حملے نہیں کرے گا؟ وہ جو ایڈ نبرا میں "
"تمہیں مارنے کا پلان کر سکتا پاکستان میں اس کے لیے بہت آسان ہو جائے گا

"لیکن میں ایسے نہیں بیٹھ سکتا.... میری بیوی وہاں اس حویلی کی دیواروں میں قید ہو کر رہ گئی ہے۔ "

.... شومیز نے بے بسی سے مٹھیاں بند کیں

پہلے بھی تمہاری ضد کی وجہ سے میں نے تمہیں حویلی جانے دیا.... وہ بھی ہم نے کس طرح پلان کیا ہم "
"جانتے ہیں۔

" .... آپ کو پتا بھی ہے ایرج کی کیا حالت تھی؟ اگر میں ایک دن مزید نا جاتا تو وہ "

اس کی آنکھوں میں درد تھا... شومیز اٹھ کر کھڑکی کے پاس چلا گیا.... اتنے میں شومیز کا ٹیبل پر پڑا فون بجنے لگا....

"ایرج کی کال آرہی ہے۔"

حسین شہزاد نے اس کو آگاہ کیا... شومیز جو باہر کی دنیا کو دیکھنے میں مصروف تھا جھٹ سے اپنے موبائل کے پاس آیا اور فون اٹھایا...

"اسلام علیکم!"

"وعلیکم اسلام! کیا حال ہے؟ کیسی ہو؟ بابا جان کیسے ہیں؟"

شومیز بنا رکے بولا....

"جی جی شاہ جی میں ٹھیک ہوں...."

"اور بابا جان؟"

ایرج کی طرف سے خاموشی چھائی....

"ایرج بولو تو..."

.... شومیز نے پھر سے کہا... حسین شہزاد بھی اب اسی کی جانب دیکھ رہے تھے

" شاہ شناور شاہ کی حالت بالکل نہیں ٹھیک..... سجاد شاہ ان کے ساتھ بہت برا سلوک کرتا ہے... میں بس ان کو جلد سے جلد یہاں سے نکالنا چاہتی ہوں... آپ حسین انکل کو یہاں بھیج دیں تا کہ وہ ہمیں یہاں سے لے جائیں۔"

.... ایرج نے شاید یہی کہنے کے لیے فون کیا تھا

"ایرج بابا جان سے بات ہو سکتی ہے؟ "

.... شومیز کی آنکھوں میں آنسو آچکے تھے

" شاہ اگر آپکی بات کروائی بھی تو شناور شاہ اس حالت میں نہیں ہیں کہ وہ آپ سے بات کر سکیں.... آپ بس ہمیں یہاں سے لے جائیں۔"

... ایرج جو ضبط کیے کھڑی تھی اب کھڑکی کے پردے کو پکڑ کر رو دی

" شاہ! سجاد شاہ کی نظریں بہت غلیظ ہیں... میں یہاں ایک لمحہ نہیں رک سکتی... اس حویلی میں مجھے گھٹن ہوتی ہے۔"

.... شومیز کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ایرج کے پاس پہنچ جائے

”ایرج تم فکر نا کرو میں حسین انکل کو آج ہی بھیج دیتا ہوں۔ “

”جی آپ بس جلدی سے ہمیں اپنے پاس بلالیں۔ “

...ایرج نے فون بند کر دیا تھا.... شومیز حسین شہزاد کے پاس آیا

”کیا کہہ رہی تھی وہ؟ “

“ ... آپ بس انہیں لے آئیں ”

ٹھیک ہے میں آج ہی نکل جاؤں گا ویسے بھی شاہینہ کو بھی وہاں میں نے ایرج کے لیے چھوڑا ہوا تھا.... “

”اب بس تینوں کو لے آوٗں گا۔

.... حسین شہزاد نے اٹھتے ہوئے کہا.... وہ باہر نکل گئے تھے

”سجاد گیلانی اگر میری بیوی یا بابا جان کو کچھ ہوا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا “

شومیز نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا.... اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا.... جیسے کچھ بہت غلط ہونے والا تھا.... جیسے کچھ تو تھا جو بہت بڑا ہونے والا تھا.....

”اللہ آپ ہی سب سے بہترین مدد گار ہیں۔ “

....شومیز نے دل میں اپنے خدا کو پکارا تھا

”یہ حویلی کے دروازے کیوں بند ہو رہے ہیں؟“

....ایرج جب سیڑھیوں سے نیچے آئی تھی اس نے سارے دروازے بند ہوتے دیکھے

”سجاد شاہ کا حکم ہے...اور یہ بھی کہ کوئی بھی اب اندر نا آئے اور نا ہی جائے۔ “

بینا نے اسے بتایا....ایرج نے ہرے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا...بال اس سے اس کے کھلے تھے...سر پر دوپٹہ لیے وہ نیچے آئی تھی لیکن ایک دم سے یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

”کیا بکواس ہے؟ “

...ایرج بہت اونچا چلائی تھی....بینا جبکہ کندھے اچکا کر چل دی تھی

....ایرج حویلی کے داخلی دروازے پر گئی....جہاں دو لڑکیاں کھڑی تھیں ان میں ایک زینب تھی

”ایرج ہم کچھ نہیں کر سکتیں سجاد شاہ کا حکم ہے۔ “

....زینب نے سر جھکاتے ہوئے کہا.... ایرج کو لگا اس کا سر غصے سے پھٹ جائے گا

" ....زینب یہ کیا بکواس ہے وہ ایسا کیسے کر سکتا وہ جاہل انسان "

....ایرج نے سر گھمایا... اور اپنے سامنے عالیہ کو کھڑے پایا

" ... جاہل وہ نہیں جاہل تم ہو "

....عالیہ اس کی طرف آئی تھی

" ... دیکھو عالیہ میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتی تھی... اپنی بکواس بند کرو "

ایرج اب صرف اوپر جا کر شومیز کو اس بارے میں بتانا چاہتی تھی.... وہ عالیہ کی کسی بات کا جواب نہیں دینا چاہتی تھی۔

"اپنے خاص مہمانوں سے نہیں ملو گی ایرج؟ "

ایرج اس سے پہلے اوپر کی جانب بڑھتی کسی نے اسے مخاطب کیا تھا.... اور وہ اس شخص کی آواز تھی جو ایرج مر کر بھی نہیں سننا چاہتی تھی۔

....ایرج نے مڑ کر دیکھا.... لیکن دیکھنے کے بعد اس کی دنیا تھم گئی تھی

ایرج کے ہاتھ کانپنے لگ گئے تھے.... ہرے سوٹ میں اس کا رنگ پیلا پڑ رہا تھا.... خون کی رگیں اسے جمتی ہوئی محسوس ہوئیں.... ماتھے پر ایک لمحے کے لیے بے یقینی کی شکن ابھری اور پھر یقین ہوا کہ وہ سامنے کھڑے کون ہیں.... لیکن وہ ابھی کیوں ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں وہاں؟

"رجو میری دھی (بیٹی "

بے بے کے آگے بڑھتے قدم اس نے دیکھے تھے... ایرج کو لگا وہ ابھی دفن کر دی جائے گی.... یہاں اس وقت اس کے بے بے اور ابا؟ کہاں سے آئے؟ کیسے آئے؟ کون لایا؟ سجاد شاہ لایا؟

.... بے بے نے اسے اپنے حصار میں لے لیا تھا.... لیکن ایرج کا تو سر گھومنے لگا تھا

"بے بے آپ یہاں؟ آپ یہاں کیسے آئیں؟ "

ایرج بس یہی پوچھ سکی.... سجاد شاہ کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی.... عالیہ جو وہاں کھڑی ان سب سے انجان تھی... وہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی.... اس ہال میں رباب بھی آچکی تھی.... لیکن .... استانی جی وہ کہاں تھی؟ سب کے چہرے پر ایک دم حیرانی چھا چکی تھی

"میری دھی کنی (کتنی) بدل گئی اے "

... بے بے اس کا سر منہ چوم رہی تھیں... جبکہ وہ ساکت سی کھڑی تھی

اس نے ابا کو دیکھا جو پہلے سے کتنے بوڑھے لگ رہے تھے.... سر پر وہی پگڑی... سفید سوٹ.... سفید
.. داڑھی اور چہرے پر تھکن تھی

"کیا ہوا ایرج فاطمہ؟ سوری شومیز گیلانی کی بیوہ؟ "

سجاد اس کی جانب بڑھا تھا.... جو جہان بھر کی بے یقینی لیے اپنے والدین کو دیکھ رہی تھی.... اس نے سوچا ہوا تھا کہ جب پاکستان جائے گی تو ابا اور بے بے سے ملے گی اور کتنی خوش ہو گی؟ لیکن آج.... آج سب کتنا مختلف تھا؟ وہ خوش نہیں تھی وہ پریشان تھی۔

"بے بے آپ لوگ یہاں کیسے؟ "

.... ایرج اب بے بے کو جھنجھوڑ رہی تھی

"میں لایا ہوں انہیں یہاں.... اب ان کی اکلوتی بیٹی کی شادی ہو اور وہ نا آئیں؟ "

.... ایرج نے سجاد کی طرف دیکھا

"شادی؟ "

.... ایرج نے اسے نا سمجھی سے دیکھا

"...پتر ہمیں پتا چل گیا ہے کہ شومیز شاہ نہیں رہا"

....ایرج کے ابا آگے آئے....ایرج کی دنیا گھوم گئی تھی

"اور تو سجاد شاہ سے شادی کر رہی ہے"

"کیا؟"

ایرج کو اپنے باپ کی آواز پر یقین نا آیا....وہ کیا کہہ رہے تھے؟

"آپ کو کس نے بتایا شومیز نہیں رہے؟ اور یہ شادی؟"

...ایرج کا بس نہیں چل رہا تھا سجاد کا قتل کر دے

ہمیں محمد نے بتا دیا تھا... کہ شاہ نہیں رہے.... اور پھر ہم پنجاب آ گئے.... جب ہم ٹرین سٹیشن پہ اترے "سی اتھے (ادھر) سجاد شاہ کے بندوں نے ہمیں پکڑ لیا تھا سانوں (ہمیں) لگا کہ مار دیے جائیں گے لیکن وہ سجاد شاہ پاس لے آئے.... تے سجاد شاہ نے دسیاں (بتایا) کہ تو شاہ سے شادی کر رہی ہے"

"....میں اس گھٹیا شخص؟ اففف ابا"

ایرج سمجھ گئی تھی کہ سجاد ان کے تعاقب میں ہی تھا اور انہوں نے یہاں آنے والی غلطی کر دی..... اور اب.....

"ابا میں اس سے شادی نہیں کر رہی "

.....ایرج نے دانت پیستے ہوئے کہا

"تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہو گی۔ "

عالیہ نے سجاد کا چہرہ دیکھا جہاں غصے کے ساتھ ساتھ جیتنے کی خوشی بھی تھی.... رباب تو یہ سب دیکھ کر ہی .... حیران رہ گئی تھی.... عالیہ کو لگا اس کی دنیا ختم ہونے والی ہے

" .... میں تم جیسے بے غیرت شخص سے شادی تو کیا تم جیسوں کو تھوکنے کے قابل بھی نہیں سمجھتی "

.... ایرج ایک ایک لفظ چباتے ہوئے ادا کرنے لگی.... سجاد نے سب سے پہلے اس کا موبائل کھینچ لیا

"سجاد گیلانی میرا موبائل واپس کرو میں تمہیں مار دوں گی۔ "

"تو مار دو "

.... سجاد اب اس کے آگے آچکا تھا.... ایرج تو یہ سن کر ہی حیران رہ گئی تھی

”مار دو یہ روز روز کی مار سے بہتر ہے تمہاری بے رخی مجھے مار رہی ہے۔ “

.....سجاد اس کے سامنے آ کر یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا

....ایرج تو اس کا یہ روپ دیکھ کر ہی حیران رہ چکی تھی

”تو تو شاہ سے شادی نہیں کر رہی؟ سجاد شاہ نے جھوٹ بولا ہم سے؟ “

....ایرج کا ابا اب آگے آیا

”ہاں جھوٹ بولا.... اور اگر اس نے مجھ سے شادی نا کی تو میں اس دنیا کو آگ لگا دوں گا۔ “

....وہ کس حد تک جنونی ہو رہا تھا؟ ایرج تو اسے ایسا دیکھ ہی پہلی دفعہ رہی تھی

سجاد گیلانی..... ایرج فاطمہ کا جوڑا خدا نے شومیز گیلانی کے ساتھ بنایا تھا.... اور جنت میں بھی اسی کے “
”.....ساتھ بنے گا.... تم خدا کے فیصلے کو بدل نہیں سکتے

”...تم میری تھی اس نے چھینا ہے مجھ سے تمہیں “

....عالیہ تو اس کے بعد وہاں ایک پل نہیں رکی تھی.....رباب البتہ اب بھی وہیں کھڑی تھی

میں شومیز گیلانی کی ہوں... تھی اور رہوں گی... تم مجھے مار بھی دو نا سجاد شاہ تب بھی کبھی میں اس شادی " کے لیے ہامی نہیں بھروں گی۔"

"....میں تمہیں نہیں ماروں گا تمہارے ان ماں باپ کو ماروں گا "

...اس کو سجاد شاہ جنونی پاگل لگ رہا تھا.... جسے کچھ ہوش نہیں تھی

""تمہارا دماغ درست ہے سجاد گیلانی؟ "

.... ایرج کو بیرات کا جھٹکا لگا تھا

اگر تمہاری خاطر میں اپنے بھائی کو مار سکتا ہوں... اپنے باپ کو قید کر سکتا ہوں... تو ان کو مار بھی سکتا " ہوں۔"

ایرج کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا۔ باپ کو قید؟

.... ایرج طنزیہ مسکرائی

اب سمجھی میں سجاد شاہ تم اتنے گھٹیا کیوں ہو؟ تمہارے باپ کی تربیت ہی ایسی تھی.... اس نے تمہیں " حرام کی طرف لگایا.... اس نے رشتوں کے ساتھ دھوکے کرنے سیکھائے.... علی شاہ نے اپنے بھائی کی دولت کی خاطر کیا کچھ نہیں کیا وہ سب سامنے آ گیا ہے.... لیکن وہ بھول گیا تھا کہ یہ دنیا مکافات عمل

ہے.... اور دیکھو جس اولاد کے لیے وہ اپنی بیٹیوں کو قربان کرنے کو تیار تھا جس اولاد کی خاطر وہ اپنے سگے بھائی کی جائیداد کھانا چاہتا تھا... آج وہی بیٹا اس کو قید کیے ہوئے ہے۔"

"تم سمجھتی کیوں نہیں ہو یہ سب میں تمہارے لیے کر رہا ہوں۔ "

سجاد نے اس کو کندھوں سے پکڑتے ہوئے کہا جو ایرج نے زور سے جھٹک دیے۔

" ....ہاتھ نا لگانا "

.... ایرج اس سے دو فٹ دور جا کھڑی ہوئی

"شاور شاہ نے کچھ تو نیکی کی ہو گی جو اسے شومیز گیلانی جیسی اولاد ملی۔ "

ایرج نے سجاد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا.... سجاد گیلانی کی آنکھوں میں وحشت وہ دیکھ سکتی تھی۔

ایرج تمہیں نہیں اندازہ کہ میں تم سے کتنا عشق کرتا ہوں۔۔۔۔ میں تمہاری خاطر سب کچھ کر سکتا ہوں۔"

"اور تم نہیں جانتے سجاد گیلانی کہ ایرج شومیز گیلانی سے کس حد تک عشق کرتی ہے۔ "

"اگر تم نے مجھ سے شادی نا کی تو میں سب کو ختم کر دوں گا۔ "

"اور اگر تم نے مجھ سے شادی کا نام لیا تو میں خود کو ختم کر لوں گی۔ "

.... اگر ایرج فاطمہ سجاد گیلانی کی کمزوری تھی تو پھر یہ کمزوری ہی صحیح

"کل شام کو میں تم سے نکاح کروں گا میں بھی دیکھتا ہوں تم مجھے کیسے روکتی ہو؟ "

سجاد شاہ کہتے ساتھ نکل گیا تھا.... ایرج بے بے اور ابا کو دیکھنے لگی.... وہ اس کا موبائل لے گیا تھا اب وہ ..... شومیز کو کیسے بتائے؟ استانی جی... ہاں انہی کے نمبر سے وہ رابطہ کر سکتی ہے

"... رجو پتر "

.... ابا نے اسے بلایا

"ابا آپ چل کر میرے کمرے میں بیٹھیں.... میں بس ابھی آئی۔ "

"پر تیرا کمرہ؟ "

اوہ وہ تو بھول ہی گئی تھی کہ بے بے اور ابا کو اس کا کمرہ کیوں کر پتا ہو گا... ایرج ان کو خود ہی اوپر چھوڑ کر آئی.... ایرج جب استانی جی کے کمرے میں داخل ہونے لگی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ کمرہ بند تھا.... ایرج نے .... دروازہ کھٹکھٹایا..... شاہینہ اندر ہی تھی اور بہت گھبرائی ہوئی تھی

"استانی جی دروازہ کھولیں۔ "

.... ایرج کی آواز سن کر وہ دروازے کے پاس آئی

"ایرج باہر کیا ہوا ہے؟ کچھ تو غلط ہوا ہے۔ "

شاہینہ اب دروازہ کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

" ....بہت کچھ ہوا ہے... میں کہتی تھی ناشومیز کی موت کے پیچھے یہ سجاد ہے آپ نہیں مانتی تھیں "

"ایرج ہوا کیا ہے؟ "

شاہینہ دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"وہ گھٹیا شخص مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ "

ایرج اب نفرت بھرے لہجے میں شاہینہ کو بتا رہی تھی شاہینہ تو یہ سن کر ہی حیران رہ چکی تھی.... اگر وہ یہ بات کرتی کہ سجاد اسے غلام بنا کر رکھنا چاہتا تو وہ شاید با آسانی مان جاتی لیکن سجاد ایرج سے شادی کا کہہ رہا تھا؟ شاہینہ کو یقین نا آیا۔

"آپ حسین انکل کو فون کریں وہ آجائیں۔"

"ایرج میرے پاس فون نہیں ہے.... سجاد لے جا چکا ہے۔"

.... ایرج نے بے ساختہ سر پر ہاتھ مارا

".... اوہ میرے خدایا"

"ٹھیک ہے استانی جی آپ سے میں بعد میں بات کرتی ہوں۔"

"اگر شاہ نے فون کر دیا میرے نمبر پر تو؟"

ایرج کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرے... لیکن دل میں ایک امید کا دیا جل رہا تھا کہ حسین انکل .... آنے والے ہیں"

... ایرج اپنے کمرے میں گئی.... بے بے اور ابا وہیں موجود تھے

"رجو.... تو کتنی بدل گئی ہے۔"

....بے بے اس کے قریب آئی تھیں وہ جو پریشان حال سی کھڑی تھی

"بے بے کیا ضرورت تھی آپ لوگوں کو آنے کی؟"

ایرج پریشانی کی حالت میں بولی۔

"(رجو تیرے پر اتنی مصیبت آگئی تے اسی کیوں نا آندے (آتے"

"....بے بے اب زیادہ مشکل میں پڑ چکی ہوں میں"

ایرج انہیں کیسے بتا دیتی شومیز تو زندہ ہے۔

....ایرج نے محسوس کیا تھا اس کا ابا شرم سے سر جھکائے بیٹھا تھا

ایرج اس کے پاس جا کر زمین پر بیٹھ گئی تھی وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھے تھے۔

"کیوں پریشان ہے ابا؟"

....ایرج اپنے باپ کے گھٹنوں کے ساتھ لگ گئی

"....رجو پتر مینو معاف کر دے"

اس نے سر اٹھا کر دیکھا.... اس کے والد اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔

"ابا... یہ تو کیا کر رہا ہے.... کس چیز کی معافی؟ "

ایرج نے اپنے باپ کے ہاتھ پکڑے... بے بے اپنے پلو سے اپنی آنکھیں صاف کر رہی تھیں۔

ابا تو نے کبھی میرا برا نہیں سوچا... میرا اچھا چاہا... طریقہ کچھ غلط تھا.... لیکن سوچا تو اپنی اولاد کا ہی " اچھا.... لیکن ابا... ایک بات میں نے سیکھی ہے انسان کو اولاد کی خاطر غلط راستے اختیار نہیں کرنے چاہیے "کیونکہ اس اولاد نے قبر میں ساتھ نہیں جانا.... مثال سامنے ہے سجاد شاہ۔

" ...رجو میں نے تیرے ابا کو بڑا منع کرتی تھی پر "

...بے بے اب اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی ایرج اٹھ کر بے بے کو گلے لگایا

بے بے ابا نے میرا نکاح شومیز شاہ سے کر کے اپنا فرض ادا کر دیا.... شومیز گیلانی سے اچھا شوہر شاید ہی " "مجھے کبھی مل سکتا۔

....اب اس کی بے بے مزید رو دی تھی

"اللہ شاہ نو جنت نصیب کرے۔ "

افف ایرج بے بے کے الفاظ سن کر زبان دانت تلے دبا گئی۔

"اب کیا بتاؤں زندہ ہے وہ۔ "

....ایرج محض سوچ سکی

"پتر اب سجاد شاہ کی کرے گا؟ "

"اباوہ جو مرضی کرلے جیت حق کی ہی ہو گی....باطل شروع سے ہارتا آیا ہے اب بھی ہار جائے گا۔"

.....ایرج کو ایک یقین تھا اپنے رب کی ذات پر یقین تھا

"شومیز میں کل ہی وہاں سے ہو کر آیا ہوں لیکن حویلی میں کوئی نہیں تھا۔"

... حسین شہزاد اسے صبح صبح آگاہ کر رہے تھے.... شومیز جس ہوٹل میں ٹھہرا تھا

...وہ حسین شہزاد کے دوست کا ہوٹل تھا

آپ رات کو ہی واپس آ گئے تھے تو آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ ایرج کا فون بند جا رہا ہے کچھ تو غلط ہو رہا "
ہے وہاں۔"

"مجھے باہر سے معلوم ہوا کہ عالیہ کے مائیکے میں کوئی مسلۂ ہے شاید سب وہاں گئے ہوئے ہیں۔ "

.... حسین شہزاد اب خود ہی کہتے کہتے رک گیا

میرے خدایا.... اس کا مطلب.... اس کا مطلب وہ جھوٹ تھا کیونکہ کل سے شاہینہ کا فون بھی نہیں چل "
رہا.... "

.... شومیز اب اپنی گھڑی پہن چکا تھا

" .... بس بہت ہو گیا مجھے وہاں جانا ہو گا "

.... شومیز نے ہلکے نیلے رنگ کی شرٹ اور نیچے سفید جینز پہنی ہوئی تھی... بال ویسے ہی ماتھے پر آ رہے تھے

"شومیز جلد بازی میں حماقت مت کرو۔ "

.... حسین شہزاد نے شومیز کو روکا

"پھر کیا کروں؟ میری بیوی وہاں اس آدمی کی دسترس میں ہے میں چپ چاپ بیٹھا رہوں؟ "

”کس نے کہا تم سے چپ بیٹھنے کو؟ اب تک طریقے سے چلتے آ رہے ہو اب کیوں جلدی کر رہے ہو؟ “

”آپ سمجھ نہیں رہیں... اگر ایرج کو کچھ بھی ہوا میں زندہ نہیں رہوں گا۔ “

.... شومیز ہارے ہوئے انداز میں وہیں صوفے پر بیٹھ گیا

“ .... کیا کروں میں؟ کچھ سمجھ نہیں آرہا “

.... شومیز نے اپنا موبائل نکالا

”کیا کرنے لگے ہو؟“

حسین صاحب نے پوچھا... وہ اب اس کے سامنے صوفے پر آکر بیٹھ گئے تھے۔

”میں اذان کو کال کرنے لگا ہوں.... وہاں صرف وہی ہے جو اب آگاہ کر سکتا ہے۔ “

.... شومیز نے نمبر ملایا تو اس کا نمبر بند جا رہا تھا

”نمبر بند ہے۔ “

“ ... چلو دیکھتے کیا کرنا ہے تم فکر نا کرو سب بہتر ہو گا “

“ ....جی “

....لیکن وہ جانتے تھے اس وقت اس کو تسلی دینا بے سود تھا

ایرج ساری رات نہیں سو سکی تھی.... حسین انکل کیوں نہیں آئے تھے ابھی تک؟ جبکہ شاہ نے کہا تھا کہ وہ آجائیں گے.... شاہینہ بھی ابھی تک بند تھی.... سجاد آج نجانے کیا کرنے والا تھا؟ وہ حیران تھی اس نے اپنے سگے باپ کو قید کر دیا تھا.... اس کی بیوی عالیہ وہ ایرج کو ہی غلط سمجھ رہی تھی اور عمارہ؟ وہ کہاں تھی؟ کیا اسے بھی قید کر دیا گیا تھا؟ لیکن اس کو کیوں قید کرنا تھا؟ ایرج کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر وہ کس سے مدد مانگے؟ شومیز نے اگر فون کر دیا ہوا تو؟ وہ کل والے کپڑوں میں ہی تھی.... حویلی کی کھڑکیوں تک کو تالے لگا دیے جا چکے تھے.... آج اسے صحیح معنوں میں جیل لگی تھی یہ حویلی....

ایرج کے بے بے اور ابا اسی کے کمرے میں تھے جبکہ وہ ساری رات وہاں سے بھاگ جانے کا طریقہ ڈھونڈتی رہی تھی.... چھت پر جانے والے راستے کو پر بھی تالا لگا تھا.... اور چابیاں یقیناً بینا کے پاس تھیں.... اور بینا سے اسے کوئی ایسی امید نہیں تھی کہ وہ اس کے لیے کچھ کرے گی۔

”رجو پتر کچھ کھا لے سارے دن کی بھوکی ہے۔“

ایرج جو ادھر ادھر کمرے کے چکر کاٹ رہی تھی اس نے بے بے کی طرف دیکھا.... کون بتائے ان کو اس کی زندگی اسے ختم ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

"ابا آپ کا موبائل کدھر ہے؟ "

ایرج کو فورا اسے ابا کے موبائل کا یاد آیا.... رشید جو بیڈ پر بیٹھا تھا ایک دم سے کچھ یاد کرنے لگا۔

"پتر اوتے میرے سامان اچ (میں) ہے۔ "

"ابا آپ کا سامان کہاں ہے؟ "

.... ایرج نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر سوال کیا

"وہ تو نوکروں کے کمرے میں ہے۔ "

ایرج نے بے بسی سے آنکھیں بند کیں مطلب وہ بھی بینا کے پاس ہو گا.... لیکن یہ بھی تو ممکن تھا کہ سامان کسی نے دیکھا ہی نا ہو۔

"ابا بے بے آپ یہی رکنا میں ابھی آئی۔ "

ایرج ان کو کہتے ساتھ باہر کی طرف تیزی سے آئی تھی.... پاؤں میں قینچی چپل پہنے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی نیچے آئی تھی.... کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا... وہ حویلی کتنی ویران لگ رہی تھی.... ایرج نے ایک گہرا سانس لیا....

"کتنی چہل پہل تھی اس حویلی میں اور اب ویرانی اس کا مقدر بن چکی ہے شاید "

اس نے دل میں سوچا.... یہی تو ہوتا آیا ہے کون یہاں سدا رہا ہے؟ کس کا وقت سا کا تھا؟ کس کی حکومت سدا کی تھی؟ یہاں کئی آئے اور کئی گئے... اور نجانے کتنے اور آئیں لیکن ایک دن آئے گا ان کا نام ونشان بھی نہیں رہے گا سوائے ان کے جو اس نام کو کما جائیں گے اور نام کمانے کے لیے خدا کا بندہ ہونا لازم تھا۔

ایرج نوکروں کے کمرے کی طرف آگئی.... وہاں اسے بینا نظر آئی۔

"مجھے میرے ابا اور بے بے کا سامان چاہیے؟ "

ایرج نے بینا سے کہا جو وہاں ان کے کمرے میں کھڑی تھی۔

"اچھا پہنچ جائے گا۔ "

...بینا نے جواب دیا

"نہیں میں خود لے کر جاؤں گی سنا تم نے مجھے بتاؤ کہاں ہے؟ "

....ایرج نے اپنا لہجہ بالکل عام سا رکھا تا کہ اسے ذرا بھی شک نا ہو سکے

”ٹھیک ہے وہ پڑا ہے لے جاؤ۔ “

...اس نے ایرج کو دو ٹرنک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

ایرج نے اس جانب دیکھا....ایک لمحہ ضائع کیے بغیر وہ سامان اٹھا کر چل دی تھی....راستے میں اسے سجاد شاہ نظر آیا تھا...جو بینا کے کمرے کی طرف جا رہا تھا...ایرج نے ایک قہر آلود نظر اس پر ڈالی

....سجاد نے اسے نظر انداز کیا اور سیدھا بینا کے کمرے میں گیا

”کل تک اس حویلی کا کوئی بھی دروازہ کھڑکی میری اجازت کے بغیر نا کھلے...سنا تم نے؟ “

....سجاد نے اسے تنبیہ کی...بینا جو ڈری سی ایک طرف کھڑی تھی اس نے اثبات میں سر ہلایا

”اور یہ یہاں کیا کرنے آئی تھی کیا کہہ رہی تھی تم سے؟ “

”اپنے والدین کا سامان لینے آئی تھی۔ “

”تو تم نے اسے خود لے جانے دیا گھر میں نوکر مر گئے تھے کیا؟ “

....سجاد اس پر دھاڑا

" ....شاہ جی میں نے کہا تھا لیکن رجو "

"بی بی جی کہو اسے "

.... سجاد نے ایک بار پھر اسے غصے سے کہا

"جی بی بی جی وہی... وہ خود ہی جلدی میں تھیں وہ نہیں مانیں۔ "

"کیوں کس چیز کی جلدی میں ؟ "

.... سجاد نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا

"جی..پتا نہیں۔ "

"کیا مطلب پتا نہیں ؟ تم نے سامان دیکھا تھا؟ "

... سجاد نے اب بینا سے سوال کیا

"جی نہیں۔ "

.... سجاد کا دل کیا اسی لمحے بینا کے منہ پر چماٹ مارے

”شومیز شاہ فون کیوں نہیں اٹھا رہے ؟ “

....ایرج بار بار شومیز کا نمبر ملا رہی تھی لیکن وہ اٹھا نہیں رہا تھا

....اس کے بے بے اور ابا بھی اسے دیکھ کر حیران رہ گئے تھے

“ ....ایرج دروازہ کھولو “

....اس نے سجاد کی آواز سنی

“ ....اُفف...اس گھٹیا شخص کو معلوم بھی ہو گیا “

”رجو پتر دروازہ کھول دے شاہ نے بہت غصہ ہو جانا اے۔ “

...اس کی بے بے آگے کو آئی

”ایرج تم نے دروازہ خود نا کھولا تو میں خود لاک کھول کر آ جاوں گا۔ “

”کیا کروں ؟ “

شومیز فون نہیں اٹھا رہا تھا.... اور اب اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ کیا کرے؟ اگر دروازہ کھول دیا تو سجاد نے موبائل لے لینا اور یہی آخری سہارا ہے۔ ایرج کا سانس بند ہونے لگ گیا تھا.... پسینہ اس کا بہنے لگ گیا تھا بار بار وہ شومیز کو فون کر رہی تھی۔

"ایرج دروازہ کھولو... میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔"

"پتر کھول دے۔"

.... اب اس کے ابا نے بولا تھا

ایرج ایک آخری بار پھر سے نمبر ملانے لگی.... دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی.... سجاد سامنے کھڑا تھا... ایرج .... کا موبائل ہاتھ سے گر گیا

"اس کے ماں باپ کو یہاں سے لے کر جاؤ.... اور شام تک نکاح نہیں ہو جاتا تب تک ان پر بندوق تان کر رکھنا جب تک یہ مجھے قبول نہیں کر لیتی۔"

.... سجاد اپنے بندوں کو کہہ رہا تھا

.... اس کی ماں کو ایک عورت نے پکڑ لیا تھا اور باپ کو ایک آدمی نے... جس کا چہرہ نیچے تھا

"..... بے بے ابا"

.....ایرج بے اختیار رو دی تھی

خدا کا قہر برسے گا تم پر سجاد شاہ.... کسی کتے کی موت مرو گے تم... تمہاری قبر پر آنے والے کتوں کے سوا "
"کوئی نہیں ہونگے۔

....ایرج کے بے بے اور ابا کو وہ لوگ لے گئے تھے... جبکہ سجاد نے اس کو بازوں سے سختی سی پکڑا تھا

"تم سمجھ کیوں نہیں جاتی عشق کر تا ہوں میں تم سے۔ "

زہر لگتا مجھے تمہارا عشق... لعنت بھیجنے کو دل کر تا اس عشق پر... جو لوگوں کی جانیں لے کر حاصل کیا "
"جائے اور یہ اپنے ناپاک ہاتھ مجھے مت لگایا کرو۔

.....ایرج نے اسے زور سے دھکا دیا تھا

" ....اگر تم آرام سے مان جاتی تو میں کسی کی جان نا لیتا "

تم جانتے ہو ایک دن آئے گا جس دن تم اپنے کیے کی سزا بھگتو گے.... تمہیں تو خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ "
"عالیہ جیسی تمہیں بیوی ملی.... لیکن تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہیں کوئی پیار کرنے والی بیوی ملے۔

"تو... تو... تمہیں بنا تو رہا ہوں۔ "

...ایرج ہنسی....قہقہ لگا کر ہنسی

ایرج کو شومیز گیلانی سے عشق ہے...وہ اس کے روم روم میں سما چکا ہے....اور تم سجاد...ارے تم تو "
"دوبارہ پیدا ہو کر بھی آجاو تو کبھی شومیز شاہ کی جوتی کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔

"...بس کرو...اب ایک بار اور اس کا نام تمہارے منہ سے نا سنوں....شام کو تیار رہنا.....اور یہ "

....اس نے فون زمین سے اٹھایا اور دیوار میں زور سے مارا جو ریزہ ریزہ ہو گیا

\-------------

....سجاد گیلانی اپنے باپ کے کمرے میں آیا تھا۔اس کی ماں اور باپ دونوں اس کمرے میں بند تھے

"مجھے امید ہے آپ دونوں میرے نکاح میں آنا پسند نہیں کریں گے...اس لیے آپ یہی بہتر ہیں۔ "

سجاد نے مسکراتے ہوئے کہا...وہ علی شاہ کا غرور تھا...جو کہ اب خاک میں مل چکا تھا... علی شاہ نے اپنے بیٹے کو دیکھا جس کی خاطر اس نے اپنا ایمان بیچا تھا... جس کی خاطر وہ اپنی بیٹیوں کو دیکھنا کا روادار نہیں تھا...جو ...اس کا مان تھا

یہ مجھے میرے اس جرم کی سزا مل رہی ہے جو ظلم میں نے اپنی بیٹیوں پر کیے.... دلکش کا قاتل ہونے کے "
ناطے میری یہی سزا بنتی ہے.... لیکن ایک بات یاد رکھنا سجاد... یہ دنیا مکافات عمل ہے.... جو تم آج کر
رہے ہو یہی تمہارے سامنے آئے گا.... آج نہیں تو کل کل نہیں تو پرسوں لیکن آئے گا ضرور... تم اس
"لڑکی سے نکاح کر رہے ہو کر لو... لیکن وہ عدت میں ہے یہ ظلم مت کرو اس کی عدت پوری ہو جانے دو۔

"ہاں تا کہ تب تک وہ مجھ سے دور چلی جائے۔ "

ایک چیز جو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں سجاد! اگر وہ لڑکی تمہاری قسمت میں نہیں تو دنیا کی کوئی طاقت اسے "
"تمہاری قسمت نہیں بنا سکتی۔

.... سجاد اب اپنے باپ کی مزید کوئی بات نہیں سننا چاہتا تھا وہ اٹھ کر باہر نکل گیا اور کمرے کو تالا لگا دیا گیا تھا

" .... یہ ہے اولاد کی خاطر ایمان بیچنے کا نتیجہ.... یہ ہے بیٹا "

علی شاہ نے اپنی بیوی عمارہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو رو رہی تھی۔

شاہ جی مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ یہ اپنی تباہی کو خود بلا رہا ہے... وہ لڑکی اسے کبھی سکھ نہیں دے گی اور "
"عالیہ.... وہ بھی چھوڑ جائے گی۔

یہ سب.... اس مالک کے کھیل ہیں عمارہ.... میں آج اسی حویلی میں قید کر دیا گیا ہوں جہاں میں اکڑ کر چلتا "
تھا.... میرے غرور کو اس نے خاک میں ملایا یہ بتانے کے لیے کہ اس سے بڑھ کر غرور کرنے والا کوئی نہیں
"ہے.... بڑائی صرف اسی کی ہے۔

علی شاہ نے اپنی شہادت کی انگلی اٹھاتے ہوئے خدا کی طرف اشارہ کیا۔

"سجاد گیلانی اگر آج تم نے اس لڑکی سے نکاح کیا تو میں تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔ "

عالیہ اسے دروازے میں روک رہی تھی.... سجاد شاہ بالکل تیار تھا.... لال رنگ کی شیروانی پہنے وہ تیار ہو کر
نکل رہا تھا جب اسے عالیہ نے روکا۔

دیکھو پہلی بات تم میری پسند نہیں ہو.... تمہیں اس گھر میں اپنے مقاصد کے لیے لایا گیا تھا.... اور جن "
"کے مقاصد تھے ان میں سے ایک قید ہے اور ایک پاگل۔

.... سجاد طنزیہ ہنسا

اب تم کسی کام کی نہیں ہو... جانا چاہتی ہو تو شوق سے جاؤہاں میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں لیکن تم چاہتی ہو "
"تو ابھی طلاق دے دیتا ہوں۔

عالیہ پر تو یہ انکشاف ہی سب سے بھاری تھا کہ وہ ایک ایسے رشتے میں جوڑی تھی جو مقاصد کی بنیاد پر قائم تھا... اب اس کی اوقات کچھ نہیں تھی.... سجاد باہر نکل چکا تھا.... جبکہ وہ ایک لڑکی پر قیامت ڈھا کر گیا تھا....

میں؟ میں مقاصد کے لیے استعمال ہوئی؟ یا اللہ یہ کیسا انکشاف تھا؟ مجھ بے گناہ کو اس کھیل کا حصہ بنانے والے اپنے انجام کو پہنچ چکے لیکن میری زندگی برباد کر دی.... "

... عالیہ روتے روتے دروازے کو پکڑ کر زمین پر بیٹھ گئی تھی.... سسکیاں اس کی کمرے میں گونج رہی تھیں

شام کے وقت اس حویلی کے لان کو سجایا جا چکا تھا.... وہاں صرف ایک سٹیج بنایا گیا تھا.... کوئی کرسیاں نہیں تھیں.... بس حویلی کی سجاوٹ کروائی گئی تھی.... شام کے وقت ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی... ایرج کا دل بیٹھ رہا تھا.... اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کچھ بھی کرے اور وہ یہاں سے بھاگ جائے۔

ایرج اپنے کمرے کو بند کر کے بیٹھی تھی... وہ کہیں چھپ جانا چاہتی تھی... وہ چاہتی تھی کسی ایسی دنیا چلی جائے جہاں اسے کوئی دیکھ نا سکے.... کیسے وہ ایک نکاح شدہ لڑکی ہو کر کسی اور سے نکاح کر سکتی؟ اور سجاد گیلانی کو کیسے اس کے مقصد میں کامیاب ہونے دے سکتی ہے؟

"...یااللہ اب آپ ہی میری مدد کریں میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا"

...ایرج ابھی وہیں بیٹھی تھی جب اس کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا

"کون ہے؟"

....ایرج نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا

"تمہیں باہر بلایا جارہا ہے۔"

"میں نہیں آؤں گی...مر جاؤں گی لیکن باہر نہیں آؤں گی۔"

....ایرج نے زور سے چیختے ہوئے کہا

"ایرج باہر آجاؤ اس سے پہلے کے تمہیں زبردستی باہر لایا جائے۔"

ایرج نے بیڈ پر پڑا سرخ جوڑا دیکھا....اس کے ہاتھ کانپنے لگے...یہ لال جوڑا کچھ دیر پہلے اسے پہنا دے کر گئی تھی....آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے....

میری زندگی میں لال جوڑا اگر میں کسی کے لیے پہن سکتی ہوں تو وہ شومیز شاہ ہے... میرا شوہر ہے.... میں "
آگ لگا دوں گی اسے... "ایرج نے وہ لال جوڑا وہاں سے اٹھایا اور کمرے کا دروازہ کھولا.... سامنے دو
.... لڑکیاں کھڑی تھیں

"میڈم آپ کو تیار کرنا۔ "

" .... کیا بکواس ہے "

ایرج انہیں ایک طرف کرتی نیچے اتر گئی تھی.... وہ سیدھا کچن میں آئی تھی.... وہ لال قیمتی جوڑا اس نے کچن
کے فرش پر پھینک دیا.... وہاں بینا سجاد اور دو نوکرانیاں اور موجود تھیں.... ایرج کی آنکھوں میں آنسو
... تھے.... سجاد اور بینا بھاگ کر اس کے پیچھے آئے تھے

.... ایرج کے ہاتھ میں ماچس تھی

ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو میں خود کو آگ لگا لوں گی.... ایک بات کان کھول کر سن لو سجاد شاہ میں "
"صرف اور صرف شومیز شاہ کی ہوں۔

.... ایرج ساتھ ساتھ آنسو بہا رہی تھی

" ... ایرج اچھا دیکھو رکھو اسے... جیسے تم کہو گی ویسے ہو گا "

... سجاد اب آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا

" ....وہیں رک جاؤ سجاد... میں جلا لوں گی خود کو "

.... ایرج نے ماچس کی تلی جلالی تھی

"ایرج پھینک دو اسے... دیکھو ہم باہر جا رہے ہیں۔ "

ایرج نے وہ تلی سوٹ پر پھینک دی تھی.... سوٹ میں آگ بھڑک چکی تھی.... وہ لال جوڑا اب ان دونوں کے درمیان جل رہا تھا... ایرج کچن کے فرش پر روتے روتے بیٹھ چکی تھی... سجاد دوسری جانب سے اس ... کے پاس آیا تھا

"ہاتھ مت لگانا مجھے.... تم غلیظ ہو۔ "

ایرج رو رہی تھی.... اور سجاد سے دور ہو گئی تھی... وہ دیوار کے ساتھ بالکل لگ گئی تھی سجاد اب اس تک .... آکر بیٹھ گیا تھا

"کیوں کرتی ہو اس سے اتنی محبت ؟ "

... سجاد کی آنکھوں میں اب دکھ تھا درد تھا... جو شاید وہی سمجھ سکتا تھا

"...کیونکہ یہ زندگی ان کے نام کر دی"

....ایرج نے روتے ہوئے کہا

سجاد شاہ تم ایک قاتل ہو...اپنی بہن کے قاتل ہو...ہر اس شخص کے قاتل ہو جس نے تمہاری وجہ سے جینا چھوڑ دیا... تم تو اپنی بیوی کے قاتل ہو۔"

....ایرج کے منہ سے اس کے لیے زہر ہی نکل سکتا تھا

"....مت تیار ہو ایسے ہی لے جاؤں گا تمہیں"

...اس نے ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا تھا.....اور اسے زبردستی اٹھالیا تھا

"میرا ہاتھ چھوڑو سجاد شاہ میں تمہارا قتل کر دوں گی۔"

سجاد اسے زبردستی پکڑے ہوئے ہال میں لے آیا تھا....بینا کو اشارہ کر کے دروازہ کھولنے کو کہا گیا تھا جو اس نے کھول دیا تھا....

باہر لان کو سجایا گیا تھا.... تیز ہوا چل رہی تھی....اس سے بھی زیادہ تیزی سے ایرج کے آنسو گر رہے تھے....

"نہیں کروں گی یہ نکاح مار دو گے تب بھی نہیں۔"

....ایرج چیختے ہوئے کہہ رہی تھی

"ماں باپ کی لاشیں دیکھ سکتی ہو؟"

سجاد نے اطمینان سے اس سے پوچھا تھا... اور ایک تصویر اس کے آگے کی جہاں ایک آدمی اس کی ماں اور باپ پر بندوق لیے کھڑا تھا...

"...بے بے ابا"

....ایرج نے سجاد شاہ کو دیکھا

....کچھ مہینے پہلے اس نے ایک شخص کو غلط پہچانا تھا... وہ ہیرا تھا اور اس نے اس شخص کو پیتل سمجھ لیا تھا

لیکن آج جو اس کے سامنے کھڑا تھا اس کو اس نے بالکل ٹھیک پہچانا تھا.... اس کا دل کوئلے کی طرح سیاہ تھا.... اس کے دل میں میل ہی میل تھا.... یہ حقیقت میں شیطان تھا.... ایرج رونا چاہتی تھی لیکن اب اس کی آنکھیں ساتھ نہیں دے رہی تھیں.... وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن آواز نہیں نکل رہی تھی.... ایک پھندا تھا جو اس کے گلے میں باندھ دیا گیا تھا..... اس ٹھنڈی ہوا میں اسے سانسیں روکتی محسوس ہو رہی تھیں....

ابھی مولوی صاحب آئیں گے اور نکاح پڑھوائیں گے تم نے خاموشی سے رضامندی دے دینی اس سے"
"پہلے کہ ایک اور شخص کا میں قاتل بنوں۔

سجاد ایرج کو تنبیہ کرتا باہر نکل گیا.... وہاں زینب اور بینا اس کے پاس تھیں... کتنی ظالم تھیں وہ... کیا انہیں اس کا درد نظر نہیں آرہا تھا.... کیا وہ اتنی سفاک تھیں؟

"... آئیں مولوی صاحب"

.... سجاد شاہ کے ساتھ مولوی صاحب اور چند لوگ اندر آرہے تھے

"آؤ ایرج۔"

.... سجاد نے ایرج کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے سٹیج پر بیٹھایا

"چلیں مولوی صاحب شروع کریں نکاح۔"

.... سجاد نے مولوی صاحب کو نکاح پڑھانے کو کہا

ایرج فاطمہ ولد رشید تمہارا نکاح سجاد گیلانی ولد علی گیلانی کے ساتھ یہ پوری حویلی بطور حق مہر دی جاتی ہے"
"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

ایرج کی نظریں گیٹ کی جانب تھیں.... جیسے معجزے کا انتظار کر رہی ہو.... تیز ہوا کا جھونکا آیا تھا.... اس کو لگ رہا تھا اس کا وجود اس تیز ہوا میں کہیں اڑ جائے گا.... کوئی تو ہو جو اسے اس گناہ سے بچا لے... کوئی تو ہو...

....سوال دہرایا گیا

ایرج فاطمہ ولد رشید تمہارا نکاح سجاد گیلانی ولد علی گیلانی کے ساتھ یہ پوری حویلی بطور حق مہر دی جاتی ہے“

”کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

....ایرج خاموش رہی وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مسل رہی تھی

”ایرج یہ آخری دفعہ ہے اگر تم نے ہاں نا کہا تو میں تمہارے ماں باپ کو مارنے کا پیغام بھیجوا دوں گا۔“

سب لوگ پریشان تھے حتہ کہ مولوی صاحب نے بھی اب پہلو بدلہ

ایرج فاطمہ ولد رشید تمہارا نکاح سجاد گیلانی ولد علی گیلانی کے ساتھ یہ پوری حویلی بطور حق مہر دی جاتی ہے“

”کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

"!نہیں"

جواب آیا تھا.... ہواؤں کا رخ بدل گیا تھا..... وہاں لان میں لگے سبز پودے ہوا کے ساتھ رقص کر رہے تھے.... ایرج نے اپنی نم پلکیں اوپر اٹھائیں..... کون تھا؟ کون تھا؟ جس نے ہواؤں کا رخ بدل دیا؟ کون آیا تھا؟ سجاد گیلانی طیش میں اٹھا... وہاں سٹیج پر بیٹھے اس کے دوست اور مولوی صاحب بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے.... ایرج نے سجاد کے چہرے کو دیکھا جس رنگ بدل چکا تھا.... پھر اس نے گیٹ کی جانب دیکھا...

اور یہ وہ لمحہ تھا... یہ وہ لمحہ تھا جب اس کے حلق سے زور سے ایک چیخ نکلی تھی..... جو اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر روکی تھی.... ایرج اونچا اونچا رونے لگ گئی تھی لیکن آواز منہ پر ہاتھ رکھنے کی وجہ سے دب گئی تھی .....

ایرج بھاگ کر سامنے کھڑے شخص کی طرف جانا چاہتی تھی لیکن کسی نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا.... لیکن سامنے سے وہ شخص چل کر آگے آ چکا تھا.....

نہیں اس کو یہ نکاح قبول ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کا شوہر یعنی کے شومیز گیلانی زندہ ہے ابھی مرا نہیں ہے"

شومیز کے چہرے پر بلا کی مسکراہٹ تھی...ہاتھ دونوں سینے پر باندھے اطمینان سے چلتا ہوا وہ ان کے نزدیک آرہا تھا.....

"اوہ....تو یہ سب جھوٹ تھا بکواس تھی سب....تم زندہ تھے۔"

...سجاد نے جیسے اب یقین کر لیا تھا اور ایرج کا ہاتھ بھی چھوڑ دیا تھا

کزن تمہیں کیا لگا تھا؟ تم مجھے مارنے کے لئے پلان کرو گے اور تم مجھے مار دو گے ؟ جب تک وہ خدا میری موت نہیں لکھتا تم جیسے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

....شومیز کے چہرے کی مسکراہٹ سجاد گیلانی کو اندر تک جلا گئی تھی

"اور شومیز تمہیں کیا لگتا سجاد نے کچی چال چلی ہے ؟ "

....سجاد کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آئی

"...ٹھیک ہے تم زندہ ہو اب تو کھیل کا اور بھی مزہ آئے گا "

....سجاد کا قہقہہ اس تیز چلتی ہوا میں گونجا

"اپنے سو کالڈ شوہر سے کہو تمہیں ابھی کے ابھی طلاق دیں۔ "

....ایرج نے بے یقینی سے سجاد شاہ کو دیکھا.... شومیز کے ماتھے پر بل پڑے

"کیا بکواس ہے؟ سجاد تم واقعی ہی پاگل ہو چکے ہو۔ "

...شومیز نے جھنجھلا کر کہا

ہاں میں پاگل ہو چکا ہوں اور ایرج کے پیچھے پاگل ہو چکا ہوں اگر تم نے اس کو طلاق نا دی تو میں اس کے "
"ماں باپ کا وہ حال کروں گا جو دنیا کو دیکھانے کے قابل بھی نہیں ہو گا۔

....ایرج شومیز کو دیکھ کر اب مزید رونے لگ چکی تھی....وہ کتنی بے بس ہو گئی تھی

شومیز نے بے ساختہ بالوں میں ہاتھ پھیرا....اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کیا کرے؟

سید شومیز گیلانی.... تم تو دوسروں کے لئے روشنی لاتے ہو نا اب دو لوگوں کی جان تمہاری ضد کی وجہ سے "
"....اندھیرے میں چلی جائے گی دو اسے طلاق

شومیز نے ایرج کو دیکھا.... ایرج نے شومیز کو دیکھا.... اور نفعی میں سر ہلانے لگی.... آنسو تھم چکے تھے.... یا شاید سیلاب آنے کا انتظار تھا.... طلاق؟ وہ مر جائے گی...... تو کیا بس یہی تک تھا ان کا ساتھ؟

ہوا شاید رک گئی تھی.... سب ساکت تھے اگر کچھ زور زور سے چل رہا تھا تو وہ ایرج اور شومیز کی دھڑکنیں تھیں..... جن کی آوازیں وہ باخوب سن سکتے تھے

شومیز گیلانی تمہارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اور نا میں اس ڈرامے کو مزید برداشت کروں گا.... جلدی “ کرو... “

..... سجاد بکواس کرنے میں مصروف تھا

“ .... ایرج فاطمہ “

...... کانپتے ہوئے اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے

”! نہیں شاہ “

”ہاں ہاں جلدی دو “

.....ایرج نے روتے ہوئے نفعی میں سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھا

" .....ایرج فاطمہ ولد رشید "

ایرج کو لگا کوئی بہت تیز طوفان آنے کی کوئی پیشگوئی کر رہا ہے.... جس طوفان میں اس کا سب کچھ تباہ ہونے والا ہے۔

" ....میں سید شومیز گیلانی "

....شومیز کے دماغ میں سائیں سائیں ہونے لگی تھی....وہ آج اپنی دنیا کو ختم کرنے جا رہا تھا

" .... تمہیں "

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ "

دونوں نے بے ساختہ ادھر دیکھا جہاں سے آواز آئی تھی....ایرج اسی لمحے بھاگ کر اس جانب گئی تھی.... اس کی بے بے اور ابا سلامت کھڑے تھے... سجاد کے چہرے کے رنگ ایک دم بدل گئے.... غصہ سے پڑتا لال چہرہ لیے اس نے حویلی کے دروازے کی جانب دیکھا تھا...... جہاں ایرج اپنی بے بے کے گلے لگ کر ....اونچا اونچا رو رہی تھی

" ...بہت گھٹیا ہے بے یہ سجاد شاہ"

....حویلی کے دروازے سے باہر اب عالیہ بھی آچکی تھی...داخلی دروازے اب کھل چکا تھا

لیکن ابا اور بے بے کو باہر نکالنے والا تھا کون ؟

.....ایرج نے پیچھے کی جانب دیکھا

....بینا آنکھوں میں آنسو لیے کھڑی تھی.....اس نے ایرج کے سامنے ہاتھ باندھے ہوئے تھے

معاف کر دو ایرج میں تمہارا ساتھ ویسے نہیں دے سکتی تھی.... لیکن آزادی کی جنگ مجھے بھی لڑنی "

"....ہے

" ....بابا جان اماں جلدی باہر آجائیں "

رباب اپنے باپ کے باندھے ہوئے ہاتھ کھول رہی تھی... علی شاہ شرمندگی سے اپنی بیٹی کی جانب دیکھ رہا تھا....وہ بیٹا جس کی خاطر انہوں نے اتناسب کیا وہ انہیں باندھ کر چلا گیا تھا جبکہ یہ بیٹی جس کی خوشیوں کے دشمن وہ خود تھے وہ انہیں آج وہاں سے آزاد کروا رہی تھی....

"رباب میری بچی مجھے معاف کر دینا۔ "

.... علی شاہ نے رباب سے معافی مانگی تھی

بابا جان! بیٹیاں باپ کو معاف نہیں کرتی بلکہ ان کو اپنے دل کا بادشاہ بنا کر رکھتی ہیں.... آپ میرے دل "
"میں بستے ہیں... اور یہاں آپ کی جگہ سب سے اوپر ہے۔

.... علی شاہ نے اپنی بیٹی کو روتے ہوئے اپنے گلے لگا لیا تھا

"میں بہت گناہگار ہوں... بھائی جان کا گناہگار ہوں.... شومیز کا گناہگار ہوں... اس کا قاتل ہوں۔ "

"!وہ زندہ ہے بابا "

....رباب نے جیسے ہی یہ خبر ان دونوں کو دی تھی وہ دونوں حیرانی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

"کہاں ہے؟ شومیز کہاں؟ "

" ...باہر ہے "

حسین شہزاد ایک بھاری پولیس کی نفری کے ساتھ حویلی کے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوئے
.... تھے.... سجاد تو یہ منظر دیکھ کر ہی گڑبڑا گیا تھا.... اس نے اپنی جیب سے پستول نکال لیا تھا

" ... ٹھیک ہے طلاق نہیں دیتے تو ایسے ہی ٹھیک ہے "

سجاد نے وہیں سٹیج پر کھڑے ہی پستول کا رخ شومیز کی جانب کر دیا تھا.... ایرج جو اپنے اماں اور ابا کے پاس .... کھڑی تھی اب اس منظر کو دیکھ کر شومیز کی جانب بھاگی تھی

" ... سجاد شاہ آپ پستول رکھ دیں نہیں تو "

... ایس ایچ او نے کہا تھا

"نہیں تو کیا ہاں ؟ "

.... سجاد نے ایس ایچ او کو دیکھتے ہوئے کہا.... شومیز اس سے تقریباً چودہ فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا

.... ایرج بالکل شومیز کے قریب آچکی تھی

..... سجاد نے ٹریگر پر ہاتھ رکھ کر دبا دیا تھا

ایک

دو

.... تین

.... تین سیکنڈ

....چند لمحوں

.....سب کی زندگیاں ساکت ہو گئیں

..... گولی لگ چکی تھی

اور وہ زمین پر گر چکی تھی.... شومیز نے جلدی سے اسے گود میں لیا تھا....اس کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں ....

....تکلیف اس کے چہرے پر تھی

”تم ؟ تم آگے کیوں آگئی ؟ “

”شومیز کو بچانے کے لئے فاطمہ کو تو آنا ہی تھا “

....وہ تکلیف میں کراہ رہی تھی.... شومیز اسے اٹھانے لگا....وہ اسے اسپتال لے کر جانا چاہتا تھا

“ ... نہیں شومیز گیلانی.... کہیں مت لے جاؤ مجھے....بس “

.....اس کی سانس اب رک رہی تھی

"بس.... ایک احسان کر دو گے ؟ "

..... شومیز بے ساختہ رو پڑا تھا

"ایک.... آخری.... احسان ؟ "

" ....بولو.... بولو "

شومیز نا چاہتے ہوئے بھی اس کے لیے رو رہا تھا.... اس کے لیے جس نے اس کی زندگی پانچ سال تک جھوٹ کے پردے میں رکھی....

" .... بس مجھے مسلمان کر دو.... تمہارا مذہب... بہت خوبصورت ہے.... میں جان گئی "

اس سے بولا نہیں جا رہا تھا... یہ سب اتنا جلدی ہوا تھا کہ اسے سمجھ تک نہیں آئی تھی... کسی کو بھی وہاں سمجھ نہیں آئی تھی... انا کب اس کے سامنے آگئی تھی.... سب حیرانی کے عالم میں یہ منظر دیکھ رہے تھے.... سجاد نے ایک گولی اور چلانی چاہی.... لیکن اب کسی نے اس کے ہاتھ پر نشانہ باندھ کر گولی چلائی تھی جس سے اس کے ہاتھ میں پکڑا پستول زمین بوس ہوا تھا.... اور درد سے کراہ کر رہ گیا تھا..... اور یہ گولی چلانے والا اور کوئی نہیں اس کا باپ تھا.... وہ علی گیلانی تھا.....

"مجھے کلمہ پڑھا دو.... آج میں دل سے اس خوبصورت مذہب پر ایمان لانے آئی ہوں۔ "

.... شومیز پھیکا سا مسکرایا تھا.... وہ بھی تکلیف میں مسکرا دی تھی

"اَشْھَدُ اَنْ"

.... شومیز نے کلمہ پڑھنا شروع کیا

"اَشْھَدُ اَنْ"

.... وہ اس کے پیچھے پیچھے دہرا رہی تھی.... تکلیف اس کی آنکھوں سے واضح تھی

"لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ"

"لَآ...... اِلٰہ.... اِلَّا... اللّٰہُ"

.... تکلیف کے باعث ایک ایک لفظ وہ علیحدہ علیحدہ ادا کر رہی تھی

"وَاَشْھَدُ اَنَّ"

"وَاَشْھَدُ اَنَّ"

"مُحَمَّدًا عَبْدُہ وَرَسُوْلُہ"

”مُحَمَّدًا..... عَبْدُہٗ وَ.... رَسُوْلُہٗ “

....بہت تکلیف میں اس نے یہ سب کہا تھا

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ‘ “

”میں...... گواہی...... دیتی ہوں...... کہ اللہ کے..... سوا کوئی عبادت.... کے لائق.... نہیں ‘ “

....اب وہ انگلش میں اس سے ترجمہ کروا رہا تھا.... اس منظر کو دیکھ کر سب کی آنکھیں اشک بار تھیں

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول “
ہیں۔”

اور میں گواہی دیتی...... ہوں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے “
“ ....رسول ہیں

بس یہی وہ آخری الفاظ تھے جو فاطمہ نے ادا کئے تھے... ہاں اس نام اب فاطمہ ہی تو ہو گیا تھا..... اس نے
....آنکھیں میچ لیں تھیں

“ .....ایس ایچ او صاحب آپ لے جائیں اس قاتل کو “

علی شاہ حکم دے رہے تھے.... سجاد اپنی ہار دیکھ چکا تھا.... وہ ہار چکا تھا.... حق کی جیت ہو چکی تھی.... اور ....باطل ہار چکا تھا

آج پھر سے ایک سید نے مسلمانوں کے لیے مثال پیدا کر دی تھی کہ باطل کے خلاف لڑا جاتا ہے جھکا نہیں " ....جاتا "

....شومیز گیلانی.... تمہاری قسمت میں تو ویسے ہی غلام عورتیں ہیں....پہلے تمہاری ماں غلام... اب بیوی "
"

سجاد کی آواز پر سب کے سب ایک دم منجمد ہو گئے تھے.... کون غلام؟ کیسی غلام؟ شومیز کی ماں؟ غلام؟ کیسے؟ یہ کیا بکواس تھی؟

"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟ "

....شومیز کی گود میں اب بھی فاطمہ تھی

"بکواس نہیں پوچھنا ذرا اپنے اس ماموں جان سے باپ تو تمہارا ویسے ہی پاگل ہو چکا ہے۔ "

" ...لے جائیں آپ اسے بغیرت انسان کو "

......علی شاہ نے غصے سے کہا تھا

فاطمہ کی تدفین کی جا چکی تھی.... رات کا وقت تھا.... شومیز گیلانی اپنے کمرے میں موجود تھا.... وہ اس وقت کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا....

"میں سمجھتا تھا پانچ سال میری زندگی جھوٹ تھی.... لیکن میری تو ساری زندگی جھوٹ تھی۔"

اس کے ہاتھ میں اس کی تصویر تھی جسے وہ اپنی ماں سمجھتا آیا تھا... لیکن وہ تو اس کی ماں تھی ہی نہیں....

"اسی لئے مجھے اس حویلی میں نہیں رکھا گیا تھا؟ تاکہ مجھ پر یہ راز افشاں نا ہو جائے؟ کیا یہی وجہ تھی؟"

شومیز کمرے میں اندھیرا کر کے بیٹھا تھا.....

ایک دم سے دروازہ کھلا تھا.... روشنی اندر آئی تھی.... اور اس روشنی میں چلتے ہوئے کوئی اندر آیا تھا.... وہ اسے محسوس کر سکتا تھا.... وہی تو تھی جو اسے اندھیروں سے باہر لاتی تھی.... اس کے ہاتھ میں کھانے والی ٹرے تھی.... ایرج نے کمرے میں روشنی نہیں کی تھی... وہ شومیز کے پاس فرش پر بیٹھ گئی تھی کھانا اس نے ٹیبل پر رکھ دیا تھا...

"کیا ہوا؟"

ایرج نے اسے خاموش پایا تو بولی...

سوچ رہا ہوں خدا نے تمہیں ہی میرے نصیب میں کیوں لکھا؟ شاید اس لیے کے ہم میں بہت سی باتیں "
"مشترکہ تھیں؟

"اور کیا باتیں مشترکہ ہیں ہم میں؟ "

.... ایرج نے سوال کیا... وہ اندھیرے میں ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پا رہے تھے

یہی کہ تمہیں غلام بنا کر خرید ا گیا اور ساری زندگی تمہاری دھوکے میں گزری اور میں ایک غلام کا بیٹا بن کر "
"پیدا ہوا اور ساری زندگی جھوٹ میں گزاری

..... وہ ایرج کا چہرہ دیکھ سکتا تھا... کیونکہ باہر سے آنے والی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی

شاہ آپ جانتے ہیں؟ اگر ایسے نا ہوتا تو شاید ہم ایک دوسرے کی تقدیر میں نا لکھے جاتے.... تو ہمیں تو خدا کا "
" .... شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں آزمائش کے قابل سمجھا

.... شومیز نے اس کا ہاتھ تھام لیا

میں نہیں جانتا تم میرے کس اچھے کرم کی جزا ہو لیکن خدا نے مجھے ایک بہت بڑی نعمت سے نوازا ہے.... "
"اچھی بیوی کسی نعمت سے کم نہیں ہوتی جو آنکھوں ہی آنکھوں میں سارے غم سمیٹ لے۔

"اچھا کزن کھانا کھالو۔ "

....ایرج نے اسے وہاں سے اٹھاتے ہوئے کہا

"کزن؟"

"ہاں کزن ہی....مجھے تو آج پتا لگا تم ماموں کے بھانجے ہو"

"....ہاں اور تم پھوپھو کی بھتیجی"

....شومیز مسکرایا تھا....اس میں ہنر تھا وہ اسے ہنسا سکتی تھی....وہی تھی جو اسے ہنسا سکتی تھی

....اس کے بعد ایرج نے کمرے کی بتیاں جلا دیں

"...ویسے پھوپھو کا نام رابو ہے ابا نے بتایا"

....ایرج خود ہی بتاتے بتاتے چپ ہو گئی

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں ہم کل ہی ایڈنبرا جا رہے ہیں۔"

"پر کیوں؟"

.....شومیز تو ایک دم سے اس کے فیصلے پر حیران رہ گیا تھا

"وہ... وہ میں چاہتی ہوں کہ بڑے شاہ کا علاج وہاں سے ہو "

" ...ہاں ایرج تم ٹھیک کہہ رہی ہو بابا کو وہاں لے جانا چاہیے "

..... شومیز نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

ایڈنبرا کی ٹھنڈی ہوا نے ان کا استقبال کیا تھا.... ایرج اور شومیز آج اپنے گھر آئے تھے..... وہ اپنے آشیانے میں آچکے تھے... وہ بالکل ویسا ہی تھا.... وہ خوبصورت سا گھر جہاں ایک سکون تھا.... ایرج شناور شاہ کو اوپر اپنے کمرے میں شفٹ کر چکی تھی.... ان کا سامان اس نے سارا ادھر رکھ دیا تھا اور اپنا سامان... اس کی جگہ تو اب شومیز کے کمرے میں تھی..... شناور شاہ کی حالت اب بھی ویسی ہی تھی.... بالکل بچوں کی .... طرح

"آج شام کے لئے آپ کے لیے سرپرائز بھی ہے۔ "

ایرج نے مسکراتے ہوئے کہا.... شومیز اور وہ اپنے کمرے میں تھے... جب ایرج اسے ایک سرپرائز دینے .... کا بتا رہی تھی

"کیسا سرپرائز؟ "

.....شومیز نے اسے نا سمجھی سے دیکھا

"....بس ایک ہے نا... تیار رہنا "

....ایرج اب اسے تنگ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی

" ...ایرج بتادو "

....شومیز اب بضد تھا

"!بالکل بچوں کی طرح ضد کرتے ہو انگریز شاہ "

.... آج ایرج نے اس کا ناک کھینچا تھا

"ہاں کیونکہ دلچسپ لڑکی کے ساتھ ضد کرنے میں مزہ آتا ہے۔ "

...ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ڈور بیل ہوئی

"افف آتے ساتھ کون آگیا؟ "

...ایرج نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

"چلو چل کر دیکھتے ہیں "

وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر نیچے آئے تھے.... ایرج نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا..... سامنے ... ایک بھاری بھر کم عورت کھڑی تھی... اور اس کے پیچھے ایک لڑکی تھی جس کا سر شرم سے جھکا ہوا تھا

" ارے... سرپرائز تو خود چل کر آ گیا "

.... ایرج کی بات پر سب نے اسے ناسمجھی سے دیکھا تھا

" .... ایرج یہ تو وہی نمرہ ہے "

..... شومیز نے ایرج کو دیکھا

"ہاں شاہ یہ وہی نمرہ ہے.... آئیں آپ اندر آئیں۔ "

.... ایرج نے مسکراتے ہوئے اس عورت کا ہاتھ پکڑا اور اندر بلایا

" ... آجائیں.... نا نمرہ تم بھی آؤ "

.... ایرج کا یہ رویہ دیکھ کر نمرہ مزید شرمسار ہوئی تھی.... ایرج ان کو لونگ روم میں لے آئی تھی

" ... آپ بیٹھیں "

..... اس نے رباب کو بیٹھنے کو کہا

"...ایرج بچے میں بہت شرمندہ ہوں میری بیٹی "

....ابھی وہ کچھ اور کہتی ایرج نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا

"... آپ بیٹھیں.... میں ابھی آئی "

ایرج وہاں سے روپوش ہو گئی... شومیز ہاتھ سینے پر باندھے کونے میں لگ کر کھڑا ہو گیا.... نمرہ تو ان سے
.... آنکھیں ملانے کے قابل بھی نہیں تھی

"....بیٹا میں نہیں جانتی تھی میری بیٹی نے یہ سب کیا... میں اس کی طرف سے معافی "

رباب کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے تھے.... سامنے ایک آدمی ڈرا سہما ایرج کے پیچھے کھڑا تھا.... کون تھا وہ؟ شاہ تھا وہ؟ حویلی کا بڑا شاہ تھا؟

"شاہ جی "

رباب جو بیٹھی تھی.... بمشکل وہ کھڑی ہو پائی تھی... اپنے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر اس نے گہرا سانس اپنے اندر کھینچا تھا..... شومیز تو انہیں اس طرح حیران دیکھ کر ہی پریشان ہو گیا تھا اور ایرج؟ وہ کیوں بابا جان کو یہاں لائی تھی؟

"....شاہ جی "

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی شناور شاہ کی طرف بڑھی تھی....وہ تو اسے پہچان ہی نہیں پایا تھا....اس نے کب
.....پہچانا تھا؟ وہ شناور شاہ تھا ہی کب؟ وہ کوئی اور ہی تھا وہ تو کوئی بہت معصوم تھا

"....رباب"

...شناور شاہ نے بس یہی کہا تھا...اور پھر ڈرتے ڈرتے پیچھے ہو گئے

"....رباب مجھے معاف کر دو"

....شومیز نے ایرج کی طرف دیکھا....جو ان دونوں کو دیکھ کر نم آنکھیں لئے ایک طرف کھڑی تھی

نمرہ کی تو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا....اس شخص کی تصویر تو اس نے بچپن سے دیکھی تھی....جسے وہ مرا
....ہوا سمجھتی تھی... یہ تو اس کا باپ تھا

"یہ... یہ...شناور شاہ ہیں؟"

....رباب نے ایرج سے پوچھا جس نے اثبات میں سر ہلایا

"یہ شاہ جی ہیں؟ تو یہ؟ یہ ان کا بیٹا؟ یہ میرا بیٹا ہے؟"

....رباب نے اب شومیز کی جانب دیکھا تھا....جو اس سب کو سمجھنے سے قاصر تھا

”جی یہ آپ کا بیٹا ہے شومیز گیلانی.... یہ آپ ہی کا بیٹا ہے۔ “

شومیز دیوانہ وار اپنی ماں کے گرد لپٹا تھا.... ایرج شناور شاہ کو خود ہی اوپر لے گئی تھی.... نجانے کتنی ہی دیر .... اس گھر میں لوگ روئے تھے... کوئی خاموش آنسو رو رہا تھا تو کوئی اونچا

...وہ سب لونگ روم میں بیٹھے تھے ایرج سب کے لیے چائے بنا کر لائی تھی

تمہارا باپ اس حویلی کی روایات کو ختم کرنا چاہتا تھا شومیز لیکن تمہارے دادا جان بہت ظالم تھے.... “ تمہارے باپ نے مجھ سے نکاح کر لیا تھا... چھپ کے یہ نکاح کیا گیا تھا... کیونکہ وہ جانتے تھے اگر حیدر شاہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ کسی کو نہیں بخششیں گے.... تمہارے باپ کی شادی تمہارے دادا جان نے ایک نامی گرامی خاندان میں کر دی تھی.... لیکن اس سے کوئی بچہ نہیں ہوا تھا.... اور پھر تم نے جنم لیا.... تمہیں مجھ سے چھین کر اسے دے دیا گیا تھا.... وہ تمہیں لے لاہور چلی گئی تھی.... اور پھر نمرہ پیدا ہونے والی ہوئی تو ہمیں الٹرا ساونڈ میں پتا چل چکا تھا کہ بیٹی ہے.... تمہارے والد جانتے تھے کہ اگر نمرہ وہاں رہی تو اس کا ... نکاح بھی قرآن سے کر دیا جائے گا... اس لئے انہوں نے مجھے اسی وقت حویلی سے نکلوا دیا تھا

“ .... تاکہ ان کی بیٹی پر یہ ظلم نا ہو.... وہ ہمیں خرچہ بھیجوائے تھے لیکن کبھی بات نہیں ہوتی تھی

اچھا چلیں پرانی باتیں چھوڑیں... میں تو یہ سوچ سوچ کر پاگل ہوئی جاندی ہاں... میری ساس میری پھوپھو "
"+ استانی بن گئی... انگریزی بھی تو سیکھائی۔

... ایرج کی بات پر وہاں سب نے قہقہہ لگایا تھا... سوائے نمرہ کے

"ایرج تم مجھے معاف تو کر دو گی نا؟ "

"ہاں ہاں کر دیا... یہی سوچ کر دیا کہ میری نند بھی روایتی نندوں کی طرح تھی۔ "

... نمرہ پھر سے ہنس دی

"نند سے بڑ کر تم میری کزن بھی ہو۔ "

.... نمرہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

"رشید بھائی کا کیا حال ہے؟ "

".... ٹھیک ٹھاک ہیں.... چنگے بھلے ہیں "

..... ایرج نے چائے کی پیالی اب انہیں پکڑاتے ہوئے کہا

آسمان پر کالے گہرے بادل چھا چکے تھے.... ایڈنبرا کی ٹھنڈ سے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے.... لیکن یہ ٹھنڈ ہی تو ایڈنبرا کی شان تھی.... اور آج وہ وہاں آئے کھڑے تھے جہاں مل کر ان دونوں نے آنا تھا....

اس نے اپنی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک پیکٹ نکال کر اس کے سامنے کیا.... یہ وہ جگہ تھی جو کاسل کے بالکل مخالف تھی.... وہ اس وقت ہیلیر وڈ محل کے باغیچے میں کھڑا نئے انداز سے اپنی ملکہ کو پرپوز کرنے والا تھا.... کالی شیشوں والی قمیض پر سفید سوئٹر پہنے سرخ پڑتی ناک کے ساتھ وہ اسے تک رہی تھی... کالا پراندہ اس کی کمر پر گر رہا تھا.... اور یہ پراندہ ہی تو اس کی شخصیت کی شان تھا..... اس کی گندمی رنگت ،پنجابی طرز کے کپڑوں اور اس پراندے پر ہی تو وہ مرتا تھا....... سامنے گھٹنوں پر جھکا ہوا شخص اس کے ...سامنے ایک لفافہ لیے کھڑا تھا

وہ لفافہ گول سا تھا... وہاں بہت سے لوگ ارد گرد کھڑے اس کاروائی کو دیکھ رہے تھے.... اور یقناوہ ... انتظار کر رہے تھے کہ کب انگریز شاہ کی دلچسپ لڑکی اس لفافے کو پکڑے گی؟

”ایرج فاطمہ... کیا مجھے یہ حق دو گی کہ میں ہر مہینے تمہیں ایسی چوڑیاں تحفے میں دے سکوں؟ “

اس نے وہ لفافہ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا..... تیز ہوا سے ایرج کا کالا دوپٹہ اڑ رہا تھا....... ایرج نے وہ گول لفافہ کھولا.... سب لوگوں نے تالیاں بجائیں تھیں.... ایرج کے چہرے کی خوشی..... اس کی آنکھوں میں

پھیلتی ہوئی مسکراہٹ شومیز گیلانی کے دل میں اتر رہی تھی.....اس لفافے میں سے لال رنگ کی کانچ کی چوڑیاں نکلی تھیں....

اس نے اب اس شخص کو دیکھا تھا جو کسی کے لیے کالے رنگ کا تھا.... کسی کے لیے سفید رنگ کا ثابت ہوا.... کسی کے لیے لال رنگ کا ثابت ہوا... غرض اسے جس نے جیسا جانا وہ ویسے رنگ کا ثابت ہوا لیکن بہت سے رنگ تھے جو ابھی اس کے کوئی نہیں پہچان سکا تھا....شاید وہ خود بھی.... ابھی تو بہت سے رنگ تھے جو آسمان کے باقی تھے..

ابھی تو کہانی باقی تھی....

ابھی تو زندگی باقی تھی....

ابھی تو رنگ باقی تھے....

ابھی تو صفات باقی تھیں....

ختم شد